(۷۸۵۶۱)

دلیل المتحیرین

رد

خلافت شیخین

رئیس المتکلمین ہند مولوی سید سجاد حسین صاحب مصنف رسالہ سجادیہ۔
و مکتوب التحائف و تصویر غالب و مغلوب نے دلیل المتحیرین میں مرزا
حیرت دہلوی کی خلافت شیخین کے لفظ لفظ کا جواب اس خوبی
سے تحریر فرمایا ہے کہ ناظرین پھڑک پھڑک جائینگے
مصنف ممدوح نے نہایت متانت اور سنجیدگی کو کام فرمایا ہے
اکثر مقامات پر بیساختہ ظرافت بھی
سونے میں سہاگے کا کام دے رہی ہے

یہ کتاب رجسٹری شدہ ہے

سنہ ۱۹۰۹ء

مطبع یوسفی دہلی طبع شد

(طبع اول) ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ (۱۰۰۰ جلد)

اخبار اثنا عشری دہلی

کیا ہے؟ مذہب شیعہ کا سچا ارگن۔ مومنین کا ہوا خواہ۔ اہل بیت رسالت کی بے لوث تقدس بھری تعلیم کا آئینہ۔ افراط و تفریط کا بیخ کن۔ مذہب حقہ کی اشاعت میں ہمہ تن و جان ساعی نصائح ائمہ علیہم السلام کے مہکتے ہوئے پھولوں کا گلدستہ فضائل اہل بیت کا لہلہاتا ہوا چمنستان۔ گلزار نظم و نثر کا گلچین تعلیم یافتہ بیگمات کا دل خوش کن اور تسکین بخش مشغلہ معترضین کے اعتراضات کو باحسن الوجوہ رد کرنیوالا۔ اور آپکی نگاہ کرم کا امیدوار۔ ہر انگریزی مہینے کی یکم۔ ۸۔ ۱۵۔ ۲۳ کو کسی امام کی سوانح عمری کو بہی دلچسپ و لہ(?) پیرایہ ناظرین کرنیکے لئے دہلی۔ کشمیری دروازہ مطبع یوسفی سے نہایت آب و تاب کیساتھ شائع ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ [illegible] پیشگی وصول ہونے پر جاری ہوتا ہے۔

مختصر فہرست کتب مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی

نور الخافقین فی معراج سید الکونین } یہ رسالہ جناب مولوی سید مقرب حسین خان صاحب رئیس جگرانوی کی تصنیفات سے ہے جناب سرور کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کے بیان میں ہے یعنی جو جو حالات ختمی مآب نے شب معراج میں ملاحظہ فرمائے ہیں انکو اسمیں درج فرمایا ہے اور جناب امیر علیہ السلام کی نسبت چند احادیث قدسی مقبولہ فریقین مع ترجمہ درج کی ہیں۔ قیمت فی جلد ۱ر ہے۔

معیار الہدیٰ } یہ کتاب مستطاب بجواب اظہار الہدیٰ کے مصنفہ جہانگیر خان شکوہ آبادی تحریر کیگئی ہے۔ جناب زبدۃ الحکماء و خلاصۃ الاطباء فخر المتکلمین

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

الحمد للہ والمنہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام حسب الخواہش حضرات مومنین کتاب

دلیل المتحیرین

المعروف

خلافت شیخین

من تصنیف جناب مولوی سید سجاد حسین صاحب دام ظلہ العالی مصنف رسالہ سجادیہ وغیرہ

در مطبع یوسفی دہلی باہتمام مالک مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید انبیا حقیر پر تقصیر سجاد حسین بن سید محمد حسین مرحوم و مغفور متوطن بیڑہ سادات
واقع سادات باہرہ ضلع مظفر نگر اپنے برادران ایمانی کی خدمت باسعادت مین عرض کرتا ہے کہ
جناب مستطاب معلی القاب امیر الامرا العظام حامی دین جناب خیر الانام السید محمد مظفر علیخان صاحب
رئیس جانسٹھ ضلع مذکور اصدرے نے جو کہ امیر الامرا سید حسن علیخان صاحب و قطب الملک سید
عبد اللہ خان صاحب مرحوم وزرائے دہلی کی اولاد مین ہین سوم ماہ شعبان کو کہ یہ تاریخ جو جناب
ولادت باسعادت جناب خامس آل عبا علیہ السلام محمود و سعید عقیدہ کی گئی ہے ایک رسالہ مسمی بہ
خلافت شیخین مولفہ جناب والا مناقب عالی مناصب مرزا حیرت صاحب دہلوی مہتمم
کرزن گزٹ حقیر کو بغرض تحریر جواب عنایت فرمایا جسکی جواب دہی اپنا کار منصبی و فرض ذاتی
و فخر دارین سمجھکر محتشم الیہ سے نحیف نے بصد خوشی رسالۂ موصوف لیکر از اول تا آخر معائنہ کیا
تمام رسالہ کا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ شیخین کرام یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ جائز طور پر متمکن
سریر خلافت ہوئے اور انکی حکومت سے اسلام کو فائدہ عظیم پہنچا کل رسالے کے ۲۴۰ صفحہ ہین
از انجملہ صفحہ ۹۵ تک مولف موصوف نے وہ واقعات حوالہ قلم کیے ہین جو انکی دانست مین بنیاد
خلافت کو گاڑ زمین کی شاخون پر پہنچانے والے ہین۔ مابقی صفحات پر انکی سوانح عمری و فتوحات

وحُسن معاشرت وخصلت وعادت کا ذکر کیا گیا ہے امر آخر کا تذکرہ قریب قریب جناب مولوی
شبلی نعمانی پروفیسر مدرسۂ علیگڑھ نے رسالہ الفاروق مین ذکر کر کے رسالہ جات ذیل النظر المسموق
فی سیرۃ الفاروق والذکر الاطلح فی ما افسد عمر واصلح سے جواب باصواب پالیا ہے وہی رسائل
مرزا صاحب کی تسکین خاطر کے لیے کافی ووافی ہین حقیر خلافت شیخین کے اُسی حصے کا جواب
دیتا ہے جسکا تعلق بالخصوص صحت خلافت سے ہو اور جسکے لاجواب ہونے کو مولف ممدوح
نے اپنے اخبار نومبر سنہ ۱۹۰۱ء مین بڑے زور سے مشتہر کیا ہے خدا کرے کہ مرزا حیرت ان اوراق کو
بچشم انصاف ملاحظہ فرما کر امواج تحیرات سے کشتی تخیلات کو کنارۂ عافیت پر پہنچا مین نام اس رسالہ
کا برعایت اسم مرزا حیرت دلیل المتحیرین رکھا گیا وما توفیقی الا باللہ حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولےٰ ونعم النصیر

شروع رسالہ

جبکہ بنظر جوابدہی نحیف نے مرزا حیرت کے رسالہ سے مضامین مندرجہ کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ
تمام مصنفین ومولفین اسلام کی تالیفات مین یہ پہلی کتاب میرے ہاتھ مین آئی جسمین تحمید وتقدیس
الٰہی ونعت رسالت پناہی کو مصنف ذی وقار نے غایت جوش بیان وازدیاد ایقان سے
یک قلم اُڑا دیا ہے سلف سے اسوقت تک یہ قاعدہ جاری چلا آتا ہے کہ ہر مصنف گروہ اسلام بنظر
یمن وبرکت پہلے اجمالاً توحید ورسالت کو بیان کرتا ہے زان بعد اظہار مطلب مین قلم اُٹھاتا ہے
مگر حضرت حیرت بولولۂ اثبات خلافت شیخین انتہائے شیفتگی سے ایسے مستعجل ہوئے کہ خدا ورسول کو بالکل
بھول گئے کیون نہو بہ ثبوت خلافت شیخین کتاب نے حسن تالیف پایا ہو ایسی جگہ حمد ونبی کا کیا
ذکر منشی مادہورام نے اپنے رسالہ مین بخلاف دیگر مصنفین منہود اللہ کی توصیف سے پہلو تہی کی
جسپر آجتک مسلمان کہے جاتے ہین کہ یہ کتاب بے نقص ہو۔ ایسے ہی مرزا حیرت صاحب کا رسالہ
زبان اہل اسلام سے انعام پائیگا ہندؤن مین مادہورام اور مسلمانون مین حیرت پہلے شخص ہین
جنھون نے حمد ونعت سے چشم پوشی اختیار فرمائی۔ مرزا صاحب اس موقع پر اپنے مقلدون کی اشک شوئی

آپ کلام سے یاں حجت کر سکتے ہیں کہ جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جو تمام صفات باری پر مشتمل ہے پہلے صفحے پر لکھدیا ہے لہذا ان مقلدین کے اطمینان خاطر کے لیے لکھا جاتا ہے کہ بسم اللہ ایسی چیز ہے کہ ہر چھٹی چپاتی پر بھی لکھتے ہیں مصنفین و مولفین اول بسم اللہ لکھ کر اُن بعد حمد و نعت لکھا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے خلاف سیرت سلف کیا لہذا اعتراض کیا گیا۔ عجب نہیں کہ یہ اثر نئی روشنی کا ہو۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو حقیر مرزا صاحب کو معذور سمجھکر اپنے ایراد کو اُٹھائے لیتا ہے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان صفحہ اول پہلی سطر سے تا سطر پنجم "

"قرآن مجید نے کوئی فیصلہ خلافت کے متعلق نہیں کیا۔ اگرچہ ہمارے بھائی شیعوں نے بعض آیات قرآنی سے خلافت کے متعلق بحث کی ہے لیکن وہ ایسی بحث ہو کہ الفاظ قرآنی سے اُسکا زیادہ تعلق نہیں ہے۔ ہاں ہمیں شک نہیں کہ مطالب فی معنی کو جو بیان کرنے میں بے انتہا علم و دماغ اور منطق کو کام میں لایا گیا ہے۔ ہم ان تمام بحثوں کو بحیثیت ایک مورخ اور محقق ہونے کے زیادہ وقعت سے دیکھتے ہیں"

جواب سجاد حسین فدائے امیر مومنان

خلافت نبوی جسکے خارج از قرآن ہونے پر مرزا صاحب قسم کھائے ہوئے ہیں ایسا مرتبہ رفیع ہو جسکو بعد منصب رسالت مسلمانوں نے دوسرے نمبر پر اعتقاد کر کے نجات اُخروی کو اُسکے اقرار پر وابستہ و منحصر تجویز کیا ہے چنانچہ سُنی صاحبان منکر خلافت شیخین یا اُنپر کچھ کہنے والے کو قطعی جہنمی بتلاتے ہیں اور شیعہ صاحبان حضرت امیر کے خلیفہ بلافصل نہ ماننے والوں کو صدر نشین اسفل السافلین کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ باتفاق فریقین انحصار نجات اقرار و اعتقاد خلافت پر ہے دیکھو ایسا منصب جلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق و فاروق اعظم نے اُسکے مقابلے میں دفن نبی کی کوئی پرواہ نہ کی۔ لاش مقدس کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں جو بقول صاحب غیاث اللغات محتی المذہب بر جمع بدمعاشان عرب تھا خلیفہ بننے یا بنانے کے لیے چلے گئے یہاں تک

مولوی خلیل احمد صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے کتاب مستطاب ہدایات الرشید کے صفحہ ۱۵۱ پر لکھا ہے کہ شیخین نے دفن سرور عالم پر انتظام خلافت کو اسواسطے مقدم کیا کہ نعش اقدس متعفن ہونے سے محفوظ تھی اگر خلافت کو دفن پر تقدیم نہ دیجاتی اور انصار میں سے کوئی خلیفہ نامزد ہوکر اسلامی مسند پر بیٹھ جاتا تو کشتی اسلام درہم و برہم ہوکر اسطرح غرق ہوجاتی کہ کسی تختے کا پتا نہ لگتا۔ باتفاق شیعہ سنی رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عدم معرفت امام زمانہ کو منجر بمرگ کفر و جاہلیت قرار دیا۔ معزز علماے اہل سنت نے آیہ استخلاف کو بڑے زور و شور کے ساتھ مبشر بخلافت شیخین بنایا اور شیعوں نے خاندان رسالت سے اسکا تعلق ظاہر کیا تعجب ہے کہ ایسے ذی عزت عہدے کی نسبت جو کہ اسلام کا رکن رکین اول سے سمجھا گیا ہے اور جس پر سنی و شیعہ تیرہ سو برس سے برابر لڑتے مرتے چلے آتے ہیں حضرت حیرت خارج از قرآن ہونے کے مدعی ہیں۔ اسپر لطف یہ ہے کہ حیرت سے ذات شریف بھی انہی خلافت کے ثابت کرنے میں دوہرے پٹکے سے کمر باندھ کر نیزۂ قلم سے آمادہ نبرد ہوئے ہیں جسکے ذکر سے اوراق قرآن سادہ نظر آتے ہیں۔ نہ معلوم جناب مرزا صاحب کو کیا ضرورت شدید داعی ہوئی کہ ایسی چیز کے ثابت کرنے میں جسکو فضول و لاطائل و عبث سمجھکر خدا نے قرآن سے خارج فرما دیا توسن کلام کو میدان مباحثہ کو گرم پویہ کرکے گنٹ چھوڑا جس عہدے کا خدا نے فیصلہ نہین کیا اور مقدمۂ خلافت کو بلاحکم اخیر چھوڑکر قرآن کو کامل کر دیا اسکے انفصال کا مرزا صاحب کو کیا اختیار ہے؟۔ ہان اگر کلام مجید مین کوئی ایسی آیت ہوتی کہ اے مسلمانو تمکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جو فرو گذاشت درباب قرآن ہمسے ہوئی ہے اُسکی اصلاح مرزا حیرت کرینگے تو اُسکا ماننا ایسا ہی ضروری ہوگا جیسا کہ ہمارے حکم کا کیونکہ وہ ہنس سرکار ابد پائدار کے مختار عام ہین اُنکا کل ساختہ و پرداختہ بمثل ہماری ذات بابرکات کے ہے۔ تو ضرور تھا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو مصلح قرآن سمجھ کر خلافت شیخین کے اسی طرح معتقد ہوجاتے جیسے کہ مرزا صاحب اُن بزرگان دین کی اطاعت کا مرصع پٹہ اپنے گلے مین ڈالے ہوئے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ باوصف تفحص

ہمکو کوئی ایسی بات نہین ملی۔

مین خیال کرتا ہون کہ ذی عقل اہل سنت غایت تحیر سے انگشت بدندان ہوکر کہین گے کہ چودھوین صدی مین یہ عجیب چمکدار و دنبالہ دار ستارہ نکلے جنھون نے علماے متقدمین سنیہ کی تحقیقات پر جو درباب خلافت قرآن سے کی گئی ہے خط سیاہ لگا دیا بلکہ اُس سے بڑھکر قرآن کو غلط اور خدا کو لغوگو قرار دے دیا کیونکہ جناب احدیت نے بغرض اظہار جلالت شان قرآن فرمایا ہے کہ و لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین، یعنی کوئی چیز از قسم خشکی وتری ایسی نہین ہے جسکے اظہار سے کتاب اللہ ساکت ومعطل ہو شاید مرزا صاحب کے نزدیک خلافت نبوی ایسی مرتبت سے بجدے بے قدر قرار پائی کہ خشکی وتری دونون صفات سے بری ہوکر حدود قرآن سے بارہ پتھر باہر نظر آئی۔

مسلمانون کو اسپر بڑا فخر وناز ہے کہ قرآن ایسی جامع کتاب ہے کہ جس سے ہر بات کی تطبیق ہو سکتی ہے جس چیز کو دیکھو کلام مجید مین موجود ہے مگر ہر شخص قوت استنباط نہین رکھتا قرآن کے دقائق کو اُسی گروہ نے سمجھا ہے جنکے گھر مین وہ آسمان سے آیا تھا یا وہ بزرگوار سمجھتے ہین جنھون نے اُنسے فیض پایا ہے۔ اسکے متعلق بہت سے شواہد وحکایات ہین چونکہ اختصار منظور ہے لہذا صرف ایک بات پر اکتفا کرتا ہون۔

مشہور ہے کہ معاویہ کی ڈاڑھی کچھ بہت لمبی چوڑی نہ تھی بلکہ زنخدان مبارک پر چند بال باریک سے تھے جو کہ گہری ودقیق نظر سے بدقت شدید مشاہدے مین آسکتے تھے۔ ناظرین رسالہ بنگاہ خیال دیکھ سکتے ہین کہ باین ہیبت وشان امیر صاحب کا چہرہ کیسا خوشنما ہوگا۔ امام حسن علیہ السلام کی ریش مقدس چونکہ ہر مقام سے بھری ہوئی تھی لہذا بر سبیل مطائبہ ومزاح معاویہ صاحب نے پوچھا کہ آپ کے جد پر جو کتاب نازل ہوئی ہے وہ ہر خشک وتر پر شامل ہے۔ آپ چونکہ غوامض قرآنی پر بہ تعلیم رسول پوری واقفیت رکھتے ہین لہذا بتلائیے کہ میری اور آپ کی ڈاڑھی کس آیت کے تحت مین آسکتی ہے؟۔

حضرت معاویہ کمال ایمان سے بجائے خود یقین رکھتے تھے کہ رطب و یابس ایک فضول و بے معنی لفظ ہے۔ ڈاڑھیوں کے ذکر سے قرآن کو کیا نسبت۔ امام عاجز ہو کر سرنگون ہو جائین گے مگر بحکم الحق یعلو ولا یعلےٰ حجت خدا کو کون عاجز و ساکت کر سکتا ہے۔ آپ نے بلا غور و تامل سورۂ اعراف کا یہ آیۂ مبارکہ تلاوت فرمایا والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا یعنی زمین پاک و طیب مین روئیدگی اچھی ہوتی ہے اور شور و کلر و جنجر و بنجر و ادسر وغیرہا مین خال خال تنکے ہوتے ہین۔ مراد یہ کہ ہماری طینت چونکہ پاکیزہ ہے اور تمہاری بخلاف اسکے لہذا یہ صورت ہویدا ہوئی۔

ناظرین! اسی مضمون کو شیخ سعدی نے بھی دوسرے لفظون مین بیان کیا ہے "در باغ لالہ روید و در شور بوم خس" یا یہ کہ "زمین شور سنبل بر نیارد" پس مرزا حیرت کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ باوصف ادعائے اسلام بلباس مسلمانی قرآن پر ایسا حملہ کرین جس سے اسکے اقتدار مین فرق آجائے حضرت حیرت پر واجب ہے کہ کسی عالم قرآن کے سامنے کتاب مذکور پر نظر ثانی فرمائین۔ انشاء اللہ قرآن کو ذکر خلافت سے خالی نہ پائین گے "خیرے عیب او جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو" حقیر از جانب خود و جمیع شیعیان مرتضوی حضرت حیرت کی بعض راستبازی کا جو خلاف عادت بحکم قدرت بلا ارادہ انکے قلم کی زبان پر جاری ہوئے شکریہ ادا کرتا ہے اور وہ یہ کہ صاحب موصوف نے اپنی تحریر مصرحہ بالا مین دلائل و وجوہات شیعہ کا جنمین انتہا کا دماغ و علم منطق صرف کرکے مسئلہ خلافت کا استخراج و استنباط قرآن سے کیا گیا ہے بحیثیت ایک جدید محقق و مورخ ہونے کے قابل وقعت سمجھکر عزت کی نگاہون سے دیکھا۔ جو مباحث کہ حسب تسلیم مرزا حیرت محققانہ نظر سے دیکھنے کے قابل ہین تو کیا انپر یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ دلائل لغو اور بے سروپا ہین اور محض ذہنی خیالات کے گھوڑے دوڑائے گئے ہین۔ نہین۔ ہرگز نہین۔ بلکہ وہ دلیلین ایسی مستحکم و استوار ہین کہ آجتک کوئی عالم اہل سنت انکے جواب کا متکفل نہین ہوا جناب شیخین رضوان اللہ تعالے کا نفاق اور حضرت امیرؑ کا خلیفہ بلا فصل ہونا ایسا مسئلہ ہے کہ جسکی۔

جواب ہی آجتک علمائے گروہ سُنیہ سے نہین ہو سکی حضرات موصوف ہزار ہزار تدبیر کرکے
انواع انواع کی الٹ پلٹ کرتے رہتے ہین مگر ان حضرات سے باین کدو کوشش ممکن نہوا کہ
شیخین کی پیشانی مبارک سے کفر و نفاق کا قشقۂ صندلین سواد مداد کر لک قلم سے دھو دھلا
اور گھُوچ گھُوچ کر ایمانداری کا چمکدار ٹیکا لگا دیتے۔ دیکھو مفتی محمد قُلی صاحب اعلی اللہ مقامہ
فی فرادیس الجنان صاحب تشئید المطاعن نے رسالۂ نفاق الشیخین باین متانت و رزانت
لکھا ہے کہ باوصف انقضائے زمانۂ کثیر تا حال کسی عالم سنت کو اُسکے مقابلہ مین سر اُٹھانے کا
یارا نہین ہوا بھاری پتھر سمجھ کر سب نے چھوڑ دیا۔ اِس حقیر و ذلیل نے بھی رسالۂ سجادیہ مین ثابت
کر دیا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضوان اللہ تعالی ایمان صحیح کی گٹھری سر پر رکھکر نہضت فرمائے عالم
بقا نہین ہوئے بلکہ پشتارۂ بدعات کمر پر لادکر گام فرسائے ملک عدم ہوئے ہین مگر افسوس ہے
کہ وہ رسالہ آجتک بچشم امید علمائے اہلسنت کو دیکھ رہا ہے کہ مجکو بھی ترچھی نگاہ سے سرفراز
فرمائین۔ لیکن اُنکی پُر رعب اور ڈرانی صورت سے ایسے خوف زدہ ہو رہے ہین کہ کوئی
صاحب نگاہ بھر کر نہین دیکھتے۔ محمد قاسم ساکن بھلیٹرہ ضلع مظفر نگر نے مدرسۂ دیوبند سے
تعلیم پاکر خیل جہلا و ارازل اسلام مثل دُھنے جولاہے وغیرہ مین اپنا رنگ جمانے اور
کھانے کمانے کا ذریعہ بہم پہنچانے کی غرض سے اُسکا ایک جواب لکھا تھا جسپر ۲۴ جنوری (سنہ ۱۸۹۴ع)
کو حقیر خانہ پر اجماع علمائے فریقین ہو کر ایک بڑا جلسۂ مناظرہ ہوا۔ علمائے اہل سنت جو کہ
دار العلم دیوبند شریف و دیگر مقامات متبرکہ سے تشریف لائے تھے نہ تو جواب محررہ
محمد قاسم کی توثیق کر سکے اور نہ بر ثبوت نفاق شیخین اُنکے با ایمان مرنے پر کوئی دلیل
لا سکے۔ رسالۂ سجادیہ مؤلفہ حقیر اور اُسکے جواب عطیہ محمد قاسم صاحب کے معائنے سے ہر دیکھنے
والے پر واضح ہو جائے گا کہ اہل سنت کے خلفا کیسے ایماندار تھے اور وہ اُنکا با ایمان مرنا
ثابت کرنے مین کیسے شکستہ قلم و پا جستہ درست ہین۔ اسیطرح جو وجوہات حضرت امیرؑ کے خلیفہ
بلا فصل ہونے پر علمائے شیعہ نے حوالۂ قلم کیے ہین اُنکا رد منجانب علمائے سنیہ نہین ہو سکا

حالانکہ عقلاً اُسکا رد کرنا حضرات اہل سنت پر ضروری تھا کیونکہ وہ ثبوت بہ مقابلہ انکار علمائے
اہل سنت پیش کیا گیا ہے الحاصل اگر شیعہ نے درباب اثبات خلافت از قرآن ایسی بحث کی
کہ جسکا بقول حضرت حیرت الفاظ قرآنی سے کوئی زیادہ تعلق نہیں اور محض ذہنی خیالات کے
ایچ پیچ کو علمی و منطقی کو ملمع کر دیا ہے تو صرف خیالی و ذہنی باتوں کو یہ اقتدار کیونکر حاصل
ہو گیا کہ مرزا حیرت نے انپر اقتدار و وقعت سے نظر کی - اگر جناب حیرت ایسے ذی رتبہ مورخ
و محقق ہیں کہ دلائل پوچ و لچر کو عزت کی نگاہ سے دیکھا تو ان کی تحقیق و تاریخ دانی پر
بادی النظر میں ایسا گہرا دھبا لگتا ہے جسکا چھوٹنا انگریزی صابون کے گروہوں سے بھی
ناممکن معلوم ہوتا ہے جناب مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ وہ ایسی بحث ہے کہ الفاظ قرآنی
سے اُسکا زیادہ تعلق نہیں ہے اس سے ثابت ہوا کہ زیادہ تو نہیں مگر کچھ کم تعلق ہے الحمد للہ
کہ وہ تھوڑا ہی ثبوت ایسا ہے کہ مرزا حیرت کو سوائے ازیں کہ مسند تحقیقات پر بیٹھ کر
با وقعت نگاہ سے دیکھیں کوئی دوسرا راستہ نہ سوجھا اس موقع پر تحریر مرزا صاحب سے دو باتیں
معلوم ہوئیں اول یہ کہ دلائل شیعہ فی الواقع ایسی مضبوط و غیر منفک و لاینحل ہیں جنکا ابطال
و دفعیہ حضرت حیرت کی قوت دماغی و سرمایۂ علمی سے بمرتبہ بڑھا ہوا ہے کہ بدل خواستہ و
ناخواستہ انتہائے انصاف و محققانہ و مورخانہ نظر سے انھوں نے انپر نگاہ لطف ڈالی
دوم یہ کہ بصورت غلط و بے سروپا ہونے کے جناب حیرت ایسے نقاد و خوش دماغ
ہیں جن کے امکان سے اچھے برے میں تمیز دینا خارج ہے زیادہ سے زیادہ وہ یہی
قابلیت رکھتے ہیں کہ غیر واقعی دلائل کو باوقار نظروں کے سوا کسی دوسری آنکھ سے نہ دیکھ
سکیں اللہ اکبر انعام خدا اسی کو کہتے ہیں کہ چودھویں صدی میں طائفہ بکریہ سے ایک شخص
محقق و مورخ ہونے کا دعویٰ کر کے نتیجہ تحقیقات یہ نکالے کہ شیعہ کے دلائل جو کہ بہ ثبوت
خلافت مرتضوی قرآن سے مستخرج ہوتے ہیں وہ ایک محقق کے نزدیک وقعت کی نظر سے
دیکھے جانے کی حیثیت رکھتے ہیں واضح رائے ارباب دانش ہو کہ مرزا حیرت صاحب نے تحریر

فرمایا ہے کہ قرآن مجید نے کوئی فیصلہ خلافت کے متعلق نہیں کیا اور اس سے بظاہر دو مطلب پیدا
ہو سکتے ہیں اول یہ کہ کلام پاک میں ذکر خلافت مطلق نہیں ہوا دوم یہ کہ تذکرہ تو ہوا مگر نام کسی
خلیفہ کا نہیں لیا گیا امر اول کے اعتقاد سے مرزا صاحب دائرہ اسلام سے باہر قدم نکالتے ہوئے
نظر آتے ہیں کیونکہ آیہ مبارکہ استخلاف انما ولیکم اللہ اولی الامر راسخون فی العلم
وغیرہا کا عقلاً خلافت سے تعلق ہے جو مسلمان آیات بالا کو مبشر بخلافت
نبوی نہ جانے گا وہ صرف گوشت خور مسلمان کہلائے گا۔ امر دوم اگر یہ صورت ہے کہ قرآن
پاک بر سبیل اجمال نازل ہوا ہے تفصیل وتشریح جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی
ہے۔ دیکھئے اصحاب رسول کی مدحت و مذمت میں آیات بلکہ سورتیں نازل ہوئی ہیں مگر کسی
ممدوح یا مذموم صحابی کا نام نہیں لیا گیا رسول مقبولؐ نے جنکو مومن یا منافق فرمایا انکو ہم نے
اسی طرح مان لیا کہ گویا قرآن میں اُن کا نام لکھا ہوا ہے ملاحظہ ہو کہ صرف لفظ زکوٰۃ وصلوٰۃ
قرآن میں وارد ہوا ہے مگر تعداد رکعات نماز و تعداد زکوٰۃ کا بیان نہیں ہوا رسالتمآب نے
فرمایا کہ نماز اس طرح پڑھو زکوٰۃ اس حساب سے دو ایسے ہی آپ نے ہمکو خلیفہ کا نام بتا دیا
وہ بھی ایک کا نہیں بلکہ بارہ کا۔ بروایات صحیح بخاری ومسلم وصحیح ابن داؤد و جمع
بین الصحیحین وغیرہا رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے بارہ خلیفہ ہونگے
اور سب راہ نیک پر چلنے والے اور ہدایت امت کرنے والے چنانچہ حضرات اہل سنت نے
ان بارہ خلفا میں یزید و مروان وغیرہا کو بھی داخل کیا ہے اور شیعہ نے صرف دوازدہ
امام کو سمجھا ہے بنظر اطمینان حضرت حیرت بخاری شریف کی ایک حدیث نقل کی جاتی ہے جسمیں
بارہ خلفا کی آنحضرت نے بشارت دی ہے۔ جابر بن سمرۃ سے منقول ہے قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش پس ثابت ہوا کہ
مسئلہ خلافت کا قرآن میں اسیطرح فیصلہ ہوا کہ جسطرح نماز کی رکعات و تعداد زکوٰۃ و مومن
ومنافق وغیرہ کے نام کا مگر وہ فیصلہ ادھورا نہیں رہا بلکہ بزبان خدا یعنی رسول مقبول کے

بیان سے پورا ہو گیا فرق اشارتاً کہ اہل سنت نے خلیفۃ اللہ وخلیفہ رسول معاویہ ویزید
ومروان وعبدالملک وغیرہ ہا کو سمجھا جن پر لوگ نفرین کرتے ہیں اور شیعہ نے بے انتہا علم و
دماغ ومنطق صرف کر کے اُن بزرگواروں کو نبی کا قایم مقام بدلائل معقولی ومنقولی ظاہر کیا
جنکو مرزا حیرت نے وقعت کی نگاہ سے دیکھا بعد ازیں یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ جناب مرزا صاحب نے منجملہ دو حالت مفروضہ تذکرۂ بالا کے کس بات کا اعتقاد کر کے یہ فقرہ
لکھا ہے کہ قرآن میں درباب خلافت کوئی فیصلہ نہیں ہوا خود تحریر مرزا صاحب سے ہویدا ہے
کہ اُن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خلیفہ کے نام کا ذکر نہیں ہوا بلکہ حضرت ممدوح کا صاف طور پر
بیمنشا ہے کہ قرآن میں خلافت نبوی کے متعلق کوئی فقرہ یا جملہ ہی نہیں ہے ملاحظہ ہو کہ
مرزا صاحب اپنی تحریر میں شیعہ پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ انھوں نے قرآن میں حضرت امیر
کا نام لکھ دیا ہے بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ شیعہ نے بعض آیات قرآنی سے خلافت کے متعلق بحث
کی ہے لیکن وہ ایسی بحث ہے کہ الفاظ قرآنی سے اسکا زیادہ تعلق نہیں ہے ہاں اسمیں شک
نہیں کہ مطالب ذہنی کے چسپاں کرنے میں بے انتہا علم و دماغ او منطق کو کام میں لایا گیا ہے
یہ مضمون صاف بتلا رہا ہے کہ شیعہ نے محض قوت ذہنی سے بذریعہ منطق استخراج خلافت
قرآن سے کیا ہے ورنہ الفاظ قرآن سے خلافت کا زیادہ تر تعلق نہیں چونکہ بموجب
آیات کلام مجید میں ذکر خلافت ہے لہذا سمجھا گیا کہ با نکار تذکرہ خلافت
مرزا صاحب سنی مسلمان بھی نہیں ہیں میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ اہل سنت
جو کہ آیۂ استخلاف کو مبشر بہ خلافت شیخین جانتے ہیں جناب حیرت کے قرآن دان
مسلمان ہونے میں تامل فرما کر اُن سے دست و پنجہ ہوں گے کہ جناب آپ نے یہ کیا مضمون
لکھ دیا جسکا سر پیر ندارد ہے تذکرۂ خلافت سے جو اوراق قرآن کو مرزا صاحب نے خالی
تبلایا ہے اور اس جرم میں ہم نے اون کے بدن سے قبائے اسلام بلا تکان اوتار لی ہے
لہذا مرزا صاحب علماء اہل سنت سے سارٹیفکٹ ایمانداری حاصل کریں ورنہ شل برہنہ گان

محشر ننگ عریانی اُن کے لئے باعث حجاب ہوگا

تحریر مرزا حیرت مدد گار شیخ صاحبان صفحہ اول سطرہ لغایت سطرے صفحہ (۲)

علمائے شیعہ نے جو جو قابل قدر بحثیں اس مسئلہ خلافت میں کی ہیں اُن سے کسی طرح بھی چشم پوشی نہیں کیجا سکتی ہر موقع پر داد دینے کو جی چاہتا ہے اور ہر پہلو پر آفریں کہنے پر مجبور ہوتے ہیں بڑی تعریف کے قابل یہ بات ہے کہ جس بحث کو اُٹھایا ہے اُسے ایک حد خاص تک اچھا نباہا اور ایسا نباہا کہ ایک بے تعصب مورخ انکی ضرور داد دے گا۔ خلافت اور خلفاء کے متعلق انکی اکثر دلچسپ بحثیں دیکھی گئیں ہیں اور کل بحثیں اپنی جگہ ایک خاص وقعت رکھتی ہیں جنھیں تعصب کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی بڑی بڑی لاجواب کتابیں اس اہم اور لاینحل مسئلہ کی نسبت تصنیف ہوئیں اور ان پر تمام مذہبی علوم کا اسقدر زور لگایا گیا کہ کوئی پہلو باقی نہیں رہا بہت سی باتیں جو بالکل تاریکی میں پڑی ہوئی تھیں روشنی میں آگئیں اور بہت سے امور جن پر تیرہ سو برس سے پردہ پڑا چلا آتا تھا آخر اس اسلامی صدی کے آغاز میں اٹھا دیا گیا

جواب سجاد حسین خاک پائے امیر مومناں

حقیر مرزا حیرت کی تحریر دیکھ کر غرق دریائے تحیر ہے ہرگاہ وہ خود بالفاظ صریح معترف ہوئے ہیں کہ شیعہ نے درباب خلافت و دیگر امور مذہبی ایسی بحث کی ہے کہ کوئی پہلو نہیں چھوڑا ہر بات کو ایسا نباہا کہ بیساختہ طبیعت داد دینے پر مجبور ہو جاتی ہے اور قلب سے صدائے آفریں نکلتی ہے لیکن چشم تعصب اُن مباحث کو نہیں دیکھ سکتی مگر بے تعصب مورخ ضرور اسبات کی داد پر آمادہ ہو جاتا ہے لہذا مرزا صاحب پر واجب تھا کہ اپنے دینی بھائیوں کو سمجھا دیتے کہ شیعہ نے جو مذہبی مباحث میں کتابیں لکھی ہیں وہ یہ قابلیت رکھتی ہیں کہ صدائے تحسین و آفرین بلند کر کے اون کے محققانہ و مدققانہ تحقیق و تنقیح کو بلا تعصب منصفانہ نگاہ سے دیکھ کر ہدیہ داد خوشدل کیا جائے کیونکہ انھوں نے بے مثل و لاجواب کتابیں لکھکر ہماری آنکھوں سے اُن سیاہ پردوں کو اُٹھا دیا جو کہ تیرہ سو برس سے ہم لوگوں کو ظلمات حیرانی میں ٹھوکر یں

کھلا رہے تھے اِن لوگوں کے شکریہ سے پہلو تہی کرنا مرغ انصاف کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے
نتیجہ یہ ہوتا کہ جمیع حضرات اہل سنت مرزا صاحب کی انصاف بھری تقریر سنکر بعد ادائے شکریہ
اندھیری کوٹھڑی سے نکل کر دیکھ لیتے کہ منکرین خلافت مرتضوی کے منھ کا شیعہ نے رشتۂ کلام
سے کیونکر بخیہ کیا ہے - مرزا حیرت ایک دفعہ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آئے تھے لیکن بارگاہ
پر نور کی چمک دمک سے اپنے خیرہ چشم ہوئے کہ پھر اپنی گھونسلے میں جاکر جس پر تعصب کے
سیاہ پردے پڑے ہوئے تھے بطرز قدیم نوا سنج ہونے لگے یعنی خلافت شیخین کے ثابت کرنے
میں جس کے اظہار سے بقول انہیں کے قرآن حالت سکوت میں ہے منقار قلم سے چہچہ زن ہوئے
ہیں ہٹ دھرم و نا انصاف ایسے ہی حضرات کو کہتے ہیں کہ ایک دفعہ امر حق کا اقرار کر کے
پھر گریز و فرار اختیار کریں اگر مرزا صاحب نے دایۂ انصاف کی گود میں پرورش پاکر لوریاں
کھائی ہوتیں تو تحقیقات شیعہ پر آمنّا و صدقنا کہہ کر حضرت امیر کی خلافت کے معتقد ہوتے بلکہ
جوش ایمان سے کوئی جدید مضمون حسب مذاق زمانہ وقف قلم کر کے اُن لوگوں کے ہادی بنتے
جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے یا یہ کہ اگر شیعہ نے محض زور علمی و قوت دماغی
و صرف منطق سے خلاف واقعہ باتیں درج کتب کی ہیں تو اُن تمام ترجیحات و دلائل کو
باطل کر کے فریقین کو دکھلا دیتے کہ جو کتابیں آجتک لاجواب پڑی ہوئی تھیں اُنکو ہم باطل
کر کے اصلی راز سے بے خبران کو چہ حقیقت کو آگاہ کئے دیتے ہیں مرزا حیرت صاحب نے
چونکہ کسی مضمون شیعہ کو باطل نہیں فرمایا بلکہ اُسکے قابل داد ہونے کو تسلیم فرما کر اُن لوگوں
کو متعصب بتلایا جنھوں نے دلائل و وجوہات شیعہ کو احول چشم ہوکر دیکھا - لہٰذا خود بیان
مرزا صاحب سے جو کہ بمقابلہ شیعہ مدعیانہ حیثیت سے معرض وقوع میں آیا ہے سمجھا گیا
کہ مسئلہ خلافت قرآن پاک میں موجود ہے اور خدا و رسول نے اُسکا فیصلہ مکمل طور پر کر دیا ہے ناقص
و نا تمام نہیں چھوڑا اہل اسلام کے توسن تحقیقات کی آنکھوں پر جو اندھیری پڑی ہوئی تھی اُسکو
جانگسوزان شیعہ نے بایں عنوان اُتارا کہ اشہب خیال کی بے نور آنکھیں ایسی روشن ہو گئیں

کہ جیسے سرمہ بلورے ہوا کرتی ہیں علمائے شیعہ نے نشترِ تحقیقات سے کورنظروں کی آنکھ کا وہ
جالا ہٹا دیا جو کہ تیرہ سو برس سے ایک دبیز و گاڑھا پردہ بنکر اُن کی آنکھوں پر پڑا ہوا تھا شیعہ
کا کام یہی تھا کہ کاردِ قلم سے اندھوں کی آنکھ وہ سپید ٹینٹر اجس سے مسئلہ خلافت اُن کو قرآن
میں دکھلائی نہ دیتا تھا چھیل کر تجلی بخش عینک چڑھا دیویں چنانچہ باعتراف مرزا حیرت دہلی
خصلت اُنھوں نے تیزاب کلام سے اُس پھوڑے کو ایسا اوڑا دیا کہ جو چیزیں تاریکی میں پڑی
ہوئی تھیں وہ صاف و شفاف نظر آنے لگیں اسپر بھی اگر کوئی آنکھ کھول کر آیات خدا کا
مشاہدہ نہ کرے اور خواہ مخواہ اندھا بنتا ہے اسکے لئے سوائے اس انعام کے کہ گر نہ بیند
بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ اور کچھ تجویز نہیں کیا جا سکتا بسا اوقات دیکھا گیا
اور سماعت میں آیا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ کسی کے ذی حق ہونے کو مان لیتا ہے وہی آدمی
دوسرے وقت اپنی مانی ہوئی بات کے درپے تکذیب ہو کر مٹانے اور برباد کرنے پر آمادہ
ہو جاتا ہے بہدایت روضۃ الاحباب وغیرہا بیعت کے قصہ میں حضرت ابوبکر صدیق نے احتجاج
مرتضوی کو محکم و استوار سمجھ کر اقرارِ خلافت حضرت امیر کیا مگر بالآخر وہی عمل فرمایا جس کا
ارادہ بہت مضبوطی کے ساتھ پہلے سے کر چکے تھے حضرت فاروق نے مسائل مشکلہ کی دلدل
میں پھنس کر یا علی ادرکنی کہا فوراً جناب امیر نے اُن عقدہ ہائے لاینحل کو حل کر دیا جس کا
شکریہ اُنھوں نے لولا علی لہلک عمر کے صاف لفظوں سے ادا فرمایا مگر بایں ہمہ اُنکی ذات
میں عجیب مزاج قائم کر کے لائق منصب امامت نہ سمجھا اور امرِ خلافت کو اپنے معتمد پنچوں کے
پنجہ میں دے دیا جناب معاویہ فضیلت و حقیقت جناب امیر کے قائل تھے مگر آن واحد کے لیے
تلوار کو وقف نیام نہ کیا مدام لڑتے بھڑتے رہے حضرت ممدوح الصدر امام حسن کو رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ کا پیارا نواسہ اور پارۂ جگر جانتے تھے مگر انھیں کا جگر زہر سے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا بی بی عایشہ صدیقہ کو ضجیعۂ رسول و پیاری بی بی جانتے تھے مگر انھی معظمہ کو مدینہ میں
بجرم انکارِ بیعت یزید ایک خس پوش گڑھے میں ڈال کر مار ڈالا دیکھو رسالہ اصل الحقیقت

بروالتحقیق مولفہ حقیر خلفائے بنی امیہ وعباسیہ ہمیشہ خلوت وجلوت میں ائمہ کے وارث
دین وقائم مقام سید المرسلین ہونے کو مانتے رہے مگر بااینہمہ اسی خاندان کا ایسا قلع قمع
کیا کہ بیلوں کتب تواریخ اُن واقعات سے مملو وشحون ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب نے تحقیقات
شیعہ کا عظیم المرتبہ ہونا تسلیم کرکے یہاں اُس ذی قدر وقابل داد تحقیق کے خلاف جس پر نعرہ
آفرین بلند کرتے تھے بہ ثبوت خلافت شیخین ایک نئی راہ تجویز کرکے کتاب لکھی لہذا سمجھا گیا
کہ مرزا صاحب بھی مثل اشخاص موصوف الصدر بعد اقرار کے انکار کرنے والے ہیں۔ چونکہ انھوں
نے بہت جانچا ہی سے شیخین کی خلافت ثابت کرنے میں قلب کو چیر کر ایک جدید سڑک نکالی
ہے نظر برآں یہ حقیر اس درے کو اپنے چھیکتے ہوئے جوتہ اور مضبوط نعل سے بند کرتا ہے کہ مرزا صاحب
یا اون کے مقلد ہزار کدال لگائیں مگر مجوبارہ نہ ٹوٹے شاید بعض اہل سنت تعجب فرمائیں کہ مرزا
صاحب نے علمائے شیعہ اور اُن کے محققانہ تحریرات کی کیوں ایسی تعریف کی جس سے زیادہ کوئی
توصیف ہو نہیں سکتی اور کتب شیعہ کو کیوں لاجواب وقابل قدر وآفرین بتلایا بنابراں اُنکا
شک وفع کرنے کی غرض سے عرض کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب ہی پر موقوف نہیں اہل سنت ہمیشہ
شیعہ کے علماء کی مدحت سرائی فرماتے رہے ہیں چنانچہ متقدمین سنیہ نے محقق نصیر الدین طوسی
علیہ الرحمۃ وشیخ مفید رضوان اللہ تعالیٰ وسید مرتضیٰ علم الہدیٰ وسید رضی کی ایسی جامع الفاظ
میں تعریف کی ہے کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے جس پر وہ الفاظ محیط نہ ہوں بس اگر مرزا صاحب نے
بھی امر حق سے زبان کو تازگی دی تو کیا بیجا کیا ملاحظہ ہو کہ علمائے شیعہ نے حضرت امیر کی
خلافت بلافصل ثابت کرنے کی غرض سے دو ہزار منطقی دلیلیں لکھ کر کتاب الفین لکھ ڈالی
جسکا ذکر شاہ صاحب نے بھی تحفہ میں کیا ہے تحفہ اثنا عشری مولفہ جناب شاہ عبد العزیز کے
تمام ابواب کے جواب میں دس (۱۰) جلدیں لکھ کر اہل سنت کے ہاتھ میں دیدیں باب دہم میں شاہ
صاحب ممدوح نے مطاعن شیخین کا انکار کیا صاحب تشئید المطاعن نے ہر خلیفہ کے طعن کو علمائے
قدیم اہل سنت کے بیان سے ثابت کر دیا قصہ دوات وقلم وجیش اسامہ وسورہ برات وقضیہ

فدک وخانہ سوزی سیدہ و زہر خورانی معاویہ و تیر اندازی عایشہ بجنازہ امام حسن کو بایں
عنوان ثابت کیا کہ آج تک کسی سنی کو جرأت جواب دہی نہوئی اور نہ ہوگی اسیواسطے مرزا صاحب
نے اون کتب کو اپنی تحریر میں لاجواب تسلیم کیا باب ہفتم مندرجۂ تحفہ کے جسکا تعلق بحث امامت
سے ہے تقریبًا ۵۰۰ ورق ہیں اُس کے جواب میں تیس جلدیں بھی بہ عبقات الانوار لکھی گئیں
جس کے مجموعًا پچاس ہزار ورق ہیں منجملہ اُن مجلدات متبرکہ کے دس جلدیں چھپ چکی ہیں اور باقی
کی طبع کا اہتمام ہے انھیں کتابوں نے خلایق کی آنکھوں سے اُن کالے پردوں کو اٹھا دیا جو کہ
تیرہ سو برس سے حسب اقرار مرزا صاحب کور باطنوں کی آنکھ پر پڑے ہوئے تھے خداے علام کا
تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کے ایسے مورخ و محقق نے جسکا وجود زمانۂ روشنی
میں ہوا ہماری کتب لاجواب بتلا کر سارٹیفکٹ صحت بیانی دے دیا گو کہ مرزا صاحب کو تعصب کے
کاجل کا سیاہ ڈورا مانع ہوا کہ وہ کتب شیعہ پر بلا تعصب نظر ڈالیں مگر ہم اسکو بھی ایک نوع کی
بے تعصبی قرار دیتے ہیں جو کہ مرزا صاحب سے اُنکی تحریر میں روے ظہور لائی اس جگہ ہم یہ
کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب قولًا تو ایک سچے مسلمان ہیں اور فعلًا اُسکے خلاف چونکہ مرزا صاحب
بڑے عالم اور صاحب کتاب ہیں لہذا اُن سے استفتا کیا جاتا ہے ضرور ہے کہ ذات شریف یا
اُن کے طرفدار جواب دیں گے **مضمون استفتا** زید و بکر ایک خاص معاملہ میں مدت سے نزاع
رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکذیب میں شبانہ روز دلائل پیش کرتے رہتے ہیں بالآخر بکر نے
غایت انصاف سے عدالت میں یہ اقرار کیا کہ زید نے معاملۂ متنازعہ کے متعلق جو ثبوت داخل کیا ہے
وہ یہ قابلیت رکھتا ہے کہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا جائے کیونکہ اُسمیں بہت کچھ علمی زور لگایا گیا
ہے اور جو دستاویزیں ثبوت میں داخل کی ہیں وہ ایسی لاجواب و قابل قدر ہیں کہ اُنکو
تعصب کی نگاہ نہیں دیکھ سکتی جو شخص اسناد و دستاویزات مدخلہ زید کو عزت سے نہ دیکھے گا
وہ انتہا کا متعصب سمجھا جائے گا کیونکہ ابتدائی اختلاف سے جو امر مابہ النزاع پر پردے پڑے
ہوئے تھے وہ زید کے پیش کئے ہوئے ثبوت نے اٹھا کر امر صحیح کی شمع روشن کردی بعد اقرار

واضح کے بکرنے اپنے بیان سے گریز اختیار کی اور اونھی غلطبات کی پیروی کرنے لگا جس کی پہلے کر
کرتا تھا دریافت طلب یہ ہے کہ بکر باوصف اقرار صحیح بجرم ہا نکار کس سزا کا مستحق ہے جو حکم صاحب
فتوی دستخط فرماوینگے وہ ہی بحق مرزا صاحب واجب النفاذ ہوگا بعض وقت مجرم اپنی
سادہ لوحی سے جرایم شدید میں اقرار کے پورے طور پر سلوک قانونی کا مستحق ہو جاتا ہے اسی
طرح مرزا صاحب پر ضرور اوس تجویز کا اثر پڑے گا جو اجتہاد خانہ سے دستخط ہو کر بکر کے حق میں
مشتہر ہوگی - ناظرین رسالہ ہذا پر واضح ہووے کہ مرزا حیرت کتب شیعہ کی تعریف کرکے ایسی
بستہ زنجیر کلام ہوئے ہیں کہ اب اس بیڑی کا کٹنا دشوار ہو گیا خدا دکا ل فن ہزار تدابیر
کریں اور جس کے کارخانہ سے کوئی تیز چھری بنوائیں مگر ممکن نہیں کہ اس طوق گردن و زنجیر پا کی
ایک کڑی کو بھی ضرر پہنچ سکے جس کو حقیر نے کئی بھٹیوں میں تپا کر فولاد سے مضبوط تر بنایا ہے
رسالہ خلافت تخمین مولفہ مرزا صاحب کے جواب میں یہ ہی چند سطور کافی ہیں جو مضامین
کہ اس سے آگے جناب ممدوح نے زیر خامہ فرمائے ہیں اون کا جواب دینا وقت عزیز کی
چڑھا کو بلا ضرورت بار اتنا ہے مگر خیر خاطر احباب عزیز سمجھ کر توسن تقریر کو اگلے میدان
کی سیر کے لئے ایک ایڑ لگاتا ہوں سیاحان بادیۂ کلام و شہسواران عرصۂ بیان دیکھیں کہ کس
چلبلاہٹ سے کنوتیاں بدل کر جست و خیز کرتا ہے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۶ صفحہ ۲ تا سطر ۸ صفحہ مذکور

"ایران و ہندوستان کے شیعی علماء میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے اور یہ تفاوت اون
کی مصنفہ کتب سے معلوم ہوتا ہے - ایران اگرچہ شیعی مذہب کا مامن اور گہوارہ ہے - لیکن جو
باریک بینی خداوند تعالیٰ نے سرزمین ہندوستان میں ودیعت کی ہے وہ کسی دوسرے
ملک کو نصیب نہیں ہوئی - ہندوستان کا مرز بوم اپنی نوعیت میں نرالا ہے - یہیں خیالات
کی وسعت ذہن کی تیزی روحانی ترقی اور ادراک کی قوت خود بخود پیدا ہوتی ہے اور
اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان ہر حالت میں ایران سے فوق لے گیا یہ ضرور تھا

پڑے گا کہ ہندوستان کے علماء کے باپ دادا سب عربی یا ایرانی نژاد تھے لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ سالہا سال گذر جانے پر اون کے محسوسات خیالات معاشرت اور تمدن میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی اور یہ تبدیلی اگرچہ پہلے پہلے محسوس نہیں ہوئی لیکن آخر میں جا کے نمایاں ہو گئی تھی اور یہ باطنی تبدیلی ایسی نمایاں ہوئی کہ آنکھوں سے دکھائی دینے لگی یہاں تک کہ ایک اندھا بھی ٹٹول ٹٹول کے اُس تبدیلی کو پا سکتا ہے۔"

(جواب سجاد حسین خاک پائے امیر مومنان علیہ السلام)

اس عبارت سراپا بشارت میں مرزا حیرت صاحب نے علماء ایران کی جو کہ شیعہ مذہب رکھتے تھے تعریف کر کے علمائے عرب پر ہندی اور ایرانیوں کو فوق دیا ہے بلکہ سنی و شیعہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ علمائے ایران کا شکریہ ادا کریں جنھوں نے انکشاف حقایق مذہب میں پوری موشگافی کی ہے چونکہ جناب حیرت نے ایک ایسے مقام کی جو کہ فی الواقع اور بقول اُن کے شیعہ کا گہوارہ ہے توصیف کی ہے لہذا مجکو بھی اُس سے اتفاق ہے۔

(تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ ۲ تا سطر ۵ صفحہ ۳)

سنی ہوں یا شیعہ قیامت تک ایران کے ممنون احسان رہیں گے سنیوں میں یا شیعوں میں جتنے علمائے گرامی ہیں اُن کی بڑی تعداد ایرانی ہے عربی شاید فیصدی مشکل سے پانچ نکلیں گے یہ ایرانی علماء کا احسان ہے کہ اسلام کو اس قدر وسعت ہو گئی اور وہ اپنی محدود حالت کو چھوڑ کے ایک ایسے وسیع میدان میں آگیا جس کی کوئی حد و پایان نہیں قرآن مجید کی ہزاروں تفسیریں لکھی گئی ہیں اور مسائل کی بال کی کھال کر کے دکھائی گئی یہ تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ شیعی مذہب نے ہندوستان میں آنے سے پہلے ایران میں جنم لیا تھا لیکن اُس زمانہ میں یہ مذہب اگرچہ سلطنت کا ہو گیا تھا پھر بھی اس نے کشادگی اختیار نہیں کی تھی اور نہ یہ موشگافیاں جو ہندوستان میں آ کے کی گئیں کبھی ایرانی علماء کی خواب میں بھی نہیں آئی تھیں۔

(جواب سجاد حسین خاک پائے امیر سوختان علیہ السلام:

مرزا صاحب کی تحریر بالا کا اکثر حصہ مجکو اتفاق رائے کرنے پر اشارہ کرتا ہے علماء شیعہ کے ساتھ جو فضلاء اہل سنت کو تا ایران کا شکریہ ادا کرنے کی مرزا صاحب نے ہدایت کی ہے افسوس ہے کہ سنی صاحبان اسکو ہرگز نمانیں گے گو کہ وہ اور اُن کے اسلاف فیض یافتہ ایران ہیں مگر چونکہ وہ ملک موالیان اہل بیت کا مرجع و مسکن ہے لہذا اعداوت خاندان نبوت اُن کو مجبور کرتی ہے کہ اپنے محسنوں کی ناسپاس گذاری میں ہمیشہ منبہ دہن رہ کر اُن کو برے الفاظ سے یاد فرماتے رہتے ہیں مرزا صاحب کی تحریر میں مجکو صرف اس جملہ سے اتفاق نہیں۔ شیعی مذہب نے ہندوستان میں آنے سے پہلے ایران میں جنم لیا تھا لفظ جنم سے مرزا صاحب کا یہ مطلب ہے کہ مذہب شیعہ کا وجود اسلامی دنیا میں سب سے اول ایران میں قایم ہوا اُس سے پہلے کسی جگہ اس کا پتہ نہ تھا لہذا اس معاملہ میں صرف یہی تنقیح نکالی جاتی ہے کہ اسلام میں منجملہ اُن دو مشہور مذہب کے پہلا کون مذہب ہے سنی یا شیعہ جس کو قدامت ہوگی وہ صحیح سمجھا جائے گا اور جدید فرد حقیت سے خارج متصور ہوگا

مذہب شیعہ و سنی کے قدیم و جدید ہونے کی بحث

اہل سنت کی کتب میں وارد ہوا ہے کہ ارواح ملائکہ و انبیاء سے جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ کے نبی برحق ماننے کا عہد و میثاق لیا گیا ہے چنانچہ سب نے حضور کے خاتم النبیین و سید المرسلین ہونے کا اقرار کیا جس کو شوق ہو اس کے شواہد و موئدات کو عبقات الانوار کی جلد ششم میں جو کہ موسوم بہ حدیث نور ہے از صفحہ ۳۹ تا صفحہ ۷۰۵ دیکھ لیوے انشاء اللہ معروضہ حقیر صحیح نظر آئے گا قاضی ابوالفضل عیاض نے کتاب شفا میں اسی کے متعلق طولانی مضمون لکھا ہے از انجملہ ایک فقرہ لکھتا ہوں حکی السمرقندی عن الکلبی فی قولہ تعالیٰ و ان من شیعتہ لابراہیم ای علی دینہ و منہاجہ واختارہ الفراء و حکاہ عنہ مکی وقیل المراد نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام خلاصہ عبارت یہ ہوا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام رسول مقبول کے شیعہ تھے سنی نہ تھے بثابت

ہوا کہ شیعہ قدیم ہے اور اہل سنت جدید جس طرح کہ رسول کریم کی نبوت کا ارواح انبیاء و
ملائکہ سے میثاق کیا گیا تھا اسی طرح حضرت امیر کی ولایت کا بھی اُن سے اقرار لیا گیا ہے
جمیع انبیاء خدا کو وحدہ لاشریک جاننے اور نبی صلعم کو رسول برحق ماننے اور حضرت امیرؑ کو
وصی خدا و رسول سمجھنے پر مبعوث ہوئے ہیں۔ چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم و احمد
بن محمد بن ابراہیم الثعلبی و ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی و ابوالموئد بن احمد المکی الخوارزمی
و عبداللہ الرزاق بن رزق اللہ الرسعنی و سید علی بن شہاب الدین الہمدانی و سید شہاب الدین احمد
و شمس الدین بن محمد بن یحیی بن علی الجیلانی و عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین احمد و
مرزا محمد بن معتمد خاں بدخشی وغیرہا نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نبوت آنحضرت و ولایت
حضرت امیرؑ کے اقرار و میثاق پر مبعوث برسالت ہوئے ہیں اگر تمام علماء کی عبارات نقل
کی جائیں تو طوالت ہوگی اس جگہ صرف توضیح الدلائل کی عبارت نقل کرتا ہوں جس کو
شہاب الدین احمد علمائے اہل سنت نے لکھا ہے عن ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و بارک وسلم لما اسری بی لیلۃ المعراج فاجتمع علی الانبیاء فی السماء
فاوحی اللہ الی سلھم یا محمد بما ذا بعثتم فقالو بعثنا علی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و علی الاقرار
بنبوتک والولایۃ لعلی ابن ابی طالب اور وہ شیخ المرتضی العارف الربانی السید شرف الدین
علی الہمدانی فی بعض تصانیفہ وقال رواہ الحافظ ابونعیم۔ خلاصہ کلام یہ ہے ابو ہریرہ فرماتے
ہیں کہ نبی صلعم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں جبکہ تمام انبیاء ہمارے پاس مجتمع تھے خدا نے
مجھ پر وحی نازل کی کہ اے محمد ان نبیوں سے پوچھو کہ تمہاری بعثت کس بات پر ہوئی ہے
بجواب سبھوں نے ایک زبان ہو کر ارشاد فرمایا کہ خدا کی وحدانیت اور جناب کی نبوت اور آپ
کے بھائی صاحب کی ولایت کا اقرار ہمارے مبعوث ہونے کا سبب ہے اس جگہ حق طلب و دیندار
کو غور کرنا چاہئے کہ جس کی ولایت کا خدا نے اپنی الوہیت اور نبی کی نبوت کے ساتھ انبیاء و ملائکہ
سے اقرار لیا اُن کے افضل الاولیاء و سید الاوصیاء ہونے میں کیا استبعاد لازم آتا ہے و رنج ہو

کہ ولایت مرتضوی مابین سنی و شیعہ نزاعی بات ہے شیعہ بفحوائے آیہ مبارکہ انما ولیکم اللہ
ورسولہ یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون جناب امیرؑ کو ولی اللہ وولی
رسول جانتے ہیں اور لفظ انما مندرجہ آیہ موصوفہ بالاسے جناب مرتضوی کی ذات بابرکات
میں حصر ولایت اعتقاد کرتے ہیں سنی صاحبان انما کو بمعنی انحصار نہیں مانتے بلکہ بمثل حضرت
امیرؑ دیگر اشخاص کو بھی ولی خدا و ولی رسول جانتے ہیں حقیر عرض کرتا ہے کہ اگر امت محمدی
میں کوئی دوسرا شخص بھی درجہ رفیعہ ولایت پر فائز ہوتا تو انبیاء سے اسکے لئے بھی کوئی
اقرار لیا جاتا چونکہ سوائے جناب امیرؑ کے اور کسی فرد دیگر کی ولایت کا عہد ارواح انبیاء
سے نہیں لیا گیا لہذا سمجھا جاتا ہے کہ یہ عہدہ مخصوص بذات مرتضوی ہے اور لفظ انما بالضرور
بمعنی حصر واقع ہوا ہے پس جو لوگ حضرت علیؑ کی ولایت کے معتقد ہیں وہ شیعہ کہے جائینگے
اور جن کو اس سے انکار ہے وہ سنی متصور ہوں گے چونکہ ارواح انبیاء نے اقرار ولایت
مرتضوی کیا ہے بنابر آں کل نبی شیعہ ہوئے حضرت حیرت ایران میں شیعہ کا جنم لینا بتلاتے
ہیں حقیر نے علماء اہل سنت کے بیان سے عرش اعظم پر شیعوں کا نال گڑا ہوا بتلا دیا
چونکہ حقیر نے منجملہ چند علماء اہل سنت متذکرہ بالا کے صرف صاحب توضیح الدلایل کا
بیان نقل کیا ہے لہذا مرزا صاحب سے التماس ہے کہ عبارت محررۂ حقیر کو اصل کتاب سے
ملائیں بصورت مطابقت اس پر ایمان لائیں کہ مذہب شیعہ ملت انبیاء ہے اگر اُن کو
اپنی کتاب نہ ملے تو ہم سے لیں جناب مرزا صاحب یہ تحقیقات اُس مرحوم عالم شیعہ کی
ہے جس نے بقول آپ کے اسلامی صدی کے اخیر میں اُن پردوں کو اٹھا دیا جو کہ
تیرہ سو برس سے اہل سنت کی چوکھٹ پر سر مار رہے تھے یعنی جناب قبلہ مولوی حامد حسین
صاحب مولف عبقات الانوار افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت ایسے بزرگ کی
ولایت کا انکار کر کے افراد منکرین میں اپنا نام لکھاتے ہیں جس کا اقرار انبیاء
اولو العزم کر گئے اس بات کے معنی ہوتے ہیں کہ بعد ولی ندہ اگر ہماری نسل سے

ہو تو بڑا فخر ہوگا۔ چنانچہ مرزا محمد بدخشانی نے مفتاح النجا میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے سامنے وہ اقرارنامہ پیش کیا گیا جس میں ولایت مرتضوی کا ذکر تھا تو خلیل اللہ نے دعا کی کہ خدایا
اس ذی عزت شخص کو میری ذریت میں قرار دے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خدا نے اولاد اسمعیل
سے آپ کو ظاہر کیا عبارت مفتاح النجا یہ ہے اخرج ابن مردویہ عن ابی عبد اللہ جعفر بن محمد
رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین قال ہو علی ابن ابی طالب عرضت
ولایتہ علی ابراہیم علیہ السلام فقال اللہم اجعلہ من ذریتی ففعل اللہ ذالک کمال تعجب
کی بات ہے کہ جنکو اہلسنت چوتھے درجہ کا خلیفہ بہزار کراہت جانتے ہیں انکی ولایت کے
عہدنامہ پر تو خلیل اللہ و دیگر انبیاء سے دستخط کرائے جائیں اور نبی مرسل انکو اپنی ذریت
سے ہونا موجب فخر سمجھیں اور شیخین کرام کی ولایت کا اقرار کسی ادنی مسلمان سے بھی نہ لیا
جائے اور نہ کوئی نیم مسلمان انکا ازجملہ ذریت خود ہونا پسند کرے جن علمائے اہلسنت
کے حقیر نے نام لکھے ہیں اون میں صاحب توضیح الدلایل و مفتاح النجا کی عبارت پیش کر دی
گئی اگر جملہ علماء کے اقوال کا ملاحظہ مدنظر ہو تو جلد حدیث نور متذکرہ بالا میں از صفحہ
۵۵۷ تا صفحہ ۵۷۲ دیکھیں انشاء اللہ جملہ عبارات تصویر بنکر سامنے آجائیں گے جن شواہد
کو حقیر نے اوپر پیش کیا ہے ان سے انبیا کا معترف بہ ولایت حضرت امیر ہونا ثابت ہوتا ہے
اب بہ نظر تسکیں ناظرین و رفع توہم منکرین علماء اہل سنت کے بیان سے ظاہر کیا جاتا ہے
کہ بہ مثل انبیاء ملائکہ سے بھی حضرت امیر کی ولایت کا اقرار خدا نے اپنی وحدانیت و نبی
کی نبوت کے ساتھ لیا ہے حاجی عبدالوہاب نے تفسیر انوری میں بمقام تفسیر آیہ مبارکہ کہ قل
لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی لکھا ہے عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم الناس متی سمی علی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی بذالک
وآدم بین الروح والجسد حین قال اللہ تعالی الست بربکم قالوا بلی فقال اللہ تعالی
انا ربکم و محمد نبیکم و علی امیرکم رواہ صاحب الفردوس حذیفہ صحابی فرماتے ہیں

کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ علی کس وقت مومنوں کے امیر بنے
تو کوئی اُنکی فضیلت کا منکر نہو جانا چاہیے کہ خدا نے اپنی وحدانیت اور میری نبوت و
علی کے امارت کا فرشتوں سے اسوقت میثاق کیا جبکہ آدم علیہ السلام پیدا بھی نہوئے
تھے پس عاقل و عاقبت بیں کو غور کرنا چاہیے کہ جو بزرگ فرشتگان ملاء اعلی کا امیر ہو
وہ دنیا میں مامور ہو کر عمرو بکر کے زیر حکم و فرمانبرداری کیونکر ہو سکتا ہے انبیا و ملائکہ بالاتفاق
امت معصوم ہیں پس اون کا ولی و امیر بدرجہ اولی معصوم ہونا چاہیے انہیں وجوہات سے
فرقہ ناجیہ امامیہ حضرت امیر اور اُنکی ذریت طاہرہ کو معصوم اعتقاد کئے ہوئے ہے جو لوگ
حضرت امیر کو ولی اللہ و ولی الرسول و امیر المومنین بلا شراکت غیرے جانتے ہیں وہ شیعہ ہیں
پس انبیاء و ملائکہ تمام تر شیعہ ہوئے اور مرزا صاحب نے جو زمین ایران میں شیعہ کا جنم
لینا بتلایا تھا وہ باطل ہوا - علمائے متقدمین سنیہ کے بیان سے شیعہ کی تاریخ ولادت آدم
علیہ السلام کی پیدایش سے بھی کچھ اوپر دکھلائی دیتی ہے جو طریقہ اخذ میثاق کا خدائے
تعالی نے ملائکہ و انبیاء سے قایم فرمایا تھا اسی کو آنحضرت نے بھی دنیا میں اپنے صحابہ سے عمل
فرمایا - جو شخص آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرتا تھا اُس سے خدا کی وحدانیت اور اپنی
نبوت اور علی کی وصایت کا عہد لیا جاتا تھا سید علی آلہمدانی نے مودۃ القربی میں لکھا ہے
عن عتبہ بن العامر الجہنی رضی اللہ عنہ قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان
اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً نبیہ وعلیاً وصیہ فان ترکنا الثلاثۃ کفرنا وقال لنا حبو
ہذا فان اللہ یحبہ عتبہ جہنی روایت کرتے ہیں کہ بیعت کی ہمنے نبی کے ہاتھ پر خدا کی یگانگت
اور محمد صلعم کی نبوت اور علی کی وصایت پر اگر ہم ان تینوں چیزوں کو ترک کریں تو کافر ہوجائینگے
اللہ اکبر جلیل الشان اصحاب نبی اقرار وصایت کے ترک کو منجر بکفر و ارتداد کہیں اور اہل سنت
بمخالفت صحابہ حضرت علی کے وصی رسول اللہ کہنے پر ایسے آزردہ و کبیدہ خاطر ہوں کہ عدالت
میں اُس کے بند کرنے کی کوشش کر کے ہزارہا روپیہ بیرسٹروں کی نذر کریں شیعہ جو کہ کلمہ

پڑھتے ہیں اُنہیں وہی الفاظ ہیں جو بیعت لیتے وقت آنحضرت صحابہ کو زبان پر جاری کرنے کی ہدایت فرماتے تھے بقول سید علی ہمدانی وہ کلمات یہ ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ جن مسلمانوں نے کلمے سے لفظ وصی گرا کر اُسکے ترک کرنے پر مضبوط کمر باندہی ہے وہ اپنے عالم کے کلام سے خود نتیجہ نکال لیویں کہ وصی رسول اللہ کے منکر کافر ہیں یا منکر جو کہ اُنکو وصی نہیں جانتے چونکہ اس وقت لغنا موصوف کے کہنے والے شیعہ ہیں اور پہلے ملائکہ انبیاء و صحابہ تھے بنابر آں صحابہ رسول کا تشیع بہ مثل انبیاء و ملائکہ ثابت ہوا اور جناب جبرت نے تحقیقات جدیدہ سے جو جسم تیرہ بنایا تھا وہ غلط ثابت ہوا قدامت شیعہ کا یہ ثبوت تو آدم علیہ السلام بلکہ اُن کے زمانہ ماقبل سے تا اصحاب ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام علمائے اعلام اہل سنت کے بیان سے ناظرین کو دکھلایا گیا اب اُن کے بڑے پیر شاہ صاحب وابن حجر مکی ورشید الدین شاگرد رشید شاہ صاحب کا ارشاد ہدیہ نظر کرتا ہوں جمیں انھوں نے تشیع کی قدامت ظاہر کر کے اپنے سب بڑے بوڑہوں کا شیعہ ہونا ظاہر کیا ہے۔ صاحب تحفہ باب اول میں لکھتے ہیں باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ سنیہ وتفضیلیہ اند در زمان سابق بشیعہ ملقب بودند وچوں غلاۃ و روافض و زیدیان و اسماعیلیہ بایں لقب خود را ملقب کردند ومصدر قبائح وشرور اعتقادی وعملی گردیدند خوفاً عن التباس الحق بالباطل فرقہ سنیہ وتفضیلیہ ایں لقب را برخود نہ پسندند وخود را باہل سنت وجماعت ملقب کردند۔ یہی بات اُن کے شاگرد رشید الدین جو کہ ارشد تلامذہ صاحب ممدوح سے ہیں بجواب سیف ناصری مفتی محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں کہ مائیم شیعہ اولی و احادیث کہ در حق شیعہ وارد اند مورد آں ماہستیم نہ روافض وہر گاہ کہ روافض ایں نام را بکذب وزور بر خود بستند ودر ایشاں مشہور شد ما اطلاق آنرا بر خود مکروہ داشتیم۔ شاہ صاحب اور اُن کے شاگرد کے بیان سے چند باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ قبل از حدوث زیدیہ و اسماعیلیہ اسلام میں کوئی سنی نہ تھا سب مسلمان شیعہ کہلاتے تھے۔ پس تسلیم شاہ صاحب سے شیعہ کی قدامت اور اہل سنت

کی جدت ثابت ہوئی دوم یہ کہ فضائل شیعہ میں احادیث وارد ہوئی ہیں الحمد للہ کہ فرقہ
شیعہ منصوص من الرسول ہو کر فضیلت بھری حدیثوں کے دستار زیب سر کئے ہوئے ہے
سنی صاحبان بوجہ متاخر ہونے کے کسی بزرگ شخص کی تصدیق سنیت میں لنگوٹی بھی نہیں رکھتے
سوم یہ کہ سنیوں نے بخوف التباس حق با الباطل ایک پاک و مقدس مذہب کو چھوڑ کر ایسا طریقہ
اختیار کیا جس کے لفظی معنی عجیب مطلب خیز ہیں یعنی سنت جماعت حقیقت میں اہل سنت بہت
نرم مزاج ہیں زیدیہ وغیرہ کے خوف سے مذہب ہی چھوڑ بیٹھے اگر خدانخواستہ اس وقت
کسی بدعمل گروہ نے بشوق لذائذ سنت دعوے تسنن کر دیا تو نہ معلوم بیچارے کس دیوار کے
نیچے بستر لگائیں گے قیامت تک اسی طرح مثل مسافران ریلوے دری تکیہ بغل میں دبائے
پھریں گے مگر کسی درجہ میں مستقل طریقے مطمئن ہو کر نہ بیٹھیں گے اچھے گھر کو چھوڑ کر جو
برے مکان میں بود و باش اختیار کرتا ہے وہ ہمیشہ برسات میں چارپائی اٹھائے
اٹھائے پھرتا ہے چونکہ شاہ صاحب نے اپنے بڑوں کا شیعہ ہونا تسلیم کیا ہے نظر بر آں
یہ ظاہر کرنا اقرب بہ مصلحت ہوتا ہے کہ شیعہ کس کو کہتے ہیں سو اس کی حالت یہ ہے کہ شرح
مواقف میں جو کہ معتمد ترین کتب سنیہ ہے صفحہ (۶۲۴) پر لکھا ہے الشیعة ای الذین
شایعوا علیاً بعد رسول اللہ بالفضل ما جلیا واما خفیا واعتقدوا ان الامامة لا
تخرج عنه وعن اولادہ وان خرجت فاما بظلم یکون من غیرھم واما بتقیة منه
او من اولادہ خلاصہ یہ کہ جو گروہ اثبات کا قائل ہوا ہے کہ سزاوار امامت بجز علی اور انکی
اولاد کے الا وسوائے نص خدا و رسول اور کوئی نہیں۔ وہی شیعہ ہے یہاں مرد زیرک کو غور
کرنا چاہئے جبکہ فی الواقع اور حسب تسلیم علمائے اہل سنت شیعہ کی تعریف حسب تصریح بالا
ہوئے تو حضرت امیر کو خلیفہ منصوص جاننے والے ان خلفاء پر کچھ کہا کرتے ہیں جو کہ غیر
منصوص ہیں چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ میں قبول کیا ہے کہ خلفاء ثلاثہ نہ معصوم اند و
نہ منصوص پس قدماء اہل سنت جو کہ حسب تسلیم شاہ صاحب شیعہ تھے بحق خلفاء غیر منصوص

وہ مختصر جملہ ضرور وارد فرماتے ہونگے جس کو کہ شیعہ کہا کرتے ہیں مگر خدا کہ ہم اور قدماء
اہل سنت جو کہ شیعہ تھے ایک مذہب رکھتے ہیں اور اہل سنت جنھوں نے تشیع سے گریز کر کے یہ نیا
طریقہ قبول کیا ہے اپنے بزرگوں سے خلاف راہ چلتے ہیں ہر چند کہ ورود احادیث فضائل
کو بحق شیعہ رشید الدین اقرار کر کے اُن حدیثوں کا مورد اہل سنت کو قایم کر چکے ہیں جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ فضائل شیعہ میں باقرار اعاظم اہل سنت حدیثیں موجود ہیں نظر برآں دو ایک
حدیث اور لکھے دیتا ہوں امام مناوی کنز الحقائق میں لکھتے ہیں کہ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا کہ یا علی انت وشیعتک ترد علی الحوض اے علی تم مع اپنے شیعوں کے
حوض کوثر پر وارد ہوگے اور علی وشیعتہ ہم الفائزون یعنی علی اور اُن کے شیعہ رستگاری
پانے والے ہیں بایں ہمہ مناقب وفضائل شیعہ اگر کسی سنی سے کہا جائے کہ آپ کے اجداد و امجاد
شیعہ تھے اور فضائل شیعہ میں اکثر احادیث وارد ہوئی ہیں آپ تھوڑی دیر کے لئے اس خطاب
کو اپنے نام سے چسپاں فرمالیجے تو اتنی بات سنکر ایسے اڑیں گے کہ جیسے کمان و تیر دیکھنے
سے اڑا کرتا ہے بیچارے کیا کریں عجب ضیق میں ہیں جب بہشت کے تازہ میووں پر رال ٹپکتی
ہے تو انکو مخصوص بشیعہ سمجھ کر دعوے کرتے ہیں کہ اصلی شیعہ ہم ہیں چنانچہ شاہ صاحب
سے بھی کئی سو برس پہلے ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں سنیوں کے شیعہ ہونے کا بایں الفاظ
دعوی کیا ہے شیعۃ اهل البيت هم اهل السنۃ لانهم الذين احبوهم كما امر الله ورسوله
واما غيرهم فاعداءهم فی الحقیقۃ یعنی در اصل شیعہ اہل بیت اہل سنت ہیں جو کہ موافق حکم
خدا اور رسول اُن سے محبت رکھتے ہیں اور جو لوگ کہ سوائے اہل سنت کے (شیعہ) دعوے
ولائے اہل بیت کرتے ہیں وہ اُن کے دوست نہیں بلکہ حقیقت میں دشمن ہیں اور جب یہ
خیال فرماتے ہیں کہ شیعہ بننا آسان نہیں بلکہ میزان تشیع میں چند کلمات کا بھاری پاسنگ
چڑھا ہوا ہے تو جھجک کر سنیت کی کچی دیوار کے سایہ میں دم لیتے ہیں عرضا حیرت ایمان میں
شیعہ کا جنم لینا بتلاتے تھے شاہ صاحب و رشید الدین و ابن حجر مکی کے بیان سے انھیں کے

مورثان اعلی کا نزاد در لہ خانہ شیعہ میں ثابت ہوا تو قصور اُن کا بتاتے تھے گنہ ابنا تحکی ۔ ۔
نہ معلوم علمائے قدیم یہ ہیں یا حضرت حیرت چودہویں صدی کے مورخ و محقق پر سر رہتی
ہیں دیدہ ہ یا ہو ان دو نوں نے کس کے گلے میں اہل سنت تمغہ صداقت ڈالتے ہیں مرزا
صاحب نے بلو بالکل ہی انصاف کی ٹانگ توڑ دی جو ایران کو مولد شیعہ تبلایا سوائے شاہ
صاحب وغیرہ کے شیعہ کا قدیم ہونا تو مولوی جہانگیر خاں صاحب شکوہ آبادی نے بھی اظہار الہدی کے
کے صفحہ (۱۰۱) پر قبول کر لیا ہے جو کہ بلاشبہہ خارجی اور بقول محمد نومی احمد حسن رسوا بجنوری
مولف الحقیقت پوچ گو و لچر نویس ہیں اور جن کے کفر کا علمائے اہل سنت نے فتوی دیدیا ہے
دیکھو معیار الہدی کا ورق آخر العجب کا فرو خارجی تو شیعہ کی نسبت اظہار الہدی میں یوں
لکھے کہ فرقہ شیعہ عہد جناب میں موجود تھا اور محقق دہلوی تبلا ئیں کہ نہیں اسکا نزاد ولد
ایران میں ہوا ہے چونکہ یہ ثبوت قدامت مذہب شیعہ انبیاء و ملائکہ و اصحاب رسول و
بزرگان اہل سنت کا شیعی ہونا حسب تصریح و توضیح بالا حقیر ایسی حجت ہائے بالغہ سے دکھلا
چکا ہے کہ جس کا انکار سوائے پلید و غبی الذہن و ہٹ دھرم و نا انصاف کے کسی عاقل
حق طلب سے نہیں ہو سکتا۔ بنا بر آں اسباب خاص میں زیادہ قلم فرسائی کی ضرورت
نہ تھی مگر میں ایک دوسرے طریقہ سے بھی ثابت کرتا ہوں تاکہ مخالفین و منکرین کو
پوری ہدایت ہو ظاہر ہے کہ ہر مذہب میں عبادت کی بڑی عزت ہے مسلمانوں میں
افضل العبادات نماز ہے نظراً گاہی عامۃ الناس سنی و شیعہ کی نماز کا نقشہ کھینچتا ہوں
اُس کے دیکھنے سے ہر منصف پر ظاہر ہو جائیگا کہ طریقہ عبادت کس کا صحیح ہے جس کو اہل
فہم درست تصور کریں وہی مذہب قدیم ہے شیعہ جس طریقہ سے نماز پڑھتے ہیں اُسکا
قاعدہ اہل سنت کے ائمہ اربعہ کی نماز سے بالکل خلاف ہے جبکہ ہر چہار امامان اہل سنت
باخود باطریقہ نماز میں اختلاف رکھتے ہیں اسطرح شیعہ کی نماز کا طرز چاروں سے مخالف
ہے مگر زرافت یہ ہے کہ شیعہ کی نماز کے مجموعہ کا ایک ایک جزو اہل سنت کے ہر امام نے لیے

بنے جو ریقہ میں سے لیا ہے اصلی نماز فرقہ شیعہ میں ایک جگہ بجلسہ واحد پڑھی جاتی ہے
اور اہل سنت کے یہاں اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چار جگہ پڑھتے ہیں مثلاً امام مالک
ہاتھ کھولتے ہیں شافعی رفع یدین کرتے ہیں حنبل قیام وقعود مثل شیعہ بجا لاتے ہیں
وغیرہ وغیرہ پس شیعوں کا کل سنیوں کا جزو ہے اور چاروں آئمہ اہل سنت کے اجزا مل کر
شیعہ کا کل ہو جاتا ہے یہاں عقل سے کام لینا چاہئے کہ جزو تابع کل ہوتا ہے۔ کل تابع جزو
نہیں ہو سکتا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل سنت کی نماز مثل ذرات بیابان پریشان ہے اور شیعہ کی
مانند کوہ گران ثابت و برقرار نہر سے دریا جاتا ہے اور ندیاں نکلتی ہیں دریا بہ اور نالی
سے نہر نہیں مل سکتی اس سے ظاہر ہوا کہ مذہب شیعہ اصل وقدیم ہے اور دیگر مذاہب
جدید اور انکی فرع اس جگہ اہل سنت فقط اتنا فرما سکتے ہیں کہ ہمارے گھر سے ایک ایک
جزو لیکر شیعہ نے اپنا پورا ڈھچر باندہ لیا ہے انکا دفعیہ سرسری طور پر اس طرح ہو سکتا
ہے کہ قدامت شیعہ کے جو وجوہات حقیر نے عرض کئے ہیں ان کو باطل فرما دیں
ورنہ کبھی اپنے قدیم ہونے کا خواب میں بھی خیال نکریں جناب قاضی نور اللہ شوستری
کو جب اکبر بادشاہ نے صیغہ قضا حوالہ کیا تو آپ نے یہ شرط کی جبکہ ہر چہار ائمہ برحق
ہیں تو بدرگاہ عالی سے مجکو اجازت ملے کہ مقدمات میں احکام جس امام کے فتادے کے
موافق ہوں جاری کروں شاہ عالیجاہ نے اسکو منظور کرکے سند قضاء میں تصریح کردی
کہ قاضی صاحب مسائل میں جس امام سے چاہیں اتفاق کریں جو قضیہ آتا تھا قاضی صاحب
مذہب شیعہ حکم جاری فرماتے تھے جب کسی نے اعتراض کیا آپ نے کتاب کھول کر دکھادی
کہ دیکھو تمہارے فلاں امام نے اسکو جائز رکھا ہے ائمہ اہل سنت نے بعض مسائل فقہ خاندان
نبوت سے اخذ کئے ہیں لیکن اسکو چار جگہ پریشان کرکے جداگانہ مذاہب کی حیثیت میں دکھایا
گیا ہے تو اعیاد ہندہ کرکے اسکو ایسا غلط ملط کیا ہے کہ جیسے آب طاہر و نجس کو ایک ظرف میں
کر دیتے ہیں اس صورت سے بھی دین شیعہ کا قدیم ہونا ظاہر ہوا باتفاق سنی و شیعہ جناب

رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بعد ہمارے امت کے تہتر فرقے ہوجائیں گے
منجملہ اُن کے ایک ناجی ہے اور باقی ناری عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ اول اسلام میں ایک
مذہب ہوگا اُسکے بعد دیگر مذاہب پیدا ہوئے ہونگے یہ نہیں ہوسکتا کہ تہتر فرقہ دفعتًا پیدا ہوکر
ایک ناجی ہوا اور دوسرے تمام تر ناری اور یہ نہیں خیال کیا جاسکتا کہ اسلام کا فرقہ اول جہنمی تھا
جنتی بعد میں پیدا ہوا کیونکہ اگر پہلے ہی بسم اللہ غلط ہوگئی تو آگے کیا رہا یہاں ایک سوال پیدا
ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مذہب شیعہ کو ایک پاکیزہ پانی کی بڑی نہر کہا جاتا ہے اور مذہب
ائمہ اربعہ کو اُس کی چھوٹی چھوٹی نالیاں تو اُن نالیوں میں بھی وہی پاک پانی ہے جو کہ اصلی
نہر میں بہشتی چشمہ سے آیا ہے سو اسکی صورت یہ ہے کہ ہر فرقہ اسلام جس کی تعداد بہتر پہنچتی
ہے اپنے مذہب کو قرآن کا تابع بتلاتا ہے مگر ممکن نہیں کہ سب کو حسب منشاء خدا و رسول کلام مجید کے
اتباع ہو پوری متابعت فرقہ ناجیہ کرتا ہے اور ناقص و ناتمام دیگر فرق علی ہذا کلاں نہر سے
جو چھوٹی چھوٹی نالیوں میں کسی قدر خوشگوار پانی آیا تھا وہ اپنی اصلی حالت پر نہ رہا اُن
نالیوں میں جو دیگر گندے نالوں سے آکر پانی گرا سب کو خراب کردیا چنانچہ مسئلہ مسلمہ فریقین
ہے کہ اگر پاک پانی میں نجس پانی ملجائے تو سب ناپاک ہوجائے گا۔ بس اگر اہل سنت نے ایک دو
مسئلہ شیعہ سے لیکر باقی ہزارہا مسائل حلال و حرام بخلاف شیعہ قایم کرلئے تو سب بے اثر ہوگیا
اور بالکل یہ حالت ہوگئی کہ جیسے آب نجاست کے بھرے ہوئے گڑھے میں دو چار پاکیزہ قطروں کی
ہوتی ہے چونکہ تقریر بالا میں شیعہ کی قدامت بدلائل شافیہ ثابت کی گئی ہے لہذا الیقین کہا
ہوتا ہے کہ وہ جنتی فرقہ شیعہ ہی کا ہے مذا حیرت و دیگر اہل سنت جب شیعہ کے مقدم و موخر
ہونے کو بہ نگاہ غور دیکھیں گے تو بالیقین سمجھ لیں گے کہ وہ اسلام کے اُس فرقہ میں معدود نہیں
ہوسکتے جس کے جنتی ہونے کی خبر مخبر صادق نے دی ہے شاہصاحب نے اپنی تحریر بالا میں جو بیانات
بیان کی ہے کہ پہلے سب شیعہ کہے جاتے تھے زیدیہ و اسمٰعیلیہ نے جو اس لقب کو اختیار کیا تو شیعیان
قدیم نے بترک تشیع اپنا لقب اہل سنت و الجماعت تجویز کیا اس سے صاف طور پر واضح ہوگیا

کہ بعد غلبۂ گروہ اسماعیلیہ لفظ اہل سنت تراشا گیا تاریخ دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ فرقۂ مذکور
نے تیسری صدی کے شروع میں زور پکڑا تھا پس صورت حسب تسلیم شاہ صاحب آنحضرت
سے تین سو برس بعد اہل سنت جلوہ فرمائے عالم ہوئے سبحان اللہ جو مذہب تین سو برس
پیچھے دنیا میں آیا وہ قدیم مذہب سے آگے بڑھنا چاہتا ہے شاہ عبدالعزیز صاحب نے جنکو قطب الاقطاب
کہا جاتا ہے سنیوں کا وجود اسلام کی تیسری صدی میں بتلایا تھا مگر حقیر اہل سنت پر احسان
کا بار رکھ کر ظاہر کرتا ہے کہ یہ مقدس مذہب پہلی صدی کے نصف اول میں ظہور پذیر ہو چکا
تھا علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جب سنہ ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہ نے امام
حسن کو خلافت سے معزول کیا اُس مبارک سال کا نام سنت رکھا گیا اور جبکہ سنہ ۶۱ ہجری
میں حضرت یزید خلیفہ ششم سفیان نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کرایا اُس سال [illegible]
کو جماعت کہا گیا بالآخر دونوں فقرے مل ملا کر پورا جملہ اہل سنت والجماعت زیب دفاتر اسلام
ہو گیا سبحان اللہ کیا پاک مذہب ہے جس کے بانی معاویہ اور کامل کرنیوالے یزید تھے شاہ
صاحب کو شرم معلوم ہوئی کہ موجد مذہب اہل سنت معاویہ و یزید کو بتلائیں لہذا انھوں
نے طبیعت سے ایک مضمون پیدا کر کے اہل سنت کا سال ولادت وہ بتلایا جو کہ تیسری صدی
میں ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے محقق و مورخ ہونے کا دعوے کر کے زمین ایران کو شیعہ
کا مولد قرار دیکر شیعوں کا تقدم ثابت کرنا چاہا تھا مگر حقیر نے محققانہ طریقہ سے انکو ایسا باطل
کیا کہ جسکی داد مرزا صاحب سے مطلوب ہے اپنے منہ سے ہر شخص میاں مٹھو بن سکتا ہے جیسا کہ محقق
مورخ کے دعوے کرنے سے جناب حیرت بنے ہیں مگر تحقیقات انکو کہتے ہیں جیسا کہ حقیر نے
مذہب شیعہ کا قدیم ہونا ظاہر کر کے ملائکہ و انبیاء و صحابہ و پیشوایان اہل سنت کا شیعہ ہونا
ثابت کیا ہے اور نیز یہ بھی بتلایا ہے کہ بوجہ قدامت ورود احادیث فضیلت یہی گروہ
ناجی ہے نہ ایسی الم غلم تحقیقات جو کہ مرزا صاحب نے بلا سند کی ہے الحمد للہ کہ مرزا صاحب
کا ایران میں شیعہ کی پیدائش بتلانا بالکل غلط ہو کر اُن کے مورخ ہونے پر ایسا الزام

وارد ہوا کہ تا ابد درج ہوگا اب میں یہ بیان کرتا ہوں کہ بیخبران وجہلائے اہل سنت کے
زعم میں یہ بات کیوں داخل ہوئی ہے کہ اُن کا مذہب قدیم ہے اور شیعہ جدید ہیں اور
جہلاء کو مغالطہ دیتے رہتے ہیں کہ یہ لوگ ابھی پیدا ہو گئے ہیں ابتدائے اسلام میں اِن کا
وجود نہ تھا لہذا اسکو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے

واضح رائے ارباب دانش ہوئے کہ رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام کے زمانہ میں تین طرح
کے مسلمان تھے مومن محض۔ منافق شدید۔ مولفۃ القلوب اول و دوم قسم کے آدمی باہم ایسے
ملے جلے ہوئے تھے کہ اُن میں امتیاز مشکل ہوتا تھا حتی کہ رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام
بھی انکو نجانتے تھے واقف اسرار بطون نے مذمت منافقین میں آیات وارد کرکے حضرت
کو اُن کے حال بدمآل سے آگاہی عطا فرمائی چنانچہ آپ نے منافقین کے اسمائے خبیثہ حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتلا دئے تھے اور حکم بہ کتمان و پردہ داری فرمایا تھا اِسی واسطے تمام
صحابہ میں انکو امین اسرار اور صاحب علم المنافقین کا خطاب ملا تھا بروایات اہل سنت جناب
فاروق اعظم حضرت حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ آپ کو جو آنحضرت نے نام بتلائے تھے کہیں
خدانخواستہ میرا نام تو اُنمیں نہیں ہے۔ اہل نفاق اِس کثرت سے تھے کہ سوائے اون
آیات کے جو کہ قرآن میں مختلف مقامات پر درج ہیں خدا کو ایک مستقل صورت نازل کرنی
پڑی جس کا نام سورہ منافقون ہے قرآن خواں دیکھ لیویں کہ مذمت منافقین میں اِس
کثرت آیات موجود ہیں کہ مومنین کی شان و مدح میں اُن کا دسواں حصہ بھی نہیں یہ
خبیث اولاد شیاطین حضرت کے ساتھیوں میں آکاس بیل کی طرح ایسے پیچ کھا کر پھیل
گئے تھے کہ آیہ وافی ہدایہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین سے خدا کو منافقین کے
ساتھ حکم جہاد دینا پڑا منافق مومنوں کے ساتھ کچھ ایسے گھل مل گئے تھے کہ سوائے خدا کے
اور کسی نے انکو نہ پہچانا اسوقت اگر کسی جاہل شیعہ سے بھی پوچھا جائے کہ اصحاب میں منافق
کون تھے تو سو پچاس کے نام ضرور بتلا دے گا مگر سنی صاحبان بالخصوص اِسوقت کلمہ عدول کا کلمہ

قایم کرکے ایسا بچار ہے ہیں کہ کسی منافق کا نام نہیں بتلا سکتے تعجب ہے کہ خدا تو اہل نفاق و مومنین کا قرآن میں ذکر کرکے ان کی مذمت و مدحت میں آیات بلکہ سورتیں نازل کرے اور حضرات سنیہ بایں لاف قرآن دانی سب کو عادل کہہ کر مومن بتلائیں اور کسی منافق کا نام زبان تک نہ لاسکیں اہل سنت کا اظہار منافقین میں خشک زبان ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُن کے مقبولین سے کوئی ذیقدر آدمی بلائے نفاق میں پھنسا ہے مسلم و بخاری شریف کے باب علامات المنافق میں یہ عبارت لکھی ہے عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتے یدعہا اذا اوتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر اور دوسری حدیث انہیں کتب متذکرہ میں متعلق بہ علامات نفاق یہ ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ اٰیۃ المنافق ثلاثۃ وان صام وصلی وزعم انہ مسلم اذا حدث کذب واذا وعد خلف واذا اوتمن خان خلاصہ ہر دو احادیث مصرحہ بالا یہ ہے کہ عہد سے برگشتگی لغو گوئی و کذب شعاری خیانت بہ امانت جس شخص میں ہوگی وہی منافق ہے اگرچہ بظاہر نماز گذار و روزہ دار ہو اتفاقات وقت سے یہ سب صفات حضرات شیخین کی ذات ستودہ صفات میں جمع ہوگئیں تھیں چنانچہ صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے عام دربار میں کہدیا کہ اے علی و عباس تم مجھکو اور ابوبکر کو کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے ہو بس جو بزرگوار کہ حضرت امیر کے نزدیک بقول عمر مجموعہ صفات منافقین ہو کر منافقوں کے رجسٹری شدہ مورث اعلی اور جد امجد تھے انھیں کی پردہ پوشی کے لئے اہل سنت نے الصحابۃ کلھم عدول قایم کرکے منافقین کا نام بتانے سے مہر سکوت لبوں پر لگا لی اگر وہ ایک منافق کے اظہار نام میں لب ہلائیں تو سلسلۂ نفاق اپنے مورثوں پر منتہی ہوکر شیخین پر مطاعن کے نشانہ بنجائیں الحاصل بعد آنحضرت دو قسم کے مسلمان دنیا میں رہے ایک مخالف اہل بیت جن کے سردار شیخین تھے (منافق) دوسرے موافق اہل بیت جن کے راس و رئیس حضرت مقداد و ابوذر

وغیرہ تھے ہر دو فریق کی مخالفت و موافقت کوئی اور راز چھپی ہوئی بات نہیں جسکو
کوئی مسلمان مٹاسکے اہل سنت نے خلفاء و خاندان نبوت کی عداوت کا انکار کرنے سے جو مصیبت اٹھائی
کتب بین لوگوں پر ظاہر ہے سنیوں کے انکار اور شیعہ کے اظہار کا بالآخر یہ نتیجہ ہوا کہ علمائے
اہل سنت کو چار و ناچار اسکا ماننا پڑا چنانچہ شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ نے رسالہ مسمیٰ بقاالبیہ
وضة فی التضیحہ و التوجیہ میں بذیل ایک طولانی عبارت کے مان لیا کہ نقل مستفیض شاہدست
بر مشاجرات ایشاں (اے عداوت صحابہ) و انکار ایں نقل مستفیض نمی شود۔ اردو میں عبارت
بالا کا یہ مطلب ہوا کہ صحابہ میں جو باہم جھگڑے ہوئے وہ اخبار صحیحہ سے بایں تواتر ثابت ہیں کہ
مجال انکار باقی نہیں۔ اصلیت یہ ہے کہ اہل سنت نے پہلے بہت کوشش کی کہ عداوت صحابہ و
اہل بیت کا راز سربستہ رہے تاکہ شیخین نشانہ تیر ملامت نہ بنیں مگر جبکہ شیعہ نے تیزاب کلام
سے اس ملمع کو اوڑایا جس کو موالیان خلفاء نے چھڑایا تھا تب ان کا اصلی جسم معلوم ہونے لگا
چنانچہ مرزا حیرت نے بھی اس کی تصدیق ان لفظوں سے کی ہے کہ شیعہ نے امورات متنازعہ کی
بحث میں اتنا علم صرف کیا اور ایسا بنا دیا کہ ہر گوشہ قلب سے صدائے آفرین بلند ہوتی ہے جن
باتوں پر تیرہ سو برس سے پردہ چلا آتا تھا انکو اٹھا کر مکان پردہ دار کی حیثیت اہل نظر کو دکھلادی
ہر دو گروہ مومن و مخالف ہیں ابتدائی نزاع خلافت کا ہوا شیخین اور ان کے ہوا خواہ نبی
کی نعش مقدس کو بے تکفین و دفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے علی مع تابعین خود مشغول
بہ تجہیز و تکفین ہوئی بعد نصب خلافت بیعت کے لئے لوگوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی جناب
امیر و بنی ہاشم و دیگر ہوا خواہان اہلبیت نے خلافت ابوبکر سے انکار کر کے صریح مخالفت
ظاہر کی اور بقول اہل سنت تاحیات سیدہ کسی بنی ہاشم نے ابوبکر کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا چنانچہ
ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بحوالہ صحیحین زہری سے روایت کی ہے قال الرجل للزہری
فلم یبایعہ علی ستۃ اشہر فقال لا واللہ و لا احد من بنی ہاشم حتی بایعہ علی ایک شخص نے
زہری سے کہا کہ علی نے چھ مہینہ تک ابوبکر کی بیعت نہ کی اور جبتک کہ علی حیا لہ مبایعت میں

نہ داخل ہوئے کسی بنی ہاشم نے ابوبکر سے ہاتھ نہ ملایا۔ پھر اسی زہری سے روایت ہے کہ
جب علی نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنے منھ پھرائے اور ظاہری روداری کو ترک کر دیا تب مضطر
ہوکر ابوبکر سے مصالحت و مبایعت کی۔ اصلی عبارت یہ ہے لما رای علی انصراف وجوہ الناس
عنہ ضرع الی مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ جناب امیر و خلفاء میں درباب
بیعت سخت مخالفت ہو گئی تھی ابوبکر و عمر جانتے تھے کہ علیؑ کو بعد بیعت مثل عوام الناس
بنا رعایا بنائیں ہم بادشاہ دین و دنیا ہوں اور نبی کا خاندان مثل چاکران بارگاہ ہمارا
تابعدار ہے علی یہ حجت کرتے تھے کہ اصلی جانشین میں ہوں علم و فضل میرا تم سے بڑھا ہوا ہے
احکام قرآن کو جیسا میں جانتا ہوں تم نہیں سمجھ سکتے نبی نے مجکو غدیر میں بہ نص صریح تمہارا
مولی کیا ہے بہ ثبوت مطالب بالا چند شواہد از کتب اہل سنت پیش کرتا ہوں جمال الدین
محدث روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں کہ علیؑ نے بر وقت بیعت طلبی ابوبکر سے یہ گفتگو کی
منصبی کہ حق سبحانہ تعالی بخاندان نبوت کرامت فرمودہ سزاوار آن میباشید کہ بجائے دیگر
نقل کنید مہبط قرآن و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم ماہیم و بواسطہ
آن خلافت را شایستہ و امارت را سزاوار ماہیم تا آنکہ ابوبکر صدیق چون دید کہ کلمات علی
علیہ محکم و استوار و ہر یکے از ینہا بہ مقابلہ صد بلکہ ہزار است از راہ رفق و مدارا در آمد
اسی کے قریب قریب ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب الامامت والسیاست
میں لکھا ہے ان علیا اتی بابی بکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ فقیل لہ بایع
ابابکر فقال انا احق بہذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم
ہذا الامر من الانصار واحتججتم علیہم بالقرابۃ من النبی وتاخذونہ منا اہل البیت غصبا
قال عمر انک لست متروکا حتی تبایع خلاصہ کلام جبکہ علی بیعت کے لئے طلب ہو کر ابوبکر کے
پاس آئے تو کہنے لگے کہ میں بندۂ خدا اور نبی کا بھائی ہوں تم سے بیعت نہیں کرونگا میں
احق ہوں کہ تم لوگ میری اطاعت کرو آپ صاحبوں نے انصار کے مقابلہ میں بدلیل قرابت

نگری ہی باقی ہے پس جو حجت کہ تم نے انصار سے کی ہے وہی میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں
اگر آپ بوجہ قرشیت بمقابلۂ انصار قرابت دار رسول ہیں تو میں تمھارے مقابلہ میں
نبی کا قریب تر ہوں اگر اقربیت موجب خلافت ہے تو میرا شفیع تمھارے شفیع سے مرجح
ہے خدا سے ڈرو اور ہم اہلبیت سے اس چیز کو غصب نہ کرو جس میں تمھارا کوئی حق نہیں ہے
عمر نے کہا کہ جب تک آپ بیعت نہ کریں گے ہم آپکو نہ چھوڑیں گے یہ سنکر علیؑ نے جواب دیا
احلب حلبا لک شطرہ اشدد لہ الیوم یردہ علیک غدا ثم قال عمر لا اقبل قولک
ولا ابایع کہ اے عمر آج دودھ دوہ لے اس دودھ کو تاکل تیرے کام آئے جو چیز تو آج اسکے
لئے حاصل کرلے ہے فردا یہ تیرے حوالہ کردے گا عمر نے کہا آپ کیسی ہی باتیں بنائیں ہم ایک
نہیں سنتے بس بیعت کیجئے حضرت امیر نے فرمایا لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من دارہ
وقعر بیتہ الی دورکما وتدفعون اہلہ عن مقامہ فی الناس وحقہ وفواللہ
یا معشر المہاجرین لنحن احق الناس بہ اے گروہ مہاجر بادشاہی کو محمد کے گھر سے نکال کر
اپنے گھروں میں نہ لیجاؤ یہ سلطنت محمد صلعم کی ہے تم لوگ اون کے اہلبیت کو خداداد منزل
سے گراتے ہو بخدا ہم تم سے اس منصب کے مستحق تر ہیں کچھ مسلم بن قتیبہ ہی پر موقوف نہیں
کہ اوسنے تنازعہ بیعت کا ذکر کیا ہے بلکہ اور اکثر علمانے بھی ان واقعات کو حوالہ قلم
کیا ہے چنانچہ ملا سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں لکھا ہے وفی ارسال ابی بکر
عمر وابا عبیدۃ الجراح الی علی رسالۃ لطیفۃ رواہا الثقات باسناد صحیح تشتمل علی کلام
کثیر من الجانبین وقلیل غلظۃ من عمر علی ان علیا جاء علیہما یعنی ابوبکر کا
عمر وابو عبیدہ جراح کو علی کے پاس بھیجنا ایک لطیف مضمون ہے جس کو ثقات ومشاہیر علماء
نے اسناد صحیحہ سے نقل کیا ہے جبکہ علی ابوبکر کے پاس آئے تو جانبین سے بہت گفتگو ہوئی
بلکہ عمر نے علی سے کچھ درشت کلامی بھی کی بالآخر علی بیعت کرنے کے یہ کہکر اٹھ گئے بارک اللہ
فیما ساء نی وسر کہ خدا اس معاملہ میں تمکو برکت دے جس سے تم دلشاد ہوئے اور میں

فرش ماتم پر بیٹھنا واہ نعمہ بیعت کیسے اچھے کلام پر ہوا جو لوگ کہ بیعت مرتضوی کو رغبت
طبیعت پر محمول فرماتے ہیں وہ مضامین متذکرہ صدر کو عینک لگا کر چشم ایمان سے دیکھیں
المختصر حضرت ابوبکر نے بامداد جناب عمر و دیگر خیر اندیشان خود مسند نبوی پر جلوہ افروز
ہوکر بھی ایمانداری کا نقشہ اس طرح کھینچ کر دکھایا کہ نبی کی بیٹی کے دروازہ پر آگ
اور لکڑیاں بھیجکر دہکایا معصوم بچہ کو شکم سیدہ میں ہلاک کرایا فدک جس کی آمدنی کثیر تھی ضبط
کرکے خاندان نبوت کو ایسا محتاج بنایا کہ لوگوں کی مزدوری کرکے اپنا پیٹ بھرنے لگے
انشاء اللہ ان سب باتوں کا اسی رسالہ میں اپنے موقعہ پر کتب معتمدۂ اہل سنت سے ثبوت
پیش کرتا ہوں ناظرین تھوڑا انتظار فرمائیں غرضکہ اہل بیت نبوی کا لوگوں کی نظر میں
اتنا بھی اقتدار نہ رہا کہ جتنا کسی چھوٹے آدمی کا ہوتا ہے عمر و بکر تو اپنا ڈنکا بجاکر چلدئے
عثمان کا دورہ آیا اور نے مروان شقی دشمن اہل بیت کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی
اس زمانہ میں اہل بیت کو اور بھی ضعف ہوگیا موالیان خاندان نبوت علی العموم فضیحت و
بےعزت کئے گئے ابوذر ننگے اونٹ پر بٹھاکر عرب کے کالے پانی صحرائے ربذہ میں بھیجدئے
گئے عمار یاسر دربار عام میں پٹوائے گئے قرآن مثل ردیات پھونکدئے گئے خلایق نے
بخوف جان اہل بیت سے کنارہ کشی کرکے بحکم الناس علی دین ملوکہم انھیں مخالفان اہل بیت
سے پیوستگی اختیار کی بعد عثمان بعض لوگوں کے اصرار سے حضرت امیر خلیفہ ہوئے
مگر عائشہ صدیقہ اپنے باپ اور چچا کی آنکھیں دیکھے ہوئے تھیں بفور استماع خبر خلافت
حضرت امیر پچھلے جوش نے اُن کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ طلحہ و زبیر کو منھ بولا بیٹا بنا کر
اشتہار جنگ دیدیا کئی مرتبہ متواتر جنگ کرکے انجام کار تھک کر بیٹھ رہیں معاویہ صاحب
جنکو حضرت عمر نے سوچ سمجھ کر ایک ہونہار و قابل کار تصور کرکے گورنر شام مقرر کیا تھا
باغی بنکر خودسر حاکم ہوگئے حضرت امیر سے لڑبھڑ کر خوب خوب دادمردانگی دی علانیہ
ممبر و منبر حضرت امیر کو برا کہا اور خلقت سے کہلوایا صدہا لوگ بجرم تشیع گردن مار دئے

گئے دفاتر میں گشتی احکام جاری ہوئے کہ کسی سررشتہ میں بوترابی نوکر نہ رکھے جائیں اس زمانہ
میں شیعہ لوگ اپنے عقائد کو ایسا چھپاتے تھے کہ جس طرح غدر ۱۸۵۷ء میں خیر اندیشان سرکار
افواج باغی سے اپنا حال پوشیدہ رکھتے تھے شوہر زوجہ سے اور زوجہ شوہر سے مذہبی اختلاف
کے اظہار میں لب بند رہتے تھے تا اینکہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر اُن کا
خاتمہ کیا یزید نے مسند حکومت زیر قدم کرکے خاندان نبوت کا بالکل ہی نام مٹا دیا اسکے
بعد مروانی و عباسی یاجوج ماجوج کی طرح دنیا میں پھیل کر خلایق کو باشتباہ موالات
اہل بیت تیغ نہنگ بلا نگل گئے سیدوں کے بچے جوان و بوڑھے پکڑ پکڑ کر دیواروں
میں چن دئے اُن کے خون سے مٹی تر کرکے صرف عمارات کی گئی جلادوں کے سامنے
گرفتاران بلا قسمیں کھاتے تھے کہ ہم اولاد علیؑ و بتولؑ سے نہیں ہیں نہ اُن سے کوئی
واسطہ رکھتے ہیں کون سنتا تھا بقولے بے خطا پھرے ہیں اور اہل خطا پھرے ہیں بیچارے
سوائے حکم گردن زدنی کوئی جواب نہ پاتے تھے ایسی حالت میں جبکہ رعایا اور سلطنت دونوں
دشمن ہوں سوائے مذہب چھوڑ دینے کے لوگ کیا کرتے سبھوں نے دامن اہلبیت
چھوڑ کر خوارج و نواصب کا مذہب اختیار کر لیا اول اول تو لوگ بہ کراہت و تصنع
دائرہ نشین نصب و خروج ہوئے مگر بعد اون کے بوجہ امتداد زمانہ و اتباع رفتار
اہل ملک اولاد بھی خارجی و ناصبی ہو گئی تمام عرب میں سوائے دشمن اہلبیت ظاہری
طور پر کوئی دوست نہ تھا بادشاہ و درباری رغبت دنیا زاری سب مخالفین ال کے دم
بھرنے والے ہو گئے اس وقت اہل بیت کی محبت بڑے بچے ایماندار لوگوں کے دلوں
میں رہ گئی عقیدتاً اولاد رسول کو حقدار منصب امامت جانتے تھے مگر عملاً کچھ نہ تھا شاہ
ولی اللہ نے بستان المحدثین کے صفحہ (۱۲م) پر اُس زمانہ کا جو حال لکھا ہے وہ ہدیۂ ناظرین
کرتا ہوں امام نسائی چون از تصنیف مناقب مرتضوی فارغ شد خواست کہ ان کتاب را
در جامع دمشق بر ملا بیان کند مردم آنجا کہ بہ سبب طول سلطنت بنی امیہ دراں دیار جم

نواصب پیدا کردہ بودند حنفی شوند قدرے ازاں کتاب مذکور کردہ بود کہ سائے گفت
کہ درحق امیرالمومنین معاویہ نیز چیزے نوشتہ نسائی گفت کہ معاویہ را ہمیں بس نیست کہ
سر بسر نجات برد او را مناقب کجاست و بعضے گویند کہ ایں کلمہ ہم گفت کہ نزد من از مناقب
او ہیچ صحیح نشدہ مگر ایں حدیث لا اشبع اللہ بطنہ یعنی خدا اُس کے شکم کو سیر نکرے عوام
مردم او را بہ تشیع تہمت کردہ لگد کوب کردند و چند حربہ شنیع بخصیتین او رسید کہ بسبب آں
نیم جاں شد تا مردمانش برداشتہ بخانہ آوردند او گفت مرا ہمیں وقت روانہ مکہ معظمہ
کنید کہ تا در مکہ بمیرم یا در راہ مکہ گویند کہ بعد از رسیدن بمکہ وفات یافت و درمیان
صفا و مروہ مدفون شد یہی مضمون تحفہ کے باب مکائد میں صفحہ (۹۰) پر بایں عبارت
لکھا ہے۔ نسائی کہ از عمدہ محدثین اہل سنت است بجہت تحریر رسالہ مناقب امیرالمومنین
از دست اہل شام شربت شہادت چشید و سعید بن جبیر کہ حسنین را ذریت رسول
اللہ می گفت و حجاج را دریں مسئلہ الزام داد بہ گلگونہ شہادت سرخرو گردید عبارت متذکرہ
بالا پر نظر کرنے سے چند نتیجہ پیدا ہوئے۔ اول یہ کہ سکنائے ملک شام نے بوجہ استداد حکومت
بنی امیہ مذہب نواصب پیدا کیا تھا پس ضرور ہے کہ راس و رئیس بنی امیہ یعنی معاویہ
ناصبی تھے چونکہ حضرات اہل سنت معاویہ ناصبی کے طرفدار و غمگسار ہیں لہذا سب صاحب
ویسے ہی سمجھے جاسکتے ہیں جیسے کہ اون کے امیر ممدوح تھے دوم یہ کہ نواصب کو جناب مرتضوی
سے بحدے عناد تھا کہ اپنے مذہب کے معتبر محدث کو مار ڈالا اور حسنین کو ذریت رسول
بتلانے سے سعید کا گھونٹ دیا یہی لوگ جن کے عقائد اوپر بیان کئے گئے جہاد کے
جھنڈے اٹھا کر ملک گیری کرتے ہوئے مثل لٹیروں کے ترکستان و زابلستان و چین
و ایران و سندھ میں پہنچے ہر ملک میں بزور شمشیر لوگوں کو مسلمان کرکے وہی مذہب تعلیم
کیا جو کہ اُن کا تھا شیعہ مذہب بوجہ خوف سلاطین اوس وقت درجہ نابودی پر پہنچ چکا تھا
نئے پرانے مسلمان یہی جانتے تھے کہ بس اسلام کا اصلی مذہب یہی ہے مگر قدرت خداوندی

چیزے بقولے ؎ چراغے را کہ ایزد برفروزد * کسے گر تف کند ریشش بسوزد۔ نور خدا کو
کون مٹا سکتا ہے بقول صاحب تاریخ فرشتہ سنی المذہب غازان خان بادشاہ تورانکو
آنحضرت نے خواب میں رو دا جدی مذہب شیعہ پر ہدایت کی اور نے تدریجا اس مسئلہ کو چلایا
لگا او بجاتو سلطان معروف بہ خدا بندہ نے اسکو ایسا درجہ تکمیل پر پہنچایا کہ جمعہ و عیدین
کے خطبے سے ثلاثہ کا نام ساقط کر کے ائمہ ہدیٰ کا نام داخل کیا اور اہل ایران کو مذہب
امامیہ اختیار کرنے اور دین خوارج چھوڑنے کی ہدایت کی بلکہ ایران میں ترویج
مذہب حقہ ملکر دبے اور مٹے ہوئے شیعہ نے بھی کروٹ بدلی ایران کو دارالایمان
سمجھکر اکثر کے بستر سے وہاں آ گئے پھر سلاطین صفویہ کا جو کہ سادات ذوالکرام سے
تھے ستارہ اقبال چمکا انھوں نے اپنے نانا دادا کے مذہب کو ایسا رواج دیا کہ تمام
ملک کو شیعہ کر دیا۔ دیگر ممالک میں چونکہ مخالفان اہلبیت کے پیرو فرمانروا تھے وہاں
اہل سنت شیعہ کو دباتے اور مٹاتے رہے ہندوستان میں غوری و غلزی و افاغنہ و چغتائیہ
و تیموریہ جس قدر سلاطین ہوئے سب سنی المذہب ہندوستانی جو ہرٹے چمار۔ جاٹ
گوجر و بنئیے بقال سلطنت کے دباؤ یا دیگر وجوہ سے جو کچھ بھی مسلمان ہوئے اُن کا وہی
طریقہ ہوا جو کہ اُن کے مسلمان بنانے والوں کا تھا چنانچہ اسوقت جسقدر چھوٹی قومیں
نو مسلم دیکھی جاتی ہیں وہ اکثر عموماً لباس سنیت سے آراستہ نظر آتے ہیں جو ظلم کہ
شیعہ پر عرب و شام میں ہوتا تھا وہی ہندوستان میں بھی ہوا۔ سنی لوگ طرح طرح کی
تکلیفیں پہنچاتے تھے جس پر احتمال تشیع ہوتا تھا مسجدوں میں نہ آنے دیتے تھے چنانچہ
توزک جہانگیری میں جہاں اکبر بادشاہ کی صفائی طبیعت و بے تعصبی کا بیان ہوا ہے
وہاں جہانگیر نے فخریہ لکھا ہے کہ بادشاہ جنت آرام گاہ نے شیعہ و سنی کو ایک مسجد میں
نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی جہانگیر کے فخریہ مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ شیعہ لوگ
سلاطین سنیہ کے زمانہ میں ایسے پامال تھے کہ مساجد میں نماز بھی نہ پڑھ سکتے تھے لوگ کم

اکبر نے حکم دے دیا تھا مگر ہر جگہ وہ شیعہ کے ساتھ توپ لئے ہوئے تھوڑا ہی پھرتے تھے
بادشاہ کے اختیار میں قانون کا پاس کر دینا تھا نکہ ہر قریہ و دیہ اور گلی و کوچہ کی مساجد
میں اسکا نفاذ شاید کسی سردار و فتر یا امیر لشکر نے اسوقت نماز پڑھ لی ہو اور شاہی قانون
کے دباؤ سے کوئی نہ بولا ہو مگر عام طور سے سنی و شیعہ کا یل میل ہوا وہ زمانہ تو بھلا
اہل سنت کی حکومت و سلطنت کا تھا اب تو ان لوگوں کی عملداری ہے جو کہ چشم انصاف سے
ہر مذہب والے کو دیکھتے ہیں قوی اور ضعیف ایک درجہ میں لئے گئے ہیں مگر ممکن نہیں کہ
کوئی شیعہ جامع مسجد یا فتحپوری کی مسجد میں جو کہ دہلی میں واقع ہے دست کشادہ نماز پڑھ
سکے بڑے بڑے شہروں میں شیعہ اون مساجد میں تو نماز پڑھ لیتے ہیں جو کہ کسی سرائے
یا پڑاو مثل اسٹیشن ریلوے وغیرہ میں ہوتی ہے دیگر مساجد میں کیا ممکن اس گروہ کو اپنی
ہی مسجدوں میں چین نہیں نماز تو بجائے خود رہی اذان نہیں کہنے دیتے اکثر جگہ کشت
وخون ہو گئے ہیں سوائے نماز کے دیگر امور مذہبی میں مدام خلل انداز و آمادہ
جنگ رہتے ہیں ہولی کے جلسوں میں شریک ہوں راون کی تصویر کو بہت شوق سے
دیکھیں مگر مجلس عزا کی شرکت اور تعزیہ کی زیارت ایسی ناجائز کہ نکاح ٹوٹ جائے گھر
میں بیٹھی ہوئی ناکردہ بی بی رانڈ ہو جائے المختصر مرید ان خلفا ثلاثہ سی دپیر و دی
مرشدان خود موالیان اہلبیت پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے رہے چنانچہ عالمگیر
کے زمانہ کی ایک حکایت پیش کرتا ہوں اسی پر کل سلاطین سنیہ فرماں روایان
ہند کی حالت کو قیاس کرنا چاہیے رقعات عالمگیری میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے
شاہ کے روبرو خنجر آبدار پیش کیا عالمگیر کو اوس کی ساخت و وضع پسند آئی تعریف
کی کہ کاریگر نے بہت اچھا بنایا ہے پیش کنندہ نے دست بستہ عرض کی کہ سوائے اوصاف
ظاہری اسمیں وصف باطنی بھی ہے پوچھا کہ وہ کیا عرض کی کہ غلام نے اسکا نام رافضی
کش رکھا ہے ستم دل و عدل گستر بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ اس کام کے لئے دو چار ایسے تیز

ہتھیار ہمارے سلح خانہ میں رکھے جائیں دانشمند غور فرمائیں کہ جہاں بادشاہی افسر ہر وقت
قتل ہر وافض کے لئے خنجر بدست رہیں اور خود بادشاہ بنظر روافض کشی آبدار و جواہر دار
ہتھیاروں کا میگزین تیار رکھے وہاں بیچارے شیعہ جو کہ رافضی کہے جاتے ہیں اظہار طلب
میں کیونکر لب ہلاتے نتیجہ یہ ہوا کہ صرف کتابوں میں شیعہ کا نام رہ گیا باقی سب تقیہ کی
آڑ میں اچھے کھرے سنی بن گئے سنی شیعہ اسی زمانہ کے فیض یافتہ ہیں چونکہ ظالم کو بقا
نہیں لہذا دشمنان اہل بیت کی حکومت کا بوریا لپٹا اور دولت انگلشیہ کی منصف حکومت
جس کو کار بیگروں نے انصاف بھرے ہاتھوں بنا تھا ہندوستان میں بھی شاہ عالم پناہ
کو ملی پس دیگر سرکار نے ہر اہل مذہب کو رسومات مذہبی کی بجا آوری میں آزادی دی
دہلی اور اسکے نواح میں جو خاندان کہ مجبوری سے زنجیر تقیہ میں جکڑہ بند ہو کر شیعیت کی
تنگ و تاریک کوٹھری میں مقید تھے نیم آزادی کے جھونکے سے کچھ کلبلائے اور اپنے
اجداد کا تشیع ثابت کرنے میں بجائے خود یہ دلائل پیش کرنے لگے بھئی ہم نے بڑے دادا
کا بستہ کھولا تھا نہایت جلی قلم سے لکھا ہوا خاص ان کے دست مبارک کا صحیفہ کاملہ دیکھا
ایک صاحب بولے ہمارے گھر پرانے بٹوہ میں کچھ تسبیح کے دانے اور سجدہ گاہ کے ٹکڑے
رکھے ہوئے ہیں۔کسی نے کہا میں نے اپنے گھرانے کے بڑی بوڑھیوں کو دیکھا ہے محرم کا
چاند دیکھ کر نتھ چوڑیاں ٹھنڈی کر کے میلے کچیلے کپڑے پہن کر کچھ چپکے چپکے پڑے رویا
کرتی تھیں اور عشرہ کے دن اُن پر ایسا الم طاری ہوتا تھا کہ گویا کوئی جوان میت گھر
میں ہو گئی ہے مگر اس راز کو اہل محلہ سے ایسا چھپاتی تھیں کہ جیسے کوئی مجرم گناہ کو پوشیدہ
کرتا ہے ہمارے محلہ میں مولوی باسط اللہ اور شیخ روح اللہ کی بہو بیٹیاں اُن دنوں
اور ایام سے زیادہ خوشیاں مناکر اچھے زرق برق کپڑے پہنا کرتی تھیں حالانکہ
ہمارے اور اُن کے گھروں کا باعتبار اسلام ایک نوع کا طرز و طریقہ تھا مگر جو افسردگی
ہمارے گھرانے کی عورتوں پر ہوتی تھی اسکا اثر اُن گھروں میں مطلق نہ تھا۔ایک حضرت

بولے ہماری دادی جب مری تھیں بڑے ابا نے انکو پرانے صندوق سے نکالکر ایک کفن پہنایا تھا اور والدہ سے آہستہ کہا تھا کہ یہ کفن حاجی صفدر علی کربلائی لائے تھے ایک صاحب بولے پھوپھی اماں نے بچپنے میں ہمکو کلمہ اس طرح سکھایا تھا اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ اور بارہ اماموں کے نام بھی یاد کرائے تھے مگر یہ کہا کرتی تھیں کہ خبردار باہر کسی کے سامنے اس طرح نہ پڑھنا کوئی بولے چھوٹے نانا کوٹھری میں کواڑ بند کرکے نماز پڑھا کرتے تھے مگر جس طرح ہم ہاتھ باندھتے ہیں وہ ایسا نکرتے تھے بلکہ نماز میں ہاتھ چھوڑ دیا کرتے تھے اور انگلی اٹھاکر کچھ پڑھا کرتے تھے اُسکا نام ہمکو بڑی خالہ نے زیارت بتلایا تھا کوئی یہ کہہ اُٹھے کہ ایک دفعہ ہمارے گھر برسات میں پورانی کتابیں دھوپ میں سوکھ رہی تھیں میں نے ایک کتاب کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مجموعہ اشعار ہے اُسمیں کے چند شعر مجکو اب تک یاد ہیں از انجملہ ایک یہ ہے ؎ وہ بندۂ خدا نہیں جو حیدری نہیں یا یہ علی امام من ست ومنم غلام علی ؛ ہزار جان گرامی فدائے نام علی - دیگر ز شرق تا بہ مغرب گر امام ست ؛ علی وآل او مارا تمام ست دیگر حلال زادہ شناسد علی و آلش را چرا کہ نور دیدہ حلال زادہ علی است دیگر نباشد خبر از بے پدر شتمنش ؛ کہ یزدان باتش بسوزد تنش دیگر محبت شہ مردان مجو ز بے پدرے ؛ کہ دست غیر گرفت ست پائے مادر او دیگر علی کا مرتبہ اللہ اکبر ؛ خدا نے تیغ دی احمد نے دختر دیگر علی بردوش احمد چشم بد دور عیاں شد معنی نور علی نور ؛ دیگر گر مصیبت پیش آید این بگو صد بار ؛ لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار دیگر آنرا کہ دوستی علی نیست کافرست ؛ گو زاہد زمانہ وگو شیخ راہ باش دیگر لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمۃ ؛ المصطفی والمرتضے وابناہما والفاطمہ دیگر اگر چشم داری بدیگر سرائے ؛ بہ نزد نبی و علی گیر جائے دیگر دشمنان بنشین حافظا تبرا کن - نجات خویش طلب کن بجان ہشت وچہار - ایک صاحب بولے زیادہ تو ہمکو خبر نہیں مگر ہاں اتنا یاد ہے ایک روز والد بزرگوار کہتے ہوئے سنا تھا کہ ہائے

میں کیوں انہوا حضرت شبیر کے ساتھ بھی مارتا شمر و عمر کو کسی تدبیر کے ساتھ غرضکہ سب لوگوں نے پورانی باتیں یاد کر کے کہا کہ بھائیو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگوار شیعہ مذہب رکھتے تھے اگر اُن کا یہ طریقہ نہ ہوتا تو کبھی وہ باتیں پیش نہ ہوتیں جنکو ہم سب ابھی کہہ چکے ہیں زمانہ کی عدم مساعدت اور سلطنت کی مخالفت نے ہمارے بڑوں کو مذہب چھپانیکا سبق دیا تھا چونکہ بعنایت الٰہی اب شیعہ کش عملداریوں کا اثر ہندوستان میں نہیں رہا داد گستر لوگ معدلت آرا ہیں لہٰذا حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے ذرا علماء کے پاس چلنا چاہئے جنھوں نے اپنی جانب سے میر محبت حسین اور مرزا رضا علی بیگ اور شیخ احمد و حسین علی خاں چاروں قوم کے آدمی منتخب کر کے اجازت دی کہ آپ علمائے عصر کی خدمت میں جاکر گاہ گاہ درباب انکشاف امور حق گفتگو کریں - اگر علمائے سنیہ جواب میں کچھ ڈھیلے نظر آئیں تو اس تانے بانے کو جو کہ زمانہ نے مخالفت کر کے تار عنکبوت کی طرح ہم پر تن دیا ہے توڑ تاڑ کر چلتے پھرتے نظر آئیں - انگریزی عملداری میں سوہتے خاص مقامات کے تقیہ جسکو بزرگوں نے کیا تھا کچھ ناموزوں و مکروہ معلوم ہوتا ہے مگر پہلی کتابیں دیکھنی چاہئیں چنانچہ بعض کتب خانوں سے حبیب السیر و مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا و شواہد النبوۃ و بخاری و مسلم شریف وغیرہ بہم پہنچا کر و مجلس اور دریافت حال و تحقیقات مذہب پر پورے آمادہ ہو گئے اسوقت دہلی میں اکثر علمائے ذی قدر موجود تھے - مگر شاہ عبد العزیز صاحب کا سب سے زیادہ طوطی چہک رہا تھا یہ سب صاحب تحقیقات مذہب پر کمر بستہ ہوکر ایک روز جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے گئے بعد ختم وعظ چاروں نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور ہادی دین و اطمینان بخش تحریر ہیں ما بندگان کو درباب امور مذہبی کچھ شکوک پیدا ہوئے ہیں - اُن کو دریافت کرنا چاہتے ہیں -

شاہ صاحب امور مذہبی کی تحقیقات نہیں کیا کرتے

محققین اربعہ حضور اگر کسی معاملہ میں وہم ہو تو اُسکو کیوں نہ دریافت کیا جائے۔
شاہ صاحب مذہبی معاملات پیچیدہ ہوتے ہیں خام کار اُنکو نہیں سمجھ سکتے
محققین اربعہ ہم آپ سے ایسی باتیں نہیں پوچھتے جس میں المنطق المنطق کی ضرورت ہو بلکہ چند سیدھی سیدھی حجتیں پیش کرتے ہیں اُن کا جواب جو حضور دیں گے یقین ہے کہ ہم سمجھ لیں گے کیونکہ فدویان کچھ نرے جاہل بھی نہیں سلم وبخاری کے دقایق سمجھ سکتے ہیں۔
شاہ صاحب آخر یہ تو کہئے آپ ہم سے کس قسم کی گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔
محققین اربعہ دبی ہوئی زبان سے اودہر اودہر دیکھ کر کچھ مسئلہ خلافت میں شک ہے
شاہ صاحب لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم کس کی خلافت میں آپ کو تامل واقع ہوا
محققین اربعہ رعب حاضرین وفتنہ وفساد سے متوہم ہو کر گلوگیر آواز سے جناب خلافت شیخین کی بنیاد کچھ گہری اور مضبوط نہیں معلوم ہوتی
شاہ صاحب ہمارے مذہب کے موافق جو شیخین کو خلیفہ رسول نہ جانے وہ کافر ہے بس آپ صاحب کافر ہوگئے اہل ارتداد کا جواب تفنگ وتلوار یا جوتی پیزار ہے۔ میاں عرجان صوفی۔ عثمان خاں جار دبکش۔ ان مرتدوں کو مسجد سے نکالدو گو کہ ابھی کچھ کہا نہیں مگر ان کی باتوں سے بوئے رفض آتی ہے۔ یا اللہ شاہی جاتے ہی۔ لوگ کھیں کھیلتے تم باللہ اگر انگریزی نہ ہوتی ابھی حکم جہاد جاری کر کے انکا ناسیال اوڑ وادیتا دیگر اشخاص موجودگان جلسہ وعظ) حضور یہ لوگ حق طلب ہیں۔ امر صحیح کو تلاش کرتے ہیں آپ کو ایسی درشت کلامی زیبا نہیں خلاف منصب ہدایت ہے ان کا اطمینان فرما دیجئے اسوقت ان کی زبان سے کوئی بیجا کلمہ نہیں نکلا صرف بنیاد خلافت کے کمزور ہونے پر شک ظاہر کیا ہے جناب اُسکو مستحکم فرما دیجئے یہ چاروں بزرگوار معمولی شخص نہیں بلکہ عمائدین شہر سے ہیں ہم نے سنا ہے کہ بہت کتابیں اولٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں ایک بڑے گروہ سادات مغل وشیخ وپٹھان نے اپنی اپنی قوم سے ایک ایک آدمی تحقیقات مذہب کے لئے منتخب کر کے

بھیجا ہے۔ اگر حضور نے ان کو ساکت کر دیا تو سمجھ لیجئے کہ بڑا میدان مار لیا اور اگر خدانخواستہ آپ سے اِن کا جوش نہ رک سکا اور باسی کڑھی کے ابال کی طرح پھیل پڑا تو سیکڑوں پر مصیبتیں پڑ جائیں گی ہنوز کوئی گفتگو نہیں ہوئی مگر اِن کی ملائمت اور آپ کی سختی و ڈانٹ ڈپٹ دیکھ کر ہمارے تو پیر پھلا گئے دیکھئے اسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے خدا خیر کرے جبکہ شاہصاحب نے دیکھا کہ یہ بلی کی دم کی چھچھوندر محلہ کا محلہ صاف کرتی نظر آتی ہے تو ایک لمبی سانس بھر کر کہا اچھا صاحب فرمایئے۔ کیا شک ہے۔

محققین اربعہ ہم لوگ تین اصول کے پابند ہیں اول توحید دوم نبوت۔ سوم قیامت اور ایک دوسرا گروہ جس کو ہم رافضی کہتے ہیں اور وہ اپنا مذہب شیعہ بتلاتا ہے پانچ اصول کا معتقد ہے اول توحید دوم عدل سوم نبوت۔ چہارم امامت پنجم قیامت نمبر (۲، ۴) دوم یعنی عدل و امامت اُن کے اصول دین میں داخل ہیں اور ہمارے یہاں نہیں دریافت طلب یہ ہے کہ اگر عدل خدا و امامت ائمہ کو ہم بھی اپنے ایمان کا رکن اعظم سمجھیں تو کیا قباحت لازم آتی ہے

شاہ صاحب آپ یہ تو فرمایئے کہ خدا کے عدل کو اسلام کے جزو اعلیٰ سمجھنے میں حسن کیا ہے بس وحدانیت کا اقرار کافی ہے اسیطرح امامت کو سمجھا جائے رسالت کا اعتقاد لازمی ہے سو ہم کرتے ہیں امامت غیر ضروری ہے اُسکو چھوڑ دیا۔

محققین اربعہ حضرت ہر دو اصول متروک پر جو شیعہ حجت کرتے ہیں اُنکو ذرا سن لیجئے۔ پھر دیکھئے کہ اُنکا ترک مستحسن ہے یا قبیح۔

شاہ صاحب بیان کیجئے۔

محققین اربعہ شیعہ کہتے ہیں کہ اگر عدل و امامت کا انکار کیا جائے تو نبوت اور قیامت دو اصول بالکل عبث ہو جائیں گے۔ اور وحدانیت محض ایک صفت رہ جائے گی جسکا چوب خشک کی طرح کچھ بھی اثر نہ رہے گا۔ وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ خدا پر واجب ہے کہ اپنی مخلوقات

کو نیک و بد باتوں کے ترک و عمل پر قایم رکھنے کی غرض سے انبیاء و کتب کو بھیجکر اپنی حجت کو
تمام کرے اگر خالق اپنی مخلوق سے ایسا عمل نہ کرے اور پھر بپاداش جرایم اُنکو دوزخ کے جنگل
کی سیر کرائے تو اُسکا ظالم ہونا لازم آئے گا مگر جبکہ ہمارے معبود نے کتاب اللہ و محمد صلعم کو ہماری
ہدایت کے لئے بھیجکر چاہ ضلالت سے ہمکو نکالا تو ضروری طور پر ہمکو اُسکا شکر ان لفظوں
میں ادا کرنا واجب ہوا کہ خدایا تیرا یہ لطف و کرم ہمارے ساتھ عادلانہ ہوا اگر ہم اُسکے اقرار
عدل کو جزو ایمان نہ گردانیں تو بڑے درجہ کی ناسپاسی ہے ہرگاہ حسب تقریر بالا نبوت
شاخ عدالت ہوئی اور عدل خدا اُسکا اصل اصول تو انکار عدالت سے نبوت کا اقرار بیکار ہو گیا
نیز خدا نے قیامت کو اظہار عدل کا دن مقرر فرمایا ہے نیکوکاروں کو عمل نیک کی جزا اور
بدافعالوں کو بپاداش جرائم میں سزا دے گا چنانچہ سورۂ فاتحہ میں خدا نے اپنی ذات کو
مالک یوم الدین یعنی انصاف والے دن کا مالک و مختار قرار دیا ہے جبکہ عدل نہیں تو اُسکے
اظہار کا دن مقرر کرنا یعنی چہ عدل ہے تو قیامت بھی ہے والا فلا۔ لیجئے ایک انکار عدالت
سے نبوت و قیامت دو اصول دین کی ٹانگ ٹوٹ گئی صرف وحدانیت رہ گئی سو اُس
سے کیا ہو سکتا ہے سب سے بالاتر یہ ہے کہ عقلاً کسی لایق مواخذہ ہے اور زیادتی قابل مجاب
نہیں شیعہ مراتب اصول میں اہل سنت سے بڑھتے ہوئے ہیں تو کیا عقل سلیم مجوز ہو سکتی ہے کہ خدا
شیعہ کو یہ فرد جرم سنا کر کہ تم نے مجکو عادل سمجھا تھا لہذا جہنم میں جلنے کے لئے گرم قدم
ہو جئے دوزخ میں بھیجدیوے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ جہنم کا سزاوار وہ ہی گروہ ہے
جو کہ اُسکے عدل کا منکر ہو علاوہ ازیں اگر بفرض محال عدالت و امامت اصول ملت سے
لایق اخراج ہے تب بھی شیعہ کو ضرر نہیں کیونکہ وحدانیت و نبوت و قیامت مثل اہل
سنت اُن کے یہاں بھی جزو اصول میں درج ہے نقصان بوجہ کمی اہل سنت کو ہے۔
ہی امامت وہ نبوت کی ایسی ہی شاخ ہے جیسکہ نبوت عدالت کی اگر مسئلہ امامت منقطع
ہو جائے تو نبوت کا اثر متعلق نہ ہے اسلئے کہ خدائے پاک اپنے مقدس کلام میں فرماتا ہے

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو
رسول وصاحبان حکم کی جو کہ تم ہیں سے ہوں اسجگہ خدا نے لفظ اطیعو دو جگہ ارشاد فرمایا
ہے ایک اطیعوا اپنی ذات اقدس پہ وارد فرمایا ہے اور دوسرا رسول واولی الامر پر مگر
رسول واولی الامر میں کچھ فرق مدارج ہوتا تو تیسرا اطیعو ضرور نازل کیا جاتا چونکہ نبی معصوم
ہیں لہذا بوجہ اتحاد اطیعو اولی الامر کا بھی مثل نبی معصوم ہونا لازم آیا نبی کا ہدایت خلق کے
لئے بوجہ لطف خدا پر مبعوث فرمانا واجب ہے لہذا بوجہ عصمت و اجرائے سلسلہ ہدایت
امام کا قایم فرمانا بھی واجب ہے ہوا امامت اگر غیر ضروری ہوتی تو نبی بوقت رحلت امت
کو عترت وقرآن کے حوالہ نہ کرتے یہ تحویل اسی واسطے ہوئی تھی کہ امت رہگرائے بادیہ ہیبت
وضلالت ہو چنانچہ تتمہ حدیث ثقلین کے بھی معنی ہیں کہ اے مجمع ایمان لانے والو اگر تم
قرآن وعترت سے بیخوشی وتمسک کروگے ہرگز ہرگز گمراہ ہوگے مقام غور ہے کہ جن کی طاعت
بذیل تابعت خدا ورسول معدود ہو اور جن سے متمسک ہونا درخت ضلالت کو جڑ سے اکھاڑے
اُن کے اقرار امامت کو فرد اصول میں کیوں نہ درج کیا جائے اگر کہا جائے کہ بعد نبوت
امامت کی کوئی ضرورت نہیں رہی تو ایسی عبث اور غیر ضروری چیز کو نبی نے قاطع بنیاد ضلالت
کیوں فرمایا اور عدم معرفت امام زمانہ کو مرگ کفر وجاہلیت کس لئے قرار دیا اگر ہم اولی الامر
کی اطاعت نکریں اور امام وقت کو نہ پہچانیں محض تین اصول کے گنڈے پر جنت النعیم کو بلا
شراکت غیرے اپنا مملوکہ ومقبوضہ سمجھیں تو لامحالہ نبی کو ترک تعلیم میں قایل بہ امر عبث
اعتقاد کریں دیکھئے عدالت کے انکار نے نبوت وقیامت کو بیوقعت کیا تھا امامت سے گریز
اختیار کرنے میں سوائے نقصانات بالا معصوم نبی کی لغویت پیش نظر ہے

شاہ صاحب تمام تقریر سنکر نہایت جوش وغضب سے موجودگان جلسہ کی طرف متوجہ ہوکر
میاں بھگوڑے نداف - رحیم اللہ نائی - ہیرا لجی دھوبی - اجمیری قصائی - نتھو کنجن - دسوندھی
ہوت - سلارو بھیجڑے - لگن قوال - خیراتی بھٹیارے - گرگنجش بھبرے - جھمد اچھے - تیغ

شجاعی۔ مرزا وفاتی۔ اکڑخان۔ مروڑخان کچھ سنتے بھی ہو یہ چاروں کیا کہتے ہیں خدا کو مثل بندوں کے قرار دے کر لطف کو خدا پر واجب بتلاتے ہیں۔ حالانکہ یہ عین کفر ہے لفظ واجب متعلق بہ شان عبدیت ہے معبود کا اس سے کیا علاقہ دیکھو نماز روزہ حج زکواۃ۔ جہاد وغیرہ ہم پر واجب ہے تو کیا خدا پر بھی اُس لفظ واجب کا اطلاق ہو سکتا ہے جس کے ہم پابند ہیں۔ تم لوگ بیٹھے ہوئے یہ کفر بات سن رہے ہو اور ان کے منہ میں روڑ نہیں ٹھونستے

بچکوڑے وغیرہ حضور ہم ہر وقت لڑنے مرنے پر تیار ہیں۔ گھر جلانا اسباب لوٹنا۔ بے عزت کرنا مار ڈالنا جہاد پر کمر بستہ ہو کے زیر لوائے علماء ہونا ہمارا عین ایمان ہے مگر کیا کریں انگریزی سے لاچار ہیں۔ شاہی میں اگر کوئی ایسے اول فول بکتا تو معلوم ہو جاتا بادشاہت کو گئے ہوئے تھوڑا زمانہ گذرا ہے ابھی یہ لوگ کہیں کہیں نظر آنے لگے پہلے تو ہم ان نام سے بھی آگاہ نہ تھے حکم ہو تو رات کو اندھیرے میں کہیں ان سے نمٹ لیں (دیگر شرفاء موجودگان جلسہ وعظ) مولانا صاحب آپ تو پچھلے باتیں اور اگلی حکومتیں یاد کر کے غصہ میں بھر جاتے ہیں زمانہ حال کی رفتار پر نظر کر کے ان سے وجوہات طلب کیجئے کہ کس بناء پر خدا کو زنجیر وجوب میں گرفتار بتلاتے ہیں لوگوں کو اشتعال فساد نہ دیجئے ان صاحبوں کو صرف اشارہ کافی ہے یہ سوائے لڑنے مرنے کے اور کچھ نہیں جانتے نقشہ تو یہ لوگ برپا کریں گے اور بوجہ ناموری پولس ہماری گردن پکڑے گی

شاہ صاحب ٹھنڈی سانس بھر کے۔

محققین اربعہ حضور تو بات بات میں گرم ہو کر عوام جہلاء سے امداد طلب ہوتے ہیں اگر جناب کی ایسی تیز مزاجی ہے تو ہدایت کجا۔

شاہ صاحب خیر آپ دلیل بیان کیجئے جس سے یہ بات مان لی جائے کہ لطف خدا پر واجب ہے

محققین اربعہ حضور جو لفظ واجب کو سنکر اسقدر سرخ بھڑک گئے۔ فرمائیے تو سہی آپ

اس کے کیا معنی سمجھتے ہیں۔

شاہ صاحب ارے میاں اسکے تو صاف معنی ہیں خدا کسی کا محکوم نہیں جو اُسپر کوئی بات فرض واجب ہو اپنے ملک کا بلا شراکت غیر مالک ہے اُسکو اختیار تھا خواہ انبیاء و کتب بھیجتا یا نہ بھیجتا اُسکا مجبور کرنے والا کون ہے گنہگار کو جنت میں جگہ دے اور نیک و ابرار کو جہنم کا نوالہ بنا دے جبکہ ہم خیر و شر دونوں کا فاعل اُسیکی ذات پاک کو سمجھتے ہیں تو اعتقاد عدل ایسی صورت میں کیونکر ہو سکتا ہے۔

محققین اربعہ ہم نے شیعہ سے اسیطرح درباب مسئلۂ عدل گفتگو کی تھی۔ جیسا کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں مگر انھوں نے جو اُنکا دلیل شافیہ سے ہمکو ساکت کر دیا جو جواب کہ ہمکو اُن سے ملا ہے اُسکو نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بیشک خدا کسی کا محکوم نہیں سب کا مالک و مختار ہے مگر واجب کا لفظ حاکم یا محکوم ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اسکا علاقہ عبد و معبود دونوں کی شان سے غیر منفک ہے کسی طرح جدا ہونے والا نہیں کیونکہ بادشاہ کو رعیت۔ رعیت کو بادشاہ لابدی ہے۔ اگر کوئی بادشاہ رفع تنازعات رعایا کے لئے نہ کوئی حاکم مقرر کرے اور نہ بنظر تنبیہ و ہدایت کوئی ضابطہ و قانون بنائے اور بہ پاداش جرایم رعیت کو جیل خانہ کی سیر کرائے تو کہا جائے گا کہ بادشاہ نے اپنی رعایا کے حق میں ظلم کیا گورنمنٹ انگریزی نے پہلے ہمکو اطاعت و بغاوت کے مفاد و مضرات بتلائے قوانین جاری کرکے ہمکو ہر بات سے آگاہ کیا۔ تعلیم یافتہ حکام ہمارے انفصال قضایا کے لئے نوکر رکھے تب ہم نے اُنکو عادل و داد گستر کہا انگلشیہ اس کے خلاف کرتی تو کبھی عادل نہ کہی جاتی اگر سلطنت مجرم کو ایوان قیصری میں بٹھائے اور مطیع و فرمانبردار کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر جزیرہ انڈمان کی سیر کرائے تو سکھا شاہی و چنگیز خانی سلطنت کہلائے عادل کا خطاب کبھی نہ پائے بادشاہ اگر رعیت کے سامنے یہ حجت پیش کرے کہ میں فرمان روا ہوں نہ کہ فرمانبردار اختیار رکھتا ہوں کہ گناہ کے بدلے

میں شورہ کا بجھا ہوا پانی پلاؤں اور اطاعت کی عیوض کھولتے ہوئے تیل میں جلاؤں
تو اُسی وقت کہہ دیا جائے گا کہ آپ بادشاہ نہیں بلکہ مجسم قہر خدا ہیں علی ہذا لازمۂ شان عبدیت بندگی
ہے اور زیب وہ رتبہ ربوبیت خطا و صواب سے بذریعۂ انبیا و کتب آگاہی دینا یہی لطف
خدا ہے اور اسی کو لفظ واجب سے یاد کیا جاتا ہے لطف ایک ایسا جامع لفظ ہے جس کو
عزت خداوندی سے بہت کچھ چسپیدگی ہے وہ خدا کبھی نہیں ہوسکتا۔ جو گنہگار کو جنت اور عابد
و دیندار کو دوزخ میں دھکیل دیوے شیعہ لوگ ایسے علی الاکل خدا کو بے لطف محض سمجھ کر لگے
بندے ہونے سے انکار بحث کرتے ہیں خدا کی شان سے یہ الٹی پلٹی کارروائی کہ گالہ ہے یہ سلائے
اور بخشندہ ہوگا ہے بادشاہ سے خلعت دہند قطعاً بعید ہے ہاں قہار و غفار ضرور ہے ممکن ہے کہ بحکمت
گنہگاروں پر عذاب شدید کرے اور انتہا کے اطاعت گذاروں پر نعمات بہشت کا اضافہ
فرمائے پس آپ نے غلط فہمی سے جس معنی پر واجب کو حمل فرمایا ہے اُس کو ساقط کر دیجئے رہا
معاملہ خیر و شر کہ ہر نیکی و بدی خدا کراتا ہے اول تو اِس کی تکذیب قرآن میں حسب فحوائے
آیۂ قرآنی ہدایہ موجود ہے (سورۂ نساء میں یہ آیت ملاحظہ فرمائی جائے ما اصابك من
حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك یعنی نیکی منجانب خدا ہے اور بدی اپنے
نفس کی شامت سے دوم اگر فاعل خیر و شر خدا کو قرار دیا جائے گا تو انزال کتب و ارسال
انبیاء لغو و عبث قرار پائے گا اور یہ دونوں باتیں خدا کی ذات سے بعید ہیں۔ اگر خدا
ہی زنا کرائے وہ ہی شراب پلوائے اوسیکی ہدایت سے ارتکاب قتل عمد و قزع
سرقہ بالجبر وغیرہا ہو تو قانون قدرت جسکو قرآن کہتے ہیں دنیا میں کس کی ہدایت کو آیا
بہشت و دوزخ کے بنانے میں کیوں وقت رائگاں کیا چونکہ بندہ بلا امداد و اعانت
خدا کوئی کام نیک و بد نہیں کرتا لہذا جزا و سزا کا بھی وہی مستحق ہے۔ بشر بالکل بری الذمہ
جو جو کام خدا نے کرایا وہ کیا چونکہ بوجہ امداد افعال بد خدا لائق سزا ٹھہرا لہذا اُس کی
سزا دہی و تجویز جرم کے لئے ایک بڑا جنگی سشن طبیعت خدا قایم کرنا چاہئے کیونکہ یہ معمولی

خدا خود اپنے لئے کوئی سزا قایم نہیں کرسکتا شیعہ باتباع آیہ مبارکہ محررۂ بالا یہ بھی اعتقاد
رکھتے ہیں کہ بد کام انسان اپنے نفس کی خواہش سے کرتا ہے اور شیطان اُسکا مددگار رہتا
ہے نیک کام بھی اپنے ہی ارادہ سے کرتا ہے مگر خدا اُسکا معاون ہوتا ہے بس شیعہ سے یہ
دلیلیں سنکر ہمارے پیر اُکھڑ گئے ہوش جاتے رہے عدل خدا و امامت ائمہ داخل اصول
سمجھنے پر مجبور ہو گئے اگر حضور اسکا کچھ دفعیہ کر سکتے ہیں تو فرمائیے ورنہ ہم چلے اور ایسے
چلے کہ ایک بڑی جماعت کو لیچلے (یہ شائستہ و برجستہ تقریر سنکر دیگر شرکاء جلسہ) کہ اُٹھے
کہ حضور اس گفتگو کو بدلیل شافی رد فرما دیجئے ورنہ ہم ان سے پہلے بلدۂ شیعہ کی سیر کرتے
نظر آتے ہیں ہم نے یہاں تک سوچا اِن باتوں کا کوئی جواب باسانی ممکن نہیں معلوم ہوتا
کیونکہ اِن حضرات نے بحوالہ شیعہ جس قدر تقریر کی ہے وہ سب دل لگتی ہوئی معلوم ہوتی ہے
شاہ صاحب یہ مسئلہ بڑا دقیق ہے اگر ہم نے کوئی جواب بھی دیا تو بوجہ دقت مضامین
آپ صاحبوں کی سمجھ میں نہ آئے گا بس اُنکو اِسی طرح رہنے دیجئے اور یہ خیال کرکے سکوت
کیجئے کہ علمائے قدیم نے جو کہ اعلیٰ درجہ کی فضیلت رکھتے تھے اور ہم سے بدرجہا بڑھے ہوئے
تھے آخر کچھ سوچ سمجھ کر عدل و امامت سے انکار کیا ہے گو کہ اِن لوگوں کی یہ تقریر بظاہر معقول
معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت کوئی اصلیت نہیں آپ صاحب طبیعت میں کوئی وہم و اندیشہ
نہ کریں پچھلی لکیر پر چلے جائیں کیا امام غزالی و فخر الدین رازی و علامہ تفتازانی - ربن
روزبہان - قاضی عبد الجبار - اعور - ابن تیمیہ جو کہ اساطین دین سنیہ و وضع کنندہ اصول
دین تھے وہ اتنی بھی عقل نہ رکھتے تھے جتنی تم میں ہے (شرکاء جلسہ) غلط حضور ہم تو آپکی
ذات بابرکات پر بڑا بھروسہ رکھتے تھے اپنے دلمیں یہ سوچ کر خوش ہو لیا کرتے تھے کہ یہ
عالم لاثانی اڑے وقت کا کھنا ہے جب کسی سے معرکہ آرائی ہوگی بڑے کام آئیں گے - مگر تیغیا
کے جوہر تیغ دشمن کے سامنے کھلتے ہیں - آپ تو آج شیعہ کی بالواسطہ تقریر سے ایسے گھبرا گئے
کہ ہاتھ پر چھوڑ دیجئے اگر حکیم مرزا محمد صاحب عالم شیعہ سے کسی روز مقابلہ ہوگیا تو کیا صورت

پیش آئے گی جبکہ آپ اپنا اصول ٹھیک نہیں کر سکتے تو فروعی معاملات میں کیا کام چلیگا
شاہ صاحب بیان یہ بحث اصول بڑی غامض بات ہے اِس کی باریکیاں آپ صاحبان
نہیں سمجھ سکتے نماز پڑھو روزہ رکھو علمار دین کی خدمت کرو مجلسیں بناؤ عزاخانہ گرواؤ
اہل بدعت وشقاوت یعنی روافض سے ترک ملت کرو۔ کتابیں دیکھنا چھوڑ دو انکی سننے سے
تزلزل ہوتا ہے علم کی بات علمار جانتے ہیں آپ کو اِس سے کیا تعلق۔

شرکار جلسہ دفعۃً جناب ہم تو ہو وقت ایسی حالت میں ہیں کہ جیسے سُونے جنگل میں بلا چرواہے
کے بھیڑ بکریاں ہوتی ہیں نہ ہمارا کوئی عالم نہ ہم کسی کے مقلد اگر ہم ایسے ہی خشک مغز ہیں
کہ علماء کی بات تک نہیں سمجھ سکتے تو پھر قید سنیت میں رہنا فضول تعجب ہے کہ غیر مذہب آئے
نشست ورفتہ تقریر سے اپنی مذہبی حالت سمجھا دیں۔ اور جناب باوصف ادعار علم وفضل
سوائے اسکے کہ تم نہیں سمجھ سکتے اور کچھ نہیں یہ مذہب ہے یا کوئی چیستاں ہے۔ یا امیر
خسرو کی انمل لچھے ہیں جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتے۔

تنبیہ چیستاں کو اکثر لوگ جانتے ہیں مگر امیر خسرو کے انمل لچھے لوگوں کو کم یاد ہیں
لہٰذا منجملہ ہزارہا انمل کے ایک بطور نمونہ لکھتا ہوں (کتی پیچھے تیل لگا جب چوہا کٹ کٹ
کھائے۔ گائے کی دم اٹھا کر دیکھوں تو شبرات کے تین مہینے رہے ہیں) ہم تو فقط اتنی بات
کے امیدوار ہیں کہ محققین اربعہ آپ سے دیگر امورات متنازعہ میں بھی کچھ گفتگو کریں
تو ان سے سنکر اپنا دیکھ کر کام کریں ہم ایسی خدا کی بندگی نہیں کرتے جو سے خود کوزہ وخود
کوزہ گرو خود گل کوزہ ۔ خود بہر خریداری بیانہ ازبیا مد کا مصداق ہو۔ آپ ہی ممانعت
بارتکاب گناہ کرے اور آپ ہی عین تصدور ووقوع گناہ ہو۔

دیگر شرکار جلسہ محققین اربعہ کی طرف متوجہ ہو کر۔ ہاں صاحب کچھ اور پوچھیے شاید
انکا جواب سنکر ہمارا تزلزل رفع ہو جائے۔

محققین اربعہ بڑا معاملہ اصول دین کا تھا جبکہ اسی کے جواب میں شاہ صاحب کو سکوت ہوا

تو آیندہ کیا امید ہے - سمجھ لیجئے کہ جس مذہب کا اصول ہے درست نہیں وہ مذہب فرد ملت سے خارج ہے سب کچھ آپ صاحبوں نے عام جلسہ میں سُن لیا اب باقی کیا رہا اگر سچے دل سے کلمہ پڑھتے ہو تو عدل خدا اور امامت ائمہ کے قائل ہو کر دیگر معاملات کو اسی طرح سمجھ جیسا کہ پابند اں اصول خمسہ سمجھتے ہیں -

شرکاء جلسہ وعظ ہر چند کہ آپ شرعاً ہمپر اور نیز جمیع حاضران مقام ہذا پر حجت شرعی ختم کر چکے اور اپنے اصول کا حق وصواب ہونا - بدلائل صاف وروشن ثابت فرما دیا جسکا اتباع کرنا ہمکو عقلاً وانصافاً بہت ضروری ہے مگر طبیعت شوق مند ومناظرہ پسند گدگدا رہی ہے اور کچھ حالات سے بھی آگاہ ہو آپ شاہ صاحب سے کوئی بات پوچھیے -

محققین اربعہ حضور اب کیا ضرورت ہے اصل ایمان درستی اصول دین ہے - جب کہ شاہ صاحب اسی کے بیان میں چھوک کھا گئے تو آیندہ کیا امید ہے اہل سنت کی جو حقیقت تھی وہ ہمپر ظاہر ہو گئی اب کیا ضرورت باقی رہی

دیگر شرکاء جلسہ نہیں ضرور پوچھیے -

محققین اربعہ خیر صاحب خاطر احباب عزیز - سنئے جو کچھ ہم عرض کرتے ہیں - جناب شاہ صاحب ہر گاہ آپ شیخین کو افضل الصحابہ واشراف مہاجرین اعتقاد فرماتے ہیں تو یہ بزرگوار کبھی سردار کیوں نہ بنائے گئے - ہمیشہ ماتحت رہے حتی کہ عمر ابن العاص کے جو کہ حسب روایات ہمہ بہ طریقہ سنیہ ولد صحیح نہ تھا مدتوں زیر نگاں رہے اور مرتے وقت آنحضرت نے اسامہ غلام زادہ کی ماتحتی میں انکو کیا (یہ مضمون تحفہ میں بذیل مطاعن ابو بکر دیکھو)

شاہ صاحب آنحضرت بہ علم نبوت جانتے تھے کہ ابو بکر وعمر کو بعد ہمارے انتظام سلطنت میں بھاری دقتیں واقع ہونگی اور وہ پولیٹکل معاملات ایسے اہم ہونگے جن کی اصلاح ودرستی کے لئے سخت بیداری وانجام بینی کی ضرورت ہوگی عمر ابن العاص ایک مرد دانا وفتنہ پرداز وحیلہ جو شخص تھا لڑائی کے داؤ گھات خوب جانتا تھا آنحضرت نے انکی شاگردی

میں شیخین کو بخیال دور اندیشی صرف اسواسطے داخل کیا تھا کہ چند سعذین کام سیکھ کر جاتی جو بند ہو جائیں تاکہ مہمات خلافت کو اچھی طرح انجام دیں۔ دیکھو شاہزادے پہلے سپاہیوں میں بھرتی ہوتے ہیں۔ پھر دفعدار و جمعدار و رسالہ داری کے درجہ پہنچکر بالآخر بادشاہ بنجاتے ہیں اسی طرح شیخین کو عمرابن العاص کو ماتحتی کا شرف حاصل ہوا یہ عمرابن العاص ہی کی کفش برداری و فرمان پذیری کا نتیجہ تھا کہ حضرات شیخین نے اپنے اوقات میں وہ کارنمایاں کئے اور ایسا اسلام کو پھیلایا کہ زمانہ جانتا ہے اور آپ صاحب جو یہ فرماتے ہیں کہ کبھی اِن دونوں کو سردار نہیں بنایا گیا یہ بالکل بخاری کی فلسفی اور عدم تاریخ دانی ہے سورۂ برات حضرت صدیق کو دے خیبر میں حضرات شیخین علم بردار شکر ہوئے اور تین روز تک لڑائی میں جان لڑادی اُسامہ بے شک ایک حقیر و ذلیل آدمی تھا مگر شیخین کے فضائل میں اُسامہ کے ماتحت بنجانے سے کوئی نقص واقع نہیں ہوسکتا ابن حجر شارح بخاری لکھتے ہیں دفیہ جواز امارۃ المولیٰ وتولیۃ الصغار علی الکبار والمفضول علی الفاضل لانکان فی الجیش الذی کان علیہم اُسامہ ابوبکر و عمر یعنی ذی رتبہ لوگ چھوٹے آدمیوں کے اطاعت گذار ہوتے رہے ہیں جبکہ ابوبکر و عمر اُسامہ کے ہوئے۔

تحقیقین اربعہ تعجب ہے کہ خلیفۂ رسول و امیر المومنین ایک مرد واہی و حیلہ ور کے شاگرد بنیں اور رسول مقبول نے قصداً ایسے ماسٹر کے حوالے اُنکو کیا تھا جس سے اکتساب اُن فضائل کا کریں جبکا وہ خود حامل تھا ضرور ہے کہ استاد کی صفات کا اثر شیخین میں اگر کل نہیں تو جزء آیا ہوگا پس اگر اُنکو ہم مرد واہی و حیلہ ور و فساد پیشہ و فتنہ انگیز تصور کریں تو کیا استبعاد لازم آتا ہے افسوس ہے کہ جناب عثمان اور حضرت امیر کو بھی مرد واہی و فتنہ انگیز کا شاگرد آنحضرت نے بنایا ورنہ یہ بزرگوار بھی اپنی اپنی خلافت میں عمدہ عمدہ انتظام کرتے آج حضور کے ارشاد سے واضح ہوا کہ شیخین سے جو اُن کے عہد خلافت میں عمدہ معاملات وقوع پذیر ہوئے یہ سب برکت عمر

ابن العاص فتنہ انگیز کی تھی جناب ارشاد فرماتے ہیں کہ ابن حجر شارح بخاری نے ابوبکر و
عمر کی ماتحتی کو اون کے نقص مرتبت کا سبب نہیں سمجھا - بلکہ اُنکو ایک رواجی بات بتلایا ہے
لیکن صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ شیخین نے فی الواقع اپنی سبکیت دیو قاری
سمجھ کر لشکر اسامہ کی شرکت سے سرتابی کی اور اعتراضا کہا کہ رسول مقبول نے غلام زادہ کو
ہم پر سردار کیا روضۃ الاحباب ہمارے پاس موجود ہے دیکھ لیجئے اسمیں لکھا ہے کہ اعیان
مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذی النورین وغیرہا مامور گشتند کہ
دراں لشکر ہمراہ اسامہ باشند آں صورت بر بعض از مردم دشوار شد بر سبیل شکایت
واعتراض گفتند ایں غلام را پیغمبر بر مہاجرین اولین امیر میگرداند - مقالہ ایں جمع بسمع
شریف حضرت رسید بسیار بغضب رفت وبا وجودیکہ وصداع از خانہ بیروں آمد و سر مبارک
را بعصابہ بر بستہ بود پس بر منبر آمد و حمد و ثنائے الہی تقدیم رسانید بعد ازاں فرمود اے
گروہ مردم ایں چہ مقالہ است کہ از بعض شما بمن رسیدہ در باب امیر کردن اسامہ اگر
امروز در امارت وے طعن می نمائید پس البتہ طعن کردہ اید در امارت پدرش پیش ازیں
یعنی در غزوہ موتہ بخدا سوگند کہ او سزاوار امارت ہست) جناب غور فرمائیں کہ حسب تسلیم صاحب
روضۃ الاحباب چند نتیجہ پیدا ہوئے اول یہ کہ ابوبکر و عمر نے اسامہ کی ماتحتی سے انکار کر کے
رد حکم نبوی کا رخدا یعنی جہاد سے روگردانی کی دوم یہ کہ شیخین و امثالہم کا یہ ایسا فعل
تھا کہ آنحضرت پر بحدے غصہ طاری ہوا کہ شدت درد سر میں متخلفین کی تنبیہہ کو دولت سرا سے
باہر تشریف لائے سوم یہ کہ آنحضرت کے نزدیک اسامہ غلام زادہ کا رتبہ شیخین و دیگر حضرات صحابہ
سے بڑھا ہوا تھا - پس ابن حجر شارح بخاری کی توجیہہ باطل ہوئی کہ کبار ماتحت صغار ہوتے
چلے آئے ہیں اگر جناب شیخین کا درجہ اسامہ سے بڑھا ہوا ہوتا تو آنحضرت یہ نفرماتے کہ بخدا
سوگند او سزاوار امارت ست) معلوم ہوا کہ ابوبکر و عمر بجائے خود اپنی ذات کو اسامہ سے
افضل جانتے تھے مگر رسالتماب کا خیال اُن کے خلاف تھا - اہل اسلام کو رسول مقبول کے کلام

ہدایت نظام کا اتباع کرنا چاہئے نکہ ابن حجر شارح بخاری کے قول کا افسوس ہے کہ اس
الٹی بات یعنی کبیر کو صغیر کے مطیع بنانے میں شارح بخاری کو سوائے ابوبکر وعمر اور کوئی
شامل ہاتھ نہ لگی اگر بقول شارح موصوف یہ امر داخل دستور ہے کہ بڑے چھوٹوں کے
تابعدار بنائے جاتے ہیں تو اسکے شواہد بھی دوسرے واقعہ سے پیش کرتے بلا آخر نتیجہ یہ
ہوا کہ تخلفین دختر حنین لشکر اسامہ پر آنحضرت نے لعن کیا شہرستانی نے کتاب ملل ونحل
مطبوعہ جرمن کے صفحہ (۱۱) پر لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا لعنت خدا انپر جنھوں نے جیش
اسامہ سے تخلف کیا سوائے اس کے ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ میں اور ملا یعقوب لاہوری
نے شرح عقائد میں اور صاحب مواقف نے نقلاً عن الامام آمدی جملہ لعن اللہ کو لکھا ہے
بغرض احتیاط کتاب ابکار الافکار امام آمدی کی فصل چہارم سے یہ عبارت پیش کی جاتی ہے
ان المسلمین عند وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانوا علی ملۃ واحدۃ وعلی عقیدۃ
واحدۃ غیر من کان یبطن النفاق ولیظہر الوفاق ثم نشاء الخلاف فی ما بینہم فی
امور اجتہادیہ کان غرضہم اقامۃ مراسم الشرع وادامۃ مناہج الدین لا تورث ایمانا
ولا تکفیرا وذالک کاختلافہم عند قول نبی صلعم فی مرضہ موتہ ایتونی بدوات وقرطاس
اکتب لکم لا تضلوا بعدی۔ قال عمر ان النبی قد غالب علیہ الوجع حسبنا کتاب اللہ وکثر
اللفظ فی ذالک حتی قال علیہ السلام قوموا عنی لا ینبغی عند التنازع وکاختلافہم بعد ذالک
فی التخلف عن جیش اسامۃ وقال النبی صلعم جہزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف
عنہ حتی قال قوم بوجوب الاتباع وقال قوم بالتخلف انتظارا لما یکون رسول اللہ
فی مرضہ دیکھئے صحابہ کا باہم اختلاف الرائے ہونا حضرت عمر کا مانع وصیت ہو کر لشکر اسامہ سے
روگردانی کر کے تازیانہ لعن کھانا سب کچھ عبارت بالا سے ہویدا ہو گیا افسوس ہے کہ شیخین
نے بعد اس وعدۂ شدید کے بھی مدینہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ رسول سب کچھ کہتے سنتے رہے پیاپی
پیادے تاکید پر تاکید کرتے رہے مگر حیا وایمان ایسی زنجیر پا ہوئی کہ گھر کی دہلیز سے نہ نکلے

سورۂ برات و جنگ خیبر پر جو نازش کنان ارشاد ہوا ہے اُنکی کیفیت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر
صدیق تبلیغ آیات برات پر مامور ہوئے تھے مگر بعد روانگی صدیق وحی نازل ہوئی کہ یہ امر
عظیم ہے آپ خود جائیں یا اُنکو بھیجیں جو کہ مثل آپ کے ہوں تب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ
نے حضرت امیر کو متعاقب بھیجکر حکم دیا کہ آیات لیکر خود مکہ کو جاؤ چنانچہ جناب امیرؑ نے رستہ
سے ابوبکر صاحب کو لوٹا دیا اور آپ بہ نفس واحد بیت اللہ گئے اور حسب منشاء خدا و رسول
پوری تبلیغ کی ابوبکر روتے جھینکتے بے نیل مقصود راہ سے واپس ہوئے اسکے مؤیدات بیش از
بیش ہیں اسوقت بہ تصدیق مضمون بالا صرف تفسیر حسینی کی عبارت پیش کی جاتی ہے بچند
روز از رفتن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرتضیٰ علی را طلبید و بر ناقہ عضبا سوار ساختہ
از عقب ابوبکر فرستاد و امر کرد کہ آیات را از وے گرفتہ خود قرأت کن چو ازین حال
پرسیدند جواب داد کہ جبرئیل بمن آمد و گفت ادائے این پیغام نکند مگر تو یا کسے کہ از تو
باشد کنز العمال کی کتاب الاذکار میں بحوالہ امام احمد بن حنبل و ابن خزیمہ و ابو عوانہ و دار
قطنی مندرج ہے کہ ابوبکر بعد واپسی رد رد کر پوچھتے تھے کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہوئی جو
ایک معزز خدمت پر مامور فرما کر پھر معزول کیا گیا عبارت یہ ہے فلما قدم ابوبکر بکی فقال یا رسول اللہ
احدث فی شیئ تفسیر معالم التنزیل میں ایک طولانی عبارت کے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں فرجع
ابوبکر باکیا فقال یا رسول اللہ بابی انت و امی انزل فی شانی شیئ قال لا و لکن
لا ینبغی لاحد ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی یعنی ابوبکر جب لوٹ کر آئے تو گریہ
کناں عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا کوئی در باب
معزولی فدوی حکم نازل ہوا حضرت نے فرمایا کہ کوئی حکم تمہارے باب میں نہیں آیا مگر
تبلیغ احکام سوائے میرے اہلبیت کے اور کوئی نہیں کر سکتا پس ایسی بے وقار ماموری جسکا
نتیجہ بالآخر معزولی ہوا خیر ابوبکر صاحب کو رونا آیا کیونکہ دلیل سرداری ہو سکتا ہے
خیبر کا حال اس سے بھی شرمناک ہے شیخین تین روز تک علم نشکر اٹھائے اٹھائے پھرے

اور کچھ نہو سکا بالآخر نبی نے فرمایا کہ کل یہ علم انکو دونگا جو کہ کرار غیر فرار ہے خدا اور رسول
انکو دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا ورسول کو دوست رکھتا ہے اس جملہ سے صاف ثابت
ہوگیا کہ شیخین اہل فرار سے تھے اور خدا اور رسول انکو دوست نہ رکھتے تھے اور نہ وہ خدا ورسول
کو اگر وہ دونوں بزرگوار مرد میدان ومحبان خدا سے ہوتے تو نبی علم کبھی حسب تصریح بالا
مشروط ومقید الفاظ زبان وحی ترجمان پر جاری نفرماتے اس جگہ یہ ایراد ہوسکتا ہے
کہ ہر گاہ نبی بعلم وحی جانتے تھے کہ فاتح باب خیبر علی ہیں اور تبلیغ احکام خدا بھی بہ
طرز واجب وہی کر سکتے ہیں تو پہلے ابوبکر کو کیوں مامور کیا جسکا نتیجہ عزل ہوا اور
خیبر میں سردار لشکر کیوں بنایا جبکہ انکو فرار کنندہ وغیرہ جانتے تھے چونکہ یہ اعتراض
رسول مقبول پر وارد ہوتا ہے لہذا سنی وشیعہ دونوں اسکے جواب دہ ہیں اہل سنت کے
جواب کا حال تو معلوم نہیں مگر شیعہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت کو بعلم نبوت معلوم تھا کہ ابوبکر
ضرور ناجائز طریقہ سے مدعی خلافت ہوکر مسلمانوں سے خلیفہ رسول ہونیکا اقرار کرائینگے
لہذا اہل اسلام کو دکھلا دیا کہ ہماری نظر میں انکا صرف یہ اقتدار ہے کہ ایک واہی حیلہ
کے شاگرد نہ بنائے جائیں کلمہ لعن سے انکو یاد کیا جائے منصب جلیل تبلیغ آیات دیکر پھر لیلیا
جائے صفات شجاعت سے بری کرکے مغرورین کا خطاب دیا جائے خدا اور رسول کی محبت
انسے دور تر سمجھی جائے۔ از منہ آئندہ میں لوگ سمجھ لیں کہ جن لوگوں کی یہ حالت ہو وہ کبھی نائب
نبی نہیں ہوسکتے بس یہ افعال رسول مقبول بڑے غوامض ودقایق پر مبنی تھے اگر آنحضرت
سے بحق خلفاء اس قسم کی سلوک نہوتے تو آج شیعہ کو انپر اعتراض کرنے کا موقع نہ ملتا
یہ راہ خود آنحضرت نکال گئے ہیں آپ بھی چونکہ پیرو نبی ہونے کا دعوی کرتے ہیں لہذا
اگر کوئی دوسرا جواب ہوسکتا ہو تو ارشاد فرمائیے بعد گذارش کرنے ان تمام واقعات کے ہم
بہت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ روح انصاف کی قسم کھاکر ارشاد فرمائیے کہ جن لوگوں نے
ارباب فتنہ وفساد واہی حیلہ جو لوگوں سے تعلیم پاکر بقول جناب قابلیت خلافت پیدا کی

نبی کے ارشاد کو نمانا۔ بخار میں انکو تکلیف دے کر غصہ دلایا مانع کتابت ہوئے آیات بانت
کی تبلیغ میں ناقابل محض قرار پائے صفت عزائمی سے مستثنیٰ ہو کر فار جن میں شمار ہوئے
خدا ورسول کی محبت سے بے بہرہ قرار پائے انکو ہم کیونکر پیشوائے دین مان لیں یہ برجستہ
تقریر سنکر شاہ صاحب غصہ سے تم بزرگان دین کی خدمت میں گستاخانہ الفاظ کہتے ہو یہ
نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں کی کتابیں تم نے سند میں پیش کی ہیں وہ اہل تصانیف سے بھی
اگر یہ معاملات باعث انسلاب حقیت ہوتے تو وہ لوگ شیخین کو کیوں خلیفہ رسول مانتے
تم مقلد ہو یا مجتہد جو راہ بزرگان ملت کی ہے اسکو نہ چھوڑنا چاہیے اور نہ طبیعت کو دخل
دے کر توجیہات پیدا کی جائیں ایسی دقیقہ سنجیوں سے دماغ کم نور ہو جاتا ہے جو
بحثیں تم نے پیش کیں یہ کبھی علماء کے خیال میں نہیں آتیں انکو محض خبط کہتے ہیں تمکو شیعہ
کی صحبت سے حذر کرنا چاہیے ورنہ دائرہ سنیت سے نکل کر دام رفض میں گرفتار ہو جاؤ گے
اچھا تو شام ہوئی ہم جاتے ہیں مریدوں کو تعویذ گنڈا دینا ہے۔

محققین اربعہ حضور ابھی نہیں اور چند باتیں پوچھنی منظور ہیں گھبرائے نہیں

شاہ صاحب بہت خوب پوچھئے!

محققین اربعہ حضور تمام عالم کا قاعدہ ہے کہ وقت وفات عزیز و یگانوں کو اگر دور تر
ہوں تو تاکیدی خطوط لکھ کر اپنے پاس بلاتے ہیں اور بالخصوص جانشین و ولیعہد کو ایسے
صورت میں ایک دم کے لئے علیحدہ نہیں کرتے جناب رسالتماب نے ایسے وقت میں جبکہ
آثار مرگ و سید دم نمایاں تھے مزید برآں آسمان سے خبر وفات پہنچ چکی تھی تو ابوبکر و عمر کو بتا
تاکید اکید کیوں نکالنا چاہتا تھا کہ اُن کی سرتابی کا حال سنکر شدت درد سر و گریہ بیچینی میں
گھر سے باہر گئے اور متخلفین کو تازیانہ لعن دکھایا ابوبکر صاحب کو اس واقعہ سے بارہ
گھنٹہ بعد بقول اہل سنت امام جماعت بنایا تھا اگر یہ بزرگ باتثال امر نبوی اطاعت تہامہ
کا گلو بند زیب گردن کرکے مدینہ سے باہر چلے جاتے تو مسلمانوں کو نماز کون پڑھاتا۔ تاج

خلافت کس کے سر پر رکھا جاتا - جنگ کا نتیجہ قتل بھی ہے - اگر خدانخواستہ شیخین شہید ہوجاتے تو اس منصب جلیل پر کون فائز ہوتا علیؓ میں تو عقل انتظام نہ تھی - عثمان سارے سسروں کے ہاتھ بچے ہوئے تھے صحابہ میں کون بزرگ ایسے تھے جو اس کام کو چلاتے نبی صلعم نے باوصف اعقل الناس ہونے کے یہ کیا فعل سرزد ہوا جسکا سر پیر نداردہے آپ ہمکو سمجھا دیجئے کہ رسولؐ مقبول نے ایسا فعل کیوں کیا جسکا کرنا عقلاً انکو نہ چاہئے تھا

شاہ صاحب رسول کے بھید ہم نہیں بتلا سکتے کہ کیا مصلحت تھی لیکن بظاہر تمھاری حجت قوی معلوم ہوتی ہے مگر یہ بتلائیے کہ روافض اسجگہ کیا کہتے ہیں

محققین امامیہ انکا یہ بیان ہے کہ آنحضرت بعلم نبوت و بہ قرائن ظاہری جانتے تھے کہ یہ لوگ بعد ہمارے فتنہ و فساد کرکے امر خلافت میں برہمی پیدا کریں گے اس لئے آپ نے بایں تدبیر ان کی مدافعت چاہی تھی کہ اہل فساد سے مدینہ پاک ہوجائے گا تو علی بلانزاع خلیفہ ہوکر حسب منشاء خدا اجرائے شریعت کریں گے چنانچہ سبکو علیحدہ کرکے حضرت امیر کو اپنے پاس رکھنا اسی پر دلالت کرتا ہے شیخین کوئی نامی بہادر بھی نہ تھے جو بلا اُن کے شوکت لشکر گھٹ جاتی اگر کوئی صعب و دشوار لڑائی ہوتی تو علیؑ کو بھیجتے جنھوں نے کوئی معرکہ بلا فتح کئے نہ چھوڑا انتہا تعجب ہے کہ مرد میدان کو جس کی جنگ میں ضرورت تھی اپنے پاس رکھا اور ایسے لوگوں کو جنگی خدمت پر بھیجا جن کی تلوار مدام خانہ نیام میں منہ چھپائے پڑے رہے جو لوگ کہ قابلیت خلافت و دماغ سلطنت رکھتے تھے وہ تو بوقت ناچیزی منازل دور تر پر پھینکدئے جائیں اور جو شخص ناقابل خلافت تھا اور جس کے عہد میں حسب عقیدہ اہل سنت اسلام ضعیف و ناتواں ہوا انکو پاس رکھ لیا گیا اس سے رسولؐ کی خفت عقل ثابت ہوتی ہے -

شاہ صاحب بلاکسی جواب دینے کے اچھا آگے چلئے جو کچھ کہنا ہے سلسلہ وار کہے جائیے

محققین امامیہ صحیح بخاری و مسلم شریف و دیگر کتب میں خامہ و دوات کا بڑے درد انگیز

لفظوں میں حال لکھا ہے بنظر اختصار بخاری شریف کے کتاب الخمیس سے باب اخراج
الیہود دکھلایا جاتا ہے سلیمان ابن مسلم سے روایت کی ہے کہ اُسنے سعید ابن جبیر اور اُسنے
ابن عباس سے سنا کہ یقول الخمیس ما یوم الخمیس ثم بکے حتے وجعہ الحصی قلت
لابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
وجعہ فقال ایتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابداً فتنازعوا ولا
ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما لہ اھجر استفہموہ خلاصہ کلام یہ کہ ابن عباس رسول صلعم
کے چچازاد جمعرات کو یاد کرکے روتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ اوس روز کیا واقعہ پیش ہوا تھا
جو آپ بے خودی سے گریہ کناں ہیں بجواب ارشاد فرمایا کہ جب رسول صلعم پر شدت مرض طاری
ہوئی تو آپنے خواص سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ دوات و کاغذ حاضر کرو تاکہ میں تمکو ایسی
چیز لکھدوں کہ ہرگز کبھی میرے بعد گمراہ نہو پس جھگڑا اور تنازعہ کیا صحابہ نے حالانکہ نبی
کے حضور اُنکو ایسا کرنا نچاہیے تھا اور اس سے بڑھکر یہ کارروائی کی کہ نبی کو ہذیان گو
کہا دریافت طلب یہ ہے کہ حضرت عمر نے نبی کو ہدایت امت سے کیوں روکدیا اور اُن
کی شان میں ایسی گستاخی کیوں کی جسکو ایک کافر بھی نہیں کرسکتا نبی کی عزت ایسی نہ تھی
جنکو ہذیان گو جسکو دوسرے لفظوں میں بیہودہ بکنے والا کہا جاتا ہے کہا جائے ارشاد
رسول سے ہویدا ہے کہ تحریر دافع ضلالت تھی جبکہ عمر نے اُنکو نہ لکھنے دیا تو بحکم اذا فات
الشرط فات المشروط امت محمدی گمراہ ہوگئی اس سے حضرت عمر کو کتنی رکعتوں کا ثواب
پہنچا اگر یہ کہا جائے کہ امت نبی گمراہ نہیں ہوئی راہ ہدایت پر قایم ہے تو ارشاد رسول
کی لغویت ہوتی ہے کہ آپنے لن تضلو بعدے ابداً کیوں فرمایا یہ تقریر سنکر غایت حسرت
سے شاہ صاحب موچھوں پر تاؤ دیکر آپ نے جو بخاری کی عبارت پیش کی اسمیں عمر کا نام کس
جگہ لکھا ہے حسقدر ایراد کیا گیا ہے یہ سب اُنکی گردن پر ہوگا جو مجہول الاسم مانع کتابت
ہوا فاروق اعظم کو اس سے کیا ضرر پہنچا۔

[illegible]

محققین اربعہ حضرت ہم نے بخاری شریف سے آپ کو ایک واقعہ دکھلایا ہے۔ جس کے صحیح ہونے میں کلام نہیں بہرحال اتنی بات تو ثابت ہوتی ہے کہ رسول مقبول نظر اصلاح حال امت بخیال دفع ضلالت ایک تحریر لکھنی چاہے تھی جو کہ حاضرین جلسہ عیادت کی بے جا دست اندازی سے معرض وقوع میں نہ آئے جناب اپنے شخص کو جس نے حکم نبوی روک دیا کیا کہتے ہیں

شاہ صاحب ہمارے نزدیک جس طرح کہ شیطان خلقت کو گمراہی پر آمادہ کرتا ہے ایسا ہی وہ آدمی ہے جس نے نبی کو وصیت آخری نہ لکھنے دی

محققین اربعہ جبکہ آپ مانع حضوری قرطاس وخامہ کو شیطان بتلاتے ہیں تو بخاری کی کتاب العلم کو دیکھئے خاص عمر کا نام لکھا ہے کہ اُسے ذی عزت خلیفہ نے حضرت کو وصیت نامہ نہ لکھنے دیا ابن عباس سے منقول ہے قال لما اشتد بالنبی وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی۔ قال عمر ان النبی غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین کتابہ۔ دیکھئے نبی کا شفقت سے امت کے لئے وصیت نامہ لکھنا اور عمر صاحب کا مانع ہونا کتاب خدا کو رفع تنازعات کے لئے کافی سمجھنا۔ حضرت کا رنجیدہ ہو کر اُنکو اپنے پاس سے اٹھوا دینا ابن عباس کا اس واقعہ سے رنجیدہ ہو کر گریہ کرنا سب کچھ لکھا ہے اسیطرح مسلم ومشکواۃ میں چند جگہہ یا تخا مطلب لکھا ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں رقم طراز ہیں کہ ودر صحاح مذکور ست کہ آنحضرت صلعم درحین اشتداد مرض کہ اصحاب در حجرۂ شریف مجتمع بودند فرمود کہ دوات وصحیفہ وبرواتے شانہ برائے من بیارید تا کہ برائے شما چیزے نویسم کہ بعد از من ہرگز گمراہ نشوید پس اصحاب اختلاف کردند بعضی گفتند انچہ فرمودہ است عمل باید کرد ودوات وصحیفہ باید آورد تا کہ حضرت ہرچہ می خواہند بنویسد وبعض گفتند مناسب نیست آں سرور را

را دریں وقت مشغول بکتابت داریم کہ وقت نبی صلعم تنگ ست و عمر دریں جانب بود و گفت
درد و الم برحضرت مستولی ست و قرآن مجید درمیان ماست و مارا بس ست و در بعض
روایات ایں نیز آمدہ کہ مرد در شدت مرض ہذیان می گوید کہ از دائرہ اختیار او بیرون ست
واضح ہو کہ لفظ ہذیان می گوید مع فقرہ آخر صاف طور پر ہذیان پر دلالت کرتا ہے مگر شاہ
عبدالحق صاحب نے بہ رعایت حضرت عمرؓ اسکو گول کرکے لکھا ہے حضور نے بہت اصرار سے
انکار فرمایا تھا کہ روایات صحاح میں عمر کا نام کس جگہ لکھا ہے دیکھئے شاہ عبدالحق صاحب
جنھوں نے مشکوٰۃ شریف کے مطالب حل فرماکر اُنکی شرح لکھی ہے وہ بحوالہ صحاح مانعین
حضوری قرطاس خاصہ میں حضرت عمر کا اسم سامی ظاہر فرماتے ہیں جو کہ آپ اقرار فرما چکے
ہیں کہ نبیؐ کو روک دینے والا شیطان ہے پس جبکہ حسب اعتراف شاہ عبدالحق صحاح میں
عمر صاحب کا نام درج ہے اب حضور اُنکی نسبت کیا فتویٰ دیتے ہیں

شاہ صاحب اب بھی تنہا عمر پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے حضرت علی بھی مورد طعن ہو سکتے ہیں
کیونکہ حجرۂ شریف میں دو قسم کے آدمی موجود تھے ایک مانعین دوات و قلم اور دوسرا مجوزین۔ اگر
علی گروہ مانعین میں تھے تو تمام اعتراضات میں جو کہ عمر پر کئے جاتے ہیں بغضی کے شریک ہیں
اور اگر مجوزین میں اُنکو شمار کیا جائے تو حضور نبی بلند آواز کرکے جھگڑہ قصہ کرنا اور حالت
نجاہو دردو سر میں اُنکو صدمہ پہنچانا ایسا الزام ہے کہ علیؑ کسی طرح نہیں بچ سکتے ہیں

محققین اربعہ اس جگہ علی اور عمر سے بحث نہیں بلکہ تحقیق طلب یہ ہے کہ نبیؐ کے فرائض
منصبی میں خلل انداز ہو کر کون شخص امت محمدی کی گمراہی کا سبب ہو کر بقول جناب
دوسرا شیطان ہوا تصریحات بالا سے ظاہر ہو چکا ہے کہ مانعین دوات و قلم میں ارباب
صحاح نے صرف عمر کا نام لکھا ہے پس دو گروہ بعد منع کرنے عمر کے پیدا ہوئے مشکوٰۃ
شریف میں لکھا ہے عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال
فیہم عمر ابن الخطاب قال النبی صلعم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی فقال عمر قد

غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ فاختلف اہل البیت واختصموا
منہم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ ومنہم من یقول ما قال عمر فلما
کثر اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا عنی خلاصہ
مضمون یہ ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آنحضرت پر احتضار طاری ہوا تو اُس وقت حجرہ
طاہرہ میں عمر و دیگر اشخاص کے موجود تھے حضرت رسالتمآب نے فرمایا کہ دوات و قلم میرے
نزدیک کر دو تاکہ ایسی چیز تمکو لکھدوں کہ بعد میرے ہرگز گمراہ ہو عمر نے کہا کہ غلبہ درد و
وفور کرب سے حضرت ایسا کہہ رہے ہیں کتاب خدا ہمکو بس ہے اسپر حاضرین مکان
میں اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں کہ دوات و قلم دینا چاہئے تاکہ حضرت جو لکھنا چاہتے
ہیں وہ لکھدیں اور بعض کہتے تھے کہ اصل بات وہ ہے کہ جسکو عمر اول کہہ چکے ہیں اسپر
گفتگو زیادہ بڑھی اور باہم اختلاف پیدا ہو کر نوبت بہ تکرار پہنچی آنحضرت نے آزردہ ہو کر
فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ یہ مضمون صاف بتلا رہا ہے کہ سب سے اول عمر نے قول
نبی کو رد کیا بعد اسکے کچھ آدمی انکے طرفدار بن گئے اور کچھ اسپر آمادہ ہوئے کہ بامتثال
ارشاد نبوی دوات و قلم حاضر کرنا چاہئے پس اصل بنیاد فساد مادۂ نزاع عمر صاحب
ہوئے نہ وہ ابتدا یہ انکار کرتے نہ دیگر اشخاص کو اُن کے اتباع و اختلاف کی ضرورت
پڑتی اگر حسب ظنہٖ حضور علیؑ بھی عمر کی جانبدار تھے تو ہم انکو بھی ایسا ہی سمجھیں گے
جیسا کہ حضرت عمر کو اس روک ٹوک میں سمجھتے ہیں مگر آپ نے ایک فرضی حالت قایم کرکے
صرف گمان ظاہر کیا ہے کہ علیؑ گروہ مانعین میں تھے لیکن کوئی ثبوت نہیں دکھلایا عقل
باور نہیں کرتی کہ علیؑ جیسا قدرشناس مرتبہ دان پیغمبر بہ مخالفت نبوی مانع حضوری دوات
قلم ہو یہ کام وہ ہی کر سکتا ہے جس کو پیغمبر سے مخالفت کرنے پر جرات حاصل ہوئی ہو سو یہ
حصہ حضرت عمر کا تھا ہمیشہ نبی سے برسر مخالفت رہے حدیبیہ میں نبوت پر شک کیا بقول علمائے
اہل سنت چودہ موقع پر نبی کی رائے رد ہوئی اور حسب صوابدید عمر نزول وحی ہوا علی

ایسے نہ تھے کہ آنِ واحد کے لئے بھی نبی سے مخالفت کرتے قدمائے سنیہ کے یہاں سے ثابت ہوتا
ہے کہ وہ اُس جلسہ میں بھی موجود نہ تھے کیونکہ یہ حادثہ دردانگیز وگمراہ کنندۂ امت عائشہ
کے حجرہ میں واقع ہوا تھا اہلبیت سے اُسجگہ کوئی موجود نہ تھا چنانچہ قسطلانی شارح بخاری
لکھتے ہیں اللذین کانوا فیہ من الصحابۃ لا اھل بیت علیہ السلام یعنی اُس گھر میں سوائے صحابہ
کے اہلبیت سے کوئی نہ تھا شارح موصوف نے بمقام دیگر بخاری کی چوتھی حدیث کی جو کہ قصہ
دوات و قلم سے متعلق ہے یہ تشریح کی ہے قولہ فی الروایۃ الثانیۃ واختلف اھل البیت ای
من کان فی البیت من الصحابۃ ولم یرد اھل البیت النبی یعنی روایت ثانی میں واختلف
اھل البیت جو قول بخاری میں واقع ہے اُس سے بخاری کی مراد یہ ہے کہ جنمیں اختلاف
واقع ہوا وہ اصحاب رسول تھے اور نہیں ارادہ کیا بخاری نے اہل بیت میں سے کسیکا اُس جگہ
موجود ہونا۔ پس جبکہ علیؑ کی عدم موجودگی پر علمائے اہل سنت گواہی دے رہے ہیں اب جناب کو
سوائے ازیں کوئی چارہ نہیں کہ عمر صاحب کو بلا شرکت غیرے وہی خطاب عنایت فرمائیں
جسکا وعدہ کیا ہے حضور کا دوسرا فرضی عذر یہ تھا کہ اگر حضرت امیر گروہ مجوزین میں سے تھے
تو الزام شور و شغب و بلند کلامی و رنجیدگی سرور اُن پر بھی عائد ہو سکتا ہے مگر جبکہ وہ اُس جگہ
موجود نہ تھے تو الزام کیسا۔ مگر ہم بخاطر درشت سامی تھوڑی دیر کے لئے فرض کئے لیتے ہیں
کہ علیؑ گروہ مجوزین میں خود شریک تھے تو بھی وہ کیونکر مورد اعتراض ہو سکتے ہیں کیونکہ مجوزین
بمخالفت رائے عمر اطاعت رسول کو عین ایمان سمجھکر حاضری خامہ و قرطاس میں گرم کلام ہو رہے
تھے اس گروہ کا جسقدر بھی اصرار و استبداد تھا وہ بتائید و تشئید قول رسولؐ تھا پہ تعمیل حکم
نبوی باواز بلند کلام کرنا کوئی قبح پیدا نہیں کر سکتا بلال موذن کی آواز اور چاوش پیشرو لشکر
کی ندا و صدا سے یہ آوازیں بہت کم درجہ رکھتی تھیں چونکہ انکا وقوع حسب مرضی رسالتمآب
تھا داخل اعتراض نہیں ہو سکتا علی ہذا جن لوگوں نے بمخالفت عمر اسباب پر زور دیا کہ نبی
کی وصیت جو کہ دافع ضلالت تھی لکھا جاوے تو کسی طرح مورد عتاب نہیں ہو سکتے یہ الزام

انہیں تک محدود ہو سکتا ہے کہ جو مرتکب رد وحی ہو کر باعث رنجیدگی آں سرور ہوئے پس عمر بیچ اپنے طرفداروں کے گمراہ کنندۂ امت تھے۔ معلوم تمام امت کی جانب سے حضرت عمر کے نام کوئی ٹھیکہ لکھا گیا تھا یا کہ سب مسلمانوں نے وثیقہ رجسٹری کرا دیا تھا کہ اُن کا کل ساختہ پرداختہ بش کردہ ذات خود تصور کریں گے آخر یہ کون تھے کہ جو مابین نبی و امت حائل ہوئے۔ تمام زمانہ کا قدیم سے یہ قاعدہ ہے کہ اگر مریض ہنگام وفات کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے تو سب بہت غور سے سنتے ہیں اور اگر بوجہ ضعف و نقاہت یا دیگر وجوہ و اسباب مریض کی بات سمجھنے میں مشکل واقع ہوتی ہے تو کان لگا کر غور کرتے ہیں کہ کیا کہتا ہے اور اگر کسی جہت سے وہ وصیت ناقابل تعمیل معلوم ہوتی ہے تو موصی کی اطمینان دہی مد نظر کر کے اقرار کر دیتے ہیں کہ آپ مطمئن رہیں ضرور ایسا ہی کیا جائے گا کیونکہ وہ وقت آدمی پر نہایت نازک ہوتا ہے دشمن حقیقی بھی حالت احتضار دیکھ کر متاثر ہو جاتا ہے حیف صد حیف سلطان عالم امت کی ضلالت سے بچنے کی تدبیر کریں اور ایک سخت مسلمان صلاح حال امت سے مانع ہو کر ان کو ہذیان گو بتلائے یعنی پر ابن ناشائستہ کلمہ نے جو اثر ڈالا قوموا عنی یعنی میرے پاس سے اٹھ جاؤ ظاہر ہے۔ مگر روایت بخاری محررہ بالا سے جس میں ابن عباس کا گریہ لکھا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کے اہل کنبہ یعنی بنی ہاشم کو بھی عمر کے نامبارک کلمہ نے بڑا رنج دیا

شاہ صاحب یہ تمام تقریر سنکر نہایت حجاب سے۔ نبی کا یہ حکم کوئی وجوبی نہ تھا جس کی تعمیل لازمی ہوتی اور اگر درجہ وجوب رکھتا تھا تو علی نے کیوں نہ دیا۔

محققین اربعہ نبی کے ارشاد کو غیر واجب بتلانا صرف آپ جیسے مسلمان کا کام ہے خدا تو انکی شان میں وما ینطق عن الھوی الا وحی یوحی یعنی نبی بلا نزول وحی اپنی خواہش سے کچھ نہ کہتے تھے ارشاد فرمائے اور جناب اون کے کلام ہدایت نظام کو ناواجب بتلائیں علی کی نسبت جو دوات و قلم دینے کے لئے ارشاد ہوا ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت امیر حسب تسلیم قسطلانی شارح بخاری اُس جگہ تشریف بھی نہ رکھتے تھے تو پھر کیونکر قلمدان آگے رکھ دیتے اور بفرض اگر موجود بھی ہوتے

تو کون لکھنے دیتا دوات و کاغذ مانگنے پر تو عمر کو اسقدر جوش آیا تھا کہ معصوم ہے کو ہذیان گو یعنی بیہودہ بکنے والا کہا اور مجوزین سے شور و شغب و گرم بیانی کی اگر نوبت بتحریر پہنچتی تو شاہد نبوت سے ظاہر بظاہر انکار کر کے کفار سے پیوستگی اختیار کر لیتے۔

شاہ صاحب بعد برخاست جلسہ علی لکھا لیتے اسوقت کون منع کرتا تھا

محققین اربعہ کیا خوب اس تحریر کو کون مانتا نبی کیا کچھ نہ کہہ گئے تھے پھر کیا ہوا۔ ثقلین کو امت کی ہدایت کے لئے چھوڑا تھا فرمائیے کہ امت نے ان دونوں سے کیا سلوک کیا قرآن کو چیر پھاڑ کر عثمان صاحب نے جلا دیا شیخین نے ثقل ثانی یعنی اہل بیت کو بصیغہ بیعت اپنا تابعدار بنایا اب کہئے نبی کے کہنے کی صحابہ نے کیا تعمیل کی

شاہ صاحب شیعہ لوگوں نے جو قلم و دوات کے ذرا سے قصہ کو اسقدر طول دیا ہے آخر یہ بھی ظاہر ہوا کہ ایسی امت کی کیا حق تلفی ہوئی کون سا حکم باقی رہ گیا تھا جس کو اسوقت نبی لکھنا چاہتے تھے تنزیل قرآنی ختم ہو کر آیۂ اکمال دین نازل ہو چکی تھی احکام تمام تر امت تک پہنچ چکے تھے و دینیات میں باقی کیا رہ گیا تھا ہماری دانست میں تو اسوقت حضرت متوجہ بہ انتظام دنیاوی ہو کر چاہتے تھے کہ کوئی جامع دستور العمل متعلق بانتظام سلطنت لکھا جائے تاکہ ہمارے جانشین کو انفصال قضایا میں وقت واقع نہو عمر بوجہ مزاج دانی و رمز شناسی سمجھ گئے کہ حضرت یہ تکلیف صرف ہمارے واسطے گوارا کرتے ہیں اسوقت رسول کا مصروف بہ کتابت ہونا داخل زحمت ہے لہذا اس مسئلہ کو بخیال تصدیعہ رسول قطع کر دیا اس میں امت کا کیا بگڑ گیا

محققین اربعہ۔ شیعہ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت بعلم نبوت جانتے تھے کہ ہمارے منصوبہ کردہ خلیفہ سے بعض دنیا طلب انحراف کر کے خود بھی رہ گرائے بادیۂ ضلالت ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہی کے تاریک گڑھے میں ڈالیں گے لہذا آپ نے بنظر اتمام حجت تقریر غدیر کو قید قلم میں لانا چاہتا تھا تاکہ ازمنہ آیندہ میں کسی کو موقع گریز نہ ملے۔ عمر سمجھ گئے کہ اب علی کی

خلافت کا نوشتہ لکھے جانے سے ہمارے مضمونوں میں برہمی ہوجائے گی اسواسطے یہ وہم
پیدا کر دیا کہ حضرت ہوش میں نہیں بے خودی میں انا پ شنا پ جو منھ میں آرہا ہے کہہ رہے ہیں
حضور نے جو یہ فرمایا کہ اسوقت حضرت انتظامات دنیا کی طرف متوجہ و مشغول تھے دینیات
سے کوئی علاقہ نہ تھا ایسا فرمانا جناب کو کسی طرح زیبا نہیں آپ مسلمانوں کے بڑے پیر
کہلاتے ہیں اس گفتگو سے مخالفین اسلام کو بڑا حوصلہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ رسول مقبول
ایسے گرفتار زنجیر دنیائے دنی تھے کہ بوقت احتضار و انتزاع روح جبکہ فرط یبوست سے آواز
گلو گیر ہو رہی تھی دنیاوی خیالات کو نہ چھوڑا - ایسے اوقات میں اگر کوئی مرنیوالا کہتا ہے
کہ فلاں شخص سے اسقدر روپیہ لیکر وہ چیز خریدنا اور زید کی دستاویز بھیجتے ہی خفیف ہو
پر لیکر اس کو بھی کو دائر نیلام کرانا اور فلاں فلاں قطعات زمین کا بہت جلد بیعنامہ
لکھا لینا تو سننے والے اسکو بری نگاہوں سے دیکھکر کہا کرتے ہیں کہ کمبخت آنکھیں کھول کر
دیکھ ملک الموت سرہانے کھڑے ہیں کلمہ پڑھ استغفر اللہ کہہ لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف
کرا تعجب ہے کہ رسول پاک دنیا سے سفر کریں اور چلتے وقت دین کے متعلق ایک لفظ زبان
نہ لائیں خلافت کے قید قلم میں لانے سے امت کا اختلاف اٹھنا تھا دین کی تقویت
منصور تھی احکام خدا کے پورے طور پر جاری ہونے کا یقین کامل تھا لہذا اسی کے باب
میں آپ نے ارشاد فرمایا مگر افسوس کی بات ہے - کہ حضرت عمر نے بیجا مداخلت کرکے عزت
اسلام کو غارت کر دیا کیونکہ مسلمانوں میں سوائے امر خلافت کے کوئی اور نزاع ہی نہیں
جس قدر دوسرے تنازعات ہیں وہ سب اسپر متفرع ہیں علاوہ ازیں آنحضرت نے فرمایا
ہے اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی یعنی ایسی چیز تمکو لکھدوں کہ ہرگز بعد میرے گمراہ نہو یہ
فقرہ صاف کہہ رہا ہے کہ دین کے متعلق کوئی امر عظیم تھا جس کو آنحضرت حوالہ قلم کرنا چاہتے
ہیں سو وہ کوئی بات نہ تھی مگر خلافت اگر کسی انتظام دنیا سے علاقہ ہوتا تو لن تضلوا بعدی
نہ کہا جاتا مولوی صاحب فرمائے کہ حضرت عمر کا نام کس گمان میں لکھا جائے آیا مجدد راہ کنندہ خلایق یا

ری جگہہ

صاحب یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ خلیفہ کے لئے لکھنی چاہئے تھی ممکن ہے کہ کوئی
ت لکھاتے ہوں

ین اربعہ حدیث دوات وقلم کی نسبت کرمانی نے شرح بخاری میں خطابی سے نقل
ہ هذا يتناول على وجهين احدهما انه اراد ان يكتب اسم الخليفة بعده لئلا
الناس ولا يتنازعوا فيؤدي بينهم ذالك الى الاختلاف یعنی دوات وخامہ کا قصہ
دوتاویلیں پیدا کرتا ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے خلیفہ کے نام کی تصریح کا ارادہ فرمایا
تھا اس خیال کر لوگ تجویز خلیفہ میں مختلف ہوکر بہ رو مسلک غوایت نہ ہو جائیں فتح الباری شرح
بخاری میں اکتب لکم کتابا کی یہ تشریح کی گئی ہے هو تعيين الخليفة بعده مطلب یہ
کہ کتابت سے اسوقت تعین خلیفہ مقصود تھا بموجب شارحین بخاری کے بیان سے ہم نے وہی بات
ثابت کر دی جسکو آپ چاہتے تھے اب فرمائیے حضرت عمر کے بارہ میں آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں۔

شاہ صاحب (گھبراکر) شرح بخاری میں فقط اتنا لکھا ہے کہ خلیفہ کا نام لکھنا مرکوز طبیعت
تھا بلکہ یہ کہاں لکھا ہے علی کے لئے فرمان خلافت لکھنا مقصود تھا ممکن ہے کہ ابوبکر کے واسطے
لکھتے ہوں چنانچہ صحاح میں مسطور ہے کہ سرور عالم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ ابوبکر کے لئے
خلافت لکھدوں مگر خدا و مومنین سوائے ان کے کسی دوسرے سے رضامند نہیں پس یہ ارشاد
رسول اسپر دلالت کرتا ہے کہ ابوبکر کے واسطے لکھتے تھے

محققین اربعہ اول تو یہ روایت بمقابلہ شیعہ حجت نہیں ہو سکتی دوم اس سے بوئے موضوعیت
آرہی ہے کیونکہ بحالت صحت عقل و ثبات نفس عالم تندرستی میں کسی وقت نبی نے یہ فرمایا تھا
تو لکھ دیتے تاکہ امت سے اختلاف اٹھ جاتا مومنین کی رضامندی جو ظاہر کیگئی تھی اسکی
مجملاً یہ حالت ہے کہ طلحہ و زبیر و حضرت امیرؑ و دیگر بنی ہاشم و اکثر صحابہ خلیفہ اول کی خلافت سے
بقول اہل سنت دل تنگ ہے اور تا حیات سیدہؑ کسی نے بیعت نہ کی۔ سوم حضرت عمر چاہیے

ابوبکر کے ہمدم مو خیر طلب و نفس ناطقہ تھے اگر وہ یہ سمجھ جاتے کہ نبی ابوبکر کے لئے لکھنا چاہتے ہیں تو کچھ چون و چرا نہ کرتے خود جا کر کہیں سے دوات و قلم و کاغذ اٹھا لاتے جناب والا اس معاملہ میں یہ بات ہرگز قابل تفوہ نہیں کہ منشور خلافت فلاں شخص کے نام لکھا جاتا اگر ابوبکر کے واسطے وثیقہ خلافت رجسٹری ہوجاتا تو اشخاص موصوف الصدر اُس سے کراہت کرکے کیوں منکر خلافت ہوتے مسلمانوں میں جو یہ ہی ایک امر خلافت مابہ النزاع قرار پایا کیوں ہوتا شیعہ جو حضرت ابوبکر کو غاصب خلافت و متصرف امر ناجائز سمجھ کر کچھ جا بیجا کہتے ہیں یہ کیوں کہتے ابوبکر غایت دل تنگی سے خلافت جیسے عہدہ سے (اقالہ) یعنی استعفاء کیوں پیش کرتے حضرت عمر اُنکی خلافت کو ایک امر ناگہانی و شرارہ جہاں سوز کیوں بتلاتے غرضکہ دستاویز خلافت خواہ ابوبکر کے نام لکھی جاتی یا علیؑ کے۔ امت گمراہی سے بچ جاتی چونکہ حضرت عمر نے اوسکو نہ لکھنے دیا لہٰذا امت محمدی کو انھوں نے بیابان ضلالت میں آنکھوں پر پٹی باندھ کر چھوڑ دیا کوئی ایسی وجہ بیان فرمائے جس سے ہم شیعہ لوگوں کو مطمئن کر دیویں جسقدر حضور نے توجیہات بیان فرمائے یہ سب تحمل حضرت عمر مغفرت رسان ثابت ہوئیں

شاہ صاحب سنو صاحب ہرگاہ جناب شیخین اور خصوص شیخ عمر صاحب نے خلافت بڑے زورے کی اسلام پھیلایا تو یہ ایک ذرہ برابر بات اِس نتیجہ کی پیدا کرنے والی نہیں کہ ہم اُن کے تمام حقوق و خدمات اسلام کو مٹا کر صرف ایک چھوٹی سی بے عنوانی میں کوئی بیجا لفظ اُن کی شان میں کہیں ہمکو اُن سے حسن ظن ہے شیعہ لاکھ حجتوں سے درپئے اثبات ذم شیخین ہوں ہم ایک نہ سنیں گے

مخصصین اربعہ حضور نے خود اقرار کیا تھا کہ مانع کتابت مثل شیطان تھا فدویان نے انکو بدلائل صاف ظاہر کر دیا کہ یہ ناشائستہ فعل حضرت عمر سے وقوع پذیر ہوا اندریں صورت کیونکہ انکو گمراہ کنندہ امت نہ کہیں اُسپر آپ اشاعت اسلام کا فخر دکھا کر حسن ظن بیان فرماتے ہیں شیعہ کا یہ بیان ہے کہ جسقدر خلایق کو انھوں نے باہتمام خود مسلمان کیا

اُن کا اسلام صحیح نہ تھا اگر کسی ہادی دین کے ہاتھ پر لوگ ایمان لاتے تو قابل مباہات
تھا اور جبکہ مسلمان بنانے والا بذات خود ناقابل دیے ادب و ناشناس رتبہ رسالت
گمراہ کنندۂ امت تھا تو جن لوگوں کو اُس نے بخیال ترقی و توسیعات سلطنت مسلمان بنایا
وہ ازیں سو راندہ ازاں سو ماندہ کے مصداق ہو گئے دیکھئے عمر صاحب نے جو دوات و قلم میں
تنازع پیدا کیا اُس سے یہاں تک اختلاف بڑھا کہ اسلامی طاقت بہتر حصہ پر منقسم ہو کر ایک حصہ
قابل جنت تجویز ہوا اور باقی سب جہنم کی بھٹی میں جھونک دیئے گئے شیخین اگر سچی اسلام کیطرف
رہنمائی کرتے تو موئید دین کہے جاتے انھوں نے جن لوگوں کو کلمہ پڑھوایا وہ اُن کے خلیفہ
برحق جاننے والے تھے اُن کی حقیقت اس وقت یہ ظاہر ہوئی کہ بدراہ کنندۂ امت تھے
عقل سلیم جکو بتلاتی ہے کہ بدراہ کسی کو نیک راہ نہیں بتلا سکتا ہے ہاں اگر آپ حضرات عمر
سے الزام ضلالت اٹھا دیویں تو اُن کے پھیلائے ہوئے اسلام کو بھی صحیح مان لیا جائے بعد خلفاء
اُن کے پیرو سلاطین نے جو ہندوستان میں بجبر یا بطمع زر یا کسی دوسری صورت سے اسلام
شایع کیا اون کی بھی یہی کیفیت ہے کہ جاٹ گوجر چوہڑے چمار بنئے بقال سے جو لوگ مسلمان
ہوئے وہ اکثر و عموماً خلفا کا دم بھرنے والے ہیں نومسلم اقوام اکثر اسی طرح کی ہیں جبکہ
خود خلفا اور اُن کے تابع سلاطین راہ راست پر نہ تھے تو جن کفار نے ان کی اہتمام سے
اسلام سیکھا وہ کب سچے مسلمان تسلیم ہو سکتے ہیں وہ دور کیوں گئے حضور خود اپنی ذات اقدس
پر خیال کریں آپ الحمد بہ اقرار کر چکے کہ مانع کتابت شیطان تھا مگر پھر طرح طرح کی حجتیں
لاطائل و بے سود پیدا کیں تاکہ عمر بچ جائیں پس ہمارے نزدیک یہ اشاعت اسلام جو خلفا
نے کی محض بے فائدہ تھی خواہ مخواہ لوگوں کو اُن کے مذہب اصلی و قدیم سے کھویا ذات
برادری سے غارت کیا منصف بنکے فرمائیے کہ اِن نومسلموں کو شخص گمراہ کنندہ امت کے
پیشوا بنانے سے کیا فائدہ ہوا اور خود جناب کو حضرت عمر کے ہادی ملت سمجھنے سے کیونکر
امید بہبودی ہے۔

شاہ صاحب اچھا اس بحث کو چھوڑیئے کوئی اور بات پوچھئے

محققین اربعہ بخاری شریف و کنز العمال وغیرہ میں بروایت بی بی عائشہ صدیقہ لکھا ہے کہ جب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی تو عمر صاحب نے تلوار کھینچ لی اور یہ کہتے ہوئے گھوم رہے تھے کہ جو نبی کا وفات پانا بیان کرے گا میں اسکے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا ہمارے نبی مرے نہیں بلکہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں: اتنے میں ابوبکر آئے انھوں نے انکو سمجھا بوجھا کر اُن کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور فرمایا کہ رسول خبر دے گئے ہیں انک میت وانھم میتون یعنی اے مسلمانوں تم بھی مروگے اور میں بھی مروں گا یہ سنکر عمر نے چونک کر کہا کہ کیا یہ آیت قرآن کی ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ عمر سے یہ فعل یعنی انکار وفات کیوں سرزد ہوا جس کو پانچ برس کا بچہ بھی جانتا ہے آخر اسمیں کیا مطلب تھا

شاہ صاحب لاحول ولا قوۃ یار تم بھی بڑے تقریری ہو ذرا ذرا سی بات پر نظر ڈالتے ہو عمر جوشِ محبت و فرط الفت سے نبی کی خبر وفات سنکر ایسے ذاہل و مدہوش و خود فراموش ہوئے کہ اپنے سر و پا کی خبر نہ رہی دیوانہ وار خارج از عقل ہو کر انکار وفات کر بیٹھے آپ صاحب اسپر بھی معترض ہوگئے کسی نے سچ کہا ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماند ہنرش در نظر

محققین اربعہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے والے اور بھی بہت سے آدمی تھے کہ جن کا تعلق محبت فطرتاً عمر سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا مگر کسی پر ایسی بیخودی طاری نہوئی تھی جیسی کہ حضرت عمر پر ہوئی - عائشہ صدیقہ کو دیکھئے جوان عمر میں رانڈ ہوئیں نتھ چوڑیاں لال اوڑھنے سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوئیں امید بھرا دل افسوس کر رہ گئیں ایسے مبتلائے رنج و بلا کو غضب ہے کہ مطلق توحش نہوا اور عمر ایسی بہکی کہ بالکل مدہوش و خارج از عقل اچھے خاصے دیوانے بنگئے نبی صلعم نے اپنی وفات کے مواطن متعددہ پر خبر دی تھی ایک اسوقت جبکہ قرآن و عترت کے حوالے امت کو کیا تھا انی تارک فیکم الثقلین یعنی میں دو بزرگ چیزیں

چھوڑتا ہوں یہ چھوڑنے کی لفظ صاف طور پر مخبر بہ قضیۂ وفات ہے اور ہاں حزب یا دآیا دوات
وقلم کے جھگڑے میں جسکا ابھی ذکر تھا سرور عالم نے لن تضلوا بعدی فرمایا تھا یعنی میرے
بعد ہرگز ہرگز گمراہ ہو نگے لفظ بعد جو کہ عالم احتضار میں زبان پر جاری ہوا بالخصوص خبر
مرگ دینے والا ہے۔ لشکر اسامہ میں باوصف حکم شدید اسی جہت سے شریک ہوئے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دگرگوں تھا اگر حضرت عمر رسول اکرم کے ایسے سچے ہوا خواہ و
خیر طلب دوست تھے تو بمجرد استماع خبر وفات از زبان حضرت چھری مار کر مرجاتے یا یہ کہتے کہ برائے خدا
ایسا کلمہ زبان پر جاری نفرمایئے ورنہ فرط محبت سے بے موت مرجاؤنگا۔ یہ کیا کہ لشکر اسامہ میں بانتظار
وفات ہی نہ گئے حدیث ثقلین جس سے بوئے فراق آتی تھی سنکر چپ رہے تنازعہ دوات وقلم میں آثار
مرگ مشاہدہ کرکے نیز خبر وفات سنکے آستین چڑھا کر در پئے رد قول نبی ہوئے اس پر جب
صبر نہ آیا اُن کو بیہودہ بکنے والا کہا جان انصاف پر رحم فرماکر ارشاد کیجئے کہ جو شخص خیبد مرتبہ نبی
کی زبان وحی ترجمان سے اُن کا مرنا سن چکا ہو اور جس نے ہنگام احتضار اُن کو بیہودہ گو کہہ کر
تعمیل ارشاد نہ خود کی اور نہ دوسرے کو کرنے دی بودہ کیونکر ایسا محب صادق سمجھا جا سکتا ہے
کہ بعد سماعت خبر انتقال اس طرح ذاہل ومدہوش ہوگیا ہو کہ جیسے دیوانے ہوا کرتے ہیں یا اہل
کرم گستری کوئی ایسا جواب دیجئے جس سے تسکین خاطر ہو جائے یہ باتیں وضعے جولاہوں کے
زعم توہم کے ہیں جو کہ عموماً عقل سے بے بہرہ ہوتے ہیں کافی ہو سکتی ہیں اور شیعہ جنہیں اکثر وعموماً
شرفائے اسلام اور تمام تر سادات ذوالاحترام داخل ہیں ایسی باتیں کب کان لگا کر سنتے ہیں
دیکھئے بوقت طلب دوات قرطاس وخامہ حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ فرمایا تھا حالانکہ
آیۂ مبارکہ انک میت وانہم میتون داخل قرآن ہے سوائے ازیں اپنی وفات کی خبر جب
تصریح بالائی بھی دے چکے تھے مگر عمر صاحب ایسے بہکے کہ بجواب ابوبکر چونک کر کہنے
لگے کہ کیا یہ آیت قرآن میں موجود ہے حضرت عمر کی روح سے آپ مراقبہ میں پوچھئے کہ جناب
اگر یہ آیت قرآن میں آپ نے نہ پڑھی تھی تو کیا کل نفس ذائقۃ الموت اور کل شئی ھالک

الا وجہ بھی لگا ہے زیر تلاوت نہ آئی تھی اور نبی کی زبان سے دس پانچ مرتبہ پر آپ نے اُن کا مرنا بھی نہ سنا تھا اور کیا آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ انسان مرا بھی کرتے ہیں واقع میں حسبنا کتاب اللہ کا دعوے ایسے شخص کو زیبا ہے جسکا تبحر اس درجہ بڑھا ہو کہ مرنے جینے تک کی خبر ہو سوائے ازیں ابوبکر صاحب کی دانشمندی پر تعجب آتا ہے کہ عمر سے بحالت بیہوشی آیہ قرآن کے ساتھ استدلال کر کے انک میت وانہم میتون کہا بیہوش کو تخلخہ سنگھاتے ہیں سر پر پانی کی شکیں چھڑواتے ہیں دھنیہ کا پھاہہ دماغ پر رکھتے ہیں شاخیں کچواتے ہیں اور اگر نوبت بجنوں ہو جیسی کہ عمر کو تھی تو فصد کراتے ہیں یا دس پانچ روز کے لئے بھی پاگل خانہ میں اصلاح طبیعت کے لئے بھیجتے ہیں ہم نے آجتک نہیں سنا کہ ذاہل و مدہوش و دیوانہ و کج عقل کے ساتھ کسی نے استدلال کیا ہو - یہ حصہ بھی گویا حضرت ابوبکر ہی کا تھا حضرت عمر کو بیہوشی خاص قسم کی تھی - ابوبکر کی صورت دیکھتے ہی ایسے ہوش میں آئے کہ فوراً اُن کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر سقیفہ میں جو کہ حسب تصریح اہل لغات مرجع بدمعاشان عرب ہے بیر کہاں چلے گئے اور معاملات ملکی و مالی میں غور و خوض کے لئے دماغ کو وقف کر دیا جو شخص کسی شدید صدمہ سے بیہوش ہو جاتا ہے اُسکو طبیعت درست کرنے کے لئے ایک معتد بہ مدت کی ضرورت ہوتی ہے سوائے عمر کے آجتک کسی دوسرے کو نہیں سنا کہ یا تو ایسا جنون یا دفعتاً اتنا عقلمند کہ امورات عظیمہ میں غور و فکر کرنے کے لئے مستعد ہو گیا یہ اثر شاید طول قامت کا ہے جو کہ وراثت سے اُن کے حصہ میں آگیا تھا مگر افسوس ہے کہ حضرت عمر سقیفہ میں جا کر بھی ایسے بیہوش ہوئے کہ نبی کا دفن کرنا - نماز جنازہ پڑھنا غسل و کفن دینا یاد نہ رہا - گویا اُن کے نزدیک مدینہ میں کوئی مرا ہی نہ تھا - اے حاضران جلسہ خدا و رسول سے حیا کر کے غور کرو کہ جو شخص دنیائے زشت کے پیچھے اس طرح پنجے جھاڑ کر پڑا کہ اپنے پیشوا کے دفن کی کوئی پرواہ نہ کی اُسکو کوئی عقل کا دشمن نبی کا دوست کہہ سکتا ہے یا یہ خیال کرنے کی گنجائش مل سکتی ہے کہ وفات نبی نے عمر کو کوئی ایسی حالت طاری کر دی تھی جو کہ منجر بہ بیہوشی و خود رفتگی ہو گئی تھی - اگر عمر کا

یہ خیال ممدوح تھا تو مولوی روم کبھی یہ نہ لکھتے ؎

چوں صحابہ حب دنیا داشتند — مصطفےٰ را بےکفن بگذاشتند

پس جب بتصریح محققین سابقین واضح ہو گیا کہ شیخین کا دفن نبیؐ سے بے پروائی کرنا محض بطمع جاہ و منصب تھا قاعدہ ہے کہ پہلے میت کو گاڑ داب لیتے ہیں تب کوئی دنیاوی کام کرتے ہیں۔ تمام دنیا کے خلاف یہ کارروائی شیخین سے کیوں روئے ظہور لائی

شاہ صاحب صحابہ نے انتظام خلافت کو دفن نبیؐ پر اس لئے مقدم کیا کہ آپ کی نعش مقدس سڑنے گلنے متعفن ہونے سے محفوظ تھی اگر انصار سے کوئی خلیفہ ہو جاتا تو اسلام بگڑ جاتا تین روز تک رد و قدح و بحث و مباحثہ کرنے کے لئے تصدیق خلیفہ ہوئی اس کے بعد آنحضرتؐ کو بطمانیت ہو کر سپرد زمین کیا

محققین اربعہ یہ نئی بات بھی سوائے نبی صلعم کے اور کسی میت سے متعلق نہیں سنی گئی کہ نعش دفن نہ ہوئی ہو حکم ہے کہ ورثاء میت ہزار کام چھوڑ کر جملہ امور سے دفن کو تقدیم دیں نہ معلوم حضرت امیر گھر میں بیٹھے کیا کرتے تھے یہ تو سقیفہ میں بھی شریک نہ تھے جس گھر میں میت بلا تجہیز و تکفین رکھی ہوتی ہے وہاں کھانے دانے کا سامان نہیں ہوتا تین دن متواتر فاقہ کرنے سے اہل بیت اور بخصوص عائشہ کی ننھی جان پر کیا گذری ہوگی جبکہ نعش کی نسبت احتمال عفونت نہ تھا تو اس ماہ رسالت کو کیوں نہ خاک کیا دیتے ہی صندوق میں بند کر کے رکھ دینا تھا قیامت تک لوگ روئے انور کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے انصار کی نسبت جو ارشاد ہوا ہے اگر انہیں سے کوئی خلیفہ ہو جاتا تو اسلام کی چلتی ہوئی کشتی ڈوب جاتی قرآن میں انصار کی تعریف اکثر جگہ موجود ہے اور ہر دو گروہ کی تعظیم مسلمانوں پر ضروری سمجھی گئی ہے کمال تحیر ہے کہ انصار کی خلافت برہم زن ملت ہو اور مہاجرین ایمان صحیح کا بوریا دنیا میں پھیلائیں۔ جبکہ انتظام خلافت ایسا اہم اور ضروری تھا کہ دفن رسالتؐ پر اسکو مقدم کیا گیا تو خود نبیؐ اپنی زندگی میں کیوں نہ طے کر گئے تمام مسائل حرام و حلال

ابتلائے سیاست و وراثت طہارت و نجاست سب کا تصفیہ کر گئے مگر اتنے بڑے معاملہ میں جس سے مسلمانی مستحیل بہ بے ایمانی ہوتی تھی کبھی لب کشا نہ ہوئے آپ قبل از افتتاح باب کلام کچھ سمجھ بھی لیتے ہیں یا ویسے ہی جلدی میں جو زبان پر آیا کہدیتے ہیں جو شخص کہ سچے دل سے ایمان لایا ہوگا وہ آپ کی ان توجیہات رکیکہ کو کیوں ماننے لگا تاخیر بوجہ تجہیز و تکفین واقع ہوئی تھی نہ کہ انتظام خلافت کے باعث

شاہ صاحب:۔ خیر اب فرمائیے کہ عمر کا انکار وفات نبی سے کیا مطلب تھا۔

محققین اربعہ:۔ اے حضرت یہ تو صاف صاف بات ہے کہ بانتظار تشریف آوری ابوبکر انھوں نے یہ چال پھیلایا تھا کہ نبی مرے نہیں اور نہ وہ مر سکتے ہیں بلکہ آسمان پر گئے ہیں خلقت تو اس دھوکے میں رہی کہ عمر سچ کہتے ہیں مگر یہ ابوبکر کی بو سونگھ کر فوراً ہوش میں آ گئے اور سیدھے سقیفہ کو چلدئے نہ کوئی رنج تھا نہ ملال صرف ایک چال تھی۔

شاہ صاحب:۔ اچھا کچھ اور پوچھئے

محققین اربعہ:۔ ہمکو آپ سے بہت کچھ دریافت کرنا ہے مگر کیا عرض کریں آپ کوئی بات بھی پتہ کی نہیں کہتے پہلے ہمکو خیال تھا کہ اسلام میں اہلسنت کا بڑا ٹھوک ہے اپنے مذہب کی حقیت پر ضرور یہ کوئی دلائل رکھتے ہونگے مگر آج بالمشافہ تقریر ہونے سے ثابت ہوا کہ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم۔ مگر خیر ایک اور بات پوچھتے ہیں جس سے شیخین کی اصلیت ظاہر ہو جائے گی ہم نے چند کتب میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت میں ایک روز سر منبر ارشاد فرمایا الا ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ المومنین شرھا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ یعنی ابوبکر کے ساتھ جو بیعت خلافت ہوئی وہ ایک ناگہانی اور بلا مشورہ معاملہ تھا خدا نے مومنین کو اس کے شرارۂ جہاں سوز سے بچایا اگر آئندہ کسی نے حصول خلافت میں مثل ابوبکر جسارت کی تو قتل کیا جائیگا دریافت طلب یہ ہے کہ ایسے ذی عزت و باشوکت خلافت کو فاروق نے ایسے بڑے لفظوں سے کیوں یاد کیا جس سے اقتدار خلافت بالکل نظروں سے گر گیا حضرت عمر ایکوقت خلیفہ اول کے ایسے مددگار

نے کہ بیعت کرنے لوگوں کو پکڑ پکڑ لاتے تھے کسی کے گھر پر آگ اور لکڑیوں کے چڑھ جاتے تھے لوگوں کو خوف اور دھمکیاں دیکر جماعت متغلبین کی ترقی میں کوشاں ہوتے تھے خلیفہ اوّل کو تخت خلافت پر بٹھانا انہیں کا کام تھا یا یہی عمر انہی خلافت کو ناگہانی اور بلا مشورہ جتلانے لگے مثل ابو بکر بیعت لینے والوں کو قابل قتل قرار دیا خلافت کو مادہ شرارت بتلایا۔ بخاری میں اس کے متعلق جو الفاظ وارد ہوئے ہیں اُن کا بھی یہی مطلب ہے جس کو اوپر بیان کیا گیا در نتیجہ مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عمر کے نزدیک خلافت ابو بکر جائز و صحیح تھی تو اُس کے بارہ میں ایسے الفاظ کا کیوں استعمال کیا گیا جو کہ صریحًا و بداہتًا بیخ کن خلافت ہیں اور جبکہ بقول عمر خلافت ابو بکر بے مشورۂ اسلام ناگہانی واقع ہوئی تھی اور اس کی شرارت مسلمانوں کے تباہ اور برباد کرنے والی تصور تھی تو عمر کو چونکہ ابو بکر نے بذریعہ استخلاف خلیفہ کیا لہذا بناء فاسد علی الفاسد ہوئی ابو بکر کی صحت خلافت پر عمر کی خلافت صحیح ہو سکتی ہے و الّا فلا بایں عنوان خلافت شیخین سراسر باطل و بیکار ہو گئی بعد وفات خود عمر صاحب نے جو تعین خلیفہ کے لئے چھ آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس میں عثمان خلعت خلافت سے سرفراز کئے گئے وہ بھی خلیفہ ناجائز قرار پائے۔

شاہ صاحب:۔ بخاری و دیگر کتب میں جو مضمون کہ تم نے بیان کئے ضرور موجود ہیں۔ مگر آپ صاحب اُسکا مطلب نہیں سمجھے اصلیت یہ ہے کہ ایک شخص نے ارادہ کیا تھا کہ بعد وفات عمر میں فلاں آدمی سے بیعت کر کے اُس کو خلیفہ مقرر کروں گا۔ کیونکہ ابو بکر سے بھی اول ایک دو آدمیوں نے بیعت کی تھی بعد ازاں رفتہ رفتہ مستقل خلیفہ ہو گئے پس عمر کا ایسا بیان کرنا اُس شخص کی تنبیہ کے لئے تھا کہ معاملۂ ابو بکر پر نہ جانے ہر چند وہ ناگہانی اور بلا مشورہ انجام ہوئی تھی مگر وہ چونکہ اصلی حق دار خلافت تھے لہذا حق اپنے مرکز پر قایم ہو گیا اور بے مشورہ معاملات سے جو بُرے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ ظاہر نہ ہوئے دوسرا اگر کوئی شخص مثل ابو بکر اخذ بیعت میں جرأت کرے گا وہ گردن مارا جائے گا پس عمر کا یہ بیان ثبت

خلافت ابوبکر ہے نہ کہ اُنکو جڑ سے اکھاڑ دینے والا
محققین اربعہ جناب نے عمر کے بیان پر یہ حاشیہ اس لیے چڑھایا ہے تاکہ ابوبکر کی خلافت
پر کوئی صدمہ نہ پہنچے ہمکو اس جگہ صرف یہ اعتراض ہے کہ ابوبکر کی بیعت ایک امر ناگہانی
بلا مشورۂ اہل حل و عقد واقع ہوئے تھے اگر اسپر کوئی مفسدہ برپا ہوجاتا تو ملک اسلام میں
ابتری پھیل جاتی خدا نے اُنکے بڑے نتیجوں سے مسلمانوں کو بچایا ابوبکر اس مبادرت کرنے
میں قابل اس امر کے تھے کہ قتل کردے جائیں - یہ ہی بات حسب تسلیم جمہور حضرت عمر کی زبان
پر جاری ہوئے پس وہ سب طمطراق کہ خلافت بکر یہ اجماعی تھی برباد فنا ہوگیا عمر کا
یہ فرمانا کہ بلا مشورہ یہ خلافت صورت پذیر ہوئی تھی دیگر شواہد سے بھی صحیح معلوم ہوتا
ہے - بخاری شریف کے باب رجم میں جناب عمر صاحب نے خلافت ابوبکر کو امر ناگہانی
بتلایا ہے - بڑے طولانی عبارت میں ایک یہ ہی فقرہ ہے - ان الانصار خالفونا
واجتمعوا فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علی والزبیر ومن معہما الی آخرہ یعنی انصار
و علی و زبیر نے ابوبکر سے مخالفت کی حضرت امیر کا خلافت ابوبکر سے دل تنگ ہونا اور
اُن سے مع بنی ہاشم کے مخالفت کرنا ایسا امر ہے کہ جسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے اس
واقعہ کو صاحب ریاض النضرہ نے اور سیوطی نے جمع الجوامع میں اور نور الدین نے
شرح جامع الصغیر میں اور سید نور الدین سمہودی نے جواہر العقدین میں لکھا ہے کہ
جناب امیر و طلحہ و زبیر جو کہ عشرۂ مبشرہ میں داخل ہیں مع بنی ہاشم و دیگر اعیان
صحابہ مثل ابوذر غفاری و مقداد وغیرہ مدام ابوبکر سے مخالفت کرتے رہے اور کبھی
ان کی خلافت کو جائز تسلیم نہیں کیا - جامع الاصول میں کتاب الامارہ کو دیکھئے
یہ عبارت قابل نظر ہوگی وکان لعلی وجہ من الناس حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت فاطمۃ
انصرفت وجوہ الناس عن علی و مکثت فاطمۃ بعد رسول اللہ ستۃ اشہر ثم [illegible]
علی انصراف وجوہ الناس عنہ ضرع الی مصالحۃ ابی بکر الخ قرطبی نے مفہم شرح

مسلم میں یہ عبارت لکھی ہے کان الناس یحترمون علیا فی حیوتہا کرامتہا لانہا
بضعۃ رسول اللّٰہ وهو مباشرها فلما ماتت وهو لم یبایع ابابکر انصرف الناس
عن ذالک الاحترام لیدخل فیہ الناس ولا یفرق جماعتہم ان احادیث وکتب معتبرہ
ومستندہ کی عبارت سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب تک جناب سیدہ رہیں حضرت امیر اور خاندان
بنی ہاشم نے ابوبکر کے ہاتھ سے ہاتھ نہ ملایا جب جناب سیدہ وفات پاگئیں تو ان لوگوں
نے حضرت امیرؑ کے احترام میں کمی کی اور اُن کی جانب سے منہ پھرا لئے کم توجہی کرنے لگے
تب آپ نے مضطر ہو کر ابوبکر سے بیعت کرلی۔ جناب ملاحظہ فرمائیں کہ عمر کا یہ کہنا کتنا سچا ہے
کہ خلافت ابوبکر ناگہانی بلا شورہ اہل حل وعقد واقع ہوئی تھی ظاہر ہے کہ جب زبیر وآل
ہاشم وحضرت امیر زمرۂ مبایعین میں داخل ہوئے تو پھر کون اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں
شمار ہوسکتا ہے دوسرا فقرہ یہ ہے کہ خدا نے مسلمانوں کو اُن مفاسد سے بچایا جو کہ ایسے کاموں
سے پیدا ہوتے ہیں جنکا وقوع بلا اصلاح ومشورہ ہوا کرتا ہے حضرت عمر کا غالباً یہ خیال
ہوگا کہ حقدار خلافت چونکہ علی مرتضیٰ تھے اگر وہ جنگ کر بیٹھتے تو تمام قصہ درہم وبرہم ہوجاتا
مگر خیر گذری کہ شمشیر حیدری وقف نیام رہی چنانچہ اکثر علمائے نے لکھا ہے کہ علی بخوف انہدام
بنیاد اسلام شمشیر کشی سے متوقف رہے اس جگہ کتاب استیعاب سے ایک مضمون پیش کیا جاتا
ہے عمرو بن شعبہ نے مدائنی سے روایت کی ہے کہ جبکہ طلحہ وزبیر نے حضرت امیر پر خروج کرنا
چاہا تو ام الفضل بنت حرث نے جناب امیر کو اُن کے ارادوں سے مطلع کیا آپ نے جواب
لکھا کہ مجکو تعجب آتا ہے اِن لوگوں کی رفتار پر جبکہ رسول مقبولؐ نے قضا کی تو ہم یہ سمجھتے
تھے کہ ہمارے ساتھ کوئی مسلمان ہمارے منصب خداداد میں متعرض نہ ہوگا مگر لوگوں نے ہم
سے منہ پھرایا اور ایسے شخص کو والی امر امت بنایا جسکو کسی طرح سے استحقاق نہ تھا واللہ
اگر مجکو بھی اسلام کا خوف نہ ہوتا اور پورے طور پر یہ بات متیقن نہ ہوتی کہ کفر لوٹ
کر دین نبوی کو ہلاک کرے گا تو ابوبکر کو تخت خلافت پر قدم رکھنا نصیب نہوتا۔ مگر میں نے

رنج والم کے لئے اپنے سینہ وجگر کو وقف کر دیا ہے شکر خدا کہ اس صبر کرنیکا مجکو بہتر نتیجہ ملا
استیعاب حاضر ہے۔ حرف الرا میں عبارت متعلق بمضمون بالا پڑھ لیجئے ہم یقین کرتے ہیں کہ اب
حضور نے ضرور سمجھا ہوگا کہ عمر شرارۂ اسلام سوز جنگ علی کو بیان کرتے تھے ورنہ مسلمانوں میں
اور کسی کا ایسا حوصلہ تھا کہ ابو بکر و عمر کے سامنے آنکھ اٹھا سکتا کیونکہ دونوں کا ایک ایک
وکیل عائشہ وحفصہ رسولؐ کے گھر کی کنجیاں ہاتھ میں لئے بیٹھے تھا ادہر کسی حدیث کی
ضرورت ہوئی اور اُس طرف بنی بنائی موجود ہو گئی پس خلافت کی جو اصلیت تھی وہ
ظاہر ہو گئی اسی واسطے ابتدا، تقریر میں ہم نے عرض کیا تھا کہ جناب بنیاد خلافت کچھ ڈھیلی
اور کمزور معلوم ہوتی ہے اب حضور براہ انصاف فرمائیں کہ جس خلیفہ کی خلافت کو عمر ایسا
جانتے ہوں اُنکو ہم لوگ کیونکر بہتر سمجھ سکتے ہیں علاوہ ازیں آپنے فرمایا ہے کہ صحابہ میں سے ایک
شخص نے یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ بعد وفات عمر ہم فلاں شخص سے بیعت کر کے خلیفہ بنائیں
گے کیونکہ ابو بکر سے بھی اول اول دو ایک معمولی ادمیوں نے بیعت کی تھی اور بالآخر
اُن کی خلافت کو استحکام ہو گیا اس تقریر سے بلا وہم و دقت معلوم ہوتا ہے کہ اُس شخص
کی نظر میں خلافت بنوی کی کوئی حقیقت نہ تھی بلکہ یہ ہی سمجھا تھا کہ جس کے سر پر ایک آدمی
اتفاق کر کے دستار فضیلت لپیٹ دیں گے وہ ہی خلیفہ ہو جائے گا مثال میں
واقعۂ ابو بکر اُس کے پیش نظر تھا جناب چونکہ عالم دین ہیں خود غور فرما کر ہمکو ہدایت
فرمائیں درحالیکہ صحابۂ رسولؐ ابو بکر کو بے بنیاد محض جانکر خلیفہ بنا دینے کا ارادہ
رکھتے تو ہم پر یہ کیونکر ضروری و لازمی متصور ہو سکتا ہے کہ اُن لوگوں کو خلیفۃ اللہ
و نائب رسول صلعم سمجھیں ایسے خلیفہ و کھیا اور بہتر تو ہر قوم مرتب کرتے ہیں جیسے کہ خلیفہ
ابو بکر تھے ہاں اگر اِن کے لئے کوئی حکم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوتا یا کسی کنایہ
واشارہ سے نبی نے اُن کو لایق خلافت سمجھا ہوتا تو حضرت امیر علیہ السلام کبھی مخالفت
نہ کرتے دیکھو ابن حجر فتح الباری شرح بخاری کے ابواب المناقب میں لکھتے ہیں

قال القرطبی فی المفہم لو کان عند احد عن المھاجرین نص عن النبی علی تعیین احد بعینہ للخلافۃ لما اختلفوا فی ذالک ولا تعارضو فیما قال وھذا قول جمہور اھل السنۃ

خلاصہ یہ کہ قرطبی مفہم میں لکھتے ہیں کہ نبی نے خلافت کے لیے کوئی نص نہیں کی اسی پر جمہور اہل سنت کا اجماع ہے حضور چونکہ دانشمند ہیں ارشاد فرمائے کہ جس شخص کے باب میں کوئی نص رسول ہو اور جس کی خلافت سے حضرت امیر مکدر و منغص رہے ہوں اور جس پر اہل حل و عقد نے اجماع نہ کیا ہو اور جس کی مثل مدعی خلافت کو عمر نے قابل قتل سمجھا ہو اسکو ہم ایسا ہی خلیفہ سمجھیں جیسے کہ بعض اقوام میں ایک مہتر کر لیا کرتے تھے یا اس سے کچھ زیادہ ہم یہ عرض کئے دیتے ہیں کہ اگر خلافت کوئی ذی عزت عہدہ ہے تو اسی صورت میں جبکہ اس کے لئے کوئی نص ہو ایسے خلیفہ تو ہم بھی بنا سکتے ہیں

شاہ صاحب کوئی اور بات پوچھنی ہے کیا۔

محققین اربعہ یہ بتلائیے ہر گاہ خلیفہ ابو بکر آپ کے نزدیک خلیفہ جائز تھے اور خداو مومنین سوائے انکے بعد آنحضرت کسی کا خلیفہ ہونا پسند نہ کرتے تھے تو حضرت ابو بکر نے اوائل خلافت میں سر منبر یہ کیوں ارشاد فرمایا اقیلونی فلست بخیرکم و علی فیکم یعنی میں عہدہ جلیلہ خلافت سے مستعفی ہوتا ہوں مجکو تم چھوڑ دو جبکہ علی تم لوگوں میں موجود ہیں تو میں اون سے بہتر تمہارے لئے نہیں ہوں تعجب ہے کہ شیخ معظم باین کبر سنی و تجربہ کاری خلافت سے استعفا دے اور انجام دہی مہمات خلافت میں علی کو اپنی ذات سے بہتر بتلائے اگر جناب امیر خلیفہ اول کی نظر میں ایسے با وقار تھے تو ان کو چھوڑ کر عمر کے باب میں کیوں استخلاف کیا اندریں حالت اگر ہم حضرت امیر کو باتباع ابو بکر اس زمانہ کے بہترین میں خیال کر کے ان کی خلافت کے معتقد ہوں تو کیا جرم عائد ہوتا ہے۔

شاہ صاحب تم لوگ شیعہ کے افتراء میں آگئے یہ خواہ مخواہ جھوٹی باتیں منسوب باہل سنت کر کے مضمون اوڑا یا کرتے ہیں ہماری کسی کتاب میں یہ مضمون درج نہیں

محققین اربعہ ہماری تحقیقات کا دار و مدار کسی کے کہنے پر نہیں ہے ہم خود کتابیں
دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں لیجیے فضل بن روزبہان بمقام جواب طعن احراق
بیت فاطمہ لکھتے ہیں کہ یہ اتفاق بیعت کا مضمون صحاح میں درج ہے بہ نظر تسکین خاطر
شریف عبارت پیش کی جاتی ہے السابع انہ ینافی هذا روایۃ الصحاح فان ارباب الصحاح
ذکروا فی بیعۃ علی لابی بکر ان بنی هاشم لم یبایعوا ابابکر الا بعد وفات فاطمۃ ولم یتعرض
ابوبکر لهم وترکهم علی حالهم وکانوا یترددون عند ابی بکر ویدخلون فی المشاورات
والمصالح والمهمات وتدبیر الجیوش فلما توفیت فاطمۃ بعث امیر المومنین علی الی ابابکر
وقال ائتنی وحدک فجاءه ابوبکر فی بیتہ فجلسا وتحدثا ثم قال علی رضی اللہ عنہ
لابی بکر انک استاثرت هذا الامر دوننا ماکنا ننفس عن هذا الامر ولانحن نزیلک عن اهل
هذا ولکن کان ینبغی ان توخره الی حضورنا قال ابابکر یا اباالحسن کان لنا الانصار
یدعون هذا الامر لانفسهم وکانوا یریدون ان ینصبوا امیرا منهم وکان نخاف منهم
الفتنۃ فتسارعنا الی اطفاء الفتنۃ واخذت بیعۃ الانصار وان کان الان فی هذا
الامر رغبۃ فانا اخطب الناس واقیل بیعتهم وابایعک والناس فقال امیر المومنین الموعد
بینی وبینک بعد صلوۃ الظهر فلما صلی الظهر رقی ابوبکر المنبر وقال اقیلونی فلست بخیرکم
وعلی فیکم خلاصہ عبارت یہ ہے فضل ابن روزبہان کتاب ابطال الباطل میں لکھتے ہیں کہ
اتفاق بیعت کی روایت صحیح ہے کیونکہ ارباب صحاح نے اسکا ذکر درباب بیعت مرتضوی اس طرح
کیا ہے کہ خاندان بنی ہاشم سے ابوبکر کے ساتھ کسی نے تاحیات سیدہ بیعت نہ کی ابوبکر نے
اُن لوگوں کے ساتھ بوجہ عدم مبایعت کچھ تعرض نہ کیا بلکہ اُنکو اُنہی حالت ازخودی پہ معلق
العنان رکھا جس پر کہ وہ لوگ بلا قید بیعت آزادی رہتے تھے مگر باہم سلسلہ آمد و رفت منقطع نہ تھا
ابوبکر کے پاس آن کر بیٹھتے تھے صلاح و مشورہ میں شریک ہوتے تھے امورات ملکی
و تدبیر جنگ میں رائے زن رہتے تھے جبکہ جناب سیدہ نے وفات پائی تو علی نے ابوبکر

سے کہلا بھیجا کہ آپ مجھ سے تنہائی میں ملاقات کریں جبکہ ابوبکر بنفس واحد علی کے مکان پر
گئے تو دونوں میں باتیں ہوئیں علیؑ نے کہا کہ اے ابوبکر آپ نے بلا میری شرکت و مشورہ
کے درباب حصول خلافت کیوں جلدی کی بجواب ابوبکر نے کہا کہ اے ابوالحسن انصار چاہتے
تھے کہ امارت ہم میں ہو - میں ڈر گیا کہ اگر خلافت اِن لوگوں کی طرف منتقل ہوی تو فتنہ
برپا ہو کر برباد کن اسلام ہوگا میں نے فقط اسواسطے اسبارہ میں تعجیل کی کہ فتنہ کی
جلتی ہوئی آگ پر پانی پڑجائے - اگر آپ خلافت سے رغبت رکھتے ہیں تو میں سر ممبر اپنا
استعفا پیش کردونگا حضرت امیر نے فرمایا کہ جو وعدہ آپ مجھ سے کرتے ہیں اسکو
نماز ظہر میں پورا کر دیجئے پس جبکہ ابوبکر نماز ظہر پڑھ چکے ممبر پر گئے اور فرمایا کہ میں خلافت
سے مستعفی ہوتا ہوں اور جبکہ علیؑ تم لوگوں میں موجود ہیں تو میں اُن سے بہتر نہیں ہوں
سوائے ازیں سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ خواص الامہ و امام غزالی نے
سر العالمین میں ابوبکر کے استعفا دینے کا ذکر کیا ہے فضل ابن روزبہان کہتے ہیں کہ یہ
معاملہ صحاح میں مندرج ہے امام غزالی و سبط ابن جوزی اپنی اپنی کتابوں میں اسکا
ذکر کرتے ہیں نہ معلوم آپ صاحبوں میں صادق القول کون بزرگ ہے - علمائے قدیم سے
ظاہرا آپ کا پایہ تحقیقات بڑھا ہوا نہیں ہے ابوبکر صاحب حضرت امیر سے کہتے ہیں
کہ بخیال پرخاش انصار میں نے جبکہ خلافت چھین لیا تھا اگر آپ ناراض ہیں تو اتارے
دیتا ہوں - چنانچہ اپنے مفضول اور حضرت امیر کے افضل ہونے کا سر ممبر اقرار کر لیا
اب فرمائے جبکہ خلافت بکر یہ کی یہ کیفیت ہو کہ جیسے مدعی سست و گواہ چست کی ہوا
کرتی ہے تو ہم ایسے بودے اور رکز ور و غیر مستحق خلیفہ کو کیوں اپنا پیشوائے دین سمجھیں
ہم اسکی خلافت پر ایمان نہ لائیں جن کے بہتر و ذی حق ہونے کا ابوبکر کو بھی اقرار تھا
شاہ صاحب کتابیں دیکھ کر ندامت سے جواب دہ ہوئے کہ خیر اور جو پوچھنا ہو
پوچھیے -

تحقیقین ابن ربیعہ حضرت ابوبکر نے بہ محضر صحابہ سر منبر ارشاد فرمایا کہ ان لی شیطانا یعتریني فان استقمت فاعینوني وان زغت فقوموني تحقیق کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو کہ مجھکو راست سے بدراہ کرتا ہے پس جبکہ تم لوگ مجھکو برسر راستی دیکھو تو میرے مددو معاون ہو اور جبکہ میری حرکات مائل بہ کجی ہوں تو مجھکو سیدھا کردو حضور فرمائیں کہ حضرت ابوبکر پر وہ خاص شیطان کون مسلط تھا جس کو انھوں نے بلفظ ان لی شیطانا فرمایا ہے وہ پرانا پیر فرتوت حضرت آدم کے زمانہ والا شیطان تو ہر شخص کے ساتھ ہے ۔ یہ نیا شیطان جو کہ ان کی گردن پر سوار رہتا تھا ۔ آیا جنس بشر سے تھا یا آنکہ کسی اور قسم سے ۔ پہلا شیطان جسکا تسلط ہر انسان پر ہے نوع اجنہ سے ہے یہ ابوبکر والا شیطان یقینا نوع انسان سے ہوگا حضرت ابوبکر کے بیان پر ہمکو یہ ایراد ہے کہ ہر گاہ بقول خودش تسلط شیطانی ان پر بایں مرتبہ تھا کہ لوگوں سے اپنے افعال کج و ناراست کی اصلاح چاہتے تھے تو ایسے شخص کے نائب رسول ہونے سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے خلیفۃ الرسول وہ ہونا چاہیے تھا جو کہ مسائل حلال و حرام وغیرہ میں کسی دوسرے کا محتاج نہ ہوتا اس عنوان سے ہر شخص بلا امتیاز لائق و نالائق نبی کا خلیفہ ہو سکتا ہے کیونکہ جہاں اس نے راہ راست سے لغزش کی لوگوں نے ہاتھ پیر پکڑ کر سیدھا کر دیا حضرت من نائب نبی وہی کیا جائے گا جو کہ بعد نبی مسلمانوں کی تمام ضروریات کو پورا کر دیوے نہ یہ کہ لوگ انکی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کریں ۔ پیچھے ابوبکر نے کہا ہے کہ جہاں مجھکو سیدھا پاؤ میری امداد کرو اور جس جگہ کجی دیکھو وہاں اصلاح کردو راہ ہائے کج و راست پر چلنے کی قابلیت ہر شخص میں ہی ایسی ہے مثل عامۃ الناس وہ بھی شمار ہو سکتے ہیں مابہ الامتیاز ان میں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا ہوا جناب تو ایسے خلیفہ کے قائل نہیں ہو سکتے جو اپنا دھبہ دوسروں سے چھڑاوے بندگان درگاہ تو اسی بزرگ کی خلافت کو خلافت حقہ سمجھتے ہیں جن کے لئے ایک شاعر نے کہا ہے ؎

اگر جہاں میں نبی بعد مصطفٰے ہوتے
قسم خدا و پیمبر کی مرتضیٰ ہوتے

بایہ کہ ۵

مفتی ہر چار دفتر خواجۂ ہشت خلد   داور ہر شش جہت اعظم امیر المومنینؑ

اس وقت ہمارے سامنے دو قسم کے خلیفوں کی تصویر رکھی ہے ایک کہتا ہے کہ میں خلافت سے مستعفی ہوتا ہوں اس لئے کہ علیؑ کی موجودگی میں میں کوئی چیز نہیں مجھکو ایک خاص شیطان راہ راست سے بہکاتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں احق بخلافت ہوں اگر خوف ارتداد ہوتا تو کسی کو تخت خلافت کے پاس نہ آنے دیتا سلونی سلونی قبل ان تفقدونی پوچھ لو مجھ سے جو چاہو ورنہ پھر مجھکو نہ پاؤ گے حضور منصف بنکر فرمائیں کہ ان دونوں تصویروں میں سے ہم کسکو آنکھوں پر رکھیں۔

شاہ صاحب ہماری کتابوں میں کسی جگہ یہ مضمون نہیں ہے کہ ابوبکر نے اپنی ذات کو زیر حکومت شیطان بتلایا ہے یہ محض شیعہ کا دھوکہ و فریب ہے ہماری کتاب سے اپنے دعوی کو ثابت کرکے توجیہات نکالئے۔ خواہ مخواہ حجتوں کے گھوڑے نہ دوڑائیے۔

محققین اربعہ چونکہ انکار کر دینا ایک سہل و آسان بات ہے لہذا اس فن میں تو آپ ماشاء اللہ جواب نہیں رکھتے انحضرت یا تو آپ کو اپنے مذہب کی کتابوں پر اطلاع نہیں یا دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہو ابوبکر کے اس خطبہ کا تو اکثر علماء نے اپنی اپنی تالیفات میں ذکر کیا ہے ان کے نام بھی سن لیجئے۔ قاضی القضات کتاب مغنی۔ ملا علی متقی بکنز العمال ابن تیمیہ بجواب منہاج الکرامہ۔ محب طبری بکتاب ریاض النضرہ ابن ابی الحدید در شرح نہج البلاغہ تاریخ طبری۔ جلال الدین سیوطی بکتاب تاریخ الخلفاء ابن حجر بصواعق محرقہ جملہ کتب مذکورہ بالا میں دونوں باتوں کا ذکر ہے خلافت سے استعفا دینے اور شیطان کے مسلط رہنے پر احتیاطاً قاضی القضاۃ صاحب کتاب مغنی کا بیان پیش کرتا ہوں قالوا وکیف یصلح للامامۃ من یخبر عن نفسہ ان لہ شیطانا یعتریہ ومن یحذر الناس نفسہ ومن یقول اقیلونی بعد دخولہ فی الامامۃ مع انہ لا یحل للامام ان یقول اقیلونی فی البیعۃ

خلاصہ یہ ہے قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ شیعہ کا جو یہ اعتراض ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو مسلط شیطان بتلائے اور خلافت سے سبکدوش ہونا چاہے وہ کیونکر منصب امامت کی قابلیت رکھتا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ معاملات ناقض مرتبہ امامت نہیں ہیں قاضی صاحب کی تسلیم خود شاہد ہے کہ ابوبکر نے ضرور یہ کلمات کہے تھے - اب فرمائے کہ جناب انکار کرتے ہیں یہی ہیں یا آپ کے علماء قدیم اقرار کرتے ہیں کنز العمال کی دوسری فصل میں کتاب الامارۃ کو دیکھئے - حسن بصری صاحب نے جو کہ سر آمد اولیا ہیں بڑا فخر کیا ہے کہ ابوبکر سے زیادہ منکسر کوئی خلیفہ ہی نہیں گذرا کیونکہ انھوں نے جلسہ عام میں غایت فروتنی و ہضم نفس سے تسلط شیطان کا اقرار کیا اور خلافت جیسے منصب جلیل سے استعفا پیش کیا جس بات کا آپ کو انکار تھا بحمد اللہ وہ علمائے قدیم کے اقرار سے ثابت ہو گئی اب حضور کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں درحالیکہ ابوبکر کا اپنے لئے ایک شیطان بیان کرنا صحیح و یقینی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا تو براہ مہربانی نوع انسان سے وہ کون شخص اُن کے گلے کا ہار تھا جس کو وہ اپنا شیطان بتلاتے تھے شاید یہ شیطان وہ ہو جس نے لشکر اسامہ کی شرکت سے اُن کو روکا جس نے دوات و قلم کے قصہ میں اپنا ہم آواز بنایا جس نے سیدہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں بھیجنے کی رائے دی جس نے یہ مشورہ دیا کہ فاطمہ سے فدک لے لیا جائے جس نے یہ بات سکھائی کہ سند فدک چاک کر دی جائے آخر کسی کو ان کا شیطان بھی قایم کیجیئگا - یا نہیں اگر کوئی ابوبکر کا آپ شیطان نہ بتلا سکے تو سمجھا جائے گا کہ آپ خلیفہ کی پوری حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں

شاہ صاحب اچھا آگے چلئے -

محققین اربعہ شیعہ کہتے ہیں کہ بی بی عائشہ صدیقہ نے امام حسن علیہ السلام کو مقبرہ رسول کے قریب دفن نہ ہونے دیا اور مروان وغیرہ کو جو کہ انکی سپاہ تھے لیکر چڑھ آئیں بڑا شور و غوغا مچایا امام مسموم کے جنازہ پر تیر چلائے چنانچہ کئی تیر تابوت سے نکالے گئے اس کی اصلیت کیا ہے -

شاہ صاحب اصل قصہ یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے عائشہ سے درخواست کی کہ قبر رسول آپ کے معلوکہ و مقبوضہ حجرہ میں ہے اگر مجکو اُس بقعہ مبارک میں شرف دفن سے عزت دیں تو زہے سعادت عائشہ نے منظور کیا بعد وفات جب امام حسینؑ جنازہ لے کر گئے مروان اور اُس کے ساتھیوں نے شور و غوغا مچایا کہ ہم یہاں دفن نہ ہونے دیں گے۔ ابوہریرہ نے انہیں بیت بیچ بچاؤ کرا دیا عائشہ غضب کیا کرتی اُس نے تو اجازت دے دی تھی بالآخر بقیع میں دفن کر گئے نہ کسی نے تیر چلائے نہ تفنگ بازی کی یہ عائشہ پر روافض کی تہمت ہے۔

محققین اربعہ ہم نے یہ کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ رسول پاک کا موقع دفن عائشہ کی ملکیت بلا شراکت غیرے تھا اور امام حسن علیہ السلام نے عائشہ کو مالک و قابض سمجھ کر اپنے دفن میں استیذان کیا تھا اگر بقول جناب وہ مالکانہ حیثیت سے اذن دے چکی تھیں تو دفن میں معاون ہو کر مروان حرامزادہ کی ناک کیوں نہ توڑ دی ہم نے چند کتب میں دیکھا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ نانا کے روضہ میں لیجانا۔ اگر احتمال فساد نہو تو وہاں سپرد زمین کر دینا ورنہ بقیع میں لیجانا ثبوت کلام میں چند کتابوں کی عبارتیں پیش کرتے ہیں ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں وا وصی الحسن رضے اللہ عنہ ان یدفن معہم فمنعہ عن ذالک مروان یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ مجکو روضہ رسول میں دفن کرنا مگر مروان مانع آیا اور دفن نہونے دیا۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے ذکر ابن سعد عن طریق الحسن بن علی اوصے اخاہ ان یدفنہ عند جدہ ان لم یقع بذالک فتنۃ فصدہ عن ذالک بنوامیہ فدفن بالبقیع اس عبارت میں بھی لفظ وصیت موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ عائشہ اُس ارض مقدس کی مالک نہ تھی جو امام حسن علیہ السلام اُن سے اجازت حاصل کرتے عائشہ کے بارہ میں آپ کو انکار ہے مگر سبط ابن جوزی بہ کتاب خواص الامہ اور محب الدین ابو الولید بکتاب ریاض المناظر اور صاحب کتاب مختصر فی اخبار خیر البشر نے باختلاف الفاظ و اتحاد مطلب لکھا ہے کہ اصل منع کرنیوالی

خود بی بی عائشہ کی ذات بزرگ تھی ثبوت میں کتاب سبط ابن جوزی جیسے مشہور عالم کی
عبارت پیش کرتے ہیں قال ابن سعد عن الواقدی لما احتضر الحسن قال ادفنونی عند
ابی یعنی رسول اللہ ما اراد الحسین ان یدفنہ فی حجرہ رسول اللہ فقامت بنو امیۃ
ومروان بن الحکم وسعید بن العاص وکان والیا علی المدینۃ فمنعوہ وقامت بنو ھاشم
لمقاتلتہم فقال ابوھریرۃ ارایتم لو کان مات ابن لموسے اما کان یدفن مع ابیہ قال
ابن سعد قالو ومنہم ایضاً عائشۃ لا یدفن مع رسول اللہ یعنی عبارت بالا سے بخلاف
ارشاد والا چند باتیں ثابت ہوئیں اوّل یہ کہ وہ حجرہ خاص رسول کا تھا حمیرا مالک نہ تھی
دوئم امام حسن عائشہ کو مالک مستقل سمجھ کر گاہے اپنے دفن کے لئے اذن طلب نہ ہوئے تھے
سوئم عائشہ بہ تقویت بنو امیہ ومروان وغیرہا خود امتناع دفن میں غل مچانے والے تھے اب
فرمائے کہ یہ حمایت عائشہ جو آپنے ایک دل چسپ تقریر کی تھی انکی کیا وقعت رہی روضۃ المناظر
کی عبارت بھی سن لیجئے ان الحسن کان اوصے ان یدفن عند جدہ فمنعت من ذالک عائشۃ
مطلب یہ ہے کہ حسن علیہ السلام نے بوقت وفات وصیت کی کہ مجھکو نانا کے پاس دفن کرنا مگر عائشہ
نے منع کردیا اگر بقول حضور بہ حیثیت مالکانہ بی بی صاحبہ اجازت دے چکی تھیں تو پھر ممانعت بہ
دفن بہ معنی دارد شاید پچتائی ہوں گی کہ میں نے کیوں اذن دیا تھا سوائے ازیں ابن ابی الحدید
نے شرح نہج البلاغۃ کے صفحہ (۵۹۶) پر لکھا ہے کہ عائشہ مع جماعت بنو امیہ ایک خچر پر سوار
ہو کر آئی اور دفن حسن علیہ السلام سے مانع ہوئی خواجہ نصر اللہ کابلی نے کتاب صواقع میں
لکھا ہے کہ مروان نے ایک نقاب پوش عورت کو خچر پر بٹھا کر غل مچا دیا کہ عائشہ دفن حسن کو
منع کرنے کے لئے آن پہنچی لوگوں نے باین توہم کہ جب بی بی صاحب موجود ہیں تو ہمکو ڈرنے
میں کیا باک ہے دنگہ وفساد وشور وغل شروع کردیا حتی کہ کثرت جماعت سے دفن حسن واقع
نہوا عبارت صواقع یہ ہے ذکر بعض اھل الخبر ان مروان امر امراۃ ان تنتقب وترکب
بغلۃ وتذھب الی الحجرۃ وتمنعہ عن الدفن واذاعت ما تکتب یحل انھا عائشۃ فشاعت ولا

وفان ذالک منہ لیس ببعید خواجہ نصر اللہ کابلی مولف کتاب صواقع یہ تمام الزام
مروان پر عاید کرکے عائشہ کو جرم نمایاں سے بچایا ہے اہل عقل اس فاضل کابل کی دیانت و درست
کلامی کی داد دیں جبکہ مروان نے ایک مصنوعی عائشہ بنا کر حجرہ مبنی پر کہ جہاں صدیقہ سینان
بھی سکونت پذیر تھیں غل مچایا تھا کہ خبردار ہوشیار عائشہ مثل جنگ جمل مردانہ وار اتباع
ہونے کے لئے آن پہنچیں تو لازم تھا کہ بی بی صاحبہ غرفہ سے سر نکال کر جماعت مفسدین کو جھڑکتیں
کہ یہ مو امروان جھوٹ بکتا ہے میں تو بجگہ بیٹھی ہوئی مشغول قرآن خوانی ہوں تعجب ہے
کہ صدہا آدمی خاص بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر شور و غل مچائیں اہل محلہ لڑائی جھگڑہ کی
خبر سنکر آئیں ابوہریرہ باہم بیچ بچاؤ کرائیں اور عائشہ کو مطلق خبر نہو شاید اُس وقت
سوتی ہوں یا بوجہ پیرانہ سالی ثقل سماعت سے شور و غوغا نہ سنا ہو افسوس ہے اہل تسنن
سنیان کی نقل حکایت پر کہ جسکا سر پیر بالکل ندارد ہے چونکہ حضور خواجہ صاحب کو اپنا
استاد مانتے ہیں لہٰذا پوچھ فرمائے کہ ہم اس خلاف عقل روایت کو صحیح باور کرکے یہ سمجھ
لیویں کہ مروان نے نقل عائشہ بنائی تھی جناب نے تو ہمکو یہ سبق پڑھایا تھا کہ جس
نے اجازت دفن طلب کی عائشہ نے بخوشی اُن کی درخواست کو منظور کیا حضور کے استاد
کہتے ہیں کہ ایک نقاب پوش عورت وہاں موجود تھی جسکو لوگ عائشہ کہتے تھے خواجہ
صاحب کا تنہا بیان جو کہ بلا سلسلۂ سند درج صواقع ہوا ہے سچا سمجھا جائے یا کہ صدہا لوگوں
کی تصدیق کہ اُس ہودج میں عائشہ بیٹھی ہوئی ہے حضرت اسمیں تو مسئلہ شیاع جاری ہو گیا
جسکو شریعت نے نہایت تیقن سے شہادت میں لیا ہے خواجہ صاحب کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ
نقاب پوش عورت درحقیقت عائشہ نہ تھی بلکہ مروان نے ایک لونڈی باندی کو پکڑ کر
اونٹ کی پیٹھ پر سوار کر دیا تھا ۔ بی بی صاحبہ خفیہ منہ چھپا کر لڑنے جایا کرتی تھیں متوفی کے
باپ سے بھی جنگ جمل میں چہرۂ اقدس پر نقاب ڈال کر برسر جنگ ہوئی تھیں سو یہ الزام
تیر اندازی اُسکو بھی سن لیجئے صاحب روضۃ الصفا جلد سوم میں لکھتے ہیں کہ جب امام حسن

قبرے نزد قبر جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنند و جنازۂ آں جناب بجبر بر قبر نہادند
و قبل از دفن عائشہ ازیں معنی وقوف یافت و بر شترے سوار شدہ بآں موضع رفت و بہ
منع مشغول گشت شیعہ حضرت امیر زینب دعو غا کردند و گفتند روزے کہ بر اشتر نشستہ با حضرت امیر
محاربہ می کنی و روزے بر اشتر سوار شدہ بر جنازہ نبیرۂ پیغمبر خدا صلعم ممانعت غاز نمی گذاری
کہ او را دفن کنند چند الحہ سعی نمود مفید نیفتاد و چہ مردم ہر دو فرقہ شدند و بجانب یک دیگر
تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ رسید۔ لیجئے اس مورخ نے تیر بارانی کی بھی تصدیق کر دی
اب فرمائے کہ جو عورت نواسۂ رسولؐ کے دفن میں مانع ہوئی جنازہ پر تیر چلوائے تابوت
میں چند تیر پیوستہ ہوئے ایسی عورت کو ہم با ایمان کجا فرد آدمیت سے خارج سمجھتے
ہیں آپ اور آپ کے استاد چونکہ ایسی مجرمہ کی اعانت کرتے ہیں لہذا مجرم کا پناہ دہندہ
اس مجرم کے درجہ میں ہوتا ہے پس گویا آپ نے اپنے ہاتھ سے امام حسن کے جنازہ کو تیر
باراں کیا ہم اپنے مذہب سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں یہ طریقہ آپ کو مبارک رہے بس اب
ماندگان رخصت ہوتے ہیں بہت معاملات میں گفتگو کرنے کا ارادہ تھا مگر آپ حق پوش
و ناحق کوش معلوم ہوتے ہیں اس مذہب کی جس میں ہم زمانہ کی مخالفت سے مثل مگس تار عنکبوت
الجھے ہوئے تھے حقیقت و اصلیت ظاہر ہو گئی جن لوگوں نے ہمکو منتخب کر کے دریافت حال کے
لئے بھیجا تھا اُن سے کہدیں گے کہ سنیوں کے یہاں سوائے ابلہ فریبی و دھوکہ اور کچھ نہیں۔ جناب
تسلیم عرض کرتے ہیں غرض کہ ہزار خرابیوں سے شاہ صاحب کی جان چھوٹی مدرسہ میں جا کر
رشید الدین اپنے شاگرد رشید سے مشورہ کیا کہ آج بڑے بڑے جنوں سے مقابلہ ہو گیا
تھا بڑے دقیق اور مسائل مشکلہ میں بحث ہوئی واقع میں تقریر برجستہ تھی جتنی حجتیں انھوں
نے پیش کیں انصافاً قابل تسلیم ہیں۔ ہم نے حسب مقتضائے وقت جواب بھی بعض باتوں
کے دیے مگر رنگ بحث بگڑا رہا حاضرین جلسہ کی طبائع بھی کچھ سنیت سے خارج پائی گئیں
میرے تو حواس درست نہیں آپ ماشاء اللہ ذہین و طباع ہیں کوئی ایسی تدبیر نکالئے

کہ آگ دبے ورنہ زمانہ بخت پلٹا کھاتا ہوا نظر آتا ہے دین کی خیر نہیں ضعف سلطنت اسلام نے یہ اثر دکھلایا کہ انگریزوں کا اشتہار آزادی سنکر شیعہ لوگوں کو پرانے عقائد کی تقویت میں کوشش کرنے کی سوجھی چونکہ مستحکم دلائل سے اپنے حقوق کو ثابت کرتے ہیں عجب نہیں کہ ان کی گلرزبانی کوئی بڑا اثر پیدا کریں۔ رشید الدین! آپ گھبرایئں نہیں خواجہ نصراللہ کابلی کا سواقع موجود ہے۔ حضور نے تو دیکھا ہی ہے عجب ترکیب وانتظام سے لکھا گیا ہے۔ عربی ہے فوراً اسکا ترجمہ فارسی میں کردیجئے چونکہ علم عربی ہندوستان سے قریب زوال ہے لہذا آپ مولف کہے جایئں گے مترجم مشہور ہوں گے۔ شاہ صاحب شاگرد سے یہ سبق لیکر فوراً قلم بدست ہوگئے اور جوش تشیع مٹانے کے لئے تحفہ لکھنا شروع کیا اول وہ خیال ظاہر کیا جو کہ باعث تالیف کتاب ہوا تھا چنانچہ دیباچہ میں یہ عبارت لکھتے ہیں کہ "غرض از تسوید این رسالہ وتحریر این مقالہ آنست کہ درین بلاد کہ ماساکن آنہیم ودرین زمان کہ ما در آنہیم رواج مذہب اثنا عشری وشیوع آں بحدے اتفاق افتاد کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس ازاں خانہ باین مذہب متمذہب نباشند ورا غب باین عقیدہ نہ شوند" چونکہ شیعہ کی روزانہ ترقی شاہ صاحب کی نظر میں خار گذری لہذا اُس سے ہٹانے اور نفرت دلانے کے لئے اکثر مضامین صواقع سے معرض ترجمہ میں لائے اور کچھ اپنی طرف سے اضافات کئے نادان وغیرہ واقفان نے سمجھ لیا کہ مذہب شیعہ کوئی خاص قدیم ملت نہیں بلکہ دین تازہ ہے اگر یہ لوگ پہلے سے ہوتے تو کہیں آزادی وکثرت سے نظر آتے یہ نہ سمجھے کہ اسلام صحیح کے اس قدیم مذہب کو وبائے مخالفت سلاطین نے درجہ نابود پر پہنچا دیا تھا یہی وجہ ہے کہ بے عقل آدمی مذہب کو ایک جدید طریقہ خیال کرتے ہیں ایسی ناواقفانہ خیال نے مرزا حیرت مورخ ومحقق کو پھر برانگیختہ کیا کہ انھوں نے ایران میں شیعہ کا جنم لینا بتلایا بحمد للہ اس بحث کو باین عنوان لکھا گیا ہے کہ آئندہ کوئی ہستی انشاء اللہ اپنے قدیم اور شیعہ کے جدید ہونے کا واہمہ نہ کرے گا۔

ناظرین رسالۂ ہذا کو اطلاع

جس قدر تقریر محققین اربعہ سے منسوب کی گئی ہے یہ بالکل فرضی گفتگو ہے مگر ایسی کہ جسکو فرض واقعی
وحقیقی کہنا ذرہ بھی بیجا نہیں کیونکہ شیعہ کا یہ ہی اعتراض ہے جو مختصراً بحوالہ محققین اربعہ پیش
کیا گیا ہے شاہ صاحب کی جانب سے بالکل وہی جواب دیا گیا ہے جو کہ انھوں نے تحفہ میں
دیا ہے یا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے ہدیۃ الشیعہ میں اور مولوی خلیل احمد نے ہدایات
الرشید میں حوالہ قلم کیا ہے حقیر نے اپنی جانب سے ایک بات شاہ صاحب وغیرہ کے جواب
میں کم و بیش نہیں لکھی جو صاحب کسی بات کو میرا ساختہ مضمون بتلائیں اسکا تحفہ وغیرہ سے
ثابت کر دینا میرا ذمہ ہے

تحریر مرزا حیرت مددگار سنیاں از شروع صفحہ ۴ لغایتہ سطر ۱۲ صفحہ مذکور

پہلے مذہب شیعہ صرف دو باتوں میں محدود تھا۔ ایک یزید کے برا کہنے اور دوسرے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور خلفا سے افضل ماننے پر سوا اس کے خلافت وغیرہ خلافت
یا خلیفہ بلا فصل ماننے کا کوئی جھگڑا نہ تھا۔

جواب بجا و حسین خاکپائے امیر مومناں

تقریر مرزا صاحب سے واضح ہو کہ ابتدائے زمانہ میں مابین سنی و شیعہ صرف یہ ہی امر مابہ الامتیاز
تھا کہ جو شخص ابن معاویہ کو اچھا کہنے والا تھا وہ سنی چہار یاری کہا جاتا تھا اور جو لوگ کہ بادشاہ
قتل جناب سید الشہدا علیہ السلام انکو ان لفظوں سے یاد کرتے تھے جسکا حقیقتاً وہ مستحق تھا
وہ شیعہ خاندان نبوی کہلاتا تھا اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ زمانہ قدیم کے حضرات اہل سنت
یزید کو اچھا کہنے والوں میں داخل تھے جناب آج تک اسکا اثر چلا جاتا ہے۔ حضرات اہل سنت
کو یزید کے ملعون ہونے سے قاطبتہً انکار ہے۔ یزید کی ناہنجار و بدکیش و ملعون سمجھنے
پر اہل سنت کو کبھی عقل سلیم اجازت نہیں دیتی جنکو بمقتضائے محبت بنی امیہ دقیقہ سنجی دبا دیکر

بنی سے سرگرم سخن تراشی و توجیہات رہ کر کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اُن کا شاہزادہ
بہشت کا حصہ دار مان لیا جائے چنانچہ امام غزالی نے یزید کو مومن مانکر دعائے مغفرت میں
جملہ مومنین کے ساتھ داخل کر لیا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے بروایت مسلم و بخاری و دیگر کتب سنیہ ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے بارہ خلیفہ و امام ہونگے
اہل سنت نے اُن بارہ سے چھٹا نمبر یزید کو دیا ہے پس جو لوگ کہ اُسکو باتباع حدیث نبوی
خلیفۂ رسول جانتے ہیں وہ بجرم قتل سید الشہدا مجرا کیونکر کہہ سکتے ہیں حقیر نے پاکیزہ خیال میں
ثابت کیا ہے کہ ابوبکر و یزید عند السنیہ ایک درجہ کے ہیں اُس رسالہ کا جواب مولوی محمد حسن
متخلص بہ رُسوا نے رسالہ الحقیقت میں لکھا ہے اس اعتراض کا جواب کہ ابوبکر و یزید ایک
درجہ کے تھے مولوی صاحب ممدوح نے کچھ نہ دیا جس سے ثابت ہوا کہ وہ عزت ابوبکر و یزید میں
کوئی حد فاصل نہیں دکھا سکتے۔ مرزا صاحب کا دوسرا بیان کہ زمانہ قدیم میں شیعہ خلفاء
سے حضرت امیرؑ کو افضل جانتے تھے بلا فصل وغیرہ کا کوئی تنازعہ نہ تھا اسکی صورت یہ ہے کہ ابوبکر
صاحب نے بروایت صحاح برسر ممبر اپنے مفضول اور حضرت امیرؑ کے فاضل ہونے کا اقرار کیا
ہے چنانچہ حسب تصریح بالا فلست بخیرکم و علی فیکم کی بحث میں بخوبی ثابت کر دیا ہے جبکہ بقول
مرزا حیرت تشیع منحصر با قرار افضلیت تھا تو ابوبکر حضرت امیرؑ کے بہتر و افضل جاننے سے شیعہ
بنے جو لوگ کہ اس زمانہ میں تفضیلیہ کہے جاتے ہیں۔ وہ بھی شیعہ ہیں سنی نہیں جو حضرات کہ
جناب امیرؑ کو شیخین سے پست تر جاننے والے ہیں وہ سنی پاک ہیں درحالیکہ ابوبکر حسب صراحت
بالا افضلیت جناب امیرؑ کی بمقابلہ خود مقر تھے اور سنی منکر ہیں۔ لہذا ثابت ہوتا ہے کہ سنی
صاحبان نہج اول کے طریقہ پر نہیں ہیں بلکہ اُن سے جدا ایک راہ رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب
کا یہ بیان کہ ابتدا میں خلافت کا کوئی جھگڑا نہ تھا اُن کی تاریخ دانی کا ثابت کرنیوالا ہے
اگر پانچ برس کے بچے سے پوچھا جائے کہ مسلمانوں میں اول نزاع کس بات پر ہوا تو یہ ہی
جواب دے گا کہ خلافت پر کیوں مرزا صاحب اگر معاملۂ خلافت غیر متنازعہ تھا تو ابوبکر

صاحب نے ممبر پر بیٹھکر اُس سے استعفا دکیوں دیا تھا۔ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ جب حضرت امیر وابوبکر کی باہمدگر در باب بیعت گفتگو ہوئی اور تقریر مرتضوی کا صدیق اکبر کوئی جواب نہ دے سکے بالآخر فرمایا کہ اے ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا بامن دریں امر منازعت نباشد واگر میدانستم کہ تو از بیعت بامن تخلف خواہی کرد ہرگز قبول نمی کردم اکنوں کہ بر من مردم اتفاق کردند اگر تو نیز بایشاں موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ ساختہ باشی واگر حالا توقف کنی وخواہی کہ دریں امر تامل کنی ہیچ حرجے بر تو نیست۔ پس علی برخاست ومنصرف شد" مرزا صاحب اور اُن کے ہم خیال اُٹھ کھولکر دیکھیں کہ خلافت کا جھگڑا تو ابتداءً مابین ابوبکر وعلیؓ پیش ہو چکا تھا علیؓ نے جو تقریر اپنے محقق بخلافت ہونے پر کی اُسکو ابوبکر باطل نہ کر سکے اور صاف لفظوں میں کہدیا کہ اگر مجھکو یہ خبر ہوتی کہ آپ میری خلافت سے ناراض ہوں گے تو ہرگز قبول نکرتا تقریر بالا میں بہ نقل عبارات کتب سنیہ ثابت کیا گیا ہے کہ خاندان بنی ہاشم سے تا حیات سیدہؑ کسی نے بیعت نہ کی جب لوگوں نے علیؓ سے منہ پھرالئے اور احترام میں کوتاہی کی تب آپ نے مضطر ہوکر صلح کر لی افسوس ہے کہ مرزا حیرت تنازعہ خلافت کے ابتدائی بتلانے سے انکار کرکے بجائے محققین غیر محققین میں داخل ہوکر قابل خندہ ہوگئے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ تا سطر ۱۰ صفحہ مذکور

"تیسری صدی کے اختتام تک کوئی کتاب شیعی فرقہ کی نہیں لکھی گئی۔ چوتھی اور پانچویں صدی کے آغاز میں جو کتابیں شیعی فرقہ کی تصنیف ہوئیں اور جنھیں ابھی تک بعد از قرآن بلکہ مثل قرآن تسلیم کیا جاتا ہے ان میں مخالفت صحابہ کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے بلکہ اکثر ایسی روایتیں ان مقدس کتابوں میں موجود ہیں جنمیں صحابہ کی تعریف کی گئی ہے وہ مقدس روایتیں حضرت باقر علیہ السلام کے نام مبارک سے نسبت دیجاتی ہیں اور نہایت رسوخ سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خاص آپ نے اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا ہے

ہم اُن کے قول کو آئندہ بیان کریں گے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

جس جگہ حقیر نے اوراق بالا میں جدت و قدامت مذہب کی بحث کی ہے۔ وہاں ہر عنوان سے شیعہ کا قدیم ہونا ثابت کیا ہے پس عقلاً و نقلاً جو مذہب کہ اول ہے اسکی کتابیں بھی قدیم ہیں اور جو آخر ہے اُسکا کتب خانہ جدید ہے کتب شیعہ کی نسبت مرزا صاحب کا یہ بیان کہ صحت میں بعد از قرآن سمجھی گئی سراسر بے بنیاد ہے۔ ہمارے مذہب میں کوئی کتاب باسم صحاح موسوم نہیں جیسے کہ اہل سنت کے یہاں لفظ صحاح ستہ مشہور ہے۔ اہل سنت البتہ بخاری شریف کو اُن لفظوں سے یاد کرتے ہیں اصح الکتب بعد کتاب الباری یعنی قرآن کے بعد صحت و اعتبار میں بخاری کا نمبر بڑھا ہوا ہے۔ شاہ صاحب تحفہ میں مسلم کی نسبت لکھتے ہیں "و صحیح ترین کتب نزد اہل سنت والجماعت صحیح مسلم ست۔ مرزا صاحب نے کتب شیعہ کی نسبت لفظ بلکہ سے ترقی دیکر یہ فقرہ جو لکھا ہے بلکہ مثل قرآن تسلیم کیا جاتا ہے یہ الفاظ محض اس غرض سے لکھے ہیں کہ مذہب شیعہ سے اُن کے دینی بھائی کنجڑے قصائیوں کو یہ قیاس کرکے کہ امامیہ قرآن کو بے وقعت جانتے ہیں نفرت ہو جائے اگر مرزا صاحب سچے مورخ ہیں اور تعصب کے پھیلے ہوئے درخت کے نیچے انھوں نے بستر نہیں لگایا تو کسی معمولی ہی شیعہ کا بیان پیش کریں جس نے اپنی مذہبی کتب کا اعتبار مثل قرآن سمجھا ہو ورنہ مرزا صاحب سمجھ لیں کہ ایسا یاوہ گو اور لغو بیان آدمی مورخین کی جماعت میں ہرگز معدود نہیں ہو سکتا قدامت کتب شیعہ کا ہم یہ ثبوت دیتے ہیں کہ کتاب سلیم کا مصنف حضرت امیر کے زیر رکاب رہا ہے اور تمام واقعات کو چشم دید لکھا ہے اس سے زیادہ اور کیا قدامت ہو سکتی ہے مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے منتہی الکلام کے مسلک دوم میں کتاب موصوف پر گفتگو کر کے استقصاء الافحام سے وہ جواب پایا ہے کہ تا حال بلکہ تا قیامت جواب ندارد چوتھی اور پانچویں صدی میں کتب شیعہ کا لکھا جانا مرزا صاحب ظاہر کر کے اُن کتابوں میں صحابہ کی توصیفات کا درج ہونا ظاہر فرماتے ہیں

مرزا صاحب پر لازم تھا کہ اپنے کلام کی تصدیق میں دو چار علماء شیعہ کا بیان حوالہ قلم فرماکر دکھلا دیتے کہ فلاں فلاں عالم نے تسلیم کیا ہے کہ تیسری صدی کے اختتام تک ہمارے مذہب میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی بلکہ چوتھی اور پانچویں صدی میں لکھے گئے ہیں ایسی تحریر دیکھ کر اہل سنت غایت مسرت سے مرزا صاحب کی محقق و مورخ ہونے کی داد دیتے اور شیعہ بجائے خود ندامت زدہ ہوکر حضرت ممدوح کی تحقیقات کا اقرار کرتے مگر افسوس ہے کہ کلام بلا دلیل مرزا صاحب کو سنی و شیعہ کی مجالس میں مستند تحقیقات پر جلاس کرنے کی اجازت نہیں دیتا کتاب سلیم سے تو میں نے ناظرین کو یہ باور کرا دیا کہ حضرت امیرؑ کے عہد میں لکھی گئی ہے نہج البلاغہ جو خود جناب علی علیہ السلام کا کلام ہے جسکو محققین سنیہ نے مان لیا ہے کہ یہ کلام جناب امیرؑ کا ہی بلکہ ابن ابی الحدید بڑے عالم جلیل القدر نے اس کی شرح لکھی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے سنہ ۱۴۸ ہجری میں بعمرہ ۶۵ سال وفات پائی ان کے عہد تک چہار سو کتابیں علم حدیث میں ترتیب پا چکی تھیں۔ چنانچہ کتاب صافی شرح اصول کافی کی کتاب العقل والعلم میں جو کہ مطبع نولکشور میں بمقام لکھنؤ چھپی ہے اس کے صفحہ (۱۹۶) سطر ۲ پر لکھا ہے کہ مخفی نماند کہ در زمان امام جعفر صادق علیہ السلام چہار صد اصل کتاب حدیث نوشتہ شد" مرزا حیرت کو بیدار ہوکر انصاف فرمانا چاہئے کہ ہرگاہ ابو الائمہ حضرت امیرؑ کے زمانہ کرامت نشانہ سے تا صادق آل محمد چار سو مجلدات احادیث تیار ہو چکی تھیں تو وہ اسباب کے لکھنے میں کہ شیعہ کی کتب چوتھی اور پانچویں صدی میں لکھی گئی ہیں کیونکر سچے تسلیم ہو سکتے ہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۳ تا سطر ۱ صفحہ ۵

"دو صدی کامل تو کوئی جھگڑا سنی و شیعہ میں نہیں ہوا۔ لیکن جب ملکی جنگیں شروع ہوئیں تو مذہب نے بھی رنگ بدلا اور اب انہیں بھی تراش و خراش پیدا ہونے لگی ایک نیا گروہ پیدا ہوا جس نے اہل بیت کی پہلی روایتوں کو غلط تو نہیں بنایا بلکہ یہ کہدیا کہ انھوں نے سلطنت کے خوف سے یہ تحریف کردی تھی اس عجیب دعوے کے بعد یہ ضرور ہوا کہ وہ ان

روایات کی ضد جدید روایتیں پیدا کیں تاکہ پہلی روایتیں غلط ثابت ہوں چنانچہ جدت پسند اور ذہین شیعی علماء نے ائمہ پاک کے نام سے وہ روایتیں ایجاد کیں جنکو پڑھنے سے دماغ کی قوت خیالات کی جولانی اور شرقی مبالغہ کی پوری کیفیت معلوم ہوتی ہے اس رنگ کا پیدا ہو جانا بہت ہی خطرناک تھا۔ یہ روز بروز ترقی کرتا گیا۔ کیونکہ سلطنت کے جھگڑے ختم نہیں ہو سکتے تھے۔ پھر جدید مذہب کی اشاعت میں ترقی کیوں نہیں ہوتی اور جس رنگ سے اُسے رنگا تھا وہ کیوں نہیں اپنی چمک دیتا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر سوستان

مرزا صاحب سنی و شیعہ کے جھگڑے کا وقوع دو صدی کامل کے بعد لکھتے ہیں مگر تمام مجتہدانِ اہل سنت کی مسلم الثبوت عالم جناب شاہ صاحب تحفہ کی باب اول میں فرماتے ہیں کہ بعد شہادت عثمان حضرت امیر کے لشکر میں عبد اللہ ابن سبا یہودی نے ایسی پر تزویر تقریر کی جس سے اسلام چہار فرقہ پر تقسیم ہو گیا انہیں چار میں ایک شیعہ ہے جسکو اہل سنت رافضی کہتے ہیں یہ واقعہ ۳۷ سنہ ہجری کا ہے۔ مولوی جہانگیر خاں صاحب شکوہ آبادی عمدۃ المتکلمین سنیہ اظہار الہدیٰ کے صفحہ (۱۰۱) پر لکھتے ہیں کہ فرقہ شیعہ حضرت امیر کے عہد میں وجود پذیر ہو چکا تھا اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ یہ علمائے قدیم جو کہ شیعہ کی پیدائش اور خاکہ مذکورہ میں بتلاتے ہیں سچے ہیں یا۔ مرزا حیرت دو صدی کامل کے بعد بیان فرماتے ہیں صحیح القول ہیں ہر چند کہ اول حقیر ثابت کر چکا ہے کہ اسلامی دنیا میں پہلا مذہب شیعہ کا ہے مگر بحمد للہ جناب حیرت کی تحقیقات سنیوں کے نزدیک بھی بالیقین کوئی درجہ قبولیت نہ پائے گی کیونکہ اگر حضرات سنیہ مرزا صاحب کا اتباع فرمائیں گے تو شاہ صاحب اور جہانگیر خاں صاحب کو لغو گو ماننا پڑے گا بہر حال ہمارا مطلب کسی طرح فوت نہیں ہو سکتا اس جال میں ایک نہ ایک آدمی ضرور پھنسے گا مرزا صاحب شیعہ کی پہلی روایتوں کو سچا بتلاتے ہیں اور اُن کو خاص ائمہ کا کلام سمجھ کر باین خیال کہ اول میں ائمہ نے صحابہ

کی تعریف کی ہے یہ لفظ مقدس یاد فرماتے ہیں پچھلی کتابوں پر وہ یہ خیال ظاہر فرماتے
ہیں کہ جھوٹی اور خلاف واقعہ روایتیں شیعہ نے ایجاد کر کے ائمہ سے منسوب کر دی ہیں
ہم مرزا صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ پہلی کتابوں کو بتصدیق صحابہ انھوں نے سارٹیفکیٹ
صحت بیانی دے دیا مگر افسوس ہے کہ جناب مقدم الوصف نے نہ کوئی ایسی روایت بیان کی
جس سے صحابہ مقبولین اہلسنت کی تعریف پیدا ہوتی ہو اور نہ اُن روایات میں سے کوئی
مضمون دکھایا جس کو شیعہ نے ایجاد کر کے منسوب بائمہ کیا ہے مرزا صاحب بزور تقریر و
ترکیب کلام دبے اور بچے ہوئے لفظوں سے مذہب شیعہ کا جدید ہونا باور کرانا چاہتے ہیں مگر
چونکہ کیسہ خالی ہے۔ لہذا کوئی ثبوت نہیں دکھا سکتے حقیر نے جس عنوان سے ملائکہ و انبیاء
و اصحاب رسول کا شیعہ ہونا اور بقول شاہ صاحب و رشید الدین و ابن حجر وغیرہ سنیوں
کا بعد زمانہ امام جعفر صادق علیہ السلام بعہد اسماعیلیہ مسمی بہ اہل سنت ہونا ثابت کیا ہے وہ
نہایت اطمینان بخش ہے اُس کے سامنے مرزا جیسے جدید الخیال کی ایک نہ چلے گی۔

تحریر مرزا حیرت از سطر ۲ صفحہ ۵ تا سطر ۱۷ صفحہ مذکور

دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں پیدا ہوئی کہ اُس میں برائیاں اور خوبیاں دونوں ہوں حتی
کہ شراب جیسی نجس شے میں خود خداوند تعالیٰ نے کثیر نقصان کے مقابلہ میں قلیل منافع بھی تسلیم
کئے ہیں اس سے زیادہ اس امر کی دلیل ہو سکتی ہے کہ دنیا کی بُری سے بُری چیز میں بھی ضرور
کوئی خوبی ہوتی ہے اور اُس خوبی سے انکار کرنا خدائے قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا انکار
کرنا ہے یہ بھی تسلیم شدہ امر ہے کہ دنیا بلکہ کائنات میں اشرف انسان کو مانا گیا ہے ہم سوال
کرتے ہیں آیا بُری سے بُرے انسان میں بھی کوئی خوبی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس قدرتی
اور بدیہی بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا پھر سخت تعجب کا مقام ہے کہ صحابۂ ثلاثہ میں اتنی
برائیاں پیدا کی گئیں ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں اور اس بات کے ثبوت دینے میں
کوشش کی گئی ہے۔ کہ گویا بدترین خلایق یہ لوگ تھے اگر بھائیوں کے ساتھ کچھ نیکیاں

بیان کر دی جائیں تب بھی قابل تسلیم ہو سکتی ہیں مگر شیعی علماء کو اس بات میں سخت ناکامی ہوئی کہ انھوں نے صرف برائیوں کی خواہ وہ فرضی ہوں یا اصلی دفتر کے دفتر سیاہ کر دئے ہم ان دفاتر کو بھی بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان دفتروں کی ترتیب میں بڑے بڑے علماء کے گرانمایہ اوقات کا خون ہوا ہے اور بڑی بڑی قابلیتیں ضائع کی گئی ہیں کاش یہ موشگافیاں اور ضروری مسائل میں ہوتیں تو بہت کچھ فائدہ پہنچ سکتا تھا - مگر وہ علماء بھی معذور تھے سلطنت کی کشیدگی نے یہ مخالفانہ روح پیدا کر دی تھی اور دو فریق ہونے سے ایک نیا اسلام پیدا ہو گیا تھا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

مرزا صاحب کا یہ فرمانا بالکل سچ ہے کہ ہر بری چیز میں کوئی خوبی بھی ضرور ہوتی ہے - مگر افسوس ہے کہ جس مدعا سے انھوں نے اہتمام بلیغ کر کے عبارت کو طول دیا ہے اُسمیں کسی اہل عقل کے نزدیک مستند کامیابی حاصل نہیں کر سکتے باین معنی کہ بعض گناہ بلکہ ایک جرم تمام عمر کی نیکیوں کو غارت و برباد کر دیتا ہے برصیصا عابد و بلعم باعور کی حکایت پر نظر کرنی چاہئے کہ مدت العمر عبادت خدا میں بسر کی آن واحد کے لئے بندگی سے غافل ہوئے مگر ایکوقت ایسی بدعملی کی کہ سب اگلے پچھلے ریاضت سیلاب نافرمانی میں ڈوب گئی شاہ صاحب تحفہ میں لکھتے ہیں کہ حال بنی آدم دمبدم تغیر پذیر ہے صبح کو ایماندار ہے تو شام کو بے ایمان شیطان کو دیکھئے چھ ہزار سال خدا کی عبادت کی از دیادی علم و تقرب و خصائص سے معلم الملکوت کا رتبہ پایا مگر ایک منٹ یا اُس سے کم مدت کی نافرمانی نے تمام عمر کی عبادت پر خط سیاہ لگا دیا - مرزا ارشاد فرمائیں کہ اشخاص مذکورہ بالا بھی ضرور کچھ نہ کچھ نیک عادت رکھنے والے ہوں گے ہیں کیا وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے صرف انہیں باتوں کا ذکر کیا جو کہ اخلاق ذمیمہ سے متعلق نہیں اور اُن صفات کو قلم انداز کر دیا جو کہ فطرتاً اُن میں قدرت نے عمدہ پیدا کر دی تھیں - یزید و شمر و عمر ابن سعد و خولی

وستان ابن انس وغیرہا قاتلان سید الشہدا و ابن ملجم و شداد و فرعون و ہامان سب
کے سب بعض اچھی صفات بھی رکھتے ہوں گے مگر میری نظر سے کوئی ایسا قصیدہ نہیں گذرا
جسکو کسان مذکورین کی شان میں کسی مسلمان نے لکھا ہو۔ حضرت حیرت خیال کریں کہ اگر
کسی مجسٹریٹ کے روبرو کوئی شخص بجرم سرقہ یا زنا بالجبر یا قتل عمد وغیرہا چالان کیا جائے
گا تو ثبوت جرم کے ساتھ اُس کے وہ محاسن بھی دکھائے جائیں گے جنکو مجرم نے اپنی
مدت العمر میں کیا ہے یا کہ محض اُس جرم پر نظر کی جائے گی اسیطرح ہم شیعہ ثلاثہ کے اُن
جرایم پر نظر کرتے ہیں جو کہ بمخالفت خدا و رسول اُن سے وقوع پذیر ہوئے ہیں اور جو
باتیں کہ مثل اعمال شیطان و شداد و ہامان وغیرہا متعلق بمعاشرت دنیا اُن سے سرزد
ہوئی ہیں وہ محض بے سود اور لاشئے سمجھتے ہیں ہم لوگوں نے جو اُن کی برائیوں میں
فی الواقع اور حسب تصریح جناب حیرت دفتر کے دفتر سیاہ کر دئے ہیں اور بدترین خلایق
اُن کو سمجھا ہے درحقیقت وہ ایسے ہی تھے اسوقت ہمارے ہاتھ میں اُن کے بدترین
امت ہونے کی یہ بڑی دلیل ہے کہ اُن دفاتر سیاہ شدہ کے مقابلہ میں اہل سنت ایک
حرف نہیں لکھ سکے۔ تحفہ و منتہی الکلام۔ آیات بینات۔ ہدایات الشیعہ وغیرہ کے جوابوں کا
لاجواب پڑا رہنا میری تقریر کا شاہد عادل موجود ہے اگر علمائے اہل سنت اُن سنگین صفات
سے خلفا کو بچا لیتے جو کہ انپر لگائے گئے ہیں تو ثلاثہ کے نیک کاموں پر اگر کچھ کئے ہوں
نظر ڈالنے کا موقعہ مل سکتا تھا مگر جبکہ ہماری میز پر انسکپٹر تحقیقات کی ایسی کارروائی
رکھی ہوئی ہے کہ جس میں ہر جرم کا ارتکاب ثلاثہ سے دکھلایا گیا ہے اور پیروکار بیرسٹر منہ
پر سکوت لگائے ہوئے ہمارے سامنے چپکا کھڑا ہے ایک جرم کو دفعہ نہیں کر سکتا اور اونم
علمائے اہل سنت جن سے الزامات خلفا نہیں اُٹھ سکے تو ہم پر کیونکر لازم آسکتا ہے کہ
ثلاثہ کسی اچھے کام پر نگاہ کریں۔ اگر مرزا حیرت ثلاثہ کی کفالت بذریعہ وکالت کرتے ہیں
تو تشئید المطاعن کا کوئی جواب لکھ کر خلفا کو زنجیر طعن کی بیچدار لپیٹ سے چھڑائیں تب اُن

باتوں کے پیش کرنے کا ارادہ کریں جنکو انھوں نے کوئی عمدہ فعل تصور کیا ہے حضرات ثلاثہ
کو مثل شراب قرار دے کر جو مرزا صاحب نے مضمون تیار کیا ہے اُسکا ہم بھی شکریہ ادا کرتے
ہیں کہ بقول الشہود حق برزبان جاری مرزا صاحب کو ثلاثہ کے ساتھ مثال دینے کے لئے
سوائے نجس پانی کے اور کوئی نظیر ہی نملی - ہمارے نزدیک بھی جیسے شراب میں بُرائی زیادہ
اور منافع بہت کم ہیں اسی طرح ثلاثہ کا بال بال موباف عیب وگناہ سے گندھا ہوا تھا
حسن قلیل اور عیب کثیر رکھتے تھے خلفاء کی اس سے زیادہ مرزا صاحب کیا توصیف کر سکتے
ہیں کہ نماز روزہ حج وزکوٰۃ وتراویح وغیرہ کو بجالاتے تھے یتیم وبیوگان کے ساتھ
دست افشانی فرماتے تھے سلطنت کی ترقی اور اُس کے پھیلانے میں مثل سلاطین دنیا سرگرم
وکوشاں رہتے تھے لوگوں کی نظر میں ممتاز ہونا خیال کرکے زہد کا پہلو بھی دبائے ہوئے تھا
مگر خاندان رسالت کی بیخ کنی مدنظر کرکے مدام ان کی بربادی میں ساعی رہتے تھے - جس
طرح شراب منافع قلیل ونقصان کثیر کی وجہ سے نجس قرار پائی ایسا ہی عداوت اہل
بیت کے سبب سے جو کہ بمنزلہ نقصان کثیر ہے خلفاء کی فتوحات روم وشام کوئی وقعت
نہیں رکھتیں اگر ثلاثہ نے بیرون عرب قدم رکھ کر اسلام کی بنیاد قایم کی تو مدینہ میں نبیؐ
کے گھر کی کمال تدبیر سے ایسی نیو کھودی کہ اینٹ سے اینٹ جدا کردی رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے بقول اہل سنت بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی کوہ بوقبیس کی برابر سونا راہ خدا میں دے
اور پیادہ بہت سے حج کرے باایں ہمہ میری اولاد سے بغض وعداوت رکھے تو سوائے
جہنم کے دوسری جگہ نہیں پاسکتا پس ہم ثلاثہ کو مثل شراب دوآتشہ جانتے ہیں جس کی بابت قرآن
میں واثمهما اکبر من نفعهما آیا ہے یعنی شراب کا گناہ اُس کے نفع سے بڑا ہے لہذا ثلاثہ میں
بقول مرزا حیرت اگر کوئی حسن ہے تو مخالفت اہل بیت نے سب کو غارت کردیا ہاں اگر مرزا حیرت
الزامات شدید کی مضبوط رسّی خلفا کی گردن سے نکالدیں تو ذہنی افعال حسنہ کا ذکر فرمائیں
ورنہ سمجھ لیں کہ نابنجار وبدکردار آدمی کے اچھے فعل بھی بُرے تصور ہوتے ہیں - سچے مسلمان جب

کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ بعض صحابہ نبی کو لڑائیوں میں تنہا چھوڑ کر گریزپا ہو گئے نبوت میں شک کیا تقسیم اموال غنائم میں نبی کو غیر عادل کہا بوقت طلب داشت دوات و خامہ نبی کا حکم نمانا اُن کے کلام ہدایت نظام کو ہذیان بتلایا تختہ میت پر بےغسل و کفن چھوڑ کر انتظام دنیا میں مصروف ہو گئے بخلاف ہدایت و وصیت رسول اہل بیت کو تابعدار بنانے کی فکر کی جائداد فدک کو ضبط کر کے بی بی فاطمہ کو محتاج بنایا خمس کو آل نبی سے روکا مثل لٹیروں کے اُن کے دروازہ پر غوغا مچا کر آگ لگانے کی دھمکی دی یہ باتیں دیکھ کر سننے اور دیکھنے والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں کہ یہ کیسے مسلمان تھے جن سے ایسے معاملات سرزد ہوئے اسوقت ان باتوں سے دفعیہ نہیں کیا جاتا کہ ان لوگوں نے ہجرت کی سفر و حضر میں ساتھ دیا نبی کو بیٹیاں نذر کیں اُن کے سسرے بنے روم و چین فتح کیا ہزارہا مساجد تیار کیں بتخانہ توڑے کفار کو مغلوب کر کے لونڈی غلام بنایا اسلام کو پھیلایا جمعہ و جماعت کو رونق دی تراویح ایجاد کیں غرضکہ خاندان رسالت کی عداوت و مخالفت ان محاسن کو مبدل بہ قباحت کر کے اہل ایمان کو یہ باور کرا دیتی ہے کہ جن لوگوں نے بلباس مسلمانی خانۂ ایمان سے سرتابی کی وہ ہرگز مومن نہ تھے افعال ظاہری بہ تائید اسلام جو اُن سے ظاہر ہوئے وہ محض بغرض توسیع سلطنت و استحکام مملکت دربادی خاندان نبوت تھے اگر ان میں ذرہ بھی بوئے ایمان ہوتی تو باتباع وصیت رسول مثل غلامان اہل بیت کے دروازہ پر جبہہ سائی کر کے کچھ فخر داریں سمجھتے مرزا صاحب بصد افسوس لکھتے ہیں کہ اگر شیعہ صاحب برائیوں کے ساتھ اُن بھلائیوں کا ذکر بھی فرما دیتے جو خلفاء سے ظاہر ہوئیں تب بھی قابل تسلیم ہو سکتی تھیں حقیر مرزا صاحب کے افسوس پر خود دست تاسف مل رہا ہے کہ شیعہ تو درکنار رہے کسی سنی نے بھی کبھی کوئی منقبت بحق ثلاثہ نہیں لکھی حضرت امیرؑ کی شان میں شعرائے سنی و شیعہ نے قصائد و مناقب لکھے ہیں۔ مگر ان بیچاروں کے باب میں کبھی کوئی مصرعہ بھی نہیں لکھا گیا۔ خلفاء نے جو اپنے مرشد و ہادی

کے خاندان سے تجرد کی کرکے ایک نئی طبع زاد اسلام کی بنیاد ڈالی لہذا متکلمین و مادحین
ومصنفین کا قلم اُن کی مدحت سرائی سے رک گیا۔ بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے بہ جوش بادۂ
تشیع مرزا غالب سے فرمایا کہ آپ ہمیشہ حضرت امیرؑ کی توصیف میں رطب اللسان رہ کر
اشعار لکھتے رہتے ہیں کبھی شیخین کرام کی تعریف میں کچھ نہ لکھا۔ مرزا غالب نے دست ادب
باندھ کر عرض کیا کہ فدوی نظم کرنے کے لئے تیار ہے مگر کوئی مضمون مجھ کو دیدیا جائے
تاکہ سلک نظم میں منسلک کردوں۔ چونکہ خانۂ توصیفات پر صفر لگا ہوا تھا لہذا شاہ
موصوف کچھ نہ فرما سکے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ علماء شیعہ کے گران مایہ وقت کا مذمت
خلفاء کی تحریر میں خون ہوا ہے ایسا لکھنا کبھی زیبا نہ تھا اگر علماء شیعہ موشگافیاں
کرکے ناکسان امت کی ناہنجاریاں نہ دکھلاتے تو خلقت اُن کو حقدار امامت سمجھ کر رہ
گرائے بادیۂ غوایت ہوجاتی۔ جیسے کہ اب بہت آدمی اُنکو امام جائز الاطاعت سمجھکر بیٹھے
ہوئے ہیں علمائے شیعہ نے اسلام پر بڑا احسان کیا ہے کہ اچھے برے کھوٹے کھرے کے
لئے ایک کسوٹی تیار کردی۔ اگر محنت وجانفشانی کرکے علماء اعلام کردار خلفاء کا گوشوارہ
نہ بناتے تو پاک وناپاک زاہد وعابد وفاسق وفاجر میں امتیاز نہ ہوتا خلقت جان
لیتی کہ جبکہ شراب میں بھی ایک نوع کا نفع ہے تو خلفاء بہرحال شراب سے بہتر ہیں اُن
میں ضرور کوئی بڑا نفع ہوگا بس ہم مرزا صاحب کو اطمینان دلاتے ہیں کہ ہم ثلاثہ کو کہ
سب کچھ جانتے ہیں مگر شراب نجس نہیں سمجھتے شراب کے چھونے سے ہاتھ ناپاک ہوجاتا ہے
خلفاء کے جسم پر ہاتھ پھیرنے سے یہ حالت نہیں ہوتی ظاہری حصہ اُن کا پاک تھا اور بطون
سراسر نجس وناپاک۔ اگر مرزا صاحب قوت خیالی سے کوئی ایسی دلیل پیدا کرتے جس سے
الزام نفاق شیخین کی ذات سے اُٹھ جاتا تو ہم بھی اُنکو ایسا سمجھتے جیسا کہ وہ جانتے ہیں
آئندہ کے لئے حقیر اپنی اور نیز جملہ شیعیان مرتضوی کی جانب سے وعدہ کرتا ہے کہ اگر
حضرت حیرت یا کسی دوسرے عالم نے اُن کتب شیعہ کا جواب لکھ کر جوکہ استطراد جواب

گئی ہیں اس سے اب تک چشم کشادہ ہیں ہم کو ساکت و لاجواب کردیا تو شل سنی صاحبوں کی
ہم بھی شیخین کے دست حق پرست پر بیعت کر کے دم چار یار رکھنے لگیں گے۔ مرزا صاحب
علمائے شیعہ پر چشمک زن ہو کر فرماتے ہیں کاش یہ موشگافیاں اور کبھی ضروری مسائل
میں ہوتیں تو بہت کچھ فائدہ ہوتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علمائے شیعہ نے ضروری
مسائل کے حل کرنے میں کوئی کوشش نہیں کی افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے آنکھ کھول کر
دنیا میں شیعہ کی کوئی کتاب نہیں دیکھی زمانہ قدیم کے علمائے سنیہ نے لکھا ہے کہ اگر محقق
نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ نہ ہوتے تو اہل اسلام بمقابلہ دہریہ سپر انداختہ ہو چکے
تھے یہ کیفیت تو اوقات گذشتہ کی تھی اس زمانہ کا حال سنئے سنیوں کا ایک بڑا امام
جس کا نام عماد الدین تھا عیسائی ہوا۔ اول مولوی صاحب نے قرآن پر حملہ کیا جناب
مستطاب معلی القاب مولوی سید محمد صاحب بہیرسری نے تنزیہہ الفرقان سے اسکا
جواب دیا۔ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ نے اعجاز التنزیل
لکھکر قرآن پاک کا معجزہ ہونا ثابت کیا ڈپٹی مہدی علیخاں صاحب بہادر رئیس میرٹھ
نے بذریعہ شہاب ثاقب رد شبہات کیا۔ جناب مولانا و معتمدنا ہادی دین و ناصر
طریقہ سید المرسلین السید حکیم غلام حسنین صاحب مترجم قانون شیخ نے انتصار الاسلام
لکھ کر تحقیقات جدیدہ کے حملہ سے اسلام کو بچایا۔ غرضکہ علمائے شیعہ نے ہر طرح حمایت
دین کر کے اسلام صحیح کا راستہ مسلمانوں کو بتلایا

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۔ تا سطر ۱۳ صفحہ

شیعی مذہب کی تاریخ بھی ایک عجیب تاریخ ہے بڑے بڑے اتار چڑھاؤ ہو گئے جدید
جدید خیالات نے ہجوم کیا اور پھر وہ پراگندہ ہو ہو گئے۔ خونریزیاں ہوئیں۔ خاندان
برباد ہوئے اور ہزاروں گھر بے چراغ ہو گئے۔ لیکن بجائے فیصلہ کے پیچیدگی بڑھتی
گئی اور اخیر ہونے ہوتے بیسیوں گروہ شیعی مذہب میں ایسے پیدا ہو گئے اور انھوں نے

نے اپنے جدید خیالات اور طباعی سے وہ باتیں پیدا کیں کہ اسلام کی اصلیت بالکل مٹ
گئی حضرت علیؑ بجائے خلیفہ بلا فصل ہونے کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار
دئے گئے اور یہ بھی دعوے کیا گیا کہ حضرت علیؑ کے پاس خداوند تعالے نے وحی بھیجی
تھی - جبرئیل بھولے سے محمد رسول اللہ کے پاس لے گئے اور جبرئیل کی اس فروگذاشت
سے فائدہ اٹھا کے آنحضرت نبی بن بیٹھے یہاں تک بھی خیر تھی - اگر خیالات کا سیلاب
اسی حد تک رہتا تو بہت درست تھا - غضب یہ ہوا کہ یہ سیلاب اور آگے بڑھا اور اسنے
خدا کی خدائی کو بھی برد کر دیا یعنی خدا کو لاشی محض حضرت علی کے مقابلہ میں مانا گیا
اور یہ تسلیم کیا گیا کہ خدا حضرت علی کی صورت میں نازل ہوا تھا دوسرا فریق پیدا ہوا
اُسنے کل پیغمبروں سے حضرت علیؑ کے آگے سجدہ کرایا اور صاف کہدیا کہ جو پیغمبر حضرت
علی پر سر تسلیم خم نہ کرے گا وہ قطعی جہنمی ہوگا - ایک تیسرے فریق نے حضرت علیؑ کو خدائے
کائنات کا بڑا بھائی بنایا ایک اور فریق ہوا جس نے حضرت علیؑ کی تصویر کے آگے سجدہ کیا

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

جناب مرزا صاحب کا ایسی بے تکی باتیں اوڑانے سے محض یہ مطلب ہے کہ اس قسم کی واہیات
و مزخرفات معاملات دیکھ کر جہلاء سنیہ کو شیعہ کے مذاق اوڑانے کا موقع مل جائے گا
اور مذہب شیعہ سے پوری نفرت ہو جائے گی اور سمجھ لیں گے کہ شیعہ لوگ ایسے بدکیش ہیں
کہ حضرت علی کو خدا و نبی کی برابر جانتے ہیں - بلکہ بعض شیعہ علیؑ کو نبیؐ سے افضل و بالاتر
اعتقاد کر کے جبرئیل علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے سارٹیفکٹ نبوت
سہواً آنحضرت کو دے دیا وغیرہ وغیرہ - حضرت حیرت سے بڑی غلطی ہوئی گروہ شیعہ سے
جو جو امورات بالا کا قائل ہوا ہے اُسکا نام نشان مضمون لکھدیتے تاکہ اہل نظر پر ظاہر
ہو جاتا کہ فلاں فلاں فرقہ اِن باتوں کا معتقد تھا اور فلاں فلاں کتاب سے جناب حیرت
نے قوت دماغ و نظر صرف کر کے یہ مضامین بر آمد کئے ہیں اسوقت سوائے اس کے

ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ مرزا صاحب بلا دم گفتگو اڑاتے ہیں میں حضرت حیرت کو اطمینان دلاتا ہوں کہ فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ جو کہ مدام بمقابلہ اہل سنت قلم بدست ہو کر رشتۂ کلام سے اُن کے سخن کا بخیہ کنار رہتا ہے وہ ان باتوں میں سے ایک کا بھی معتقد نہیں امامیہ حضرت امیر کو رسول پاک کا جاں نثار و وفادار بھائی اعتقاد کر کے اُن کو نفس ناطقہ جانتے ہیں بعد آنحضرت بحکم من کنت مولاہ فعلی مولاہ امت کا سردار مثل رسول مختار جناب مرتضوی کو سمجھتے ہیں ہمارے عقیدہ میں باتباع احکام قرآن حسب فحوائے آیۂ مبارکہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نبی و علی ایک طرح کے حاکم ہیں علی کا حکم عین حکم نبی ہے جس نے سوائے نبی کسی دوسرے کو علی کا سردار مانا ہے وہ ہمارے اور جمیع تابعان خدا و رسول کے نزدیک کافر کلمہ گو ہے۔ جسقدر اعتراضات شیعہ پر کئے گئے ہیں وہ سب انشاء اللہ بتفصیل تمام نزعلمائے اہل سنت پر عائد کئے دیتا ہوں۔

جو پیغمبر حضرت علی پر سجدہ نہ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا

مرزا صاحب نے شیعہ کے کسی فرقہ کی کتاب سے اپنے دعوے کو ثابت نہیں فرمایا صرف بنظر دھوکہ دہی عوام چند لفظ لکھدیئے ہیں جو کہ عقلاً پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ مگر بعنایت قدیر یہ حقیر علمائے اہل سنت کے بیان سے ثابت کرتا ہے کہ تمام نبی آنحضرت کی رسالت اور جناب امیر کی ولایت کے اقرار پر مبعوث ہوئے ہیں مذہب شیعہ کے قدیم اور جدید ہونے کی اس رسالہ میں مخیف نے جہاں بحث کی ہے وہاں اکثر کتب سنیہ وخصوصاً کتاب توضیح الدلائل سے یہ مضمون دکھلایا ہے۔ (۱) ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں جبکہ تمام انبیاء ہمارے پاس مجتمع تھے۔ خدا نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اے محمد ان نبیوں سے پوچھو کہ تمہاری بعثت کس بنا پر ہوئی ہے۔ بجواب سبھوں نے یکزبان ہو کر فرمایا کہ خدا کی وحدانیت اور جناب کی نبوت اور آپ کے بھائی کی ولایت کا اقرار ہمارے مبعوث ہونے کا سبب ہوا ہے۔ مرزا صاحب تصدیعہ گوارا کر کے چند ورق الٹ کر مقام مذکورہ میں عبارت توضیح الدلائل

بیچار شاد فرمائیں کہ اقرار ولایت جبکہ باعث بعثت انبیاء ہوا تو سجدہ کی سر پر کیا شاخ لگی ہوئی تھی اگر کوئی نبی منکر ولایت ہوتا تو فرد انبیاء سے ضرور اس کا نام خارج کر دیا جاتا امید ہے کہ مرزا صاحب بجائے شیعہ فہرست اعتراض میں اپنے علما کا نام درج فرمائیں گے اور ابوہریرہ راوی حدیث کو بہ چشم عقیدت دیکھکر خلافت کو تجویز فرمائیں گے۔

ایک اور فریق ہوا جس نے حضرت علی کی تصویر کے آگے سجدہ کیا

امر بالا کا بھی مرزا صاحب نے کوئی ثبوت نہیں دیا۔ مگر حقیر دکھلاتا ہے کہ اہل سنت غیر خدا کے لئے سجدہ جائز جانتے ہیں اور بعض علمائے سنیہ کے نزدیک آفتاب و ماہتاب کو اگر سجدہ کیا جائے تو کفر نہیں مشائخ صوفیہ میں بھی یہ ہی معمول تھا کہ مرید انکو سجدہ کرتے تھے اور مشائخ اپنے شیوخ کو چشتیہ خاندان میں بالخصوص یہ دستور تھا۔ شیخ نظام الدین شیخ فرید شکر گنج بختیار کاکی ایسا ہی کیا کرتے تھے بعض علماء اہل سنت نے اکبر بادشاہ کے لئے سجدہ تجویز کیا تھا ہر ایک امر مندرجہ بالا کا کتب اہل سنت سے ثبوت پیش کرتا ہوں

غیر خدا کے لئے سجدہ

کتاب کافی میں جو کہ فرقۂ حنفیہ کی معتبر فقہ سے مملو ہے لکھا ہے ذکر الصدر الشہید انہ لا یکفر بهذا السجود لغیر الله لانه یرید به التحیة دون العبادة شرح اشباہ و نظائر میں لکھا ہے قال اکثرهم هو ای السجود علی وجه ان اراد العبادة یکفر فان اراد به التحیة لا یکفر ولا یوم علیه فی ذالک خلاصہ ہر دو عبارت یہ ہے کہ سوائے خدا کے اگر اور کسی کو سجدہ کیا جائے تو وہ تعظیمی سجدہ ہے جیسا کہ بطور تحیہ کیا جاتا ہے نہ اس سجدہ میں کوئی کفر ہے نہ ملامت۔

آفتاب و ماہتاب کیلئے سجدہ

کتاب معجم البلدان میں ہے بشر بن غیاث المریسی صاحب الکلام مولی زید بن الخطاب اخذ الفقه عن ابی یوسف صاحب ابی حنیفة ثم اشتغل بالکلام وجرد القول بخلق القرآن وحکی منه اقوال شنیعة کقوله ان السجود للشمس والقمر لیس بکفر یعنی آفتاب و ماہتاب کو سجدہ کرنا

سلاطین کے لیے سجدہ

کتاب منتخب التواریخ میں شیخ عبد القادر بدایونی کہ جنکا مذہب اہل سنت والجماعت تھا اپنی تاریخیں بذیل ذکر قاضی نظام بدخشانی یہ عبارت لکھی ہے۔ فصیح زبان و خوش تقریر بودہ تصانیف معتبر دارد و از انجملہ در اثبات کلام و بیان ایمان و تحقیق تصدیق و بر شرح عقائد حاشیہ دارد و در تصوف رسائل متعددہ تصنیف و تالیف نمودہ بسن ہفتاد سالگی در اوده در سنہ نہصد و نود و دو برحمت حق پیوست اوّل کسے کہ اختراع سجدہ پیش بادشاہ کردہ در فتح پور او بود۔ سبحان اللہ کیا ہی صوفی پاک طینت تھے جنھوں نے رسائل ثبوت وحدانیت لکھے حقیقت اسلام کو ثابت کیا مگر بادشاہوں کو سجود خلایق بھی قرار دیا شاید سلاطین نے کوئی علاقہ پائے نام کر دیا ہوگا۔ جس کے صلہ میں جائز کر دیا تھا ابو طالب کلیم نے شاہجہاں نامہ میں لکھا ہے ؎

دریں خاندان شرف کم بود | ہنگام تعظیم شاہاں سجود
شہنشاہ روشندل و حق پرست | ہماندم کہ بر تخت شاہی نشست
لبش در فشاں شد باین حکم باز | کہ از سجدہ مردم کنند احتراز

تعجب کہ صوفی ولی اللہ سلاطین کے لیے تجویز سجدہ کریں اور ایک بادشاہ دنیا اس کو موقوف فرمائے اور سنئے قاضی بدخشانی نے جو بادشاہوں کے لیے اختراع سجدہ کیا تھا اکبر بقول تاریخ بدایونی مذکور الصدر ایک اور عالم اہل سنت کو جن کا نام ملا عالم کابلی تھا جوش آیا انھوں نے بعد تجویز افسوس آہ سرد بھر کر فرمایا۔ دریغ کہ من مخترع این امر یعنی سجدہ نہ شدم۔ واہ کیا عالم دین تھے

مشائخ صوفیہ کا مریدوں سے سجدہ کرانا اور اپنے پیروں کو خود کرنا

کتاب فوائد الفواد میں بعد حکایت برہان الدین نسفی لکھا ہے بعد از ان فرمود کہ بر من خلق می آیند و روئے بر زمین می آرند (اے سجدہ) چوں پیش شیخ الاسلام فرید الدین

گنج و شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہما العزیز منع بجود من ہم منع نیکنم اِس سے آگے ایک طولانی کلام ہے جس میں مریدوں کے سجدہ کرنے کو مباح و مستحب قرار دیا ہے بخوف طوالت عبارت نقل نہیں کی گئی جناب حیرت دیکھیں کہ انہیں کے اہل مذہب نے چاند و سورج کو سجدہ کیا سلاطین کی پرستش کرائی - اہل تصوف نے مریدوں کو سجدہ کرنے کی تعلیم دی بلکہ اسکو مباح و مستحب قرار دے کر سجدہ کرنے والوں کو مورد ثواب ٹھہرایا کوئی کفر ایسا نہیں جسکو صوفیہ نے چھوڑا ہو

جبرئیل علیہ السلام کا بھول کر آنحضرت کو سند نبوت دینا حالانکہ وہ
فرمان حضرت علی کیواسطے لائے تھے

شمس تبریز ایسے ولی کامل گذرے ہیں کہ بقول اہل سنت انھوں نے اپنے بدن کی کھال خود اتار کر علمائے شرع کے حوالہ کی تھی اور آفتاب سے خطاب کیا تھا کہ میں شمس تبریز ہوں اور تو شمس آسمان ہے ذرا ہماری مچھلی بھون دے - اسی وقت آفتاب اتر آیا - ایسا جلیل المرتبہ حاکم شرع و قمر ایک منقبت میں لکھتا ہے ؎

جبرئیل چو آمد زبر خالق بیچوں ۔۔۔ نزدیک محمد شد و مقصود علی بود

مرزا صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ اگر بھول چوک کا قائل ہوا ہے تو اون کے مذہب کا ولی نہ کہ کوئی شیعہ علی - مرزا صاحب کا یہ ارشاد کہ خدا حضرت علی کی صورت میں نازل ہوا تھا محض ایک بے ثبوت بات ہے اگر اُن کے پاس کوئی حجت ہوتی تو ضرور پیش کرتے چونکہ لفظ علی اسم جناب باری سے اشتقاق ہوا ہے پس بفرض محال معاذ اللہ اگر ایسا ہوا تو شاید یہ صورت اُن صور حیوانات سے بہتر و افضل ہو جن سے خدا کا متشکل و متمثل ہونا اکابر اہل سنت نے بیان کیا ہے - علاء الدولہ سمنانی جن کے زہد و اتقاد و علم و فضل و ایمانداری و خوش نفسی کی عسقلانی نے درر کامنہ میں بحد تعریف کی ہے جہل مجلس سو تصنیف خود میں لکھتے ہیں - بعضے بزرگان خود واقعاتے نوشتہ اند کہ مبتدیان

را اطالعہ آں بس معزباشد مثل شیخ محی الدین اعرابی کہ نوشتہ رائیت ربی تبارک و تعالیٰ
علی صورۃ الفرس یعنی میں نے خدا کو گھوڑے کی شکل میں دیکھا (لمؤلف۔ شاید وہ گھوڑا
عربی ہوگا جس کو شیخ صاحب موصوف نے دیکھا تھا۔ علاء الدولہ موصوف الصدر نے بمقام
دیگر اُسی جبل مجلس میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین فرماتے ہیں کہ رائت ربی جالسا علی
کرسیہ فلم علی فاجلسنی علی کرسیہ وقال انت ربی وانا عبدک یعنی میں نے خدا کو کرسی
پر بیٹھے ہوئے دیکھا میں بھی سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا تو میرا خدا اور میں تیرا بندا ہوں
لیجئے شیخ محی الدین عارف باللہ کا خدا کو بصورت فرس دیکھنا اور پھر آرام چوکی پر بیٹھے ہوئے
دیکھکر سلام کرنا اور علاء الدولہ صاحب کا ان سب خرفات کا مصداق سمجھنا کتب اہل سنت
میں درج ہے انکی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ رسولخدا نے جوان مخطط کی صورت میں خدا کو دیکھا
تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے وادی میں ایک درخت کی شکل میں دیدار کیا تھا واقع میں یہ باتیں
ایسی واہیات ہیں کہ اُنکو دیکھ کر اقتدار خداوندی نظر سے گرجاتا ہے۔ چنانچہ یہی خلجان
علاء الدولہ صاحب کو ہوا اسی جہت سے انھوں نے یہ فقرہ متذکرۂ بالا لکھا ہے وبعضے بزرگان
خود وا تعاتے نوشتہ اند کہ مبتدیان را اطالعہ آں بس معزباشد گھوڑے اور کرسی اور
درخت و جوان مخطط تک بھی خیر یت تھی بعض حضرات نے عادیۓ خدا کو بنت دی چنانچہ علامہ سیوطی نے تفسیر درمنثور
میں لکھا ہے کہ خدا نے اپنی ذات کو مادہ و عاجہ سے تشبیہ دیا ہے اصل عبارت تفسیر موصوف جلد ۲ صفحہ قصار الانعام مطبوعہ مطبع مجمع البحرین مصر
۹۰۴) پر ملاحظہ طلب ہے بخوف طول جبکہ نقل نہیں کی گئی ناظرین حق آگاہ پر واضح ہو
کہ اہل سنت نے خدا کو ایک مضحکہ قرار دیا ہے بعض حضرات۔ جسم ہاتھ پیر ناک آنکھ وغیرہا
کے مجوز ہوئے ہیں۔ علاء الدولہ و شیخ محی الدین تو مشائخ صوفیہ سے خدا کو گھوڑا تو
جو چاہیں بتلائیں اُن کے لئے سب جائز و مباح ہے اس فرقہ کے محدثین کو دیکھئے تمام
مشبہہ اور مجسمہ ہیں۔ شرح عقائد دوانی میں یہ عبارت ہے واکثر المجسمۃ ھم الظاہریون
المتبعون بظواہر الکتاب والسنۃ واکثرھم المحدثون منہم داود واحمد اور کہمس یہ خدا گوار شیوخ

مسلم و بخاری سے ہیں ملل و نحل میں اُن کا حال شہرستانی نے اس طرح لکھا ہے کہ اِن لوگوں
کا عقیدہ یہ تھا کہ پروردگار مصافحہ کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں خالص مسلمانوں سے بغلگیر ہوگا
و لولاف سوائے حضرات اہل سنت کے اور کس عبد کا یہ حوصلہ ہے کہ اپنے معبود کے ہاتھ سے
ہاتھ ملائے یا کہ اُسکو مثل محبان صادق بغل میں دبائے عبارت متعلقہ ملل و نحل متعلق مضمون
بالا یہ ہے فقد حکے الاشعری عن محمد بن عیسے انہ حکے عن مضا و کہمس و احمد الہجیمی انہم اجازوا
علی ربہم الملامسۃ والمصافحۃ وان المخلصین من المسلمین یعانقونہ فی الدنیا والاخرۃ
اذا بلغوا فی الریاضۃ والاجتہاد الی حد الاخلاص والاتحاد المحض اور بندے خدا کے
دیدار کا آخرت میں ہونا تو اہل سنت کا عین مذہب ہے مگر بعض حضرات سنیہ اس کے بھی قائل
ہوئے ہیں کہ دنیا میں بھی خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اللہ بچائے انکی اور وہ بندوں کی زیارت کرتا ہے
کتاب موصوف الصدر میں عبارت متعلق بمضمون بالا یہ لکھی ہے وحکی الکعبی عن بعضہم انہ
کان یجوز الرویۃ فی الدنیا وان یزورہم ویزورونہ اور داؤد جواربی کی نسبت صاحب
ملل و نحل نے ایک عجیب مضمون حوالۂ قلم کیا ہے بغرض نشاط خاطر ناظرین عرض کرتا ہوں وحکے
عن داؤد الجواربی قال اعفونی عن اللحیۃ والفرج وسلونی عما وراء ذالک وقال
ان معبودہ جسم ولحم ودم ولہ جوارح واعضاء من ید ورجل وراس وعینین و
اذنین وھو اجوف من اعلاہ الی صدرہ ومصمت ما سوی ذالک وان لہ وفرۃ سوداء
خلاصہ کلام داؤد یہ ہے کہ داڑھی اور فرج کی نسبت تو میں کچھ رائے نہیں دے سکتا سوائے
ازیں ہر چیز بتلا سکتا ہوں ہمارا خدا جسم اور خون اور گوشت سے مرکب ہے ہاتھ۔ پاؤں۔ سر
آنکھیں۔ زبان۔ کان وغیرہ سب کچھ اُس کے موجود ہیں۔ سینہ سے اوپر تک تو وہ اجوف
یعنی کھوکھلا ہے اور باقی سب ٹھوس ہے نیز اُس کے سر پر سیاہ بالوں کا جوڑا ہے میں امید
کرتا ہوں کہ مرزا صاحب مضامین بالا دیکھکر ضرور یہ مصرعہ فرمائیں گے کہ ع قصور آن کا بتاتے
تھے خطا اپنی نکل آئی۔ کیونکہ جتنی باتیں انھوں نے الزاماً منسوب بہ شیعہ کی تھیں وہ سب انہیں کے

علماء کی ذات میں نکل آئیں۔ بحمد اللہ کہ مرزا حیرت کا تمام تر اہتمام جو کہ اقتدار شیعہ کے گھٹانے میں کیا گیا تھا ہماری تقریر کے بگولہ میں پھنس کر برباد و فنا ہو گیا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۴ صفحہ ۷ تا سطر ۱ صفحہ ۸

"ایک طرف تو یہ غضب ہو رہا تھا اور دوسری جانب کیلئے بجائے حضرت علیؑ پر تبرے بازی جاری تھی۔ عام خطبوں میں وعظوں میں معمولی گفتگو میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالیاں دیجاتی تھیں اور ان ہی گالیوں کو نجات اخروی کا بڑا سبب گنا جاتا تھا یہاں تک کہ مساجد میں یہ لکھدیا گیا تھا جو حضرت علی پر تبرہ نہ کہے وہ قتل کر ڈالا جائے اس افراط و تفریط نے اصلی اسلام کا لوگوں کے علم اور خیال سے نام و نشان مٹا دیا اور لاکھوں میں سے ایک مسلمان بھی ایسا نہ رہا تھا جو یہ جانتا ہو کہ حضرت رسالتؐ آب کون تھے حضرت علی کیا تھے جبرئیل اور خدا کیا چیز ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

مرزا صاحب نے اس موقعہ پر تمام تر سچے واقعات لکھدئے ہم ایک ایک لفظ سے اتفاق کرکے مرزا صاحب کی راست بازی کا تہ دل سے اقرار کرکے صرف اتنی شکایت کرتے ہیں کہ وہ مسلمان جو کہ حضرت علی کو گالیاں دیا کرتے تھے اور جنھوں نے دیوار مساجد پر لکھدیا تھا کہ جو علی پر تبرہ نہ کرے گا وہ جان سے ماردیا جائیگا کس مدرسہ کے تعلیم یافتہ تھے اور کس کے ہاتھ پر وہ ایمان لائے تھے اور وہ لوگ سنی تھے یا شیعہ یا یہ کہ سوائے مذہب مذکورہ کوئی دوسرا مذہب رکھتے تھے۔ مورخ کو چاہیے کہ بنظر واقفیت عامۃ الناس تاریخی واقعات کو پورے طور پر لکھدیوے۔ دم بریدہ مضمون نہ لکھے ورنہ متعصب و حق پوشش مورخ کہلائے گا راست کلامی کا خطاب نہ پائے گا۔ مرزا صاحب کی اس صریح فروگذاشت کی حقیر اصلاح کرتا ہے سب سے پہلے جس نے حضرت علیؑ کو گالیاں دیں اور لوگوں سے دلائیں خطیبوں سے ممبروں پر لعن کرایا مساجد میں تبرے بازی کی بناڈالی وہ اہل سنت کا ذی عزت و پیر طریقت پانچواں

پانچواں خلیفہ امیر معاویہ ہے اُن کے بعد جن بنی سلمان نے اس ناپاک طریقہ پر عمل کیا وہ معاویہ شاہی گروہ تھا اسی بچاسی برس تک علی الاعلان اپنی زبان کو گندہ کرتی رہی۔ عمر ابن عبد العزیز نے علانیہ تبرے بازی کی مخالفت کی۔ رسالہ اصل الحقیقت بجواب تحقیقت میں حقیر نے کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے کہ معاویہ نے اہل مدینہ کو جنکا خوف دلانا بروئے حدیث نبوی حرام تھا ڈرایا۔ بی بی عائشہ صدیقہ کو گڑھے میں ڈال کر ہلاک کیا۔ حضرت امیرؑ کو برا کہا اور کہلوایا امام حسن علیہ السلام کو زہر دغا پلوا کر شہید کیا وغیرہ وغیرہ اس جگہ صرف ایک کتاب کی عبارت پیش کرتا ہوں جس میں معاویہ کا گالیاں دلوانا درج ہے۔ زیادہ ضرورت ہو تو رسالۂ مذکورالصدر کو دیکھیں۔ صحیح مسلم میں صفحہ (۲۵۰) جلد ۲ پر لکھا ہے عن عامر بن سعد بن ابی وقاص قال امر معاویہ بن سفیان سعد فقال ما منعک ان تسب ابا تراب الی آخرہ مختصر مطلب یہ ہے کہ معاویہ نے سعد سے کہا کہ کون امر آپ کے لئے اسکا مانع ہے کہ علی کو گالیاں نہیں دیتے۔

تمام اہل سنت و نیز جناب حیرت معاویہ صاحب کو پانچواں خلیفہ رسول سمجھتے ہیں ابن حجر صاحب صواعق محرقہ و شیخ عبد القادر جیلانی غوث صمدانی امام الصدق و خلیفۃ اللہ انکو جانتے ہیں۔ پس ایسے مجرم کے جس نے جرائم شدید کا ارتکاب کیا معین و مددگار بھی اصل مجرم کے حکم میں داخل ہیں مرزا صاحب نے دیکھا ہوگا کہ ایام مفسدہ میں جن لوگوں نے اہل بغاوت کو پناہ دے کر اپنے گھروں میں رکھا اور معتقد و معاون ہوئے اُن کو بجرم اعانت ماخوذ کر کے سرکار نے جائدادیں ضبط کر لیں۔ جلا وطن کیا علی ہذا۔ حضرت حیرت و تمام اہل سنت نے گویا حضرت امیرؑ کو اپنے منھ سے گالیاں دیں۔ امام حسن کو زہر کا پیالہ بنا کر پلایا عائشہ کو خود گڑھے میں گرایا۔ بروز حشر مجرم و معین مجرم ایک جگہ حوالات میں ہوں گے مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ اُسوقت اصلی اسلام ایسا تھا کہ لاکھوں آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ جو خدا و نبیؐ و جبرئیل کا سنا سارہا ہو نہایت صحیح ہے مقبولین اہل سنت

کی خلاف اسلام بے جا حرکات نے یہ اثر پیدا کیا کہ مسلمانی سمجھیں یہ بے ایمانی ہو کر کفر و زندقہ کی گھنگور گھٹا نے زمانہ کو گھیر لیا ۔ اسجگہ مرد عاقل کو غور فرمانا چاہئے کہ وہ کون مسلمان تھے جو کہ یکسر خدا و نبی و علیؑ کو بھول گئے تھے آیا وہ گروہ جس نے یہ رفتار اختیار کی تھی شیعوں کا تھا یا سنیوں کا چونکہ علیؑ کو بھی لوگوں نے دل سے بھلا کر افتتاح سب و شتم کیا تھا لہذا بآسانی سمجھا گیا کہ وہ زنادقہ اسلام شیعہ نہ تھے ۔ کیونکہ حضرت امیرؑ پر تبرے بازی کرنا شیعوں کا کام نہیں لامحالہ وہ فرقہ سنیوں کا تھا اور سوائے ثنا سندہ ابوبکر و عمر و معاویہ اور کوئی نہ تھا ۔ پس مرزا صاحب کی تحریر سے واضح ہوا کہ ابوبکر پرست خدا و نبی کو بالکل بھول گئے تھے ۔ ہم مرزا صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنھوں نے سنیوں کی تصویر اچھے پرکار قلم سے یہ نقوش جلی کھینچ کر دکھلا دے اسجگہ سوائے تین باتوں کے چوتھی ممکن نہیں اول یہ کہ ابر کفر ایسا محیط عالم ہوا تھا کہ سب مسلمان کافر ہوگئے تھے دوسرے یہ کہ وہ کفار شیعہ تھے مگر عدم معرفت علیؑ کا الزام اس خیال کو طبیعت سے اُٹھاتا ہے سوم یہ کہ وہ سب لوگ سنی المذہب تھے کیونکہ مرزا صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ خدا و نبی و علیؑ کے دل سے بھلانے والے شیخین و معاویہ و امثالہم کو بھی جواب دے بیٹھے تھے ۔ چونکہ اسوقت تک مذہب اہل سنت کی گھڑی کی سوئی اُسی قدیم رفتار پر ہے بنا بر آں خدا و نبی کا شناسا اب بھی کوئی سنی نہیں ہے ۔ ورنہ مرزا صاحب فرمائیں کہ فلاں وقت اسلام کے سر وہ کفر و زندقہ کے کالے بادل ہٹے تھے اور پھر ایمان کا اجالا پھیلا تھا اور فلاں بادشاہ نے ہوائے تدابیر سے اُس سیاہ گھٹا کو منتشر کیا تھا ۔ تا وقتیکہ مرزا صاحب اشاعت اسلام کا کوئی صحیح وقت نہ بتلائیں گے اُن میں اور اُس عقت کے سنیوں میں امتیاز نہ پایا جائیگا سب ایک مسلک پر سمجھے جائیں گے ۔

تحریر مرزا حیرت مدیگار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۷ تا سطر ۴ صفحہ ۸

ان بربادکن خیالات کا سیلاب شام ۔ عرب ۔ مصر ۔ ایران اور ہندوستان کو ہڑپ کر گیا اور

ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت ہوگئی کہ صحابہ کے بُرا کہنے کو اسلام کہنے لگے بنی فاطمہ کے ایک
بادشاہ نے صدہا من کتب صرف اس لئے دریا میں ڈبوا دی تھی کہ اسے کہیں سے یہ بات
معلوم ہوگئی تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت بھاتی تھی - حضرت علیؑ اور حضرت عائشہ
کی لڑائیوں نے ایک نیا مذہب بعد میں آنے والی نسلوں کا بنا دیا - غلطی صرف یہ ہوئی
کہ ملکی معاملات کو مذہبی رنگ پہنا دیا گیا - پھر کیا تھا چاروں طرف ایسے ہی طوفان
بے تمیزی اُٹھے اور جدت پسند ایمانیوں نے ان ملکی لڑائیوں سے نئی نئی باتیں
پیدا کیں - پھر یہ غضب ہوا کہ ایک بیدرد کے ہاتھ سے کوفہ کی مسجد میں حضرت علیؑ
شہید کر ڈالے گئے ۴۰ھ صدمہ تازہ یہ ایک اور تازیانہ ہوا - حضرت علیؑ کی شہادت کا زمانہ
سخت طوفان پر تھا ایک زبردست گروہ جسکا نام بعد ازاں خارجی ہوا بڑی قوت پکڑ گیا
تھا آپ کے معتقدوں کی تعداد بہت کم تھی خوف اسقدر تھا کہ آپ کے جنازہ کو چھپ کے
ایک پوشیدہ مقام پر اس خوف سے دفن کیا گیا مبادا خارجیوں کو معلوم ہوجائے اور
وہ جنازہ کو قبر میں سے اکھیڑ کے لیجائیں یہی وجہ ہے کہ آجتک حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے مرقد مقدس کا پتہ نہ لگا آپ کے معتقدین نے کئی صدی کے بعد یہ مشہور کر دیا کہ جب
کجاوے پر آپ کے تابوت کو رکھ کے اونٹ کو چھوڑا ہے اور وہ دو بلند پہاڑوں کے
بیچ میں سے گذرا تو پہاڑوں کی چوٹیوں نے اوس تابوت کو الگ اُٹھا لیا چند روز
تک وہ تابوت لوگوں کو دکھائی دیتا تھا - لیکن جب بد اعمالی زیادہ بڑھی تو وہ تابوت
لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگیا - آپ کے بعد پھر حضرت امام حسن علیہ السلام کی مظلومانہ
شہادت اور اسکے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی دردناک شہادت نے اسلامی
گروہوں میں قیامت تک عداوت کا بیج بو دیا - ان شہادتوں کی بنا اگرچہ صریح طور پر
ملکی معاملات تھے لیکن اُنھوں نے خود بخود مذہبی جامہ پہن لیا اور ان شہادتوں کی بابت
وہ وہ مبالغہ آمیز روایتیں تراشی گئیں جنھوں نے اسلامی دنیا میں رخنہ کیلئے ہلچل ڈالدی

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

لفظ ہر سُو بھی عجیب خوش محاورہ۔ مرزا صاحب کی تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ تمام عرب و عراق و ہندوستان پر سیلاب کفر یعنی عدم معرفت خدا و رسولؐ و علیؑ و جبرئیل کا اثر پہنچا کہ تمام ممالک کو برباد کر دیا گویا جمیع مقامات متذکرہ میں بجائے اسلامی پھریروں کے کفر کے جھنڈے کھڑے ہو گئے۔

ناظرین خدا را انصاف فرمائیے جبکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام اور جبرئیل کا جاننے والا دنیا میں فی الواقع اور بقول مرزا حیرت صاحب کوئی نہ رہا تو پھر اس وقت مسلمان کون تھا یقیناً ابوبکر و عمر کے پیرو تھے۔ بحمد اللہ کہ گروہ شیعیان ایک وقت خدا شناس نہیں رہا۔

جنگ عائشہ کو مرزا صاحب ملکی تنازعہ لکھتے ہیں مگر قدیم زمانہ سے اہل سنت یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ عائشہ طالب خون عثمان ہو کر علی سے برسر مخاصمہ ہوئی تھیں جنگ بلا ارادہ طرفین اتفاقیہ اہل لشکر کی غلط فہمی سے واقع ہو گئی تھی۔ آج محقق و مورخ دہلوی سے سنا کہ نہیں وہ ملکی تنازعہ تھا حضرت حیرت نے چونکہ اس کے متعلق کوئی ثبوت نہیں دکھلایا لہٰذا اُن کا بیان قابل وثوق و اطمینان نہیں نہ معلوم عائشہ کس استحقاق سے داعیہ ملک گیری کر کے برسر جنگ ہوئی تھیں۔ کوئی استحقاق ہو یا تھا تو عمر سے لڑتیں۔ باپ کی جگہ نہ بیٹھنے دیتیں۔ اگر خدانخواستہ میدان مار لیتیں تو عرب کی سلطنت مُردوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک عورت کے قبضہ میں چلی جاتی کشش کا ذکر میں نے کسی جگہ نہیں دیکھا نہ مرزا حیرت نے اسکا پتہ دیا۔ اگر یہ واقعہ سچا مان لیا جائے۔ تو عجب نہیں کہ کسی دل چلے شیعہ نے ایسا لکھا ہو کہ صدیقہ کی محبوب چیز کو کنوئیں میں جھکائے ہوا چونکہ یہ طلب خون عثمان یا بشوق سلطنت عائشہ صاحب حضرت امیر سے متواتر برسر جنگ ہوئیں تمام عمر عداوت مرتضوی میں بسر کی صدہا احادیث بنا ڈالیں امام حسنؑ کے

دفن میں مانع ہوئیں بلکہ غایت جوش مخالفت سے جنازہ پر تیر چلوائے پس اگر کسی شیعہ
نے عصر میں آن کو ایسا کیا تو کیا بیجا۔ بخدا ہم تو اس سے بھی زیادہ پر تیار ہیں۔ اگر کہیں
وہ حضرت آپ ہمکو مل جائیں نوش مغز بادام کہا جائیں اور ہم پر کیا موقوف ہے جب
صراحت حقیر اپنی کتابوں میں حالات عائشہ دیکھ کر حضرت حیرت بھی ایسا ہی کریں چونکہ
کلمہ محمدی پڑھتے ہیں۔ مسلمان سے بعید ہے کہ نواسہ رسول کے جنازہ پر تیر باراں کرنے والے کو بے
نقط نہ سنائے جب حق طلب لوگوں نے کتابوں میں ان واقعات کو دیکھ لیا۔ ہے وہ عائشہ کو
مسلمان نہیں مانتے اور کیوں مانیں فقد صغت قلوبکما مندرجہ سورہ تحریم سے خدا نے اُن کے
قلب کی کجی ظاہر کر دی ہے بلکہ آخر سورۂ مذکور میں شیخین کے بیٹیوں عائشہ و حفصہ کو ازواج نوح
و لوط سے جو کہ کافرہ تھیں مثال دیا ہے حضرت امیر کے معتقدوں کی تعداد کم ظاہر کر کے۔ مرزا حیرت
نے آئینہ کر کے دکھلا دیا کہ وہ لاکھوں مسلمان جنھوں نے خدا و رسول کو دل سے بھلا دیا تھا آپ کے
معتقدین سے نہ تھے پس وہ نامسلمان و کلمہ گو کافر تابعین ثلاثہ و معاویہ سے یقیناً ہوں گے
اگر کہا جائے کہ وہ خارجی تھے تب بھی ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ اُس وقت اسلامی دنیا میں
سنیوں کا پتہ نہ تھا حضرات اہل سنت کا سال ولادت شاہ عبد العزیز وغیرہا کے ارشاد سے
اوراق بالا میں دکھا چکا ہے خود مخاطب با تحقیق نے پانچویں صدی اسلامی میں سنیوں
کا وجود پذیر ہونا بیان فرمایا ہے بحمد اللہ ظاہر ہو گیا کہ لاکھوں مسلمان ساکنین عرب و مصر
و ایران و ہندوستان جو خدا و رسولؐ کو بھولے ہوئے تھے وہ معتقدین ثلاثہ یا شیخین
سے تھے انھیں نامسلمانوں کی نسل سے تمام اہل سنت اور شاید مرزا حیرت بھی ہوں۔ غالباً
انھی آبا نے جوش محبت نے خلافت شیخین ثابت کرنے میں مرزا صاحب کے خیالات کو وسعت
دی ہے۔ حضرت حیرت کو کیا خبر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو کس نے دفن کیا اور مدفن
شریف کس جگہ ہے۔ اگر وہ اپنی تحقیقات میں برسر راستی تھے تو کسی کتاب شیعہ کا پتہ دیتے
کہ اُنہیں یہ واقعات لکھے ہیں کہ تابوت شریف اونٹ پر رکھ کر ویسے ہی چھوڑ دیا تھا۔ اگر وہ

کتب شیعہ کے معائنے سے آنکھوں کو منور فرماتے تو جان لیتے کہ حسنین علیہ السلام نے اپنے پدر
بزرگوار کو نجف مقدس کی ارض پاک میں حضرت آدم و نوح علیہ السلام کی قبور مطہر کے پاس
دفن فرمایا تھا۔ مرزا صاحب کا یہ ارشاد کہ آجتک حضرت علی کے مزار مقدس کا پتہ نہ لگا ایک
عجیب تحقیقات پر دلالت کرتا ہے اگر مرزا صاحب معتقدین حضرت امیر سے ہوتے تو نجف اشرف
میں جاکر انوار امامت کا مشاہدہ فرماتے۔ خوارج و نواصب مقلدین ثلاثہ وشیخین کو نہ پہلے
پتہ تھا اب ہے بغداد کی شیخ صاحب کی قبر کا طواف کرکے لوٹ آتے ہیں نہ کربلا جاتے ہیں نہ
نجف پھر انکو کیسے معلوم ہو۔ خیر اتنی بات مرزا صاحب کے بیان سے ثابت ہوگئی کہ تابعین
خلفاء مثل یاجوج و ماجوج ایسے مسلط ہوتے تھے کہ اُن کے خوف سے حضرت امیر کا مدفن چھپانا
پڑا۔ شہادت حسنین کی بنا مرزا صاحب کج طور پر ملکی معاملات کا تنازعہ قایم فرماتے ہیں اور
دونوں شہادتوں کو مظلومانہ اور دردناک تبلاتے ہیں اور کشت اسلام میں تخم عداوت کا
اُگنا انہیں واقعات دردانگیز کو ظاہر کرتے ہیں۔ امام حسن علیہ السلام معاویہ سے صلح کرکے ملک
و بیچلے مسلمانوں سے لڑائی جھگڑہ موقوف کرادیا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے مگر پھر بھی انکو ملک
کی دست برد سے نہ بچے ظاہر ہے کہ سوائے معاویہ کے اور کوئی شخص حضرت امام حسن سے ملکی
معاملات میں برسر نزاع نہ تھا۔ پس وہ ہی اس مظلومانہ شہادت کا باعث ہوا چونکہ امام مظلوم
زہر سے شہید کئے گئے ہیں لہذا اس زہر کا دلانے والا وہ ہی ہوگا جو کہ ملک پر تنازعہ
رکھتا ہوگا للہ الحمد کہ جناب حیرت نے بچیدار فقرات سے معاویہ کو ملزم بجرم زہر خورانی
قرار دیا معاویہ سے یہ انتہا درجہ کی شقاوت ہوئی کہ ملک بھی لیا اور جان بھی نچھوڑی ہی
افسوس ہے کہ اہل سنت انکو امام الصدق اور خلیفہ حق جانتے ہیں۔ کیوں نہ جانیں آخر اُنہی
فرقہ کے ہیں جس میں خدا و نبیؐ کا شناسا ایک بھی نہ رہا تھا امام حسینؑ کی شہادت کا سبب
بھی جناب حیرت نے ملکی قضیہ تجویز کیا ہے اصلیت یہ ہے کہ اُن لاکھوں نام کے مسلمانوں کی
نسل جنھوں نے خدا و نبیؐ کو بھلا دیا تھا شاہزادوں کی شہادت کو خاصۃً لوجہ اللہ [illegible]

مانتے - بلکہ ایک حادثۂ اتفاقی و تنازعہ ملکی ظاہر کرکے جہلاء کو بہکا دیتے ہیں کہ ایک طرف
عائشہ و طلحہ و زبیر و معاویہ تھے دوسری طرف علیؑ ہم دونوں میں سے کسکو بُرا کہیں انھیں
کوئی تنازعہ نہ تھا - بلکہ ملک پر بحث تھی ایک چاہتا تھا کہ میں جاہلوں کو ہدایت کردوں دوسرا
کہتا تھا کہ اس شرف سے میں بہرہ یاب ہوں پس متخاصمین کی غرض اصلی ترویج دین تھی
قاتل و مقتول دو نو جنتی ہیں امام حسین علیہ السلام سے تو کوئی ملکی جھگڑا ابھی نہ تھا - بعد تسلیم
خلافت معاویہ مستقل خلیفہ ہو گیا تھا اور ناشناسان خدا و رسولؐ نے اُس کی خلافت پر
اجماع کر لیا تھا بعد ازاں اُس کا بیٹا یزید بروے استخلاف خلیفہ ہوا اُس پر بھی لوگوں
نے اجماع کیا امام حسین سے سوائے اُن کے لواحقین خاندان و بعض اہلبیت کے نہ کسی نے بیعت
کی اور نہ خلیفۂ رسول مانا یزید نے بعد تمکن سریر خلافت آپ سے بیعت طلب کی جناب نے
انکار کیا کہ میں فاسق کی بیعت نہیں کر سکتا جس پر فساد ہوا وہ بیعت طلبی پر تھا نہ کہ کسی ملکی
حصّہ پر افسوس ہے کہ حضرت حیرت نے محققانہ لباس سے آراستہ ہو کر ایسی عظیم المرتبہ
شہادت کو ریاست کا جھگڑا ظاہر کیا - مرزا حیرت کا یہ لکھنا کہ اسلامی گروہوں میں ان
شہادتوں نے قیامت تک عداوت کا بیج بو دیا یہ ظاہر نہیں کرتا - کہ آیا اس عداوت کا
سلسلہ شہید ہو جانے والوں کی گردن پر ہے یا کہ عداوت کرنے والوں پر - اگر مرزا صاحب کا
منشاء شق اول ہے تو وہ پورے خارجی ہیں نہ سنی کہے جاتے ہیں اور نہ محقق و مورخ کا خطاب
پانے کے مستحق ہیں اور اگر شق ثانی ہے تب بھی جناب موصوف اسلام سے کوئی حصہ
نہیں پا سکتے - عقل تجویز کرتی ہے کہ شہادت حسنینؑ سے جو اسلام میں عداوت پھیلی اس کی
یہی صورت ہے کہ ان مظلومانہ و دردناک شہادتوں سے رنجیدہ ہو کر ایک گروہ نے گریہ کیا
اور دوسرے نے قہقہہ اوڑایا مرزا صاحب نہ معلوم کس مد میں شمار ہو سکتے ہیں - اگر رونے
والے مسلمان ہیں تو قاتلان امامین سے ضرور عداوت رکھتے ہوں گے اندریں صورت
لازم آیا کہ جس شخص نے ملکی بحث میں امام حسنؑ کو زہر دلایا وہ اُس سے بیزاری فرمائیں

نیز یزید اور اُسکے تابعین کو الفاظ واجب یاد کریں مرزا صاحب کے بیان سے دوست
و دشمن کی پرکھی معیار ہمارے ہاتھ میں آ گئی - اس شہادت سے جو لوگ شادی جگہ آہ و نالہ
کرتے ہیں وہ محب اہل بیت ہیں اور جو لوگ کہ قاتلان امامان علیہ السلام کی حمایت و طرفداری
میں سرگرم ہو کر عزائے حسینؑ کو بدعت بتلاتے ہیں اور مدام اُسکے بند کرنے میں کوششیں
کر کے عدالتوں سے امداد خواہ ہوتے ہیں وہ دشمن ہیں اس دشمنی کا اثر قیامت تک زائل
نہوگا مرزا صاحب براہ مہربانی اپنے اور دیگر اہل سنت کی نوعیت مذہب قایم کر دیویں
کہ اُن کا شمار کس گروہ میں ہے روایات متعلق شہادت حسنین کو مرزا صاحب مبالغہ آمیز
بیان فرماتے ہیں - مگر افسوس ہے کہ انھوں نے اِس مضمون کو صرف الفاظ ہی میں
ادا کیا کسی مبالغہ بھری روایت کو ظاہر نہیں کیا امام حسن علیہ السلام کی نسبت کہا جاتا ہے
کہ زہر سے شہید ہوئے اور معاویہ نے زہر دلایا امام حسین علیہ السلام کو تین دن کا
بھوکا پیاسا عزیز و اقارب لاکھوں مسلمانوں نے جو کہ ابوبکر و عمر و معاویہ وغیرہ کے معتقدین
سے تھے میدان کربلا میں شہید کر ڈالا گھر بار لوٹ کر خیموں کو آگ لگا دی اہل بیت کو قیدی
بناکر دمشق میں لے گئے فرمائیے اسمیں مبالغہ کیا ہے - سنی و شیعہ ان واقعات کے
بیان کرنے میں باہم مختلف نہیں ابتدائے آفرینش آدم علیہ السلام سے کسی شخص پر یہ حوادث
نہیں گذرے جو کہ فرزندان رسول کو پیش آئے شاید مرزا صاحب کے خیال میں معاویہ
شاہوں اور یزیدیوں سے ظلم رسانی میں کمی رہگئی ہوگی جسکو موالیان خاندان نبوت نے اُنکو
زیادہ کر کے دکھلایا ہوگا - مبالغہ ہمیشہ اوسیکو کہا جاتا ہے جبکہ کسی واقعہ کو تھوڑے
سے بہت کر کے دکھلایا جائے وہ کیا ایمان و اسلام ہے قیامت میں مرزا صاحب ضرور
رسول خدا سے شیعہ کی شکایت کرینگے کہ حضور آپ کی امت نے حسنؑ کو زہر پلایا حسینؑ کو
قتل کر ڈالا دونوں صاحبزادہ ملکی تنازعات میں کام آئے اتنی سی بے حقیقت بات کو لوگوں
نے ایسا بڑھایا کہ ہمیشہ کے لئے اسلامی دنیا میں ہلچل ڈالدی فقط ایک یہ بندہ نوازن خفیف

وارد واقعوں سے ضرور تنزل نہیں ہوا ورنہ سب مسلمانوں کے قلب حرکت میں آگئے تھے غالباً رسول مقبول مرزا صاحب سے فرمائیں گے کہ شاباش و مرحبا آپ بڑے سخت مسلمان ہیں کہ مجلس میں نہیں پڑے یہ واقعات ہی کیا تھے سلاطین پر اس قسم کے تنازعات میں مدام شکست پڑتی رہتی ہے واضح ہو کہ اہل بیت کے فضائل و مناقب و مصائب و تکالیف ایسے نہیں ہیں کہ جن کو کوئی پورے طور پر بیان کر سکے پس یہ مبالغہ و طول کلامی چہ رسد مرزا صاحب کو اگر کچھ بھی حیاء اسلام ہوتی تو جہاد شہادت کو ملکی تنازعات نہ بتلاتے اور نہ واقعات زہر خورانی وغیرہا کو حکایت مبالغہ آمیز کہتے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۵ صفحہ ۲ تا سطر ۱۳ صفحہ مذکور

(حضرت ابوبکر کی خلافت) ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ نفس خلافت کی بحث کو حضرت ابوبکر سے شروع کریں کہ سب سے پہلے ہمیں آپ ہی کے متعلق لکھنا ہے اور آپ ہی خلیفہ اول تھے اس بحث میں جو ہم آیندہ کریں گے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ آپ کی خلافت حق پر تھی یا ناحق پر اور آپ کو استحقاق خلافت کیونکر پہنچتا تھا اور کیا وجہ تھی کہ حضرت علی خلیفہ نہیں ہوئے یہ بحث مذہبی پیرایہ میں نہیں ہوگی بلکہ مورخانہ طور پر اس قسم اور متنازعہ فیہ مسئلہ میں بحث کی جائے گی اور شیعہ سنی دونوں گروہوں کی روایتوں پر غور کیا جائے گا اور ایک ایک روایت کی پوری طور پر جانچ پڑتال کی جائے گی کہ آیا شیعہ حضرت ابوبکر کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں اور آیا وہ اپنے خیال میں مستحکم بھی ہیں یا نہیں پھر سنی حدیثوں کو پرکھا جائے گا اور ہر حدیث کو عقل سے جانچا جائیگا کہ کہاں تک صحیح ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

مرزا صاحب بہت چکر کھا کر اب اصل مطلب پر آئے ہم بہت دیر سے منتظر تھے بہت اچھا خلیفہ صاحب کی خلافت ثابت کیجئے یہ آپ کا نیاز مند جواب کے لئے قلم بدست ہے۔ انشاء اللہ الیا منہ توڑ جواب دوں گا کہ اس کے سامنے کوئی قلم نہ اٹھا سکیگا۔ خدا پھر دسے

کر کے پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اگر تمام ہندوستان کے علمائے سنیہ مرزا صاحب کے معین ہوکر آمادہ جواب دہی ہوں گے تو انشاء اللہ جواب نہ لکھ سکیں گے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۲ صفحہ ۸ تا سطر ۱ صفحہ ۱۰

"اختلاف روایات شیعی روایتیں خواہ وہ اصلی ہوں یا فرضی حضرت ابوبکر کے بارہ میں سخت مختلف ہیں دونوں ہی طرح طرح کی روایتیں پائی جاتی ہیں یعنی وہ بھی روایتیں موجود ہیں جن میں خوب تعریف کی گئی ہے اور وہ بھی روایتیں موجود ہیں جن میں گالیاں دینے میں قوت متخیلہ کی پوری بانگی دکھا دی گئی ہے عقل باور نہیں کرتی کہ ان اختلافی روایتوں کو مانا جائے اور انہیں بغیر بحث جانچ کے تسلیم کر لیا جائے ہمیں ان روایتوں کے جانچنے کے لئے دو معیاروں کی ضرورت ہوگی ایک معیار تو وہ ہوگا جسکو خود شیعہ پیش کرتے ہیں دوسرا معیار وہ ہوگا جس کو ہم خود قرار دیں گے شیعوں کے پاس سوائے اسماء الرجال کے اور کوئی دوسرا معیار نہیں ہے جس میں راویوں کی ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کی بحث ہے اس میں بھی بہت بڑا اختلاف ہے۔ ایک راوی جو دو راویوں کی آگے انتہا درجہ متقی اور صادق قرار دیا گیا ہے دوسرے دو راویوں کے آگے فاسق اور کاذب ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کو جھوٹا اور کس کو سچا تسلیم کیا جائے۔ عام طور پر کل راویوں کی یہی نوبت ہے اگر یہ بھی نہوتا اور راویوں کی جانچ میں جو انھوں نے آپس میں کی ہے اختلاف نہ ہوتا تب بھی اسماء الرجال سے ہم روایت کی صحت اور غیر صحت نہیں جانچ سکتے تھے اکثر بلکہ کل روایتیں بالمعنی بیان کی گئی ہیں اور ان کا ظہور اسلام کی چوتھی پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں ہوا کیونکہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ تین سو برس کے بعد ایک کتاب ترتیب دی جائے اور اس شخص کے مقولے درج کئے جائیں جسے گذرے ہوئے تین سو یا دو سو برس ہوئے ہوں اور اس زمانے سے اب تک صدہا انقلابات بھی ہوگئے سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجگئی یہاں تک کہ گڑے ہوئے شاہوں

کی لاشیں قبروں میں سے اکھیڑ کر پھینک دی گئیں ایسے انقلاب عظیم میں جو خاص مسلمانوں میں
ہوا آیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ تیسری صدی ہجری کی احادیث جمع کرنے والوں کو بھی حدیثیں
پہنچ سکتی ہوں اور انھوں نے ائمہ پاک کے اقوال فراہم کرے ہوں روایتوں کے بڑے
حصہ کی بنا اختلاف مذہب اور سلطنتوں کا تغیر و تبدل ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسی مضحکہ خیز
روایتیں ان کتابوں میں دخل پا جائیں جنکی وقعت مجذوب کی بڑ اور ایک مجنون کی بکواس
سے ہرگز زیادہ نہیں ہو سکتی اور جنہیں دیکھکر ایک کم عقل بچہ بھی لغو اور خلاف قیاس کہہ سکتا ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر سخنداں

مرزا صاحب کا حسب مضمون بالا یہ دعوے کرنا کہ کتب شیعہ میں حضرت ابوبکر کی مدحت و مذمت
میں روایات درج ہوئیں ہیں بالکل غیر صحیح ہے۔ نہ تو کوئی ایسی روایت ہے کہ جس میں
انکو ماں بہن جورو بیٹی کی گالیاں دیگئیں ہو اور نہ کوئی مضمون ایسا وارد ہوا ہے جسمیں
تعریف کی گئی ہو مقام غور ہے کہ شیعہ ایسے شخص کو جو کہ اون کے نبیؐ کی محبوب اور
پیاری بی بی کا باپ ہو کیونکر گالیاں دے سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خاندان نبوت کے ساتھ
بروایات فریقین جو انھوں نے کج ادائی و بد اخلاقی کی ہے اُس کے صلہ میں ایسے الفاظ اُن
کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جنکا استعمال بحق ظالمین و کاذبین خدا نے قرآن میں فرمایا ہے
اگر انہیں الفاظ و کلمات معلومہ کو مرزا صاحب گالیوں سے تعبیر فرماتے ہیں تو ماننا پڑے گا
کہ قرآن پاک مخش لفظوں سے مملو ہے اور خدائے کریم بھی چنداں مہذب نہیں اگر حضرت
حیرت نے کتب شیعہ سے رذائل و فضائل کا انتخاب کیا تھا تو دس پانچ گالیں و دو چار
تعریفیں حوالہ قلم فرما دیتے تاکہ اُنپر غور کیا جاتا اس وقت حضرت حیرت کے بیان کی اس سے
زیادہ وقعت نہیں جیسے کہ کلام بلا دلیل و سند کے ہوا کرتی ہے۔ مرزا صاحب کا یہ ارشاد
کہ شیعہ کا اسماء الرجال قابل اطمینان نہیں کیونکہ ایک راوی دوسرے کی تکذیب کرتا ہے
اور ترتیب و تدوین کتب پانچویں و چھٹی صدی میں ہوئی ہے کسی طرح قابل توجہ و سماعت

نہیں ہے اس لئے کہ حسب معیار مقرر کردہ شیعہ وہی روایات قابل وثوق و اعتماد سمجھی گئی ہیں
جن کے راوی ثقہ و عادل ثابت ہو چکے ہیں غیر موثق راویوں کی روایات لایق اعتبار
تجویز نہیں ہوئی ہیں نیز تواتر کا پورا التزام کیا گیا ہے۔ کتب شیعہ کی ترتیب کا وقت جو
پانچویں اور چھٹی صدی بیان کیا گیا ہے اس کی نسبت تو اول عرض کر چکا ہوں
کہ کتاب سلیم حضرت امیر کے زمانہ کرامت نشانہ میں لکھی گئی۔ نہج البلاغہ حسب تسلیم علمائے سنیہ
حضرت علیؑ کا کلام بلاغت نظام ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد میں چار سو
جلدیں احادیث کی لکھی گئیں اس صورت میں کتب شیعہ کا چوتھی اور پانچویں صدی میں
لکھا جانا کسی طرح قابل اعتنا نہیں ہرگاہ ابوالائمہ حضرت امیر کے عہد کرامت مہد سے تا زمانہ
صادق آل محمد کتاب سلیم و چہار صد مجلدات احادیث مرتب ہو چکی تھیں تو مرزا صاحب کا بوجہ
تغیرات زمانہ و عدم اعتبار رواۃ اُن کتب کو لایق وثوق و اعتماد نہ سمجھنا حضرت ممدوح
کی کمال واقفیت و تاریخ دانی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر جناب حیرت بجائے خود راست بیان
ہیں تو لازم تھا کہ تائید و تقویت قول خود کسی عالم شیعہ کا بیان حوالۂ قلم فرماتے کہ چوتھی
پانچویں صدی تک ہمارے علماء کا قلم بند رہا ایک حرف نہیں لکھا گیا جو شخص کہ مذہبی لباس
پہنکر بنظر دھوکہ دہی و عوام فریبی ایسے اناپ شناپ سروپا سوختہ مضامین لکھے وہ مورخ
راست گو نہ کہلائے گا بلکہ تعصب کے زہر کا بجھا ہوا خونخوار خنجر زبان خلایق پر آئے گا
مرزا نے اپنی تحریر میں اکثر موقع پر ظاہر کیا ہے کہ ہم بلا قید مذہب مورخانہ حیثیت سے لکھتے
ہیں۔ لیکن نکتہ سنج و دقیقہ رس اُن کی اس ملمع کاری و مکر تزویر کو خوب سمجھتے ہیں عقلائے
زمانہ نے مثل مرزا صاحب بہت جو فروش دیکھے ہیں بالجملہ جناب حیرت نے معیار شیعہ کو
بے اعتبار قرار دے کر دہلی کی پہاڑی سے کوہ کنی کر کے جو کسوٹی نکالی ہے وہ انشاءاللہ
انھیں کا کھوٹ ظاہر کرے گی شیعہ کے راویوں کی نسبت بلا سند جناب حیرت لکھتے ہیں کہ
راوی جو مشہور راویوں کے آگے انتہا درجہ متقی اور صادق قرار دیا گیا ہے دوسرے

راویوں کے آگے فاسق اور کاذب شمار کیا گیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ کسکو جھوٹا اور
کسکو سچا تسلیم کیا جائے جناب مرزا صاحب نے اپنے دعوے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ لہذا
بعدم ثبوت قطعی ڈسمس کیا جاتا ہے مرزا صاحب اگر آپ نے کتبخانہ کی حقیقت سے مطلع ہوتے
تو زانوئے ندامت سے کبھی سر نہ اٹھاتے مسلم و بخاری شریف کو اہل سنت صحیحین کہتے ہیں
اور بخاری کو بعد کتاب باری کہکر انکی صحت پر قسم کھاتے ہوئے کہ حانث و گنہگار نہیں بتلاتے
گویا اہل سنت کے مذہب کی بناء صحاح ستہ اور خصوصاً صحیحین پر ہے۔ لیکن مولوی حبیب علی
صاحب فیض آبادی مؤلف منتہی الکلام بخاری کی دو سو حدیثوں کو غلط و موضوع فرماتے
ہیں ازالۃ الغین مؤلفہ مولوی صاحب کو جس نے دیکھا ہے وہ جانتا ہے مرزا صاحب انصاف
فرمائیں جبکہ باقرار ساطین دین سنیہ صحیحین غلط احادیث سے خالی نہیں تو دیگر صحاح
مثل مشکوۃ و ترمذی وغیرہ کی کیا حقیقت ہے علاوہ ازاین اکثر علمائے اہل سنت نے
بخاری و مسلم و مشکوۃ وغیرہا کا احادیث غلط و موضوع سے مملو ہونا اور بالخصوص بخاری کا
جناب امیر علیہ السلام سے گران خاطر رہنا اور فضائل مرتضوی کا ابتر و پریشان کرنا اپنی
اپنی تالیفات میں بیان کیا ہے بخوف طوالت عبارہ و اقوال علماء نقل نہیں ہوئے جس کو
شوق ہو جلد اول استقصاء الافحام جواب منتہی الکلام میں دیکھ لیوے نیز حقیر بھی حضرت
بخاری کی اسی رسالہ میں اُس جگہ حقیقت دکھلائے گا۔ کہ جہاں مرزا صاحب نے اُن کی
تعریف کی ہے کتاب استقصاء میں اس عنوان سے مسلم و بخاری کی بیوقاری ثابت کی گئی
ہے کہ آج تک اہل سنت اُس کتاب کے ایک جز کا رد نہیں لکھ سکے اور نہ قیامت الہی
لکھنے پر قادر ہیں یہ کیفیت تو اہل سنت کی کتابوں کی ہے اُن اصحاب کی حالت سنئے
جو کہ اہل سنت کے نزدیک ممدوح گنے جاتے ہیں اور جن سے راویان صحاح ستہ نے
اخذ احادیث کیا ہے اکثر بلکہ تمام تر لایق قدح و جرح تھے مع چار آدمیوں نے اگر
اُن کی تعریف کی ہے تو سو پچاس نے مذمت بیان کی ہے تمام صحابہ کی اگر حالت بیان

کردوں تو ایک جداگانہ کتاب تیار ہو جائے جس کسی سنی کو حالات اصحاب پر اطلاع ہونیکی ضرورت ہو وہ جلد دوم استقصاء الافحام جواب منتہی الکلام کو از صفحہ ۵۰م تا صفحہ ۲۲۵ ملاحظہ فرمائے اسجگہ صرف ایک صحابی ابوہریرہ کا جو کہ اہل سنت میں ایسے مشہور ہیں کہ بازار کی لونڈی بھی انکو جانتے ہیں حال لکھتا ہوں پانچہزار احادیث بقول شاہ ولی اللہ مولفہ ازالۃ الخفا اُن سے ارباب صحاح نے نقل کی ہیں صحابی موصوف الصدر کی نسبت سوائے الزام کذب و افترا پردازی وغیرہا محققین سنیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ شطرنج کھیلتے تھے قمار بازی کرتے تھے کتاب موصوف بالا میں صفحہ (۲۰۰) سے تا صفحہ ۲۰۲ ملاحظہ فرمائے انشاء اللہ معروضہ حقیر پایۂ صحت کو پہنچ جائے گا - ابوہریرہ نے جھوٹی احادیث بنانے میں بجدے شاقی پیدا کی تھی کہ حضرت عمر بھی باایں ہمہ وسعت اخلاق تنگ آگئے تھے آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کم بخت جھوٹ بولنا نبی پر افترا کرنا چھوڑ دے ورنہ میں تجکو خارج البلد کرکے کوہستان دوس میں بھیجدونگا ثبوت کلام میں کنز العمال کی عبارت پیش کرتا ہوں عن السائب بن یزید قال سمعت عمر ابن خطاب یقول لابی ہریرۃ لتترکن الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او لالحقنک بارض دوس وقال لکعب لتترکن الحدیث او لالحقنک بارض القردۃ و اقعات بالا پر نظر فرما کر جناب مرزا صاحب ارشاد فرمائیں درحالیکہ اُن کی صحاح اور اصحاب مقبولیں و ناقلان حدیث کی یہ صورت ہے تو کس بات پر اعتماد کیا جائے نہ معلوم نقل احادیث میں مرزا صاحب ابوہریرہ کو سچا سمجھیں گے یا حکم اخراج میں عمر کو برسر راستی تصور فرمائیں گے - مرزا صاحب کی مقرر کردہ معیاد کا یہ نتیجہ نکلا کہ خود اُن کا کتب خانہ دیمک خوردہ ہوگیا -

واضح رائے ارباب دانش ہو کہ حضرات اہل سنت کا قدیم الایام سے یہ اہتمام رہا ہے کہ اہل بیت نبوی کا نام ایسا مٹا دیا جائے کہ دنیا میں اُن کا کوئی جاننے پہچاننے والا نرہے وہ ہی چال جناب حیرت چلنا چاہتے ہیں ہرچند کہ میں اس کا بہت کچھ ثبوت اہل

کے سامنے پیش کر سکتا ہوں مگر بخوف طوالت صرف اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ ائمہ اہل بیت
کے خون پاک سے اپنے کاغذ اعمال پر افشاں کرنے والے انکی اولاد سادات امجاد کو حبس و قتل
کرنیوالے زندہ سادات کو دیواروں میں چنوانے والے وہ ہی بزرگوار تھے جو کہ حضرت
ابوبکر و عمر کو نبی کا خلیفۂ برحق اور جانشین مطلق اعتقاد کئے ہوئے تھے پس جو شخص کہ خلفا
موصوفین کو اسدرجہ مقتدا سمجھے وہ سنی ہے اور جو اس کے خلاف راہ چلے وہ شیعہ یا حسب
اصطلاح اہل سنت رافضی ہے نفوس اہل بیت کے مٹانے میں جن حضرات نے کوشش بلیغ
کر کے داد ایمانداری دی وہ بڑے پکے اہل سنت والجماعت تھے مثلاً معاویہ و یزید و مروان
و عمر و عمرابن سعد و ہارون الرشید وغیرہا باتفاق جمیع اہل سلام خاندان نبوت کے تباہ
و برباد کرنیوالے تھے ان لوگوں کو کوئی شخص شیعہ نہیں کہ سکتا - اگر شیعیان علی سے ہوتے تو
اُن کی گھر پر لوہے کی جھاڑو نہ پھیرتے لامحالہ یہ سنی تھے انھوں نے چاہا کہ اولاد رسول
کو قتل اور اُن سے ضبط حکومت کر کے ایسا صفحۂ عالم سے مٹائیں کہ ازمنۂ آیندہ میں کوئی
اُن کا جاننے والا نہ ہے مگر قدرت خدا دوسری چیز ہے وہ لوگ اپنے ناپاک ارادوں
میں اس قدر کامیاب ہوئے کہ اُن کے نفوس قدسیہ کو مٹایا - مگر فضائل و مناقب کو
نہ مٹا سکے نتیجہ یہ ہوا کہ خود ایسے مٹے کہ کوئی مسلمان اُن کا فاتحہ بھی نہیں دلاتا آج
تک نہیں سنا گیا کہ کسی مسلمان نے فیر بینی میلاد دیکھ کر بچایا ہو کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
و مروان کی فاتحہ ہے شاہ صاحب نے تحفہ کے باب ہشتم میں اسبات کو تسلیم کیا ہے کہ سوائے
خاندان نبوت کی نذر و نیاز و تحفۂ درود و فاتحہ وغیرہ شیخین کے لئے نہیں پیش کیا جاتا
سلاطین یکے بعد دیگرے کوششہائے بلیغ سے جس کو غارت کرنا چاہیں وہ چند روز
میں صفحۂ عالم سے محو ہو سکتا ہے مگر یہ نادرہ و عجیب بات رسول پاک کے خاندان میں دیکھی گئی
کہ دمبدم اُن کی نسل کو ترقی اور نام کو روشنی ہوتی گئی - خلفاء جور کے تابعین و بہی
خواہ بتاسی و پیروی پیشوایان خود اب تک یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اُن کے اقوال

اُن کا کلام مٹ جائے اسی کوشش میں مرزا حیرت بھی سرگرم و منہمک ہیں۔ چونکہ ائمہ دین و یادگار ختم المرسلین کا کلام بہدایت التمام بر ہم زن ملت سینہ ہے لہذا اُس کے مٹانے میں سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل بخاری و امام مسلم نے یہ ترکیب پیدا کی کہ سلسلۂ اخذ احادیث خاندان نبوی سے قطعی موقوف کر دیا۔ عمرابن العاص و عمر ابن سعد و خالد ابن ولید و شمر ذی الجوشن و حصین ابن نمیر قاتل جناب علی اکبر وغیرہ سے اکثر روایتیں درج صحیح ہوئی ہیں مگر صادق آل محمد سے بخاری نے ایک حدیث نقل نہیں کی حالانکہ چار ہزار راویوں نے اس بزرگ امام سے احادیث نقل کی ہیں جناب بخاری نے عدم نقل روایات ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اُن کی احادیث کو غیر محفوظ قرار دیا ہے جسکو دوسرے الفاظ میں جھوٹا کہہ سکتے ہیں سوائے بخاری دیگر علمائے اہل سنت نے اہلبیت نبوی کو معاذ اللہ جھوٹا اور افترا پرداز و جاہل و بے خوف و لاشئی وغیرہا الفاظ ناواجب سے یاد کیا ہے رسالہ تصویر غالب و مغلوب و تقریر دل پذیر میں نے حقیر نے اُن علماء کے نام مع عبارات و کتب لکھدئے ہیں جنھوں نے اولاد رسول کی توہین و تنقیص مرتبت کی ہے رسالہ اول الذکر مطبع یوسفی دہلی میں چھپ گیا ہے جس کو شک ہو منگا کر دیکھ لیوے یا حقیر سے مفت منگا لے چونکہ جناب بخاری نے احادیث اہل بیت کو غلط و غیر صحیح قرار دے کر دوسرے لوگوں کا دامن پکڑا لہذا حضرت حیرت اپنی کتاب کے صفحہ (۵۷) سطر ۹ پر لکھتے ہیں کہ بخاری پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ائمہ اہل بیت سے نقل روایات میں کیوں کوتاہی کی یہ ایسا بھاری اعتراض ہے کہ اُسکا جواب دینا مشکل ہے۔ حضرت حیرت نے اس سنگین وزنی اعتراض کو جس کا جواب اُن کے نزدیک بھی مشکل تھا جس آسانی سے اٹھایا ہے وہ بھی عرض کیا جاتا ہے حضرت موصوف صفحہ مذکور کی سطر ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ ائمہ اہلبیت میں سے کوئی شخص قبل بخاری کے زمانہ میں موجود ہی نہ تھا دوسرے اہل بیت کی روایتوں کا انتشار اسقدر پیدا ہو گیا تھا اور موضوع روایتیں اس کثرت سے جمع ہو گئیں تھیں کہ صحیح و غلط چھانٹی

نجا سکتی تھیں حضرت صادق علیہ السلام کی نسبت یہ عام طور پر مشہور ہو چکا تھا کہ وہ ثلاثہ کو
اچھا نجانتے تھے الی آخرہ اہل عقل طبیعت پر زور دے کر ذرا سوچیں کہ چودھویں صدی کے مورخ
محقق نے حضرت بخاری کی براءت میں کیا ہی اچھی دلیل پیش کی ہے صاحبان انصاف غور
فرمائیں کہ جس آلہ کے ذریعہ سے جناب بخاری کو احادیث مرویہ طریق اہل بیت کا موضوع
ہونا تحقیق ہوا تھا۔ اسی آلہ سے صحیح حدیثوں کا امتیاز کر لینا بھی ممکن تھا یہ عجب شین اُن کے
پاس تھی کہ ضعیف و غلط روایات کا پتہ تو دیدیتے تھے اور صحیح و سندی کے امتیاز دیتے وقت
بیکار ہو جاتی تھی حضرت بخاری خود معترف ہوتے ہیں کہ کئی لاکھ احادیث مجھکو پہنچیں جنمیں
چھانٹ کر یہ احادیث لکھی گئیں ہیں جنکی صحت میں کوئی کلام نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت بخاری پر
لازم تھا کہ جہاں لاکھوں احادیث کی چھان بین و جانچ پڑتال میں تکلیف گوارا فرمائی
تھی وہاں اسلام پر یہ بھی احسان کرتے کہ ائمہ اہلبیت کے روایات صحیح کو ضعیف سے جدا
کر دیتے۔ اگر تمامتر نہیں تو دس بیس احادیث ہی کو پایہ ثبوت پر پہنچا دیتے میں سخت متعجب
ہوں کہ روایات اہل بیت کے موضوع و مردود ہونے کا علم جناب بخاری کو کس طرح ہوا
ہوگا ضرور ہے کہ بعض اخبار صحیحہ کے مقابلہ میں ایسی روایات گوش زد بخاری ہوئی ہونگی
جن سے سوائے موضوعیت حضرت بخاری کے ادراق حواس کو پریشان کر رہی ہوگی پس
اُن پر لازم تھا کہ انہیں روایات کو درج فرما دیتے جنکو ضد موضوعات تجویز فرمایا تھا
اصلیت یہ ہے کہ امام بخاری کو جناب امیر اور انکی ذریت طاہرہ سے بالخصوص خصومت تھی
دیکھو خود مرزا صاحب اپنی تحریر بالا میں تسلیم فرماتے ہیں کہ عام طور پر یہ بات مشہور ہو چکی تھی
کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ثلاثہ کو اچھا نجانتے تھے لفظ عام بتلا رہا ہے کہ بلا امتیاز
مذہب سُنی و شیعہ سب کا یہی معقولہ تھا کہ صادق آل محمد خلفاء ثلاثہ کو بدمذہب است جانتے
تھے بس انہیں مسئلہ شائع جاری ہو گیا جو بات عام طور پر خلائق میں مشہور ہوتی ہے اسکی
کسی کو اختلاف نہیں ہوتا وہ ضرور سچی مانی جاتی ہے۔ امام بخاری نے باعتبار تواتر و

شہرت اخبار و شماع احادیث و اقوال ائمہ یقین کر لیا کہ خاندان نبوت کو خلفاء سے قلبی
بیزاری تھی لہذا انھوں نے خانوادۂ رسالت سے تعلق قطع کرکے اُن لوگوں کا دامن پکڑا
جو کہ دشمن اہلبیت تھے رسالہ تشفی خوارج و سنی جو بجواب سید ولایت حسین شاہ ضلع گیا لکھا
گیا ہے اُس میں مؤلف رسالۂ موصوف نے ثابت کر دیا ہے کہ رواۃ بخاری اکثر خوارج تھے
حضرت بخاری کی عداوت کا ایک ادنیٰ نمونہ دکھاتا ہوں واقعہ غدیر کا جناب ممدوح نے اپنی
کتاب میں مطلق ذکر نہیں کیا حالانکہ صدہا علمائے سنیہ نے اپنی تالیفات میں بہ تفصیل تمام تر واقعہ
غدیر کو لکھا ہے گو کہ بعض نے خلاف شیعہ معنائے حدیث میں کچھ گفتگو کی ہے مگر اصل معاملہ میں
کوئی کلام نہیں کیا بخاری چونکہ بجائے خود واقعۂ مذکور کو بلا تاویل حجت خلافت مرتضوی
سمجھتے تھے لہذا اُسکے اندراج سے اوراق کتاب کو خالی چھوڑا۔ جو شخص ایسی متواتر حدیث کے
چھپانے میں کوشاں رہا ہو وہ کیونکر روایات ائمہ کے لئے اپنی کتاب کا کوئی جزو یا صفحہ
وقف کرتا۔ مرزا صاحب کو یقین فرمانا چاہیے کہ بخاری پر عدم اندراج روایات کا جو کہ بقول
اُن کے بھی ایک سنگین حملہ جواب ایسا دہے وہ ایسی ہلکی عذرات سے نہیں اُٹھ سکتا جیسے کہ مرزا
صاحب نے پیش فرمائے ہیں۔ مقام تامل ہے کہ روایات اہلبیت صحاح اہل سنت سے تو بجوش
عداوت یا یہ توہم موضوعیت خارج ہوئیں اور مرویہ طریقہ شیعہ خود جناب حیرت کے معیار
قایم کردہ سے گئی گذری ہوئیں اب نہ اہلبیت رہے نہ اُن کا کلام۔ خلفاء اور اُن کے ارباب
کمیٹی نے ائمہ کی ذات پر بیتفصیل نفوس صدمہ پہنچایا اور علماء نے اُن کے کلام کو مٹایا۔ غرضکہ
اہل بیت کا اچھی طرح دل کھول کر خاتمہ کیا اگر اہل سنت سے پوچھا جائے کہ آل نبی سے تمہارے
دفتروں یا دیگر دفاتر اسلام میں کوئی حدیث یا کسی آیہ قرآن کی تفسیر موجود ہے تو غالباً
یہی جواب دیں گے کہ ہمارے محققین نے اُن احادیث کو جو کہ اُن سے منسوب کیجاتی تھیں
منظنۂ عداوت ثلاثہ سے جھوٹا اور غیر صحیح سمجھ کر چھوڑ دیا شیعہ نے جو اپنی کتابوں میں ائمہ سے
افادہ کیا ہے وہ بالکل افترا اختراع ہے روافض نے اولاد رسول سے اُس کلام کو نسبت دیکر

خلائق کو دھوکا دیا ہے بہیجے اسلامی دفتر بقول اہل سنت ائمہ معصومین کے کلام سے بالکل خالی
ہے۔ ہاں ابوہریرہ قمار باز کے بیان سے صدہا کتابوں کے ورق سیاہ ہو رہے ہیں چونکہ
حضرت حیرت اقرار کر چکے ہیں کہ صحاح اہل سنت میں ائمہ کا کلام موجود نہیں ہے بنا بر آں
مجکو ثبوت مزید پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر شاید کوئی سنی مرزا صاحب کو بے اعتبار
سمجھکر یہ کہدیوے کہ واہ ہماری کتابوں میں اقوال ائمہ کیوں نہ ہوتے یہ مرزا صاحب کی کوتہ
نظری کا نتیجہ ہے جو ایسا کہتے ہیں اون کی اطمینان خاطر کیلئے چند علماء سنیہ کا اقرار
پیش کرنا چاہتا تھا مگر بخوف طوالت نہیں کیا گیا جس کو دیکھنا منظور ہو جلد دوم کتاب
استطاب استقصاء الافحام جواب منتہی الکلام مطبوعہ مجمع البحرین لودھیانہ کے صفحہ ۳۹ و ۴۰
پر دیکھ لیوے اس جگہ صرف ایک مشہور و مستند عالم شاہ ولی اللہ پدر صاحب کا بیان
قرۃ العینین سے بتائید قول خود لکھتا ہوں (در ہیچ فنے از فنون شرع اعتماد کلی بر آثار
مرتضی بظہور نیامدہ) یہ موقع غور طلب ہے جبکہ حسب تسلیم شاہ ولی اللہ صاحب کسی فن شریعت
مثل احادیث و اخبار و تفسیر وغیرہا میں حضرت امیر کے اقوال پر جو کہ ابو الائمہ ہیں سنیوں کو
اعتماد و اعتبار نہیں تو دیگر ائمہ علیہم السلام کس شمار میں ہیں پس جبکہ سنیوں نے بوجہ عدم
اعتماد و وثوق ائمہ سے گریز و فرار اختیار کر لیا اور مرویات طریقہ شیعہ کو کذب و افتراء سمجھا
اب مرزا حیرت فرمائیں کہ خاندان نبوت کا کلام کہاں گیا حقیقت یہ ہے کہ بغض مرتضوی
پر چونکہ بنیاد مذہب اہل سنت و جماعت ہے لہذا ارباب صحاح کو اس مادہ عداوت نے
اجازت نہ دی کہ آپ نے نبی کی اولاد کے افادات سے بہرہ یاب ہوتے اور اُن کے کلام
کو زندہ رکھتے حقیر بطور مختصر اس موقع پر یہ بات دکھلانا چاہتا ہے کہ اہلسنت کے قدیماً و
جدیداً جناب امیر سے تعلقات کیسے ہیں آیا متحدانہ یا مخالفانہ رسالہ تقریر دلپذیر میں نحیف نے
بوجوہات عدیدہ منکثرہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرات اہل سنت جناب امیر سے بغض و عداوت
شدید رکھتے ہیں مرزا صاحب اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ بجائے خود انصاف

فرمایئیں گے کہ سنیوں کو حضرت مرتضوی کے ساتھ خصوصیت سے خصومت ہے تزوک تیموریہ میں لکھا ہے کہ علمائے ماوراءالنہر نے بثبت مہر و دستخط امیر تیمور کے حضور میں ایک محضر پیش کیا کہ علی ابن ابیطالب قتل عثمان میں شریک تھے جہاں پناہ اس کو یادداشت میں یہ امر داخل قانون فرما دیویں کہ ہر مسلمان علی سے عداوت رکھنا جز و ایمان سمجھے شاہ موصوف نے شیخ زین العابدین اپنے مرشد سے اس بارہ میں استفتا کیا انھوں نے بجواب یہ مضمون لکھا ؎

بر عرش بریں باشد اگر منزل تو — ور کوثر اگر سرشتہ باشد گل تو
گر حب علی نباشد اندر دل تو — نفرین بتو و سعی بے حاصل تو

وائے بر عثمانے کہ قاتلش علی باشد۔ لفظ وائے سے شیخ موصوف کا یہ مطلب ہے کہ علی قاتل مشرکین و کافرین ہیں نہ کہ قاتل مومنین و مسلمین اگر عثمان کو انھوں نے قتل کرایا تو بہر حال اباحت خون عثمان لازم آتی ہے۔ پس وائے یعنی افسوس بحال عثمان کہ کافر ہو کر مرا حیرت ہے چونکہ دانشمند ہیں غور فرمائیں کہ جس گروہ کے علمائے قدیم کو حضرت امیر سے اس درجہ حسد ہو کہ ان کی عداوت پر ملک کو قایم رکھنے کی غرض سے ایکٹ پاس کرانا چاہیں ان کے قلب کا کوئی حصہ محبت مرتضوی دبا سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں عند السنیہ مومن پاک وہی مسلمان ہے جس کے دل میں کچھ نہ کچھ قدرے قلیل جناب امیر سے دشمنی ہو اور صحیح یہ ہے کہ اچھا کھرا مسلمان وہی ہے جس کو خاندان نبوت سے تکدر ہو چنانچہ احمد بن حنبل لکھتے ہیں الرجل لا یکون مومناً حتیٰ یبغض علیاً) و قلیلاً اہل سنت کا ایک بڑا فصیح شاعر جس کا نام علی ابن جہم تھا وہ اپنے اشعار میں حضرت امیر کو برا کہا کرتا تھا اور اپنے باپ پر باین جرم کہ میرا نام علی کیوں رکھا نفرین کیا کرتا تھا۔ ابن خلکان وفیات الاعیان میں شاعر مذکور کی بابت یہ مضمون کرتے ہیں کہ علی کے نا سزا کہنے میں وہ مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ جرم اسی کو کہا جاتا ہے کہ جس کو عام لوگ برا سمجھ کر نہ کریں اور جبکہ تمام اہل سنت حضرت امیر سے تنفر رکھتے ہیں تو اسی پر کیا الزام ہے عداوت سب کو ہے کسی نے اسکو دل میں رکھا اور کسی نے ظاہر کر دیا عبارت یہ ہے اذ کان مذہبا فی بعض علی

والانحراف عنہ لان محبتہ لا یجتمع مع التسنن ہر شخص اپنے مذہب کی اندرونی حالت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے لہذا ابن خلکان نے قطعی ظاہر کردیا کہ محبت علی تسنن کے ساتھ مجتمع نہیں ہوسکتی قصہ کوتاہ مرزا صاحب نے جودت طبیعت و ذہانت و فطانت سے روایات کی جانچ کا جو معیار مقرر کیا تھا اس سے شیعہ کو تو کوئی ضرر نہ پہنچا خود اُن کی کتب کی بے وقاری ظاہر ہوگئی۔ مرزا صاحب ظاہر فرماتے ہیں کہ تین سو برس بعد جو کتابیں ترتیب پذیر ہوئیں ان کی صحت کیونکر متیقن ہوسکتی ہے کیونکہ انقلاب زمانہ کی رنگت بدل دیتا ہے حقیر مرزا صاحب کے اس خیال سے موافقت کر کے عرض کرتا ہے کہ کتب شیعہ کا بعہد حضرت امیر و امام جعفر صادق علیہ السلام مرتب ہونا اول ظاہر ہوچکا ہے پس زمانہ کا تغیر ایسی کتابوں میں جو کہ بزمانۂ ائمہ ترتیب پذیر ہوئیں کوئی برا نتیجہ نہیں دکھا سکتا یہ مظنہ انہیں کتب کی نسبت ہوسکتا ہے جو کہ رسول خدا واہلبیت اور صحابہ کے زمانہ سے دو ڈھائی سو برس بعد معرض تحریر میں آئیں اہل سنت تمام تر متفق ہیں کہ صحاح آنحضرت کی وفات سے مدت ہائے مدید یعنی صدہا سال کے بعد ترتیب ہوئی ہیں خود مرزا حیرت نے صفحہ ۵ سطر ۱ پر تحریر فرمایا ہے کہ بخاری کے عہد میں کوئی قابل شخص ائمہ اہلبیت سے موجود نہ تھا یہ فقرہ صاف پتہ دے رہا ہے کہ بخاری ایسے وقت میں لکھی گئی ہے جبکہ زمانہ دوازدہ امام سے خالی ہوچکا تھا تعجب ہے کہ امتداد زمانہ نے انقلاب و تغیرات کا کوئی اثر بخاری و مسلم پر نہ ڈالا مرزا صاحب نے عدم اعتبار روایات کے لئے جو کلیہ تجویز فرمایا تھا تعجب ہے کہ اہل سنت کی کتابیں اُس سے مستثنےٰ ہیں شیعہ کی کتب تو باحتمال امتداد زمانہ تدوین غیر معتمد ہوں اور سنیوں کی معتبر بجام ورود ہوا اسی کو کہتے ہیں واہ جناب مرزا حیرت آپ عجیب آزاد مورخ ہیں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ ۹ تا سطر ۲ صفحہ ۱۰

"جو روایتیں حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت اور امامت کی نسبت سنیوں کی مستند کتابوں میں ملی ہیں اُن کا خلاصہ درج کردیتے ہیں تاکہ ناظرین کو حق باطن میں امتیاز کرنے کا موقع ملے اور

معلوم ہو جائے کہ روایتوں کا طوفان بے تمیزی خاص خاص معاملہ میں کسقدر اٹھ رہا ہے اور ایک معمولی معاملہ کو کس قدر طول دیا گیا ہے ان روایتوں میں جہاں پوری جدت دکھائی گئی ہے وہاں شرفی معاملہ کو بڑی آب و تاب کے ساتھ حد تک پہنچا دیا ہے اور کوئی شخص نہیں خیال کر سکتا کہ اس سے زیادہ مبالغہ دنیا میں اور ممکن ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناںؑ

جس جگہ روایات شیعہ در باب امامت و خلافت ابوبکر شیعہ کی مستند کتابوں سے مرزا صاحب پیش فرمائیں گے انشاء اللہ اسکا جواب بھی ہدیۂ نظر ہوگا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ ۱ تا سطر ۱۹ صفحہ مذکور

آنحضرتؐ کا حضرت ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھنا

شیعی روایتوں سے اسبات کا پتہ ضرور لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں آپ کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دی تھی اور وفات سے ایک دو دن پہلے ایسا اتفاق ہوا کہ خود صدیق اکبر کے پیچھے رسالتمآبؐ نے نماز پڑھی چنانچہ علی الصباح دوشنبہ کے روز آپ کے حجرہ کا پردہ اٹھایا گیا آپ میں مرض کی وجہ سے باہر آنے کی طاقت ہوئی حضرت صدیق کی قراءت میں طول ہو گیا تھا چند لمحہ کے بعد آپ نے مسجد میں آنے کا ارادہ کیا تھا اور فضل بن عباس اور اُن کے غلام کے کندھوں پر سہارا لگا کے آپ حجرہ کے باہر مسجد میں تشریف لائے جب حضرت ابوبکر نے یہ دیکھا کہ حضور انور تشریف لے آئے ہیں آپ مصلے سے سرکنا چاہتے تھے کہ آنحضرت نے دست مبارک سے حضرت صدیق کا دامن پکڑ کے وہیں کھڑا کر دیا اور آپ مع اپنے رفیق کے صف میں داخل ہو گئے چونکہ ضعف حد سے زیادہ تھا آپ سے کھڑا نہ ہوا گیا اس لئے آپ نے بیٹھ کے نماز پڑھی نماز کے بعد آپ کچھ دیر مسجد میں قیام پذیر رہے صحابہ کو بعض مہمات کا حکم دیا اور پھر حجرہ میں اسی طرح سہارے سے واپس تشریف لے آئے اس روایت پر شیعی علما نے یہ رائے دی ہے کہ ضعف کی وجہ سے ایسا ہوا دوسرے رسالتمآب نے خوف سے ہوں نہ کی مبادا فساد ہو جائے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

جن روایات شیعہ سے اسبات کا پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت نے ابوبکر کو اجازت امامت نماز دی اور خود بھی لڑکھڑاتے ہوئے اقتدا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے اُن روایات کو تحریر فرمائیے تب جواب دیا جائے گا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از شروع صفحہ ۱۱ تا سطر ۸ صفحہ مذکور

ایک اور عجیب روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی شیعوں کی معتبر کتابوں میں چکر کھا رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صدیقہ نے محض دھوکے کے طور پر اپنے باپ کی امامت کی مخالفت کی تھی آپ نے تعجب ہو ہو کے آنحضرت سے کہا کہ میرے باپ کو امام نہ بنانا کیونکہ لوگ ان سے حسد کریں گے اور اُنکے دشمن ہو جائیں گے آپ نے فرمایا کہ تو مثل زلیخا کے ہے کہ مجھے ناحق امامت کے معاملہ میں پریشان کرتی ہیں۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

تعجب ہے کہ مرزا حیرت محقق مورخ ہونے کا دعوے کر کے ایسے مضامین قوت دماغی سے گھڑتے ہیں کہ جنکا سر پیر ندارد ہے انکو لازم تھا کہ جب داب وقائع نگاری صحیح واقعات معتبر اور مستند سے لکھتے تو دھوکہ باز اور مغالطہ انداز نہ کہے جاتے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا مثل ہو جیب یوسف قرار دینا کتب شیعہ ہی میں چکر نہیں کھا رہا ہے بلکہ کتب اہل سنت میں بھی سر ٹکرا رہا ہے عنقریب اپنے موقع پر انشاء اللہ بحث لکھی جائے گی ناظرین کو منتظر رہنا چاہئے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ الغایت سطر ۱۴ صفحہ مذکور

حضرت علی کی امامت سے حضرت رسالتمآب کا انکار کرنا

مناقب مرتضوی جیسی ایک معتبر اور مستند کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک روز خداوند تعالےٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت رسالتمآب کے پاس بھیجا کہ امامت حضرت علی کو دیدو اور انکی ایک دستاویز لکھدو حضور انور نے کہا خدا سے کہدینا میں ابھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر میں ایسا کر دوں تو لوگ مجھ پر تہمت

لگادیں کہ اپنے اپنے عزیز اور قریب کو امت دے دی باہم سخت مخالفت ہو جائے گی اور قریش اپنے بغض و حسد کو ظاہر کرنے لگیں گے۔ ہاں یہ وعدہ کرتا ہوں جب مدینہ پہنچوں گا تو اس کا سرانجام کر دوں گا اس سفر میں مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا یہ سنکے حضرت جبرئیل آزردہ ہوئے اور حضرت رسالتمآب کا سارا عندیہ بیان کر دیا سنتے ہی خداوند تعالیٰ کو غصہ آیا اور سخت عتاب نازل ہوا اور دوبارہ حضرت سے کہلا کے بھیجا کہ یا تو علی کو خلیفہ کرو ورنہ تیرا نام بھی پیغمبروں کی فہرست میں سے کاٹ دیتا ہوں

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں علیہ السلام

افسوس ہے کہ اس چودھویں صدی کے محقق و مورخ نے بالکل سچ بولنے پر کمر باندھ کر پوری داد ایمانداری دی ہے مناقب مرتضوی کی عبارت پر ایسا رنگ چڑھا لیا ہے کہ جسکو دیکھ کر مسلمانوں کی رگ ایمان حرکت میں آجائے اور سمجھیں کہ شیعہ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض بے حقیقت اور لاشی جاننے والے ہیں۔ جناب حیرت نے بجائے خود قیاس کر لیا ہے کہ کون اسقدر دردسری گوارا کرے گا کہ کتابوں کی عبارات مطابق کرنے کی غرض سے ایک ایک لفظ اور جملہ کی جانچ میں قوت نظری کو گھٹائیگا جو کچھ ہم لکھدیں گے خلقت اسکو صحیح باور کر کے مذہب شیعہ سے متنفر ہو جائے گی لہٰذا ہمیں مناسب سمجھا ہوں کہ مناقب مرتضوی کی وہ تمام عبارت حوالہ قلم کر دوں جسکو آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کر کے حضرت حیرت نے نوک زد خامہ فرمایا ہے تاکہ اُن کی دیانت اور نقل اقوال و عبارت میں امانت اہل انصاف پر ظاہر ہو جائے واضح ہو کہ کتاب مناقب مرتضوی مطبوعہ مطبع ممتاز المطابع دہلی کے صفحہ ۳۰ سطر ۲ پر یہ عبارت لکھی ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس جس کے حاصل معنی یہ لکھے ہیں کہ اے رسول ہمارے پہنچادے اُس چیز کو کہ بھیجی ہے طرف تیری رب تیرے نے اور اگر نہ کریگا تو یعنی نہ پہنچائیگا تو نہیں پہنچایا تو نے رسالت کو اُسکی اور اللہ نگاہ رکھے گا تجکو شر سے آدمیوں کے

اب اہل انصاف مرزا صاحب کے منھ میں گھی اور شکر ٹھونسیں کہ جناب کہاں یہ لفظ مجردہ
سامی کہ خدا کو غصہ آیا اور سخت عتاب نازل ہوا اور دوبارہ حضرت سے کہلا کے بھیجا کہ یا تو
علی کو خلیفہ کرو ورنہ تیرا نام بھی پیغمبروں کی فہرست سے کاٹ دیتا ہوں اور کہاں ترجمۂ
مذکورۂ بالا ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا صاحب مناقب مرتضوی نے آیت کے
ترجمہ میں کوئی تصرف اپنی جانب سے نہیں کیا جس ادنیٰ عربی داں سے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر
مسلم اگر کہا جائے کہ اسکا ترجمہ کر دیجئے تو یقیناً ایسا ہی کرے گا کہ جیسا ناظرین کی نگاہ سے
گذرا لطف یہ ہے کہ جناب حیرت بھی باایں عربی دانی ایک لفظ کم و بیش نہ لکھ سکے تعجب کہ
مرزا صاحب کو بیچارے مولف مناقب مرتضوی پر بیجا اور خلاف واقعہ الزام لگانے سے
خلاف نویسی سے جو شرم آیا کرتی ہے وہ بھی نہ آئے جھوٹ بولنے والے کے واسطے خدا
نے جو قرآن میں انعام تجویز فرمایا ہے خلاف نفس الامر عبارت نقل کرنے سے جناب حیرت ضرور
اُس کے مستحق ہوں گے ناظرین واللہ نعم باللہ اس نئی روشنی کے محقق نے وہ اندھیر پھیلایا
ہے کہ شاہ صاحب کو بھی بالائے طاق نسیاں رکھدیا۔

غالباً اس خلاف نویسی سے مرزا صاحب نے یہ قیاس پیدا کیا ہوگا کہ خلایق سمجھ جائے گی
کہ ہرگاہ رسول صلعم کو حضرت علیؑ کی امامت سے اکراہ و انکار تھا تو ضرور گوشۂ خاطر ابوبکرؓ کی
جانب ہوگا قبل ازیں کہ میں حالات متعلق بہ آیہ یا ایہا الرسول لکھوں یہ بات بیان کرنا
چاہتا ہوں کہ آنحضرتؐ کا خیال در باب خلافت حضرت ابوبکرؓ کے لئے کس حد تک تھا سو
اسکی صورت یہ ہے کہ قاضی بدر الدین شبلی نے کتاب آکام المرجان میں اور امام احمد بن
حنبل نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سفر میں ابن مسعودؓ صحابی
نے دریافت کیا کہ آج حضور بیتابانہ کیوں کروٹیں بدل رہے ہیں بجواب حضرتؐ نے فرمایا
کہ مرگ قریب پہنچ گیا مجھکو اپنی امت کے مآل کا خیال ہے کہ بعد ہمارے کیا حالت ان لوگوں
کی ہوگی ابن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ پھر ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کر دیجئے یہ سنکر حضرتؐ

منھ پھرا لیا میں نے خیال کیا کہ میرا معروضہ موافق طبیعت نہوا عمر کا نام لیا اُسپر بھی حضرت
کی یہی صورت ہوئی میں سمجھا کہ یہ تیر بھی چوک گیا بدرجہ آخر علی کا نام پیش کیا کہ ان کو
خلیفہ کر دیجئے بجواب حضرت نے فرمایا کہ قسم اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں علی مراد
ان کے ہے اگر تم اُس کے ہاتھ پر بیعت کر کے سرگرم اطاعت ہو گے تو تمکو سیدھا بہشت کے
اندر داخل کرے گا - عبارت آکام المرجان متعلق بہ مضمون بالا یہ ہے قلت لا تستخلف ابا بکر
فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ لا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت
انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ لا تستخلف علیا قال ذالک والذی لا الہ غیرہ
لو بایعتموہ و اطعتموہ ادخلکم الجنۃ - مسند احمد بن حنبل میں بعینہ یہی عبارت ہے
صرف بجائے فاعرض فسکت لکھا ہے لفظ اول کے یہ معنی ہیں کہ منھ پھرا لیا اور دوم کے ساکت ہونا
نتیجہ جس مطلب دونوں لفظوں کا ایک ہے شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل و خطب خوارزم
نے کتاب مناقب میں بھی مضمون صدر کو لکھا ہے شاید جناب حیرت کو کتب محولہ کی تلاش میں
دقت واقع ہو لہٰذا تحفہ کے صفحہ (۳۱۷) کو ملاحظہ فرمائیں شاہ صاحب بحوالہ مشکوٰۃ شریف
لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر بعد ہمارے تم لوگوں نے علی کو خلیفہ مقرر کیا تو
سیدھا بہشت کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کریگا مگر مجھکو امید نہیں کہ تم اُنکو اپنا حاکم تسلیم کرو برود
روایات متذکرہ بالا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت کی تا باب جنت رسائی حضرت امیر کی خلافت کے
اقرار پر منحصر تھی پس جبکہ لوگوں نے اُن کی خلافت سے انکار کر کے ایسے اشخاص کا دامن پکڑا
جن کی خلافت کا ذکر ابن مسعود سے سنکر حضرت نے منھ پھرا لیا تو معلوم ہوا کہ اوس زمانہ کے اکثر
بہشت کے کچھ زیادہ شوق سے طلبگار نہ تھے بلکہ وہ اُن لوگوں کو پیشوا بنانے والے تھے
جن کے نام سے کراہت کر کے رسول مقبول نے رو گردانی فرمائی جناب حیرت خود انصاف فرمائیں
لنظر بواقعات صدر نبی صلعم کو امامت علی سے انکار تھا یا کہ خلافت ابوبکر سے روضۃ الاحباب
کی جلد دوم میں لکھا ہے کہ ام المومنین ام سلمہ نے بروقت خروج عائشہ سے بطور نصیحت کہا کہ

افسوس ہے تو علی سے لڑنے جاتی ہے حالانکہ رسولؐ نے فرمایا ہے علیؑ خلیفتی عدیکم فی حیاتی ومماتی فمن عصٰہ فقد عصانی یعنی علی میری زندگی و وفات میں تمہارے اوپر خلیفہ ہے جو اُسکی نافرمانی کرے گا گویا اُسنے میرے ساتھ بغاوت کی افسوس ہے کہ صدیقہ بنیاں اپنے ہم رتبہ کے بھانے سے بھی نہ سمجھیں اور میدان جنگ میں داد مردانگی دینے کے لئے کمر بند کس کر کود پڑیں ۔ کیوں مرزا صاحب جناب اب بھی اب انکار پر اصرار کرکے یہی کہے جائیں گے کہ نبی کو علی کی خلافت سے گراں خاطری تھی حقیر مرزا صاحب کو یہ بھی دکھلائے دیتا ہے کہ حضرت علی بھی بجائے خود یہ یقین رکھتے تھے کہ نبی صاحب میری خلافت سے اکراہ کرتے ہیں بلکہ اُن کے اعتقاد میں یہ ہی بات داخل تھی کہ آنحضرت کا منشاء سوائے میرے کسی دوسرے کی خلافت کے لئے نہیں ہے ۔ بخاری شریف کی جلد ششم کے صفحہ (۳۷۵) پر بذیل ذکر علالت آنحضرت درج ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیرؑ سے تحریک کی کہ چلو حضرتؐ سے دریافت کرلیں کہ بعد آپ کے خلیفہ کون ہوگا بجواب حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ سوائے میرے رسول پاک کسی کے لئے نہ فرمائیں گے ۔ مگر اصحاب مجکو تخت خلافت کے پاس نہ آنے دیں گے یہ بھی ذہن نشین فرما لینا چاہئے کہ نبی اور خود جناب مرتضوی کو اسبات کا یقین کیوں تھا کہ لوگ حضرت امیرؑ کی خلافت پر مجتمع نہوں گے اُسکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی طبائع میں عداوت جناب امیرؑ مثل بخارات تنور بھری ہوئی تھی شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ نے رسول پاک کو روتے ہوئے دیکھا ۔ دریافت کیا کہ حضور کیوں گریہ فرماتے ہیں جواب ملا کہ یہ رونا صرف تمہاری بیکسی پر ہے اس لئے کہ تمہاری جانب سے خلایق کی طبیعت میں فتنہ و فساد بھرا ہوا ہے جب تک میں زندہ ہوں یہ لوگ کچھ نہیں کہہ سکتے بعد میرے وہ کریں گے جسکا کرنا مسلمانوں کو زیبا نہیں عبارت غنیۃ الطالبین یہ ہے [اخرج ابو یعلے عن علی قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغاین فی صدور اقوام لایبدونہا لک من بعدی] میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے اس خیال باطل سے کہ نبی کو امامت علی سے انکار تھا بازگشت کرکے مزید سہو اعتقاد

فرمائیں گے کہ درحقیقت وہ علیؑ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے یا بنا دیا تھا۔ مگر ابوبکر کی نسبت ایسا خیال نہ تھا بلکہ ابن مسعود اُن کا نام سنکر ایسے کبیدہ خاطر ہوئے کہ منھ پھرا لیا چونکہ مرزا صاحب نے آیۂ یا ایہا الرسول بلغ کو بحث خلافت میں مذاقاً پیش کیا ہے لہٰذا عام لوگوں کی واقفیت کے لئے کتب اہل سنت سے آیہ موصوفہ کے متعلق کچھ حالات لکھتا ہوں شاید مرزا حیرت اُن کو دیکھکر اپنی ناواقفیت سے محجوب ہو کر برسر راستی ہو جائیں چند معززین علمائے اہل سنت نے لکھا ہے کہ جناب احدیت نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کو مطلع فرمایا کہ آپ کا زمانہ حیات بہت کم باقی رہ گیا ہے مناسب ہے کہ ہمارے عبد خاص علیؑ کے ولایت کا اعلان کردو۔ چونکہ صحابہ میں منافق بکثرت تھے نظر برآں آنحضرت نے اُن کی جہالت و شرارت سے احتیاط کی کہ مبادا منافقین مجکو جھٹلائیں اور سرتابی کرکے فتنہ و فساد برپا کریں آپ نے درگاہ جناب احدیت میں عرض کیا کہ اے دافع البلیات و کاشف کربات میں اپنی تنہائی پر افسوس کرتا ہوں خوف ہے کہ میرے بعض ہمراہی جوش حسد و شدت تعصب سے درپئے تکذیب ہو جائیں گے ارشاد ہوا مطمئن ہوکر اعلان ولایت کیا جائے گا۔ آنحضرت حکم خدا کی بجا آوری ملحوظ خاطر رکھکر موقع کے منتظر تھے اس عرصہ میں حج کا زمانہ قریب پہنچ گیا۔ چونکہ بہ تعلیم حضرت احدیت جناب کو معلوم تھا کہ سال آئندہ ہم شریک نہوں گے یہ حج آخر ہے لہٰذا آپ نے تمام عرب میں منادی کرادی کہ امسال سب اہل اسلام ہمارے ساتھ حج بیت اللہ میں شریک ہوں چنانچہ اس سال طواف کعبہ کے لئے مسلمانوں کا اتنا مجمع ہوا کہ ایک لاکھ سے بڑھ گیا حضرت امیر کی ولایت کا حکم تو آ ہی چکا تھا اس موقع پر حضور نے بحکم الکنایۃ ابلغ من التصریح باشارۂ صاف و روشن اس کا اعلان بایں عنوان کیا کہ روز عرفہ ناقۂ قصوی پر جلوہ گر ہوکر ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس ہماری وفات کا زمانہ قریب پہنچا یقین ہے کہ پیک رب العالمین آئے اور میں بشوق لقائے آمرزگار لبیک کہوں اپنی وفات کے بعد تمہاری ہدایت کے لئے دو چیزیں عظیم القدر کہ ایک دوسرے سے بالاتر ہے چھوڑتا ہوں اور وہ دونوں باہم ایسے پیوستہ ہیں کہ تا حوض کوثر

لے چلے میرے پاس پہنچیں گے اگر تم اُن کا اتباع کروگے تو گمراہی میں نہ پڑوگے بہ تصدیق
عبارت بالا صحاح اہل سنت سے چند شواہد پیش کرتا ہوں۔ صحیح ترمذی میں لکھا ہے قال جابر
رأیت رسول اللہ صلعم فی حج یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول
ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی و اھلبیتی
ہر چند کہ ان جامع الفاظ میں رسول پاک پورے طور پر اپنی آل اطیب کا جن کے راس و رئیس حضرت
امیر ہیں حاکم و رہنمائے امت ہونا ظاہر فرما چکے تھے لیکن علم خفی و جلی حضرت علم ازلی کو اس سے بھی
زیادہ توضیح مناسب معلوم ہوئی جبکہ حضور حج سے فارغ ہوکر غدیر خم میں پہنچے تو بروایت
ابن مردویہ بہ کتاب مناقب جس کو اُنے اسناد صحیح سے لکھا ہے آیہ یا ایہا الرسول نازل ہوئی
عبارت یہ ہے عن ابن عباس قال لما امر اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوم
بعلی فیقول لہ ما قال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا رب ان قومی حدیثو عہد بالجاھلیۃ
ثم مضی بحجتہ فلما اقبل راجعا نزل بغدیر خم انزل اللہ علیہ یا ایھا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک الی آخرہ خلاصہ یہ کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول صلعم عداوت علی
سوجہ سے تامل فرماتے تھے کہ قوم جاہل تھی مگر جبکہ حج سے لوٹ کر غدیر خم میں پہنچے تو یہ تاکیدی
حکم نازل ہوا تفسیر در منثور میں اس سے کچھ بڑھا ہوا مضمون ہے اسکو بھی ہدیۂ ناظرین
کیا جاتا ہے اخرج ابو الشیخ عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعثنی
برسالۃ فضقت بہ ذرعا وعرفت ان الناس مکذبی فوعدنی لابلغن او لیعذبنی فانزلت یا ایھا
الرسول بلغ قال رسول اللہ یا رب انما انا واحد کیف اصنع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم
تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اس عبارت کا بھی نتیجہ یہی ہے کہ آنحضرت بوجہ اپنی تنہائی اور ہمراہیوں
کی جہالت کے اشتہار ولایت سے یقین بلوہ فرماکر خوف کرتے تھے جبکہ خدا نے تاکیدی آیت بھیجکر
اطمینان دلایا کہ آپ بیدھڑک ہوکر ہمارے اوس حکم کو جو قبل ازیں نازل ہوا ہے امت تک
پہنچادیں آدمیوں کی شرارت سے ہم آپ کے بچانے والے ہیں مرزا صاحب مؤلف مناقب مرتضوی

برگستاخانہ الفاظ کا الزام لگاتے تھے اپنے عالم بلکہ مفسر کی تحریر بالا میں یہ فقرہ پڑھیں
توعد ربی لا یعذبنی او لیعذبنی یعنی رسولؐ نے فرمایا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ اگر یہ حکم نہ پہنچا
تو میں تجکو معذب کروں گا یقین کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے محدث ومفسر کی تفسیر دیکھ کر جو الزام
کہ مناقب مرتضوی کے مولف پر کیا ہے سخت ندامت کش ہوں گے بالجملہ آیہ یا ایہا الرسول کے معنی
سے بلا وہم وارتیاب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ رسالت مآب ضرور قبل از معاملۂ غدیر کسی خاص
امر کی تبلیغ پر مامور کیے گئے تھے مگر بخوف مفسدہ لوگوں کے ناقص الایمان ہونے سے باز رہے جبکہ
دوسرا حکم بوعید شدید نازل ہوا تب آپ نے تائید الہی پر بھروسہ کرکے نہایت اطمینان و استقلال
سے بیخوف وخطر ہوکر اسکا اعلان کر دیا افسوس ہے کہ حضرت حیرت نے مناقب مرتضوی کے مولف
پر بالکل جھوٹا الزام لگا کر فرد کاذبین میں اپنا نام لکھایا کاش وہ پہلے اپنے کتب خانہ کی سیر کرکے
آگاہی بہم پہنچا لیتے تو ہمارے کلام کی دار وگیر میں نہ پھنستے میں حضرت حیرت اور اُن کے دوستوں
سے پوچھتا ہوں درحالیکہ حسب مفاد آیہ یا ایہا الرسول آنحضرت کسی حکم کے ابلاغ پر مامور ہوئے
تھے اور بخوف جہالت صحابہ مشتہر نہ کر سکتے تھے تو وہ کیا حکم تھا اور اسکے بیان کرنے میں
اصحاب سے کیوں مظنہ فساد تھا اور وہ حکم امت کو پہنچایا گیا یا نہیں مذہبی معاملات میں دھوکہ
بازی وغلط نویسی سے کام نہیں چل سکتا اور پھر اس گروہ کے سامنے جس نے بقول مرزا صاحب
تیرہ سو برس کے پردہ لوگوں کی نظر سے اُٹھا دیے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطرہ صفحہ ا تا سطر ا ایک صفحہ (۱۲)

"**حضرت صدیق کی خلافت** ابتداء سے شیعی علماء کی یہ رائے ہے کہ حضرت صدیق کی خلافت میں اجماع
نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ سنیوں کی معتبر کتابوں صحیحین کو پیش کرتے ہیں جنمیں لکھا ہے کہ حضرت علی نے
ہرگز بیعت نہیں کی تھی۔ چھ مہینے کے بعد جب بی بی فاطمہ خاتون محشر کی وفات ہوگئی اور آپ کا
پشت پناہ کوئی نہ رہا تو ناچار آپ نے بیعت کر لی سوائے جبر اجماع کے اور کوئی صورت اس کے
ثبوت کی نہیں ہے کہ حضرت علیؑ نے بیعت نہیں کی۔ عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ بیعت بعد

بعد میں ہوئی لیکن یہ بات بالکل غلط ہے جس کو ہم آگے ثابت کریں گے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

شیعہ کی قدیماً و جدیداً یہی رائے رہی ہے کہ ابو بکر صاحب کی خلافت پر اجماع اہل حل و عقد نہیں ہوا ویسے ہی چند گنواروں اور نا مسلمانوں نے جو کہ اہلبیت نبوی سے عداوت رکھتے تھے باتفاق یکدیگر اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی سعد عبادہ سردار انصار کو ہمیشہ اطاعت ابوبکر سے انکار رہا بنی ہاشم سے کوئی شریک نہوا اہلبیت نبوی مدام مخالف رہے ابوذر مقداد عمار یاسر وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ بذیل اہلبیت رہ کر منکر خلافت ہوئے اندریں صورت کون عقل کا دشمن کہہ سکتا ہے کہ ابوبکر کی خلافت پر اجماع مومنین ہو گیا تھا سب سے زیادہ اُن کے دوست اور باعث استحکام بنیاد خلافت جناب عمر ہیں اون کی شہادت ادہر گذر چکی کہ خلافت ابوبکر کو بلا مشورہ اہل حل و عقد ایک امر ناگہانی باعث شورش و فساد بتلاتے تھے اور مثل اُن کے بیعت لینے میں جسارت کرنے والے کو واجب القتل تجویز فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب آج تک اجماع کے معنی ہی نہیں سمجھے دیکھئے ہم بتلاتے ہیں اجماع اسکو کہتے ہیں کہ ابرار و اخیار امت کسی شخص کو قابل حکومت سمجھکر اپنے اوپر حاکم تجویز کرلیویں اسکی یہ صورت ہوتی کہ نبی کے کفن و دفن سے فراغت پاکر اصحاب موجودہ مدینہ منورہ و اہلبیت رسول ایک جگہ مسجد نبوی یا کسی دوسرے معزز مقام پر جمع ہو کے باخود ما فکر کرتے کہ نبی صلعم تو وفا پاگئے اب ہم میں سے کوئی ایسا شخص تجویز ہونا چاہئے کہ جو مثل رسول صلعم اسلامی دنیا کا انتظام کرے شریعت کا پورا واقف اور اسکا عامل ہو علم و فضل و فصاحت کلام میں سرآمد معاصرین ہو تمام علماء یہود و نصاریٰ و دہریہ وغیرہا پر عند المباحثہ حقیقت اسلام ثابت کرسکے شجاعت و بہادری میں یگانۂ زمانہ ہو اجرائے حدود الٰہی و نفاذ احکام شریعت میں کسی سے رجوع نہ کرے زہد و اتقا و پرہیزگاری میں اپنا مثل نہ رکھتا ہو حمایت دین و نصرت اسلام اسکا فرض منصبی ہو سرکشان عرب کو تہ تیغ کرکے کفر کی

بیعتوں کو اُس نے اجاڑا ہوا اس عنوان کے ساتھ اگر کوئی شخص منتخب کیا جاتا تو اس کو اجماعی خلیفہ کہنا کسی طرح بیجا نہ تھا اہل بیت و دیگر شرفاء مہاجرین و انصار و اہل حل و عقد کے انتخاب سے جو خلیفہ ہوتا اُس کی اطاعت سے انکار کرنا کفر تھا حضرت ابوبکر کی خلافت ایک بدمعاش خانہ (سقیفہ) میں بقول عمر ناگہانی طور پر بلا موجودگی اہلبیت و معززین صحابہ و صاحبان حل و عقد بہ مخالفت گروہ انصار وقوع پذیر ہوئی ایسی خلافت نے سردیا کو جس کی حقیقت عمر کی نظر میں بھی نہ تھی کون آنکھوں کا اندھا اور عقل کا دشمن اجماعی بتلاسکتا ہے جناب حیرت نے چونکہ بہت کچھ سرد و گرم دیکھا ہے اور نئی روشنی کا پورا عکس انپر پڑا ہے لہذا ان سے بلکلف چند باتیں پوچھتا ہوں۔ اول اجماع کے لئے جو عنوان حقیر نے تجویز کیا ہے وہ بجا ہے یا بیجا۔

دوم بصورت بجا ہونے کے ابوبکر کے لئے ایسا ہی اجماع ہوا

سوم اگر جناب حیرت فرضاً اُسوقت موجود ہوتے تو بروقت انعقاد مجلس اجماع کس شخص کو ان صفات ضروریہ کا حامل تبلاتے درباب بیعت مرتضوی جبکہ خود مرزا صاحب اقرار کرتے ہیں کہ شیعہ عدم وقوع بیعت پر صحاح اہل سنت سے سند لاتے ہیں تو اس میں شیعہ کو کیا ضرر رہے اُن کے ذمہ اپنے دعوے کا کتب مخالفین سے ثابت کردینا تھا جسکو بہ تسلیم حضرت حیرت کرچکے مرزا صاحب ایک اشتہار ہندوستان میں جاری کردیویں کہ ہماری کتابوں سے جو جو معاملات شیعہ نے اپنے مفید مطلب پیش کئے ہیں وہ چونکہ ہمارے ذہن و اعتقاد کے خلاف ہیں لہذا قابل وثوق نہیں۔ صاحب منتہی الکلام بھی صحیحین کے (۲۰) حدیثوں کو جو کہ بحق شیعہ نافع تھیں بے فرما قرار دے چکے ہیں الحمد للہ سنی بمقابلہ شیعہ بجز اسکے عاجز ہوئے کہ اپنے کتب خانہ سے بدیقین ہوگئے شیعہ اگر اپنی جانب سے حضرت امیر کی بیعت کا انکار کرتے تو حضرت اُن روایات پر جرح و قدح کرسکتے تھے۔ تعجب ہے کہ بجوش عداوت مرتضوی اپنی صحاح کو اقتدار کے اونچے مینارے گراکر ذلت و خواری ہونے اعتبار کے گہرے گڑھے میں ڈالتے ہیں حضرات اہل سنت کے یہ عجب نکم

ہاتھ آیا ہے کہ بر وقت دار و گیر شیعہ فوراً اپنی کتابوں کو بے اعتبار تبلا دیتے ہیں۔ شیخ حبیب احمد
سہارنپوری کے شیعہ ہونے پر تیس سوال حل طلب سنیوں کے سامنے پیش کئے گئے ہر سوال کے محاذی
بطور فہرست یہ دکھلایا گیا کہ فلاں فلاں کتب میں یہ مضمون ہے مولوی محمد احسن امروہوی نے
اُس کے جواب میں مسمی بہ جواب باصواب اشتہار نکالا قصداً کتابوں کا جنمیں صحیحین بھی داخل ہیں
غیر معتبر ہونا ظاہر کر کے یہ بھی لکھدیا کہ شیعہ نے ہماری کتب میں اپنے مفید مطلب الفاظ درج
کر دئے ہیں اہل عقل غور فرمائیں کہ رد اُن فضائح صحابہ و خصوصاً شیخین کا ثبوت ہم کہاں سے
لائیں اپنی کتابیں پیش کریں تو یہ جواب ملتا ہے کہ خلاف مذہب یا تیرا ئمہ سے غلط طور پر منسوب
کر دیں ہیں اُن کے کتب خانہ کا حوالہ دیں تو کہدیتے ہیں کہ شیعہ نے موقع پاکر ایسا بنادیا
ہے بقول مرزا حیرت ہماری کتابوں میں بھی تو ابو بکر وعمر کی تعریف سے دفتر کے دفتر سیاہ ہو
رہے ہیں۔ پھر ہم تو کہیں بھی سورو کر یہ جھنگنا نہیں جھنگتے پھرتے کہ سنیوں نے غلبہ و تسلط
سے ہمارے کتب خانہ میں چالاکی سے یہ کارروائی کی ہے تعجب ہے کہ قلیل الجماعت فرقہ
(شیعہ) اپنے بڑے گروہ کے کتب کو ایسا خراب کر دے کہ وہ کوڑی کا بنا کر چھوڑے دوز تنا
ٹڑی دل ایسا شکستہ قلم ہو کہ کچھ نہ کر سکے میں یقین کرتا ہوں کہ دانشمندان اہل سنت مرزا
حیرت اور تمام اُن لوگوں کو جنھوں نے بعذر روایات احاد یا دیگر وجوہ سے اپنی مذہبی
کتب کو بے اعتبار تبلایا ہے کبھی اچھی نگاہ سے نہ دیکھیں گے۔ یہ بات اوپر طے ہو چکی ہے کہ جب
اندراج صحاح ستہ حضرت امیرؑ اور کسی بنی ہاشم نے تاحیات سیدہ ابو بکر سے بیعت نہیں کی
بعد وفات جناب فاطمہؑ جب لوگوں نے حضرت امیرؑ کے احترام میں کوتاہی کی اور انحراف
وجوہ (منہ پھیرا لینا) کیا تو آپ نے مضطر ہو کر ابو بکر سے تخلیہ میں بعد شکوہ و شکایت صلح یا بیعت
کر لی مرزا صاحب اپنی صحاح کی روایات کو جو کہ اسبات میں وارد ہوئی ہیں از قسم احاد
قرار دے کر پایۂ ثبوت سے گرا دتے ہیں اُن کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امیرؑ نے فوراً بیعت کر لی
تھی لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں کچھ عقل سے کام لیکر پوری حقیقت دکھلا دیجائے

تاکہ حق طلب لوگوں کو ہدایت حاصل ہو کر چاہِ ضلالت سے ان کو نکال لیوے واضح ہو کہ
بیعت کے اصلی معنی اصطلاح اسلام میں یہ ہیں کہ زید بکر کو حاکم امر دین کر کے اسکے احکام کی
بجا آوری کو مفاد و اتخت سمجھے ہر طرح سے اسکا مطیع و فرمان بردار ہو کر اسکے ہاتھ پر بیع ہو جائے
بیعت کنندہ رعیت اور گیرندہ بادشاہ ہو۔ اگر اہل سنت حضرت امیر کو ایسا بیعت کرنے والا
جانتے ہیں جس کی تعریف اوپر کی گئی ہے تو ابوبکر و علی و خدا و رسولؐ سب بیکار محض ہوئے
جاتے ہیں اور اسلام لاشے اور ایک فرضی بات قرار پاتا ہے بعضہا حیرت خصوصاً اور جمیع اہل سنت
عموماً اس موقع کو بنظر غائر دیکھیں انشاء اللہ یہ ہی چند سطور اہل بصیرت کو صراط مستقیم دکھلا کر
بہشت کے دروازہ پر پہنچا دیں گے اور بعضیہ کے لئے اہل سنت کے ہاتھ سے کتب مناظرہ بیکدفعہ
جنہوں ان کر دیں گے و ہو ہذا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ کے صفحہ ۱۳۹ پر باب
چہارم میں یہ عبارت لکھتے ہیں باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی ثابت ست کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم فرمود انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم
عن الآخر کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی حاصل حدیث یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دنیا سے جاتا ہوں اپنی جگہ دو بھاری چیزیں تمہاری ہدایت کے
لئے چھوڑتا ہوں اگر انکی اطاعت کرو گے تو ہرگز ہرگز صحرائے غوایت و ضلالت کی سیر نہ کرو گے
انکی چھوڑی ہوئی چیزوں میں ایک کلام اللہ ہے اور دوسرے میری عترت۔

شاہ صاحب موصوف نتیجہ حدیث یہ نکالتے ہیں دریں معلوم شد کہ در معتقدات دینی و احکام
شرعی ما را پیغمبر حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالف این ہر دو باشد
در امور شرعیہ عقیدةً وعملاً باطل و نا معتبر ست و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج
از دین ست۔ یہ حدیث عام مسلمانوں کو بطور نصیحت و وصیت اس طرح سنائی گئی تھی کہ رسول
مقبول زینت منبر تھے جمیع مہاجر و انصار و شیوخ ثلاثہ و دیگر اسلام سر بزانوئے ادب
زیر منبر بیٹھے ہوئے تھے ثقلین کے ترک میں آنحضرت کے بظاہر دو مطلب نمایاں ہوتے ہیں

ثقل اول کلام اللہ مسلمانوں اور جمیع حاضرین جلسۂ وعظ کو چاہئے کہ اس کی تلاوت کریں
و امر و نواہی مندرجہ قرآن کی تعمیل بطرز واجب کرتے رہیں تعظیم و احترام میں دقیقہ از دقائق
فروگذاشت نکریں۔ ثقل ثانی عترت۔ جو معنی قرآن کے وہ بتلائیں اُن کو مِن حسب منشاء خدا
و رسول مسلمان اعتقاد کریں اُن کے جملہ احکام واجب العمل سمجھیں سب امت اُن کا اقتدا کرے
انکو چھوڑ کر اُن کے کسی مخالف کی پیروی نہ کرے اُن کا عز و احترام مثل قرآن کرتے رہیں
انکی مخالفت کو عین خدا و رسول کی نافرمانی سمجھیں اصول و فروع میں بمخالفت عترت کسی دوسرے
کے کہنے پر عامل ہوں انکو سردار اور اپنے آپ کو تابعدار تصور کریں حدیث سفینہ مثل
اہل بیتی کمثل سفینۃ النوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق وھلک بھی اسی پر دلالت
کرتی ہے کہ امت اہلبیت کی مطیع و منقاد ہو کر احکام شرع اُن سے سیکھے آیہ وافی ہدایہ قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربے کا بھی یہی مطلب ہے کہ مومنین آنحضرت کی عترت سے محبت و مودت کریں
لفظ محبت ایسا جامع ہے کہ تمام قسم کی اطاعتوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے محب کے لئے مطیع ہونا
لازمی ہے بعد گذارش حالات صدر حقیر بہت ادب کے ساتھ اہل سنت کی خدمت میں عرض
کرتا ہے کہ جناب ابوبکر کو حضرت امیر کی بیعت کرنی چاہئے تھی یا حضرت امیر کو جناب ابوبکر کی
چونکہ باجماع سنی و شیعہ حضرت ابوبکر نے جناب امیر سے بیعت طلب کی تھی لنظر براں حقیر عرض
کرتا ہے کہ ابوبکر نے حضرت علیؑ سے بیعت طلبی میں اتباع حدیث ثقلین کیا یا نہیں۔ اگر کہا جائے
کہ کیا تو میں پوچھتا ہوں کہ شاہ صاحب کے اس فقرہ پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی
و احکام شرعی مارا پیغمبر حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودہ کے یہی معنی ہیں کہ جس کے حوالہ
نبی نے ابوبکر کو کیا تھا وہ اُن کا مقدمات دین میں حاکم بنجائے اور اُن کو محکوم بنائے میں پوچھتا
ہوں قرآن ابوبکر کا حاکم تھا یا محکوم ایسے ہی ثقل ثانی یعنی اہلبیت ہیں۔ شاہ صاحب اس
حدیث ثقلین کے متعلق دوسرا فقرہ یہ کہتے ہیں پس مذہبے کہ مخالف ایں ہر دو باشد در امور
شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نا معتبر است و ہر کہ انکار ایں دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین

جبکہ ابوبکر نے حضرت علیؑ سے بزعم عوام الناس بیعت لیکر اپنا تابعدار بنایا تو عترت مذہب ابوبکر پر تھی یا کہ ابوبکر مذہب عترت پر عقلاً اطاع مطیع کے مذہب پر نہیں ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر ایسے مذہب پر تھے جو کہ بقول شاہ صاحب عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر او اسوجہ سے وہ گمراہ اور خارج از دین ہو گئے تھے یہ ایسا بھاری اعتراض ہے کہ اگر تمام دنیا کے اہل سنت جمع ہو کر جواب دیں گے تو ابوبکر کی اخذ بیعت میں نہ تصویب کر سکیں گے او نہ اُن کا مذہب صحیح پر قایم رہنا ثابت فرما سکیں گے اب میں دوسرا پہلو اختیار کرتا ہوں اگر کہا جائے کہ علیؑ نے ابوبکر میں کچھ ایسی خوبیاں دیکھیں کہ خواہ مخواہ بطیب خاطر بیعت کرنے پر آمادہ ہو گئے اس سے لازم آیا کہ انہیں یہ قابلیت نہ تھی کہ امام امت بنکر مسلمانوں کو ہدایت کریں یا انکو سرحا راستہ کریں اور وہ ذاتی قابلیت سے ادنی رعایا میں داخل ہو جائیں رسول مقبول پر بڑا الزام لگ سکتا ہے کہ انھوں نے ہدایت امت کے لئے ایسے شخص کو کیوں معین کیا جس میں مادہ نہ تھا عترت کو قرآن کے ساتھ وابستہ کرنا جبکہ وہ لیاقت امامت نہ رکھتے تھے آنحضرت کی رکاکت عقل پر دلالت کر سکتا ہے اسیطرح خدا پر الزام عید ا ہوتا ہے کہ اُسنے خلقت کی ہدایت کے لئے ایسا نبی تعیین کیا جو کہ بعد اپنے رہبری امت کے لئے انتخاب کرنے میں غلطی اٹھا گیا اور ایسے شخص کے حوالہ امت کو کیا جس میں سرداری کرنے کا مادہ نہ تھا معلوم ہوا کہ خدا بھی چنداں کامل العقل نہیں میں بہت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تحریر حقیر کو دیکھکر انشاء اللہ اب کوئی سنی یہ نہ کہہ سکیگا کہ حضرت امیر نے رغبت سے ابوبکر کی بیعت کی تھی اور اُنکو حقیقتاً امام جائز الاطاعت سمجھا تھا جناب حیرت اسبات کے مدعی ہیں کہ حضرت امیر نے بعوز تمکن ابوبکر بہ تحت خلافت بیعت کر لی تھی تحریر صدر پر غور کر کے دیکھیں کہ اول و آخر کی بیعت دونوں نمارد ہیں افسوس ہے کہ جناب حیرت نے درباب بیعت مرتضوی غور نہیں کیا اور نہ کتابوں میں دیکھا کاش کسی کتب خانہ میں جا کر سیر کرتے اور پھر کوئی رسالہ لکھتے تو خوب ہوتا مرزا صاحب جو فرماتے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ حضرت علیؑ نے بعد وفات سیدہ بیعت کی بلکہ صحیح یہ ہے کہ اول ہی اول وہ اس سے فراغت پا چکے تھے خدام اہل سنت کہتے ہیں کہ علیؑ سے جہاں تک ممکن ہوا

خلافت ابوبکر کی بربادی میں کوشش کی اور یہی تدابیر کرتے رہے کہ میں خلیفہ ہوجاؤں
اس امر کے ثبوت میں بہت علماء کے اقوال دکھلا سکتا ہوں مگر اس جگہ صرف ایسے دو عالموں کے
قول پیش کرتا ہوں جنکو تمام ہندوستان جانتا ہے اور غایت درجہ معتبر سمجھتا ہے ایک
شاہ ولی اللہ ہیں اور دوسرے اُن کے فرزند رشید شاہ عبدالعزیز صاحب حضرت اول قرۃ العینین
کے صفحہ (۱۹۲) پر لکھتے ہیں و بباید دانست کہ حضرت مرتضیٰ لامحالہ نصیب اوفیٰ داشت از زہد و خوارق
زہدے بسیار صحیح شد و رجحان او بر بسیاری از صحابہ نیز متحقق ست الا بہ نسبت شیخین محل تامل ست
زیرا کہ بے رغبتی بدنیا اعظم الی بے رغبتی ست در خلافت و این معنی در صدیق و فاروق بوجہ
اتم ظاہر شد قال ابوبکر واللہ ما طلبتہا فی لیل والنہار بخلاف مرتضیٰ کہ سعی ہا در طلب
انشاء خلافت و اصرار ان بکار برد نتیجہ کلام ولی اللہ یہ ہوا کہ علی مرتضیٰ کا زہد بہ نسبت دیگر صحابہ کے
بڑھا ہوا تھا اور اسباب میں انھوں نے کافی حصہ پایا تھا مگر بمقابلہ شیخین اُن کے زہد کی کوئی
وقعت نہ تھی کیونکہ ابوبکر کا قول ہے کہ میں نے خلافت کو طلب نہیں کیا نہ دن میں نہ رات میں
لیکن علی ایسے راغب بہ دنیا تھے کہ طلب خلافت میں ہر طرح کی کوششیں عمل میں لائے تھے
اور اپنی خلافت کے استحکام و استقرار میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا سبحان اللہ عجب انصاف ہے
جو لوگ نبی کو بے غسل و کفن چھوڑ کر خلافت کے لیے لوگوں ہنگامہ خانہ (سقیفہ) میں لڑتے بھڑتے
پھریں وہ ازہد و اورع و اتقی کہے جائیں اور علی جنھوں نے گھر کا در بند کر کے گوشہ نشینی
اختیاری فرمائی وہ دنیا طلب کہلائیں شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب دہم میں بجواب طعن
احراق ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر سیدہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر اسوجہ سے گئے تھے کہ اون
کے گھر میں بیٹھ کر لوگ درباب برہم زنی خلافت ابوبکر مشورہ کرتے تھے مولوی خلیل احمد صاحب
ہدایات الرشید کے صفحہ (۱۰۶) پر بخاری کی اس حدیث کا جسکا فقرہ اول یہ ہے ستحرصون علی
الامارۃ یعنی آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ عنقریب تم لوگ ایسی امارت کی حرص و طمع کروگے جو
قیامت میں تمکو ندامت دینے والی ہوگی یہ مطلب بیان فرماتے ہیں علی چونکہ مدام حریص و آزمند

خلافت سے ابد الآباد تک ہیں اہل ندامت کے ساتھ آویں گے صاحبان انصاف خود فکر کریں
کہ جس شخص نے خلاف زہد اس درجہ دنیا طلبی کی کہ انشاد خلافت اور اسکے استمرار کی شان
رنا اہل شرارت و فتنہ و فساد کو گھر میں بٹھا کر خلیفہ اول کی خلافت میں برہمی ڈالنی چاہی۔ جو لیس
حکومت ہو کر افراد ناد میں میں درج ہوا اُسے خلیفہ اول کی پہلے پہل رغبت و طیب نا طر سے
بقول مرزا حیرت کیسے بیعت کر لی تھی دنیا کا کوئی عقلمند اسکو تسلیم نہ کرے گا۔

جواب مرزا حیرت مدد گار شیخ صاحبان از سطر ا صفحہ ۲ تا سطر ۱۳ صفحہ مذکور

جہاں تک اختلافی روایات کو دیکھا جاتا ہے یہ پتہ تو ضرور چلتا ہے کہ حضرت رسالتمآب کا
دلی منشاء حضرت صدیق کو خلیفہ بنانے کا تھا اگرچہ آپ نے خاص مصلحت سے اسکا اظہار نہیں کیا
چنانچہ فاضل باقر مجلسی بحار میں اس بات کو قبول کرتا ہے جیسا کہ اس روایت میں بیان ہوا
یروی الزهری عن عبد الملك بن ابي بكر بن عبد الرحمن عن ابيه عن عبد الله بن
زمعه بن الاسود قال كنت عند رسول الله صلی الله عليه وسلم وهو عليل فدعاه
بلال الى الصلوة فقال لنا مروا من يصلي بالناس قال فخرجت فاذا عمر في الناس
وكان ابوبكر غائبا فقلت قم يا عمر فصل بالناس فقام عمر فلما كبر سمع رسول الله صلی
الله عليه وسلم وصوته وكان مجهرا فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم فاين
ابوبكر يابي الله ذالك والمسلمون فبعث الى ابي بكر فجاءه بعد ان
صلى عمر تلك الصلوة فصلى بالناس طول غلبته حتى مات الخ

عبد اللہ بن زمعہ کا بیان ہے کہ میں شدت مرض کی حالت میں حضرت رسالتمآب کی خدمت
حاضر تھا۔ بلال نے عرض کیا حضور ہیں لوگ منتظر ہیں۔ آپ نے ارشاد کیا کسی سے کہو کہ نماز
پڑھاوے۔ میں باہر نکلا۔ تو پہلے مجھے عمر ہی مل گئے۔ میں نے کہا عمر تم ہی نماز پڑھا دو یہ سنکر
وہ کھڑے ہو گئے جب اُنھوں نے تکبیر کہنی شروع کی جو نکہ آواز بلند تھی رسولخدا نے سن لی
آپ نے ارشاد کیا کہ خداوند تعالی اور مسلمان جب تک ابوبکر زندہ ہے کسی کے پیچھے نماز پڑھنے

رضامند نہیں ہیں۔ فوراً ایک شخص کو بھیجا کہ ابوبکر صدیق کو بلا لائے اس کے بعد
میں یہ حکم ہو گیا کہ مرض کی حالت تک ابوبکر ہی نماز پڑھائے یہاں تک کہ حضور انور کی
وفات ہو گئی۔ باقر مجلسی نے تو بحار میں اس روایت کو نقل کیا ہے مگر ان کے علاوہ اور
شیعی علما نے بھی اس روایت کی صحت کی تصدیق کی ہے۔

جواب بجا جبیں خاکپائے امیر بوستاں

اس کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ بقول مرزا حیرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عین منشا
دلی ہی تھا کہ ابوبکر اُن کے بعد تخت نشین ہوں کیونکہ چند علامتیں کتب اہل سنت میں مرزا صاحب
کے دعوے کی موئد پائی جاتی ہے۔ مثلاً بروایت مشکوٰۃ وغیرہ شل شہدائے اُحد ابوبکر
کے باایمان مرنے پر ادائے شہادت سے باوصف گریۂ ابوبکر آنحضرت کا صفا لقہ فرمانا
تبلیغ آیات برات سے اُنکو معزول کر کے اہل اسلام کی نگاہ میں عزت دینا۔ قریب وفات
اسامہ غلام زادہ کے ماتحت کر کے مدینہ سے جنگ رومیاں کے لیے منازل دور دراز پر
جانے کا حکم دینا کیونکہ مرتے وقت ولیعہد و جانشیں کا نکالنا شاید اُسوقت کے سلاطین کی
سنت تھا ابن مسعود سے انتخاب خلافت کے وقت ابوبکر کا نام سنکر مُنہ پھیر لینا سوائے ماتحتی
کبھی سردار لشکر نہ بنانا واقعۂ خیبر میں اپنے اور خدا کی محبت کا اُن سے نفی کرنا یہ سب باتیں
ایسی پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت بعد اپنے سوائے ابوبکر کسی دوسرے کا خلیفہ ہونا چاہتے
تھے خیال کیا جاتا ہے کہ شاید انہیں معاملات نے مرزا صاحب کو آنحضرت کے منشا کا یقین
دلا دیا ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کی نسبت جو ارشاد ہوا ہے کہ اُنھوں نے بحار میں امامت
ابوبکر کو تسلیم کیا ہے اوس کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بھلا یہ بات کسی احمق
کی بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ ملا محمد باقر خاتم المجتہدین شیعہ اسبات کے قائل ہو جائیں کہ
رسول خدا صلعم نے یہ فرمایا تھا کہ ابوبکر کے زمانہ حیات تک خدا کسی دوسرے کی امامت
سے رضامند نہیں ہے۔ اگر عالم شیعہ اسکا معتقد تھا تو مقلدوں کے اوپر فرض ہو گیا کہ

جناب ابوبکرؓ کی امامت کا یقین کر لیویں کیونکہ اُن سے ہماری ذات کو براہ راست کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہم جس قدر بھی اُن سے جدائی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ محض اس وجہ سے کہ رسول مقبولؐ اُن سے ناراض تھے اور اسلام کی خرابیوں اور اپنی عترت کی بربادی کا سبب اُن لوگوں کو جانتے تھے اصلیت یہ ہے کہ مُلّائے موصوف نے اس جملہ روایات اہل سنت کو بحار میں نقل کیا ہے جو کہ درباب تصفیہ امامت ابوبکرؓ درج صحاح اہل سنت ہوئی ہیں مجلدات بحار سے کتاب الفتن میں روایت پیش کردہ جناب حیرت درج ہے ملا صاحب نے ہر روایت پر قدح کر کے اُن کا غیر صحیح و نا معتبر و ضعیف ہونا ثابت فرمایا ہے تاکہ اہل سنت کی روایات مقدوح و مجروح متصور ہو کر پایۂ اعتبار سے گر جائیں مرزا صاحب نے صرف اس وجہ سے کہ وہ روایت بحار میں لکھی ہے یہ سمجھ لیا کہ فرقۂ شیعہ کی روایت ہے - یہ نہ سمجھے کہ بنظر الزام ایسا کیا گیا ہے اور ایک دوسرے کی روایت کا درج کرنا علمائے فریقین کے دستور میں داخل ہے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب ضرور حقیقت الامر سمجھ گئے ہیں - مگر چونکہ دھوکا دینا مقصود خاطر عاطر تھا - بنا بر آں بمقتضائے طبیعت وقف زبان خامہ کر گئے - ناظرین جناب حیرت کی کچھ چالاکیاں دیکھ چکے ہیں اور بہت آئندہ دیکھنے والے ہیں - تعجب ہے کہ مرزا صاحب نے صرف ایک روایت پر کیوں اکتفا فرمایا - بحار کی کتاب الفتن میں تو اہل سنت کی چند احادیث متعلق بامامت نماز ابوبکرؓ درج ہیں لازم تھا کہ سب کو لکھ دیتے تاکہ سینوں میں مرزا صاحب کی واقفیت کا زیادہ اثر پھیلتا - ماہران فن حدیث جانتے ہیں کہ زہری محدثین اہل سنت سے ہے اور عبداللہ ابن زمعہ راویوں میں داخل ہے اُنہے جو حدیث بیان کی ہے وہ شیعہ کی کیونکر ہو سکتی ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ کی نسبت جو کہا جاتا ہے کہ اُنھوں نے چھ مہینہ بعد بیعت کی یہ غلط ہے اور وہ روایات جو کہ شیعہ صحاح اہل سنت سے اس بارہ میں پیش کرتے ہیں از قسم احاد ہیں بقدرت خدا ہے اُن روایات کے سلسلہ میں زہری صاحب بھی داخل ہیں - ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بخاری و مسلم سے جو حدیث

نقل کی ہے اُسکو دیکھیے قال الرجل الزہری فلم یبایع علی ستۃ اشہر فقال لا واللہ ولا احد من بنی ہاشم حتی بایعہ علی الخ یعنی کسی شخص نے زہری سے پوچھا کہ علیؑ نے چھ ماہ تک ابو بکر کی بیعت نکی اوس نے جواب دیا کہ واللہ جب تک کہ علی زمرۂ مبایعین میں داخل ہوئے تب تک کسی بنی ہاشم نے ابو بکر کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا اسی کے قضیہ کے متعلق ریاض النضرۃ نے زہری سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں اُسنے حضرت امیر کو خطاب عصیان و نافرمانی دیا ہے قدرت خدا سے اُس مضمون کا تعلق بھی اُسی بات سے ہے جسکا انکار مرزا صاحب کرتے ہیں۔ بخیال واقفیت ناظرین عبارت بھی نقل کیے دیتا ہوں عن رجال من المہاجرین فی بیعۃ ابی بکر علی ابن ابی طالب والزبیر فدخلا بیت فاطمۃ ومعہما السلاح فجاءہما عمر بن خطاب فی عصابۃ من المسلمین خلاصہ یہ ہے کہ علیؑ و زبیر دو شخصوں نے بیعت ابو بکر میں نافرمانی کی العجب کل العجب بجرم عدم اطاعت ابی بکر زہری امیر کل امیر کا شمار بذیل عاصیاں کریا اور مرزا صاحب اُسکو روات شیعہ سے بیان فرما کر خود مغالطہ کہا ئیں یا لوگوں کو دہوکہ میں ڈالیں۔ مرزا حیرت نے ہنوز آغوش دایہ سے جدا ہو کر کسی مناظرہ پر بہ حیلہ تاریخ نویسی اجلاس فرمایا لازم تھا کہ دو چار بیچ رسالہ شائع کر کے اعتبار پیدا کرتے پھر جھوٹ طوفان سے خلایق کو گمراہ کرتے حقیر کی تحریر دیکھ کر انشاء اللہ اس جال میں کوئی نہ پھنسے گا حدیث متنازعہ جسکو ملا باقر علیہ الرحمۃ نے بخاری سے نقل کر کے مجروح فرمایا ہے سنن ابن داؤد میں بھی درج ہے دہلی میں چند محدث موجود ہیں مرزا صاحب اُن سے یہ بحث یاد فرمالیں اگر کتب عربی سے پتہ لگانے میں دقت معلوم ہو تو اور ایک کتاب کا نشان دیتا ہوں جس میں حدیث متنازعہ کے قریب قریب مضمون نقل ہوا ہے اُسکو دیکھ لیں مطبع نولکشور میں جو تحفہ شاہ صاحب چھپا ہے اُس کے صفحہ (۲۴۶) پر یہ عبارت ہے سبب در صحیح مسلم موجود است کہ آنجناب عائشہ صدیقہ را در مرض موت فرمود کہ بطلب نزد من پدر و برادر خود را تا من نویسم وصیت نامہ را زیرا کہ می ترسم آرزو کنندہ در گزدر و گوید بہشت و قبول نخواہد کرد خدا و مردم ابا یعان مگر ابو بکر را) تجویز خلافت و امامت درون

یں یہ بھی ایک جواب شامل ہوا ہے کہ خدا سوائے ابوبکر کے دوسرے کو پسند نہیں کرتا اس سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ حدیث پیش کردہ مرزا صاحب اہل سنت کی ہے شاہ صاحب نے مسلم سے جو حدیث
نقل کی ہے اسمیں یہ عجیب نکتہ ہے کہ می ترسم آرزو کنندہ را کہ منم و دیگرے نیست۔ نہ علوم یہ آرزو
کرنیوالا کون شخص تھا جس سے بچے رہتے تھے اور انکو دعویدار خلافت سمجھکر بہ نظرِ قدم بالحفظ
تحریرًا انتظام خلافت کرنا چاہتے تھے۔ غالبًا آنحضرت حضرت علیؑ کے لئے پیش بندی فرماتے ہونگے
کہ ثانی الحال کہیں یہ حضرت علی نبکر سلطنت پر ہاتھ مار بیٹھیں گے تو بعزت بوڑھے سسرے
اور پیارے سالے محروم ہو جائیں گے۔ واقعہ میں بی بی پرستوں کو سسرے سالے سے بے انتہا
محبت ہوا کرتی ہے اگر آنحضرت نے بھی غلبۂ محبت عائشہ سے ایسا چاہا ہو تو نظر برفتار زمانہ کیا
بعید ہے۔ حضرت حیرت نے امامت نماز سے استدلال بخلافت ابی بکر کیا ہے میں اسکی حقیقت دکھلاتا
ہوں کہ اہلیت کیا تھی جناب عائشہ نے آنحضرت کے مرض موت میں شیخ جی سے کہا کہ آپ
جاکر نماز صبح پڑھا دیویں۔ چنانچہ شیخ صاحب تشریف لے گئے اور محراب مسجد میں کھڑے
ہوکر نماز میں جھک گئے۔ مسجد قریب حجرۂ طاہرہ تھی آنحضرت ابوبکر کی آواز سنکر لڑکھڑاتے
ہوئے مسجد کو چلے ابوبکر کو جو حضرت کی آہٹ محسوس ہوئی عقل خانہ سے نکل گئے فرطِ دہشت
سے آواز گلوگیر ہوئی قراءت کرنا بھول گئے۔ حضرت نے ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹا دیا اور خود امام
بنکر نماز پڑھائی چنانچہ اسی بنا پر اہل سنت میں یہ مسئلہ قرار دیا گیا کہ اگر امام بسبب خوف
یا ندامت کے قراءت کرنے سے عاجز و ممنوع ہو جائے تو اسکی نماز فاسد نہیں ہوتی
ایسی حالت میں لازم ہے کہ امامت ترک کر کے خود زمرۂ ماموموں میں داخل ہو جائے مضمون
بالا کی تائید میں درمختار سے جو کہ حنفیہ کی فقہ میں ترتیب پذیر ہوئی ہے عبارت پیش کرتا ہوں
وکذا الجواز ان یستخلف اذا حصر عن قراءۃ قدر المفروض لحدیث ابی بکر الصدیق
رضی اللہ تعالی عنہ فانہ لما احس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم حصر عن القراءۃ فتاخر
تقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حیرت و دیگر اہل سنت کا وہ سب طراق کہ آنحضرت

نے ابوبکر کو عہدۂ جلیلۂ امامت مومنین سے ممتاز فرمایا تھا عبارت مذکورۃ الصدر سے برباد
ہوا اوڑ گیا۔ کیونکہ اگر آنحضرت میں نماز پڑھانے کی بوجہ شدت مرض وضعف ونقاہت طاقت
نہ رہی تھی اور ابوبکر کو انھوں نے اجازہ دے کر مسجد میں بھیجا تھا۔ تو پھر خوف پاکشاں
فضل ابن عباس وغیرہ کے شانوں پر ہاتھ رکھ کے کیوں مسجد میں گئے اور اگر وہاں اُفتاں
وخیزاں پہنچ چکے تھے تو لازم تھا کہ خود جدا گوشہ میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے اور جبکہ ابوبکر
حضرت سے اجازت لیکر زیب دہ محراب مسجد ہوئے تھے تو اُنپر یہ خوف وندامت کیوں
طاری ہوا جس سے آواز گلوگیر ہو گئی اور فرط خجالت سے قراءت بھول گئے اگر درحقیقت حضرت
نے ایسا کیا تو میں کہوں گا کہ انھوں نے دیدہ و دانستہ بزرگ سسرے کی توہین کی حضرت
کو کچھ عادت ہی ہو گئی تھی کہ ابوبکر کو ایک خدمت پر مامور کیا اور پھر فوراً اُس سے معزول کر دیا
تبلیغ سورۂ برات میں بھی یہ صورت پیش آچکی تھی۔ الحاصل نتیجہ یہ ہوا کہ بارگاہ مصطفوی
سے کوئی حکم امامت نفاذ پذیر نہوا تھا ویسے ہی بصلاح وصوابدید عائشہ پیشوا ئے اُمت
بنا جاتا تھا جسکا نتیجہ بجز ندامت وخجالت کچھ نہوا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۱۱ تا سطر ۴ صفحہ ۱۵

"مگر فاضل مجلسی نے اپنی دوسری کتاب حیات القلوب میں اس روایت کو دوسری طرح بیان
کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خیالات میں ملکی معاملات کی وجہ سے کچھ تبدیلی آگئی تھی
یا وہ بیچارہ بھول گیا تھا کہ پہلے میں کیا لکھ آیا ہوں اور اب کیا لکھ رہا ہوں چنانچہ
حیات القلوب میں اس روایت کو یوں بیان کرتا ہے۔ بیماری کے دنوں میں حضور انور
دو ایک روز ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ کے پاس رہے تھے پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے
اور ازواج کو اگا تھا اور حضرت رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کچھ عرض کر کے
حضور انور کو اپنے گھر لے گئی جب حضرت رسالتمآب عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے
تو مرض کی اور زیادہ شدت ہو گئی بلال صبح کی نماز کے لئے آئے اُس وقت حضرت رسالتمآب

عالم غش میں مشغول تھے جب بلال نے نماز کی آواز دی حضرت رسالتمآب بیدار نہیں ہوئے
اتنے میں عائشہ نے کہا ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دے آنحضرت نے جب یہ آواز سنی
اور اُن کی غرض فاسد کو دیکھا ارشاد کیا کہ ایسی باتیں مت کرو تم مثل اُن عورتوں کی ہو جو
یوسف کو چاہتی تھیں اور جب حضرت نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر اسامہ کے لشکر کے ساتھ چلے
جائیں تو وہ نہ گئے اور عائشہ اور حفصہ کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ فتنہ اُٹھانے کے لئے
مدینہ میں واپس چلے آئے یہ سنکر آپ بہت غمگین ہوئے اسی شدت مرض میں اُٹھے مبادا ابو بکر
و عمر نماز پڑھا دیں اور لوگوں کو شبہ ہونے لگے امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب اور فضل
بن عباس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر باہر مسجد میں تشریف لائے ضعف اسقدر تھا کہ آپ اپنے
پیر گھسیٹ کے چلتے تھے جب آپ محراب کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ابو بکر امام بنے ہوئے ہیں آپ
نے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جا جب وہ پیچھے ہٹے تو آپ کھڑے ہوئے اور پھر
بیٹھ گئے بیٹھ کے ہی نماز پڑھائی اور نماز اول ہی سے پڑھائی اس نماز پر اعتبار نہ کیا جو ابو بکر
پڑھا چکے تھے نماز پڑھنے کے بعد پھر آپ اپنے حجرہ میں چلے آئے پھر ابو بکر و عمر اور
مسلمانوں کی ایک جماعت کو بلایا اور ارشاد کیا۔ کیا میں نے اُسامہ کے لشکر کے ساتھ جانے
کا تمہیں حکم نہیں دیا تھا ابو بکر و عمر نے عرض کیا درست ہے حکم دیا تھا حضور نے ارشاد کیا
پھر میرے حکم کی تم نے کیوں نہیں اطاعت کی ابو بکر نے جواب دیا کہ میں باہر جا کے واپس
چلا آیا تا کہ دوبارہ اپنے عہد کو تازہ کروں عمر نے کہا کہ میں باہر جا کر واپس چلا آیا
یا رسول اللہ تیری خبر دوسرے سے نہ سنوں بلکہ خود تیری مزاج پرسی کروں پھر رسول اللہ
نے فرمایا کہ لشکر اسامہ کو روانگی کا حکم دیا جائے اور تم دونوں بھی لشکر اسامہ کے ساتھ
جاؤ خدا لعنت کرے اُس پر جو لشکر کی روگردانی کرے تین بار اس جملہ کو فرمایا اور پھر حضور
انور بیہوش ہو گئے کیونکہ آپ کو اول تو ابو بکر کی کارروائی سے غصہ زیادہ آیا تھا
دوسرے مسجد میں جانے کی تکان ہو گئی تھی آپ کو منافقوں کے ناپسندیدہ اطوار سے بہت

ہی رنج ہوا تھا آپ اُن کے فاسد فتنوں سے خوب واقف تھے سلمان رونے لگے اور حضرت رسالتمآب کی بیویاں اور بچے بھی پکار پکار کے رونے شور ماتم برپا ہوا اس شور و غوغا کو حضور انور نے چشم مبارک کھولی اور اُن کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ دوات اور بکری کا چمڑا لاؤ کہ میں تمھارے لئے ایک نامہ لکھدوں تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو جاؤ ایک صحابی اُٹھے کہ دوات و قلم اور گوسپند کا چمڑا لے آئیں - عمر نے کہا کہاں جاتے ہو یہ شخص ہذیان بک رہا ہے اس پر بیماری کا پورا غلبہ ہو گیا ہے ہمارے لئے کتاب بس ہے جو لوگ اس وقت موجود ہیں اُن میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ قول ہمارے لئے کتاب اللہ بس ہے - عمر کا ہے اور کوئی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اُن کا مقولہ ہے کہ ایسی صورت میں کس کی مجال تھی جو رسول خدا سے مخالفت کرتا پھر دوسری دفعہ رسول کریم سے دریافت کیا آیا جو کچھ حضور نے طلب کیا تھا ہم لائیں حضور نے ارشاد کیا کہ جو باتیں میں نے تمھاری زبان سے سنیں تھیں اُن سے اب مجھے دوات و قلم منگانے کی ضرورت نہیں ہے - لیکن یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت سے نیک سلوک کرنا پھر آپ نے منھ پھیر لیا اور وہ سب اُٹھ کے چلے گئے -

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ نہ بھولے تھے اور نہ خیالات ملکی کی وجہ سے اُنکی طبیعت میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی تھی جس سے ایک مرتبہ ابو بکر کی تعریف کرتے اور دوسری دفعہ اُنکی مذمت - بحار میں روایت امامت مصریۂ طریقہ سنیہ کو بنظر قدح لکھا ہے اور حیات القلوب میں اُنکی حقیقت واقعی ظاہر کر کے اصلیت سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے - ملا صاحب ایران میں سلاطین صفویہ کے جو کہ فاطمی اثنا عشری تھے دستور اعظم تھے - مہمات ملکی کو بھی انجام دیتے تھے اور تائید دین ختم المرسلین میں تالیفات بھی کرتے رہتے تھے - ملائے ممدوح کو کبھی کسی سنی بادشاہ سے اتفاق نہیں ہوا جس سے حسب خیال مرزا صاحب یہ سمجھا جائے کہ سلطنت کے دباؤ سے اُنھوں

ایک وقت ابوبکر کی تعریف کی تھی اور جب وہ عہدہ برطرف ہوگیا تو مذمت لکھنے پر آمادہ ہو گئے۔ ملا صاحب نے حیات القلوب میں جو تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت نے عائشہ و حفصہ کو اُن عورتوں سے مثال دیا تھا جو کہ جناب یوسف علیہ السلام کو فریب دینے والی تھیں اسپر مرزا صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حیات القلوب میں یہ روایت خلاف واقعہ نقص حافظہ یا کمی تفیرات کی وجہ سے لکھی گئی ہے ایسے ہی اشکل اسامہ و قصہ دعات و قلم کی نسبت وہ اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں۔ لہذا مناسب سمجھا ہے کہ اِن واقعات کی حقیقت مرزا صاحب کو دکھلائی جائے کہ ملا صاحب ہی معاملات مذکورۂ بالا کے بیان فرمانے میں منفرد نہیں ہیں بلکہ اہل سنت کے علمائے معتدین نے بھی اِن جملہ قضایا کو درج صحاح و لواریخ فرمایا ہے۔

عائشہ و حفصہ کو آنحضرت کا یوسف علیہ السلام کو فریب
دینے والی عورتوں سے نسبت دینا۔

سید جوہر علی سنی المذہب ساکن مچھلی شہر نے برد شیعہ ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اسرار اللہ ہے اُسمیں جوہر علی صاحب یہ عبارت لکھتے ہیں (بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگوں کو خود امام بنکر نماز پڑھاوے میں نے کہا کہ ابوبکر نرم دل ہے۔ اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑا ہوگا رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ سن نہ سکیں گے عمر کو فرمائیے کہ نماز پڑھاوے۔ حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھاوے پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے حضرت سے ہی کہا آپ نے یہ حدیث فرمائی) اس حدیث سے سوائے دیگر نتائج کے ایک یہ نتیجہ بھی پیدا ہوا کہ باجنہاد عائشہ عمر کے مزاج میں نرمی نہ تھی۔ اسیوجہ سے اُنھوں نے حفصہ کو تیار کرنا چاہا تھا کہ تم اپنے باپ کے لئے اجازت حاصل کر لو وہ حضرت کی جگہ کھڑے ہوکر سختی طبیعت کی وجہ سے مصروف گریہ نہوں گے بلکہ بہت اچھی طرح لہجہ اور آواز بلند سے قرآن پڑھیں گے

جسکو مسلمان بخوبی سماعت کر سکیں گے حفصہ نے باتباع عائشہ جو اپنے باپ کے باب میں سفارش کی اور بعذر نرم مزاجی ابوبکر کو اس خدمت سے سبکدوش کرانا چاہا معلوم ہوا کہ وہ معظمہ بھی اپنے والد ماجد کے شدید القلبی کو جانتی تھی مگر افسوس ہے کہ دونوں بی بیوں کا عمر و ابوبکر کی نسبت درباب نرمی و سختی خیال غلط رہا نرم کو سخت اور سخت کو نرم سمجھا اس واقعہ سے دس پانچ گھنٹہ بعد آنحضرت وفات پا گئے ابوبکر با وصف نرم مزاجی اس صدمۂ عظیم سے مطلق بیحواس نہوئے اور عمر باین سختی طبیعت ایسے نرم بنے کہ فوراً بیہوش ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ بمقابلہ ابوبکر عمر کو آنحضرت سے زیادہ الفت تھی میں یقین کرتا ہوں کہ مؤلف اسرار الہدیٰ کے لکھنے کو جس نے مجادلانہ حیثیت سے بمقابلہ شیعہ اپنے دعوے کے ثبوت میں مسلم و بخاری سے بیگمات معظمات کو صواحب یوسف قرار دیا ہے مرزا صاحب ضرور سچا جانیں گے اور ملا محمد باقر مجلسی کی نسبت بالضرور یہ خیال فرمالیں گے کہ اُن کے خیالات میں نہ کسی ملکی تغیر نے تبدل پیدا کیا تھا اور نہ یہ صورت پیش آئی تھی کہ بحار میں کچھ لکھ گئے اور حیات القلوب میں اُس کے خلاف لکھدیا۔

مرزا حیرت صاحب نے جو مورخانہ و محققانہ لباس پہن کر دعوے تاریخ نویسی کیا ہے۔ کاش وہ پہلے مسلم و بخاری شریف کے مطالب سے واقفیت بہم پہنچا کر ایسا بلند دعوے پیش کرتے تو یہ ندامت نہوتی جو اب ہماری تحریر کو دیکھکر ہوگی جناب حیرت کو آگاہ ہونا چاہیے کہ یہ دونوں ذی عزت بی بیاں کئی مرتبہ اس معزز خطاب کی ردا اوڑہ چکی ہیں حسب عادات و شیمہ ہر دو بزرگوار نے رسالتمآب کو ایک اور جگہ غصہ دلا کر یہی خلعت پایا تھا جو کہ نماز کے جھگڑہ میں اُنکو ملا شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت سے جسکا نام جونیہ تھا آنحضرت نے عقد کیا عائشہ و حفصہ کو حسب عادات نسوانی اُس سے رشک ہوا بالآخر نہایت دماغ سوزی کرکے ایک ایسی تدبیر نکالی جس سے آنحضرت نے کبیدہ ہو کر اُس عورت سے مفارقت اختیار کی بعد طلاق دینے کے حضرت کو معلوم

جبکہ دونوں صاحبوں کی چال تھی جس سے ہم تمام اہل جہان کی اتنی بکر وہ گنہگار کو تہمت کردیا
تب آپ نے برغضب ہو کر عائشہ وحفصہ کو صواحب یوسف فرمایا بہ نظر اطمینان جناب حیرت وہ
عبارت بھی نقل کی جاتی ہے جو کہ مدارج النبوۃ میں درج ہے (درچوں جویریہ را نزد آنحضرت
آوردند زنان بسیار بروے رشک بردند و در صورت آنحضرت شفقت و مہربانی خود با آوردہ
باوے اختلاط کردند عائشہ یا حفصہ گفت کہ تو او را خاطر بندی کن ومن سوئے سرش را شانہ کنم
آنگاہ باوے گفت کہ چوں آنحضرت خلوت کند با او بگو کہ اعوذ باللہ منک چوں آں سرور با او در خانہ
آمدہ پردہ فرو گذاشتند خواست کہ باوے مباشرت کند گفت اعوذ باللہ منک حضرت از نزد وے
برجست وفرمود برخیز و باہل خویش ملحق شو ابواسعد را گفت کہ او را بقبیلہ اش برد بعد از آں
آنحضرت را خبر کردند کہ زنان ایں چنیں مکر در حق وے بکار انگیختہ بودند فریب بود) الغرض صواحب
یوسف وان کیدکن عظیم حضرت حیرت عبارت بالا کو غور سے دیکھیں کہ ہر دو ستمانان
بالکل ایسی چرتر تھیں کہ جیسے یوسف علیہ السلام کی فریب دینے والی عورتیں تھیں۔ نبی صلعم
نے تو انکو صواحب یوسف سے تعبیر فرمایا مگر خدا نے اس سے پہلے کافرہ ہی دونو کو قرار
دے دیا۔ سورۂ تحریم کے آخر میں ازواج لوط و نوح علیہ السلام سے جو کہ نامسلمان تھیں انکو
مثال دیا گیا ہے۔ جناب حیرت کو روایت حیات القلوب دیکھنے سے غالباً یہ خیال پیدا ہوگا
کہ استغفراللہ عائشہ وحفصہ جو کہ ام المومنین کہی جاتی ہیں وہ مثل صواحب یوسف کیوں
ہوتیں۔ عالم شیعہ کا اُن پر اتہام ہے۔ مگر جبکہ حضرت اسرار الہدے و مدارج النبوۃ و
سورۂ تحریم کو آنکھ کھول کر پڑھیں گے تو بیساختہ کہدینگے کہ واقعہ میں مکار وحیلہ ساز عورتوں
کی یہ دونوں نجینہ تھیں۔ جیسا کہ شیعہ ان سے پیش آتے ہیں یہ اُس سے زیادہ سرزنش کے قابل ہیں

معاملہ جیش اُسامہ

رسالہ ہذا میں جس جگہ لشکر اسامہ کی بحث کی گئی ہے۔ وہاں حقیر نے کتب اہل سنت سے دکھایا ہے
کہ مہاجرین و انصاریان لشکر موصوف میں ابوبکر و عمر کا نام اول درجہ پر فہرست میں لکھا گیا تھا

اور انہیں لوگوں کی وجہ سے وقت تنگ ہیں حضرت نے فوج کشی کا حکم دیا تھا کہ یہ بزرگوار بوقت وفات مدینہ طیبہ میں نہ رہیں اور علی بلا نزاع خلیفہ ہو جائیں مگر باوصف احکام سخت و شدید مدینہ سے باہر نہ گئے رسول مقبول نے متخلفین لشکر پر لعن بھی وارد کیا مگر انھوں نے مدینہ سے قدم باہر نہ نکالا مرزا صاحب چند ورق الٹ کر پھر اس مضمون کو وقف ذہن مبارک فرماتے ہیں

"طلب داشت خامہ و قرطاس"

یہ بحث بھی اوپر لکھی گئی ہے حاجت اعادہ نہیں - جن معاملات سے بطون کتب اہل سنت مملو و مشحون ہیں تعجب ہے کہ مرزا صاحب انکو ساختۂ شیعہ بتلاتے ہیں - میں کئی مرتبہ بتاسف لکھ چکا ہوں اور اب پھر لکھتا ہوں کہ مرزا صاحب نے قبل از وقت مسند مناظرہ پر اجلاس فرمایا پہلے کتابیں دیکھتے اور پھر لکھتے تو ناواقفوں کی فرد میں نہ لکھے جاتے الحمد للہ کہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ پر کوئی الزام خلاف نویسی وغیرہ قائم نہوا جو کہ حضرت ممدوح نے بحار و حیات القلوب میں لکھا ہے وہ سب سنیوں کی کتابوں سے تحریر فرمایا ہے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۴ صفحہ ۱۰ تا سطر ۵ صفحہ (۱۵)

بے نظیر کتاب بحار کی دوسری روایت یہ ہے جب آنحضرت کو یہ معلوم ہوا کہ ابوبکر نماز پڑھا رہے ہیں تو آپ اسی شدت مرض میں تشریف لائے اور ابوبکر کا ہاتھ پکڑ کے الگ ہٹا دیا جب آپ نماز پڑھ چکے تو ابوبکر و عمر دونوں بھاگ گئے اور مثل جنین کے رحم کے پردہ میں پوشیدہ ہو گئے

جواب بجا حسین خاکپائے امیر مومناں

در مختار سے پہلے ثابت کر دیا گیا ہے کہ حضرت حجرۂ طاہرہ سے ابوبکر کی آواز سنکر مسجد میں تشریف لے گئے - ابوبکر کو جبکہ حضرت کی آمد کا احساس ہوا تو آواز گلوگیر ہو گئی قراءت نہ کر سکے حضرت نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر الگ کر دیا اور خود نماز پڑھائی یہ روایت مجرد بحار کی نہیں ہے بلکہ اہل سنت بھی اسکے معترف ہیں اور اسی بنا پر فقہ میں یہ مسئلہ تراشا گیا ہے کہ اگر امام ندامت و خجالت سے قراءت نہ کر سکے تو خود ماموم ہو جائے اور دوسرے کو امام بنا دے - افسوس ہے کہ مرزا صاحب اپنے

مذہب کے مسائل سے بھی واقف نہیں

تحریر مرزا حیرت معنگار شیخ صاحبان از سطر ۸ صفحہ ۹ تا سطر ۱۰ صفحہ ۱۶

ایک اور عجیب و غریب روایت حضرت امام باقر و صادق علیہ السلام کے نام سے حیات القلوب میں درج کی گئی ہے جو بہت ہی دلچسپ ہے اور جس کی اصلیت ایک بچہ بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے وہ روایت یہ ہے حضرت علیؑ کسی ضرورت کے لئے تھوڑی دیر کے واسطے آنحضرت کے پاس چلے گئے حضرت نے ارشاد کیا کہ میرے دوست بھائی کو بلاؤ عائشہ اور حفصہ نے اپنے اپنے باپ کو بلا لیا حضرت نے ان دونوں کی صورت دیکھ کر اپنے اوپر چادر اوڑھ لی اور منھ پھیر لیا جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے منھ کھول لیا اور ارشاد کیا کہ میرے خلیل اور میرے بھائی کو بلاؤ اُن بی بیوں نے پھر دونوں کو بلا لیا آنحضرت اُنھیں دیکھ کے پھر خفا ہوئے بیبیوں نے پوچھا کیا آپ علیؑ کو بلاتے ہیں جناب فاطمہ زہراؑ نے علی امیر المومنین کو طلب کیا حضرت رسالتمآب جب دیر تک حضرت علیؑ کے ساتھ سرگوشی کرتے رہے بعد ابوبکر و عمر باہر کھڑے رہے جب علیؑ باہر نکلے تو دونوں نے پوچھا تجھ سے حضور نے کیا کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ہزار باب علم کے تعلیم کئے اور وہ ایسے باب ہیں کہ ہر باب سے ہزار باب مفتوح ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس روایت پر مذہبی طور پر نکتہ چینی کا حق حاصل نہیں ہے اس لئے ہم کوئی نکتہ نہیں لکھ رہے ہیں مگر ہم اتنا کہتے ہیں کہ معمولی عقل والا بھی اس روایت کو یا اس جیسی اور روایتوں کو تسلیم نہیں کر سکتا حضرت فاطمہ زہراؑ کا [illegible] اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا بار بار اپنے باپ کو بلانا اور آنحضرت کا ہر بار منھ ڈھانک لینا اور پھر اتنی پریشانی کے بعد بھی نہ خود حضرت علیؑ کا نام لینا اور نہ حضرت فاطمہ زہرا کا یہ سمجھنا کہ میرے خاوند علیؑ کو بلاتے ہیں ایک ایسی مضحکہ خیز بات ہے جو قیامت تک کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی اور پھر ہزار باب علم کے تعلیم کر دینا اور ہر باب سے ہزار باب کا مفتوح ہونا یہ ایسی باتیں ہیں جو قصے کہانیوں میں زیادہ مناسب ہیں کسی متبرک مذہبی کتاب میں ایسی چھچھوری روایتوں

کا ہونا سخت معیوب ہے اور لطف یہ ہے کہ ان بیہودہ روایتوں کا راوی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ حضرت امیر المومنین و عبداللہ بن عمرو امام محمد باقر و صادق رضی اللہ عنہ اجمعین کو بنایا گیا ہے یہ ساری مہربانی حضرت بابویہ قمی شیخ المشایخ کی ہے کہ آپ کے صدقہ میں ہیں ایسی عجیب روایتیں ملی جنکا خیال بھی کسی مشرقی فسانہ نویس کے دماغ میں نہ گزرے گا

خواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اس تحریر پر مرزا حیرت کو دو حیرتیں پیدا ہوئی ہیں اول یہ کہ کب ممکن ہو سکتا ہے کہ آنحضرت علی کو بلائیں اور عائشہ و حفصہ اپنے اپنے باپ کو پیش کریں دوم یہ کہ آنحضرت کا حضرت امیرؑ کو ہزار باب علوم تعلیم فرمانا اور اس سے ہزار ہزار دیگر مفتوح ہو جانا اسپر مرزا صاحب نے بڑا مذاق اوڑایا ہے اور مشرقی فسانہ سے تعبیر کیا ہے لہذا احقر دونوں باتوں کا تسلی بخش جواب دیتا ہے

"امر اول متعلق بہ عائشہ و حفصہ"

جو عورتیں کہ مثل ازواج لوط و نوح علیہ السلام کافرہ ہوں اور جنکی مکاری دیکھ کر رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے بحسب المدارج مدارج النبوۃ متذکرہ صدر (ان کیدکن عظیم) یعنی بڑا ہے مکر دونوں کا پڑھا ہوا اور جنکو اُن عورتوں سے مثال دیا ہو جو کہ جناب یوسف علیہ السلام کی فریب دینے والی تھیں اون سے کیا بعید ہے کہ ایسا کیا ہو اور ضرور کیا جبکہ ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لئے بھیجدیا تو یہ کتنی بڑی بات تھی۔

"امر دوم بہ ہزار باب علم"

اس جملہ پر جناب مرزا صاحب کو بڑا تعجب ہوا ہے اور اسکو ایک چھچھوری بات تجویز کیا ہے چند کتب اہل سنت میں درج ہے کہ آنحضرت نے وقت آخر میں حضرت امیرؑ کو ہزار باب علوم تعلیم فرمائے جن سے اور ہزار ہزار باب منکشف ہو گئے معہٰذا حضرت علی کو اسکا ناقل بتلایا ہے جمال الدین محدث اہل سنت نے جن کی روضۃ الاحباب ہے کتاب اربعین میں لکھا ہے (الحدیث التاسع عشر عن علی قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف باب فی کل باب الف باب

ترجمہ اکیسویں حدیث مروی ہے علی ابن ابیطالب علیہ السّلام سے کہ فرمایا انھوں نے کہ تعلیم فرمائے مجکو رسالت مآب نے ہزار باب علم کہ ہر باب میں ہزار باب علم تھے۔ مرزا حیرت کی خدمت میں مع اربعین جمال الدین صاحب کو پیش کیا جاتا ہے اُن کو جھوٹا تیلا جس یا بیہودہ گو کہیں۔ ابن بابویہ قمی کے ذریعہ سے شیعہ کو حدیث موصوف الصدر پہنچی اور جمال الدین کے واسطے سے جناب حیرت کو بس اپنے عالم کو بلاگرداں ہونا چاہیے کہ انھوں نے باوصف دعوی محدثی ایسی حدیث کیوں نقل کی جس نے مشرقی مبالغہ کو بھلا دیا حضرت حیرت کو آگاہ ہونا چاہیے کہ اصحاب نبی میں حضرت علی سے علم وفضل میں کوئی شخص بھی افضل نہ تھا آنحضرت نے اُنکو باب مدینۃ العلم فرمایا ہے اسی علم کی وجہ سے حضرت عمر لولا علی لہلک عمر فرمایا کرتے تھے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۱۱ تا سطر ۹ صفحہ مذکور

حضرت عمر کی نقب زنی اکثر شیعی معتبر کتابوں میں ایک یہ بھی روایت ہے کہ عمر سے آنحضرت سخت ناراض ہو گئے تھے اور حکم دے دیا تھا کہ عمر مسجد میں نہ آوے ایک دن عمر نے مسجد میں نقب لگائی اور اندر آئے مسجد میں نماز پڑھ لی بڑے بڑے محدثین نے اس روایت کی تصدیق کی ہے اور اسے بہت ہی صحیح جانا ہے تعجب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک بھی مسلمان نہ تھا کہ ایسی صریح مخالفت دیکھتے تھے اور اُف تک نہ کرتے تھے کیا تماشہ کی بات ہے نقب اور مسجد نبوی میں ۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

یہ امر تو مسلم ہے کہ آنحضرت عمر سے سخت ناراض تھے۔ بھلا جو شخص کہ اُن کی نبوت میں بروز صلح حدیبیہ شک کرے دوات وقلم طلب کرنے پر ہذیان گو کہے لشکر اسامہ کی شرکت سے سرتابی وپاکشی کرے اُس سے حضرت رضامند ہوتے یا ناراضامند۔ رہا معاملہ نقب زنی ہم نے کسی کتاب شیعہ میں نہیں دیکھا کہ حضرت دوم میں یہ صفت بھی تھی مرزا صاحب اس حکایت کا کتب شیعہ میں

درج ہونا بتلاتے ہیں شاید انھوں نے کسی کتاب میں دیکھا ہوگا کیا اچھا ہوتا اگر بتصدیق کلام خود کسی مورخ کسی محدث کا قول بھی بہ نقل عبارت لکھدیتے ۔ چونکہ مرزا صاحب نے کتب شیعہ میں بچشم خود دیکھا ہے لہذا میں اُنکو سچا سمجھ کر قبول کرتا ہوں کہ عمر صاحب نقب زنی کیا کرتے تھے جو شخص خدا کے گھر میں کو نقب لگایا کرتا تھا وہ دوسروں کے گھر کیا خاک چھوڑتا ہوگا اگر جناب دوم اس زمانہ میں ہوتے تو بروز پولیس دروازہ پر کھڑے نظر آتے اور حفظ اُن کا مچلکہ اور چال چلن کی باضابطہ ضمانت اُن سے لیجاتی ہم حضرت حیرت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُن کی تحقیقات سے ہم پر واضح ہو گیا کہ خلیفہ دوم خدا کے گھر میں نقب بھی لگایا کرتے تھے ۔ چونکہ علمائے شیعہ کو اس روایت کا ناقل جناب حیرت نے ظاہر کیا ہے اور بڑے بڑے محدثین شیعہ کو اس قصہ کا تصدیق کرنیوالا بتلایا ہے اور شیعہ کے قدیم سے یہ عادت ہے کہ خلفاء وغیرہا پر جو طعن وارد کرتے ہیں اُسکا ثبوت کتب اہل سنت سے دیتے ہیں ضرور نقب زنی بخانۂ خدا کو بھی حسب عادت خود شیعہ کے علمائے معتبرین و محدثین موثقین نے کتب سنیہ سے دکھلایا ہوگا جناب حیرت سمح عمر پر رحم فرما کر اپنی تمام تر تحقیقات کا جو کہ اسباب میں کی ہے نشان دیویں تاکہ اصل کتاب سے ملا لیا جائے ۔ بند مکان میں چور نقب لگایا کرتے ہیں مسجد کے دروازہ پر کوئی قفل نہیں چڑھتا تھا بلکہ اکثر کاہل لوگ اُس مکان مقدس کی زنجیر بھی نہیں لگاتے نیز مسجد نبوی پہلے صرف ایک مٹی کا چبوترہ تھا جس پر سائبان بھی نہ تھا نہ معلوم عمر صاحب کا نقب لگانے میں کیا مطلب تھا اگر نماز کے لئے آتے تھے تو دروازہ سے آتے شاید نبی صلعم نے کوئی سنتری متعین کر رکھا ہوگا کہ عمر آئے تو پکڑ لینا۔

تحریر مرزا صاحب مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۰ صفحہ ۱۶ تا سطر ۹ صفحہ ۱۷

حضرت علی کا معراج پر شریک ہونا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا استحقاق خلافت صد ہا قسم سے ثابت کیا جاتا ہے اور وہ بھی اس دلچسپ پیرایہ میں ہوتا ہے کہ لذیذ مشرقی قصہ کا مزا آجاتا ہے چنانچہ ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خود

حضرت رسالتمآب پر فضیلت کی یہ ہے اگر حضرت علی یا جناب مرتضوی معراج میں حضرت رسالتمآب
کے شریک ہوتے تو سید الکونین کی ثنا بھی قسمہ نہ بڑھتی تو بھی حضرت علی ہی کو آنحضرت پر
فضیلت رہی کیونکہ حضرت رسالتمآب منازل کو طے کرتے ہوئے آسمانوں کو چھانتے ہوئے اور بروج
کو طے کرتے ہوئے وہاں پہنچے تھے اور حضرت علی بغیر زحمت سفر پہلے ہی سے پہنچ گئے چنانچہ
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد کرتے ہیں۔ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس میرا گذر
ہوا میں نے ہر فرشتہ کو علی علی پکارتے سنا جب میں عرش کے قریب پہنچا تو میں نے علی کو
عرش کے نیچے کھڑا ہوا دیکھا میں نے کہا یہاں بھی تم مجھ سے سبقت لے گئے جبرئیل نے کہا کہ
یہ فرشتہ ہے جسے علی کی صورت پر بنایا گیا ہے اس لئے کہ علی کی صورت دیکھنے کو فرشتے
ترستے ہیں جب انہیں زیادہ اضطراب ہوتا ہے اس فرشتہ کو دیکھ لیتے ہیں اور انہیں تسکین ہو جاتی ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

جناب امیر ہی ایک ایسے شخص ہیں جنکا محق بخلافت نبوی ہونا بقول مرزا صاحب صدہا دلائل
سے ثابت کیا جاتا ہے۔ علامہ حلی علیہ الرحمۃ نے آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر ایک کتاب
لکھی ہے جسکا نام الفین ہے دو ہزار منطقی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ سوائے جناب امیر علیہ السلام
کے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت نہ رکھتا تھا خود مرزا صاحب نے دیباچۂ کتاب میں جس کا
یہ جواب ہے لکھا ہے کہ شیعہ نے بہ ثبوت خلافت مرتضوی بے انتہا علم و دماغ منطق صرف کی
ہے اور اس بحث کو انتہا پر پہنچا کر لاجواب و قابل قدر کتابیں جنکو دیکھکر آدمی بے ساختہ آفرین
کہنے پر آمادہ ہو جاتا ہے لکھیں ہیں۔ جناب حیرت کو یقین فرمانا چاہئے کہ اگر اہل سنت کے ہاتھ
میں شیخین کی خلافت کا کوئی ثبوت ہوتا تو کبھی کوتاہی نہ کرتے بے پر کا کوا بنا دیا ہے اگر کوئی
شبہہ ہوتا تو نہ معلوم کیا غضب کرتے صرف عائشہ و ابو ہریرہ کی منگھڑت روایتوں پر یہ طوفان
برپا ہوا ہے کہ لاکھوں دشمنان اہلبیت نے انکو خلیفہ مان ہی لیا اس جگہ اپنی ناواقفیت سے
مرزا صاحب نے شب معراج کے حالات پر بہت کچھ تعریضاً قلم گھسایا ہے۔ بنا بر آں اونکی اہلیت

ظاہر کرتا ہوں واضح رہے ارباب عقل پر کہ یہ مشہور روایت کتب شیعہ میں درج ہے اور اسی قبیل سے دیگر روایات پر شیعوں کو ناز ہے مگر عجب بیخوانہ عبارت اور رنگ آمیز فقیر و میں جناب حیرت نے واقعہ معراج کو بطور سخریہ دکھلایا ہے اس عنوان سے کتب شیعہ میں درج نہیں یہ صرف جناب حیرت کی شوخی طبیعت و چلبلاہٹ ہے نزاع لفظی سے الگ ہو کر حقیر واقعہ کے حقیقی و غیر حقیقی ہونے میں عرض کرتا ہے اخطب خوارزم نے کتاب مناقب میں عبداللہ ابن عمر کے سلسلۂ سند سے نقل کیا ہے کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا حضرت آپ سے جو خدا نے گفتگو کی اور راز بیان فرمائے وہ کیسی آواز تھی آنحضرت نے فرمایا میں نے خدا کی صورت نہیں دیکھی اور نہ کوئی آثار مشاہدہ کیا بعدہٗ غیب سے ایک آواز بالکل مشابہ آواز علیؑ آرہی تھی میں سمجھا تھا کہ گویا علی بول رہے ہیں اثنائے کلام میں آواز آئی کہ اے محمد چونکہ تم کو اور علیؑ کو میں نے ایک نور سے پیدا کیا ہے اور آپ علی سے از حد محبت رکھتے ہیں لہذا ہم نے اسی لغت میں گفتگو کی جو کہ آپ کے محبوب بھائی کا طرز بیان و نہج کلام ہے عبارت یہ ہے۔

بیانی مهذب الائمة هذا قال اخبرنا ابوالقسم نصر بن محمد بن علی بن زیرک المقری قال اخبرنا والدی ابوبکر محمد قال ابوعلی عبدالرحمن بن محمد بن احمد الحیابوردی قال حدثنا احمد بن محمد بن عبداللہ النائجی البغدادی عن حفظ سید سوز قال حدثنا محمد بن جریر الطبری قال حدثنی محمد بن حمید الرازی قال حدثنا العلاء بن الحسین الهمدانی قال حدثنا ابومخنف لوط بن یحیی الازدی عن عبداللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسئل بای اللغة خاطبک ربک لیلة المعراج فقال خاطبنی بلغة علی ابن ابیطالب فالهمنی ان قلت یا رب خاطبتنی ام علی فقال یا احمد انا شی لا کالاشیاء لا اقاس بالناس ولا اوصف بالشبهات خلقتک من نوری وخلقت علیا من نورک فاطلعت علی سرائر قلبک فلم اجد احد الی قلبک احب من علی ابن طالب فخاطبتک بلسانه سوائے اخطب خوارزم سید علی ہمدانی نے بھی

مضمون بالا کو مودۃ القربیٰ میں لکھا ہے۔ مرزا صاحب نے یہ بھی تعریض کی ہے کہ ایک فرشتہ
بصورت علی ابن ابیطالب آنحضرت نے دیکھا جسکو سفیران بارگاہ ایزدی بہت دلچسپ نگاہوں
سے دیکھا کرتے تھے اسکی کیفیت یہ ہے کہ کتاب کفایت الطالب میں سولھویں باب میں لکھا
ہے کہ نبی صلعم نے چوتھے آسمان پر حضرت علی کو دیکھا جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا
کہ یا اخی یہ میرا بھائی کب یہاں پہنچا۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ علی نہیں ہیں بلکہ اون کی
شکل خدا نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے نور سے تاکہ فرشتہ حضرت امیرؑ کی زیارت سے
اسی جگہ بہرہ یاب ہو جائیں شب جمعہ اور روز جمعہ کو ستر ہزار مرتبہ فرشتہ ان کی زیارت
کو آتے ہیں اور تحمید و تقدیس الٰہی بجا لاتے ہیں اور اُسکا ثواب محبان علی کی خدمت میں
ہدیۃً پیش کرتے ہیں عبارت یہ ہے اخبرنا منصور بن السکن اخبرنا ابن خفیر اخبرنا
القاضی ابو محمد عبد اللہ بن معروف حدثنا ابو محمد یحییٰ بن محمد بن صاعد حدثنا
حسن بن عرفہ حدثنا زید بن ہارون حدثنا حمید عن انس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی الی السماء فاذا انا بملک جالس علی منبر من
نور والملائکۃ تحدق بہ فقلت یا جبرئیل من ہذا الملک قال ادن منہ وسلم
علیہ فدنوت منہ وسلمت علیہ فاذا انا باخی وابن عمی علی ابن ابیطالب فقلت
یا جبرئیل سبقنی علی الی السماء الرابعۃ فقال لی یا محمدؐ لا ولکن الملائکۃ شکت
حبہا لعلی فخلق اللہ تعالیٰ ہذا الملک من نور علی صورۃ علی فالملائکۃ تزورہ
فی کل لیلۃ جمعۃ ویوم جمعۃ سبعین الف مرۃ یسبحون اللہ ویقدسونہ ویہدون
ثوابہ لمحبی علی قلت ہذا حدیث حسن عال لم نکتبہ الا من الوجہ۔ تفرد بہ زید
بن ہارون عن حمید الطویل عن انس وہو ثقۃ حقیقت الامر یہ ہے کہ مرزا حیرت جناب
امیر کے مدارج عالیہ و مراتب رفیعہ سے آگاہ نہیں ہیں اسی لئے ہر فضیلت مرتضوی پر انکو
ایک حیرت خیز تعجب کرنا پڑتا ہے اگر اُن کے دونوں شیخ صاحب کوئی فضیلت کسی طرح کی نقضیہ

رکھتے تو مرزا صاحب یہ سمجھ کر دل کو سمجھا لیتے کہ ہرگاہ ہمارے خلیفہ فضائل بیشمار کا گٹھ سر پر لئے
ہوئے ہیں تو دو چار نادر و عجیب باتیں اگر علی میں تھیں تو اُس سے ہمارے مرشدوں
کی منقبت منزلت نہیں ہو سکتی۔ مگر جب جناب حیرت دیکھتے ہیں کہ خانۂ فضیلت پر بالکل صفر لگا
ہوا ہے اور رسالت و دنادت کی یہ کثرت ہے کہ سینوں کا قلم اصلاح کرتے کرتے تھک گیا
اور علی کے فضائل اسقدر ہیں کہ کوئی مہندس اُن کا حساب نہیں کر سکتا تب جوش حسد
و ہیجان مادہ عداوت سے اُنکو انکار کرنا پڑتا ہے۔

ایک روایت لکھتا ہوں اسکو ملاحظہ فرما کر غالباً مرزا صاحب بہت ہی پیچ و تاب کھائیں
گے سید علی ہمدانی نے مودة القربیٰ میں لکھا ہے کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰة والسلام نے
فرمایا کہ جب ہم معراج کو گئے تو چار جگہ پر اپنا اور علی کا نام ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا ہر چہار
موقع پر یہ عبارت دیکھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ
آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اخی جبرئیل سے پوچھا کہ یہ میرا وزیر و معین و ناصر کون
ہے جسکو ہمارے نام سے مقرون کیا گیا ہے روح الامین نے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی
علی ہیں آپ کے مہمات و نصرت اسلام اُن سے متعلق ہے۔ عبارت یہ ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رأیت اسمک مقرونا
باسمی فی اربعة مواطن فانست بالنظر الیہ فلما بلغت بیت المقدس فی معراجی الی السماء
وجدت علی صخرة بھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ
فقلت لجبرئیل ومن وزیری قال علی ابن ابیطالب فلما انتھیت الی السدرة المنتھی
وجدت علیھا انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی ومحمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ
ونصرتہ بوزیرہ فقلت لجبرئیل ومن وزیری قال علی ابن ابی طالب فلما جاوزت
من سدرة المنتھی وانتھیت الی عرش رب العالمین فوجدت مکتوبا سوائے ازیں کتاب
منازل میں لکھا ہے کہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پیشتر باب جنت پر لکھا

گیا ہے کہ محمد رسول اللہ و علی اخو رسول اللہ عبارت بخوف طوالت نقل نہیں کی حدیث نور جو کہ از جملہ مجلدات عبقات الانوار ہے اسکا صفحہ (۵۰۲) سطر ۳ ملاحظہ کرنا چاہیے مرزا صاحب صرف واقعہ معراج پر متحیر ہو کر یمین و شمال لگے دیکھنے اِن واقعات کو دیکھ نہ معلوم کیا کیفیت پیش آئے گی عجب نہیں کہ حرارت تعصب سے نوبت باحتراق پہنچ جائے۔

تحریر مرزا صاحب مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۰ صفحہ ۱۳ تا سطر ۱ صفحہ ۱۴

حضرت علی کی خلافت پیغمبر کی دھمکی

ایک مستند شیعی کتاب میں یہ روایت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت امیر کی امامت کے لئے یہ آیت نازل کی تھی جسکا ایک حصہ توڑ دیا گیا اور ایک یار لوگوں نے قرآن مجید سے اڑا دیا وہ آیت یہ ہے یا ایّھا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی وان لم تفعل عذبتک عذاباً الیما اے پیغمبر اپنی امت پر علی کی امامت کو پہنچا دے ورنہ تجھے دردناک عذاب میں مبتلا کر دوں گا یہ صریح گستاخیاں ہیں جو حضرت رسالت مآب کے ساتھ کی گئیں ہیں اس قسم کی دھمکی اور اس قسم کا عذاب اُن لوگوں کو دیا جاتا ہے جو بار ہا سمجھانے کے بعد بھی نہ مانیں اور مطلق نہ سنیں تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا تو تجھے عذاب دوں گا اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیں تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کئی بار جناب رسول خدا کو جناب احدیت سے ارشاد ہو چکا تھا اور تبلیغ میں تاخیر تھی چنانچہ اسکے بعد ایسا تاکیدی حکم آیا اسپر بھی حضرت کو خلیفہ نہیں بنایا گیا معلوم ہوا کہ رسول خدا کا دلی منشا یہ تھا کہ علی خلیفہ نہیں۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

جناب حیرت ایک ایک بات کو چند مرتبہ لکھتے ہیں آیہ یا ایہا الرسول پر اس سے پہلے بھی بحث کی تھی اُسکا مفصل حال پا چکے اب پھر وہی رنگ لائے اور اسی آیۂ مبارکہ کو بایں طرز پیش کیا کہ حیات القلوب میں لکھا ہے کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی وان لم تفعل عذبتک عذاباً الیما عالم شیعہ نے دو جملے لکھے فی علی و دیگرے عذبتک عذاباً الیما اصل آیت

میں بڑھا کر رسول کے ساتھ گستاخی کی اور عذاب دردناک کا اُن کو مستحق قرار دیا حقیر عرض کرتا ہے کہ جناب حیرت نے ہر دو جملہ متذکرہ بالا سے عوام الناس کو جوش دلایا ہے کہ مؤلف حیات القلوب عالم شیعہ نے خلاف قرآن لکھدیا ہے مطلب اصلی انکا یہ ہے کہ جب مسلمانوں کی نگاہ سے گذرے گا کہ شیعہ کے عالم نے قرآن میں ایسا اضافہ کیا جس سے رسول پاک کو عذاب الیم کا وعدہ دیا گیا ہے تو مذہب امامیہ سے لوگ متنفر ہو کر کبھی رخ نہ کریں گے نظر برآں حقیر مناسب سمجھتا ہے کہ اہل نظر پر واضح کر دیا جائے کہ حضرت نے اپنے رسالہ کے ناظرین کو خلاف واقعہ بات لکھکر سخت دھوکہ اور مغالطہ دیا ہے حیات القلوب میں ہرگز ہرگز یہ الفاظ نہیں آئے کتاب موصوف کا ترجمہ مطبع دبدبۂ احمدی واقعہ لکھنؤ میں چھپا ہے اُس کی جلد دوم میں صفحہ (۲۰۸) کی سطر ۱۲ پر اسطرح لکھا ہوا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس افسوس ہے کہ جناب حیرت نے عالم شیعہ پر ایسا الزام وارد کیا کہ جسکا مافوق ممکن نہیں۔ اگر متکلمین اہل سنت ایسی خیانت شعاریاں کریں تو اپنے گروہ میں کبھی عزت نہیں پا سکتے حق طلب حیات القلوب کے صفحہ مذکور پر عبارت معروضہ حقیر معائنہ فرما کر حضرت حیرت کو وہی خطاب عطاء فرمائیں گے جو غلط نویس خیانت شعار دھوکہ باز لوگوں کو دیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ جناب حیرت صدر المحققین ہونیکا دعوے کرکے ایسی پرفریب راہ اختیار کریں جس سے اُنکی نسبت بہت کچھ بدظنی کرنے کا ہمکو موقع ملگیا چونکہ جناب حیرت نے ہر دو جملہ متذکرہ صدر کا حیات القلوب میں ہونا ظاہر کیا ہے اور دونو جملے حسب صراحت بالا انمیں مندرج نہیں ہیں ایسی تحقیقات پر ہمارا اور مرزا صاحب کا فیصلہ ہے اگر کتاب محولہ حقیر میں حسب معروضہ بالا عبارت ہو تو میں کاذب اور غلط نویس ورنہ خدام مرزا حیرت صاحب غریب بندہ اہل اسلام واکذب الکاذبین ہیں۔ مرزا صاحب جوش تعصب سے شیعہ پر ناجائز حملہ کرکے اپنے مذہب کی حقیقت ظاہر کر رہے ہیں لہٰذا انکی تسکین خاطر کے لئے عرض کیا جاتا ہے

کہ جملہ علی بہ آیۂ یا ایہا الرسول و عذاب دردناک وغیرہا سبکا ذکر علمائے اہل سنت نے کیا ہے
بطور نمونہ ایک دو کتاب کی مختصر عبارت ہدیۂ نظر کرتا ہوں - جلال سیوطی نے تفسیر در منثور
مطبوعۂ مصر کی جلد ثانی میں صفحہ (۲۹۸) پر یہ عبارت لکھی ہے - یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک الی اخرہ - اخرج ابو الشیخ عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان اللہ بعثنی برسالتہ فضقت بہا ذرعا وعرفت ان الناس مکذبی فوعدنی لابلغن
او لیعذبنی فانزل یا ایہا الناس بلغ ما انزل الیک من ربک - واخرج عبد بن حمید
وابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاہد قال لما نزلت بلغ ما انزل الیک
من ربک قال یا رب انما انا واحد کیف اصنع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ - واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید
الخدری قال نزلت ہذہ الایۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب - واخرج ابن مردویہ
وابن عساکر قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
من الناس خلاصہ روایت یہ ہے ابو شیخ حسن سے ناقل ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا کہ مبعوث کیا
مجھکو خدا نے رسالت پر جس میں دل تنگ ہوا کہ لوگ مجھکو جھٹلائیں گے اسپر تنبیہ کی خدا نے کہ
یہ ضرور اس حکم کو خلقت تک پہنچا دوں ورنہ عذاب کیا جاؤں گا اور عبد اللہ بن حمید اور
ابن جریر اور ابن حاتم اور ابو شیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت پر یہ آیت نازل
ہوئی کہ بلغ ما انزل الیک من ربک تو آنحضرت نے عذر کیا کہ خدایا میں تنہا ہوں لوگ میری
ایذا دہی اور ضرر رسانی پر مجتمع ہوا چاہیں گے اسوقت تاکیدا یہ آیت نازل ہوئی وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ یعنی اگر ہمارا یہ حکم نہ پہنچایا تو گویا رسالت ہی نہیں کی اور ابن ابی حاتم و
ابن مردویہ ابن مسعود سے ناقل ہے کہ عہد رسول پاک میں یہ آیت ان علیا مولی المومنین نازل

کرکے پڑھی جاتی تھی سوائے ازیں تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان و مفتاح النجا
محمد بن معتمد خان بدخشانی میں بھی یہی مضمون ہے معارج النبوۃ و تفسیر درِ منثور ابن مسعود
سے اسطرح منقول ہے عن ابن مسعود قال کان یقرء ھذا الحرف کفی اللہ المؤمنین القتال
بعلی وکان اللہ عزیزا حکیما یعنی یہ حرف اسطور پڑھا جاتا تھا کہ کفایت کی اللہ نے مومنین
کے قتال سے بسبب علی کے اور اللہ عزیز حکیم ہے کیوں حضرت حیرت انتساب کو یقین ہو گیا
ہوگا کہ جملہ مذ تک عذابا الیما اور ردفی علی کو منسب بحیات القلوب کرنے میں آپ کچھ بہت سچے
نہیں ہیں۔ بلکہ جن الفاظ کا کتاب شیعہ میں غلط طور پر درج ہونا ظاہر کرکے آپ نے لوگوں کو
دھوکہ دیا تھا وہ باسانید متعددہ آپ ہی کے دفتر میں موجود ہے جلال الدین سیوطی سے پوچھیے
کہ انّ الناس مکذبی فوعدنی لابلغن اولیعذبنی لکھ کر آپ نے اقتدار رسالت
میں کیوں بٹہ لگایا اور ان علیا مولی المومنین حوالہ قلم فرماکر قرآن مجید کو درجہ اعتبار سے
کیوں گرایا۔ نیز ان کی روح سے بذریعہ مسمریزم یہ بھی دریافت فرمائیے کہ ہم نشینان
و صحبت گزینان آنحضرت میں وہ کون بزرگوار تھے جن کی شرارت و مفسدہ پردازی سے
خوف کرکے آنحضرت نے فرمایا تھا کہ الٰہی میں تنہا ہوں۔ اس حکم کو سنکر یہ لوگ شورش کرکے
میری تکذیب کرینگے اور ضرر پہنچانے کی تدابیر نکالیں گے یہ بات ظاہر ہے محتاج تشریح
و بیان نہیں کہ یہود و نصاری و دیگر مخالفین اسلام سے آنحضرت کو کھٹکا نہ ہوگا بلکہ یہ امید
انہیں بزرگان دین سے ہوگی جو کہ ہر وقت ہم نوالہ و ہم پیالہ رہتے تھے افسوس ہے کہ خاتم
النبیین کے پاس ایسے لوگ جمع رہتے تھے جن کی نسبت حضرت کا یہ خیال تھا کہ ہمارے کار
منصبی یعنی تبلیغ احکام احدیت پر میری تکذیب کریں گے بلکہ اوس سے کچھ ترقی کرکے
دنگہ و فساد و لاٹھی سونٹے پر آمادہ ہوجائیں گے حقیر عرض کرتا ہے کہ ضرور ایسے لوگ
آنحضرت کے پاس تھے جن سے یقین تھا کہ مفسدہ برپا کریں گے کیونکہ اگر نہ ہوتے تو خدا
اس طرح فرماتا آپ ایسے عذرات کیوں کرتے ہیں ہم ہر ایک کے دل کا حال جانتے ہیں

سب مومن خالص ہیں خدا کا (واللہ یعصمک من الناس) یعنی بچائے گا خدا تجکو شر اعدا سے فرمانا اسی پر رہنمونی کرتا ہے کہ اگر حفاظت کردگار کی پیرو دش احمدی پر نہوتی تو شرارت پیشہ ضرور سا مادۂ فساد ہو کر توہین رسالتماب کرتے افسوس ہے کہ جناب حیرت کبھی ان اشخاص کا نام بتلا سکیں گے لہذا بنظر رفع تردد مرزا صاحب و دیگر شائقین۔ اُن فساد پیشوں کا پتہ ہم دیتے ہیں پیر کا اثر مرید میں ضرور ہوتا ہے جو مسلمان کہ اسی زمانہ میں علی کے خلیفہ بلافصل اور وصی رسول اللہ کہنے پر جھگڑے کرکے حکام وقت کو تکلیف دیتے ہیں انہیں کے مرشدوں سے آنحضرت کو یا امید تھی کہ یہ سر تحمار ہو کر شورش عظیم پیدا کریں گے۔ پیر جناب رسول پاک ڈرتے تھے اور مریدوں کی کثرت رجعیت سے ہماری جان ہوا ہوئی جاتی ہے مگر خدا سلامت رکھے دولت انگلشیہ کو جس کے انصاف سے شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ الحاصل جملہ ہائے معترضہ فی علی وعذ بنک عذ ا یا ایہا دونوں کتب اہل سنت میں درج ہیں مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ علمائے شیعہ ناقل ہیں کہ آیۂ یا ایہا الرسول کا ایک حصہ تو رہ گیا اور ایک حصہ یار لوگوں نے اوڑا دیا میں یقین کرتا ہوں کہ مرزا صاحب حسب صراحت مفسرین خود آیۂ ایہا الرسول سے ان علیا مولی المومنین اور آیۂ کفی باللہ المومنین القتال سے بعلی گرا ہوا دیکھ کر ضرور سہبات کا یقین کریں گے کہ یار لوگوں نے حرف مطلب کو اوڑا دیا حقیر نے درباب قرآن خاص طور پر ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے اسمیں ثابت کر دیا گیا ہے کہ علمائے موثقین اہل سنت نے مان لیا ہے کہ قرآن موجودہ وہ نہیں ہے جو کہ رسول مقبول پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں بمتا بلہ اصلی قرآن کے نو قسم کی غلطیاں ہیں بطور نمونہ حذف و اسقاط اسم جناب امیر کا کچھ ثبوت دیا گیا ہے ایک دو مقام اور پیش کرتا ہوں۔ تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ آیۂ مبارکہ ان اللہ اصطفےٰ آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین سے لفظ آل محمد اوڑا دیا گیا عبارت یہ ہے اخبرنی ابو محمد بن عبداللہ بن محمد عبداللہ القائنی نا ابو الحسین البیضی نا ابو بکر محمد بن الحسین بن صالح

السبیع نا احمد بن محمد بن سعید نا احمد بن ہشیم بن ابی نعیم نا ابو جنادۃ السلولی عن
الاعمش عن ابی وائل قال قراءت فی مصحف عبد اللہ ابن مسعود) ان اللہ اصطفے
آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین اگر مرزا صاحب رسول مقبول
کا کلمہ تہ دل سے پڑھتے ہیں اور بالکل ایسے مسلمان ہیں جیسے کہ ہونے چاہئیں تو اون لوگوں
سے کنارہ کشی کریں جو کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی کہتے تھے اور اجرائے کار مذہبی میں بہ
مقابلہ دینی شور وغوغا مچانے کے لئے بھی کمر بستہ تھے ایسے کفار اسلام نما سے پکے مسلمان کو
احتراز کرنا چاہئے بقول سے

اے بسا ابلیس آدم طلعت ست   پس بہر دستے نباید داد دست

نیز جس شخص نے قرآن میں گھٹایا بڑھایا اوسکے بھی الفاظ مناسب سے خبر لیں جناب حیرت کا
یہ لکھنا کہ بعد ایسی تاکید کے بھی علیؑ کو خلیفہ نہ بنایا معلوم ہوا کہ آنحضرت کا دلی منشا یہ تھا
کہ علیؑ خلیفہ نہ بنیں اُن کے محقق ہونے پر دلالت رکھتا ہے۔ بھلا جس شخص کو یہ بھی
خبر نہو کہ آیۂ یا ایہا الرسول کب نازل ہوئی اور بعد نزول حضرت نے کیا کارروائی کی
اسکو کیونکر مورخ یا محقق کہا جا سکتا ہے مرزا صاحب نے رسالۂ خلافت شیخین کی لوح پر لکھا
ہے کہ ہم نے تفسیر قرآن لکھی ہے اور تمام تفاسیر دنیا سے اسکا رنگ علیحدہ ہے تعجب ہے کہ
ایسے شخص کو آجتک یہ پتہ نملا کہ یا ایہا الرسول کا شان نزول کیا ہے اور اس سخت حکم
کی جو کہ مشتمل بو عید شدید تھا کیا تعمیل ہوئی چونکہ مرزا صاحب کا قلم قدرتًا رکا ہوا ہے لہذا
عنیر مناسب سمجھتا ہے کہ اس واقعہ کو کسی قدر وضاحت سے بیان کر دے جیب آسیر میں
لکھا ہے کہ سبب نزول بعد آن منزل یعنی غدیر آن بود کہ قبل ازاں حضرت مقدس
نبوی بحسب وحی سماوی مامور شدہ بود کہ جناب ولایت مآب مرتضوی را بخلافت خویش
نصب نماید و آنحضرت اظہار این صورت را جہت دریافتہ و قتیکہ از اختلاف ما مول باشد
در عقدۂ تاخیر انداختہ بود۔

تنبیہ

یہ فقرہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آنحضرت باین خیال اعلان خلافت مرتضوی میں متامل ہو کر
موقع ڈھونڈ رہے تھے کہ اغیار ناہنجار سے خالی ہو (چوں بہ موضع غدیر خم رسید معلوم
شد کہ پس ازینجا و ندازاں مکاں طوائف مسلمانان از موکب ہمایوں جدا شدہ بطرف
منازل خود خواہند رفت و ارادۂ ازلی مقتضی آں بود کہ تمامی آں مردم از خلافت شاہ
ولایت وقوف یابند ایں آیت نازل شد یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی
استخلاف علی والنص علیہ بالامامتہ) فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللّٰہ یعصمک
من الناس چوں بہ تنزیل کریمہ مذکورہ وجوب نصب امیر المومنین بخلافت بہ تحقیق انجامید
حضرت رسالت در آں موضع منزل گزید و فرمود تا بعضے درختاں را صفا دادہ پالاں ہائے
شتران جمع ساختہ بر زیر یکدیگر نہادند و بلال حسب فرمودہ رسول متعال ندا کرد کہ الصلوٰۃ
جامعتہ و بروایتے آواز داد کہ حی علی خیر العمل خلایق مجتمع گشتہ رسول صلعم بر لائے آں پالاں
ہائے برآمد علی مرتضیٰ نیز بفرمودۂ آنحضرت بالا رفتہ بر یمین سید المرسلین بہ ایستاد
حضرت صلعم بعد ادائے حمد و ثنا باری تعالیٰ از انتقال خویش بعالم فنا مردم را آگاہ گردانید
و فرمود در میان شما دو امر عظیم میگذارم کہ اگر تمسک بداں کنید گمراہ نشوید یکے ازاں دو بزرگ تر
ست از یک دیگر و آں دو گرانمایہ قرآن و اہلبیت من ست و ایں ہر دو جدا نشوند تا در
لب حوض کوثر بمن رسند پس فرمود ایہا الناس الست اولیٰ بانفسکم - آیا ہستم من اولیٰ بہ
شما از نفسہائے شما از اطراف و جوانب آواز برآمد کہ بلے آنحضرت فرمود کہ من اولیٰ ام از
نفس او علی اولیٰ است واں گاہ دست شاہ ولایت را گرفتہ گفت من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ
وادر الحق حیث مع الدار جس قدر واقعات متعلق بہ غدیر تھے سب کو صاحب حبیب السیر نے
بیان کر دیا خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اس مورخ کو فارسی نویس سمجھ کر مرزا صاحب بوقت

بجمیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا اقتدار ظاہر کر دیا جائے شاہ صاحب نے تحفہ میں
چند موقعہ پر حبیب السیر سے استدلال کیا ہے۔ جیش اسامہ کے قصہ میں رقمطراز ہیں (ابن اثیر
آنچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سنی موجود ست
باب یازدہم میں لکھتے ہیں کہ از معالم التنزیل و تفسیر حسینی و معارج و روضۃ الاحباب و حبیب السیر
چناں ظاہر می شود ابو بکر کے طعن چہارم میں شاہ صاحب نے معارج النبوۃ و حبیب السیر سے فضیلت
ابو بکر اظہار کیا ہے مولوی حسام الدین سہارنپوری نے مرافض الروافض میں حبیب السیر سے تخریج
مطالب کیا ہے۔ پس جبکہ ایسے ایسے علمائے جید جن کے خوشہ چینی و زلہ ربائی مرزا حیرت کا فخر ہو
حبیب السیر کو معتبر قرار دے کر خود مستدل ہو چکے ہیں تو اب کسی کو حق باقی نہیں ہے کہ بعذر بے
اعتباری مضمون بالا کو غیر معتمد ٹھہرائیں لو بائیس علمائے اہل سنت نے مثل حبیب السیر واقعہ غدیر
کو لکھا ہے اگر مرزا صاحب زیادہ شوق رکھتے ہیں تو جلد دوم حدیث غدیر کو ملاحظہ فرمائیں صفحہ
(۲۶۹) سے لغایت (۴۴۲) ان علما کی عبارات مع توضیح وقف نظر ہوں گی جنھوں نے حدیث
غدیر کو نقل کیا ہے از انجملہ صرف تین شخصوں کا بیان اس جگہ پیش کرتا ہوں امام احمد حنبل فخر الدین
رازی بہ تفسیر کبیر۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بہ کتاب مدارج النبوۃ

امام احمد حنبل

حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا عفان ثنا ابو عوانہ عن المغیرہ عن ابی عبید عن میمون
ابی عبد الله قال قال زید بن ارقم وانا اسمع نزلنا مع رسول الله صلی الله
علیہ وسلم بواد یقال لہ وادی خم فامر بالصلوٰۃ فصلاھا بہجیر قال فخطبنا وظلل
لرسول الله صلی الله علیہ وسلم بثوب علی شجرۃ سمرۃ من الشمس فقال الستم تعلمون
اولستم تشہدون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی قال فمن کنت مولاہ
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اس عربی عبارت کے وہی معنی ہیں جو کہ حبیب السیر
سے مضمون نقل ہوا ہے۔

فخر رازی

فخر رازی نے تفسیر کبیر میں یا ایہا الرسول بلغ کی شان نزول کو دس باتوں میں ظاہر کیا ہے نو توجیہات چھوڑ کر دسویں بات جو انھوں نے لکھی ہے وہ نقل کی جاتی ہے۔

والعاشر نزلت هذه الایة فی فضل علی رضی اللہ عنہ ولما نزلت هذه الایة اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال هنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنة وهو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی علیہ السلام

فخر رازی بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ یعنی یا ایہا الرسول نازل ہوئی تو حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اوس کے علی مولا ہیں خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے پس ملاقات کی عمر نے علی سے اور کہا مبارک ہو آج کی صبح اے علی کیونکہ آج آپ مولا ہوئے میرے اور کل مومنین کے۔ فخر رازی صاحب اس واقعہ کا راوی تین شخصوں کو بتلاتے ہیں ابن عباس اور براء بن عازب صحابی اور محمد بن علی علیہ السلام جنکو محمد باقر بھی کہتے ہیں ابن عباس کا شمار صنادید مفسرین قرآن میں ہے۔ ہر مفسر نے علم تفسیر میں ان کی شاگردی کا شرف حاصل کیا ہے کوئی اہل سنت ابن عباس پر الزام خلاف گوئی نہیں لگا سکتا براء ابن عازب بھی بوجہ صحابی ہونے کے بعنوان الصحابة کلہم عدول۔ عادل مانے جاسکتے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام ایک ایسے شخص ہیں جن سے حضرات اہل سنت کو چندان بچ سکنگی نہیں شیعہ اگر ائمہ دوازدہ گانہ کے حوالہ سے کوئی حدیث پیش کریں تو اہل سنت فرما سکتے ہیں کہ اوپر افترا کیا گیا ہے مگر جبکہ اُن کا عظیم الشان عالم تصدیق کرتا ہے کہ امام پنجم نے ایسا ارشاد فرمایا ہے تو لامحالہ اہل سنت کو ماننا پڑے گا مولوی رشید الدین شاگرد شاہ صاحب نے شوکت عمریہ میں لکھا ہے کہ ائمہ دوازدہ گانہ سے جو روایت کہ صحیح طریقہ سے مروی ہے اوسپر یقین لانا عین دلیل ایمان ہے احتیاطاً وہ عبارت بھی نقل کرتا ہوں

اگرچہ ائمہ اطہار علیہم السلام مستند است اند و اخبار آن اخیار مفاتیح مغلقات و مصابیح ظلمات
و مصادر حکمت و معادن شریعت ہست لیکن کلام در طریق وصول آن اخبار ست و بسا اوقات روایت
یک فرقہ نزد اہل آن فرقہ مامون و نزد غیر آں مطعون می باشند لہٰذا ہر فرقہ روایات مرویہ
را در طریق خود مسلم میدارد و اخبار مرویہ در فرقہ مخالف خود مقدوح می انگارد) چونکہ یہ
روایت بطریق اہل سنت وارد ہوئی ہے لہٰذا مرزا حیرت و دیگر اہل سنت کو اُسکا ماننا لازمی
ہوگا امام احمد بن حنبل و فخر رازی پرانے زمانے کے آدمی تھے ایک نئے سنہری نژاد محدث
کی تحقیقات ہدیہ خدمت کرتا ہوں شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں رقمطراز
ہیں کہ این حدیث صحیح ست یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ در روایت کردہ اند جماعتے ترمذی
و نسائی و احمد بن حنبل و طرق او کثیر ہست و روایت کردہ اند جمیع کثیر از صحابہ و گواہی
دادند بداں مر علی را در وقتیکہ نزاع کردہ شد باوے در ایام خلافت وے و بسیارے از
اسانید وے صحاح و حسان ست مرزا صاحب ایضرور یقین فرمائیں گے کہ آنحضرت ولایت و وصایت
حضرت امیرؑ کی تبلیغ پر مامور ہوئے تھے مگر بعض اپنی صحبتوں کی شقاوت و ناہنجاری سے مظنہ
مفسدہ رکھتے تھے وقت کا انتظار تھا کہ حساد سے مدینہ خالی ہو تو اُسکا اعلان و اشتہار کر دیا
جاوے چونکہ بعلم الٰہی آنحضرت کا زمانہ حیات کم رہ گیا تھا - لہٰذا ایک آیت مشتمل بو عید شدید
نازل فرمائی جسکا اظہار آپ نے باہتمام خاص بنظر اتمام حجت لاکھوں آدمیوں کے سامنے
بمقام غدیر کر دیا - بس مرزا صاحب کا وہ لکھنا کہ بعد ایسے سخت حکم کے بھی آپ نے علی کو خلیفہ
نہ بنایا غلط ثابت ہو گیا

تنبیہہ

آیہ وافی ہدایہ یا ایہا الرسول میں چونکہ سخت دھمکی دی گئی ہے لہٰذا یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ رسول
مقبول امر ولایت کا اظہار بالطبع نچاہتے تھے اور انکو علی کا خلیفہ بنانا بدل منظور نہ تھا - اگر ایسا
تاکیدی حکم نہ آتا تو آنحضرت بحق علی کچھ نہ کرتے بلکہ حق یہ ہے کہ نبی تعلیم و تبلیغ حکم احدیت

پر ہمیشہ آمادہ رہتے تھے اور کسی حکم خدا کو آپ نے معطل نہیں چھوڑا پورے طور پر امت کو جتا دیا
اور اُس کے مفاد و مضرات بتلا دئے یہ تاکید محض اسوجہ سے ہوئی تھی تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ علی
کی خلافت اسلام کا ایسا رکن اعظم ہے کہ بلا اُسکے اعلان و اظہار کے تمام تبلیغ بیکار ہے
خلافت کی جلالت شان کا اس حکم سے ظاہر فرمانا منظور باری تھا لہٰذا معاذ اللہ تنبیہہ و تہدید بھی
جس وقت کہ رسول صلعم پالان شتر کے منبر پر حضرت امیر کو اپنا جانشین کر چکے اسی وقت آیۂ تکمیل
دین الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الی آخرہ نازل ہوئی اس سے صاف ظاہر ہوا کہ دین
ہنوز تا اشتہار ولایت مرتضوی کامل نہ ہوا تھا چونکہ اس روز سعید میں دین محمدی درجہ کمال
پر پہنچ گیا اور آنحضرت کی محنت و جانفشانی جو تبلیغ رسالت سے خدائے منعم رضامند ہوا۔ لہذا
آنحضرت نے شکریہ میں بروایت سنی و شیعہ یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری فرمائے الحمد للہ
علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ میں سخت متعجب ہوں کہ مرزا صاحب مورخ و محقق ہونے کا دعوے
کرکے تاریخ لکھنے بیٹھ گئے اور یہ خبر نہ ہوئی کہ ایہا الرسول کی آنحضرت نے کوئی تعمیل کی یا نہیں
اگر نہیں کی تو کیوں ایسے تاکیدی حکم کو ٹال گئے اور اگر کی تو کب اور کس جگہ مورخ کو پورے
حالات لکھنے چاہئیں مرزا صاحب کو معلوم کرنا چاہئے کہ سنی صاحبوں کو معاملہ غدیر سے انکار نہیں ہے
حسب تصریح بالا جملہ علمائے نے تمام واقعات کو بیان کیا بحث فقط اسمیں ہے کہ مولی کے معنی کیا
ہیں حضرات شیعہ کہتے ہیں کہ مولی بمعنی اولی بہ تصرف ہے اور آنحضرت نے جو غدیر میں خطبہ پڑھا
تھا اور اُس کے متصل اپنی ذات اقدس اور جناب امیر کو مولائے مومنین فرمایا اس سے اور نیز دیگر
شواہد سے سمجھا گیا کہ مولی بمعنی اولی ہے۔ اہل سنت کے علماء مثل شاہ صاحب وغیرہ فرماتے
ہیں کہ اسکے معنی محب و ناصر کے ہیں مگر اکثر علمائے اہل سنت نے جن میں ایک ابن جوزی
بھی داخل ہیں اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ مولی اس جگہ بمعنی اولی بتصرف ہے علمائے عامہ
کا بیان جلد دوم حدیث غدیر از صفحہ (۲۴۶) تا صفحہ (۳۰۸) قابل ملاحظہ ہے۔ ابن جوزی
تفسیر زاد المسیر میں لکھتے ہیں مولاکم قال ابو عبیدہ ای اولی بکم جناب امیر نے اس فقرہ سے

استدلال بخلافت خود کیا ہے اور صحابۂ رسول نے اسپر گواہی دی ہے۔ مدارج النبوۃ سے یہ مضمون
اوپر نقل کر چکا ہوں بدانست حقیر مولیٰ کے معنی گو کہ کچھ ہی کیوں نہوں مگر اس جگہ سیاق
کلام و مناسبت مقام یہی ہے کہ جیسے رسول صلعم امت کے مقابلہ میں تھے ویسے ہی علی ہیں
اگر رسول نفوس اہل اسلام سے اولیٰ ہیں تو علیؑ بھی ہیں والا فلا۔ شاہ علی حسن صاحب جائسی
جو کہ سجادہ نشین و اکابر صوفیہ سے ہیں اور جن کے ملک پورب میں ہزارہا مسلمان و بعض ہندو
صاحب بھی مرید ہیں، ایک منقبت میں جو کہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ ہجری کو مطبع اثنا عشری میر عابد علی
میں بمقام لکھنؤ چھپی ہے عجیب طرز شائستہ سے اس اختلاف سنی و شیعہ کا جو کہ یہ معنی مولی واقعہ ہوا
ہے فیصلہ کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں ؎

بحث در معنی من کنت مولا میر دی ہر سو　　علی مولیٰ باین معنی کہ پیغمبر بود مولا

جیسا کہ اختصار شاہ صاحب موصوف نے کیا ہے اس سے مطلب خیز کوئی دوسرا جملہ نہیں ہو سکتا
تمام مسلمانوں میں ایک علی ایسے ہیں جو کہ بہ مثل نبی جملہ اہل اسلام کے مولا ہیں اہل سنت کو چاہئے
ہے کہ اپنے مولا کو زید و بکر کا تابعدار سمجھیں یا سردار تصور کریں یہ ہر شخص کی فہم و ادراک پر
موقوف ہے اگر بانبی بہ حیثیت مولائیت کسی کی از جملہ اہل اسلام تابع و مطیع ہیں تو علی بھی ہیں ورنہ
نہیں۔ اکثر شعرا نے اپنے اشعار میں مولیٰ کو بہ معنی اولی بیان کیا ہے اہل عرب کے شاعروں کو
چھوڑ کر ملک عجم کے شعر دکھلاتا ہوں۔ حکیم سنائی جنکو ملا جامی نے نفحات الریاحین میں
شیوخ صوفیہ سے تسلیم کیا ہے لکھتے ہیں ؎

سید الانبیاء بروز غدیر　　کردہ بر شرح خود مراد را امیر

تعجب ہے کہ حاکم شریعت مصطفوی کو اہل سنت ایسے لوگوں کا محکوم بتلاتے ہیں جن میں سے بعض کو
آبدست لینا اور باقاعدہ موتنا بھی نہ آتا تھا۔ شیخ فریدالدین عطار جن سے تمام اہل سنت آگاہ
ہیں مثنوی مظہر حق میں لکھتے ہیں ؎

پس چون خدا گفتہ ست در خم غدیر　　یا رسول اللہ ز آیات خبیر

ایہا الناس ایں بود الہام او — زانکہ حق آمدہ پیغام او

گفت رو کن با خلایق ایں ندا — نیست ایں دم خود رسولم بر شما

ہر چہ حق گفتست من خود آں کنم — بر تو من اسرار حق را شاں کنم

چونکہ جبرئیل آمد و بر من بگفت — من بگویم با شما راز نہفت

ایں چنیں گفت است قہار جہاں — حق و قیوم و خدائے غیب داں

مرتضیٰ والی دریں ملک من ست — ہر کہ ایں را ندا ند او زن ست

مرزا حیرت پہلے واقعات غدیر سے بطرز واجب واقف نہ تھے اب یقین ہے کہ تحریر حقیر سے سبق لیکر اعتقاد فرمائیں گے کہ بے شبہہ حاکم شریعت سوائے جناب امیر علیہ السلام کوئی نہیں ہے شیخ عطار نے اُن لوگوں کو جو کہ حضرت امیرؑ کے مولیٰ ہونے سے منکر ہیں انگیا کرتی زنانہ لباس پہننے والا بتلایا ہے اور فی الواقع جس نے شاہ مرداں کو چھوڑا وہ بقول شیخ عطار اگر حقیقتاً زنانہ نہیں تو مرد صورت و زن سیرت ہے مجکو ذی عزت محقق مرزا حیرت کی حیا و ایمان سے بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود علم و آگاہی از معاملات بالا پھر بھی صفوف زنان میں بیٹھے رہیں اور مردوں کی جماعت داخل ہونے کو کوشش نکریں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۸ تا سطر ۱ صفحہ مذکور

تفسیر اہل بیت۔ مجمع البیان۔ تفسیر صافی۔ علوی۔ صابری۔ عالی۔ کاشانی۔ جرجانی ورازی میں اسی قسم کی صدہا معتبر روایتیں بھری ہوئی ہیں جن کا سر نہ پیر معقول روایت کو نظریں ڈھونڈتی ہیں اور سچا واقعہ نہیں ملتا۔ ہزارہا حدیثیں ہیں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں لکھی ہیں اور وہ کل حدیثیں ایک سے ایک زیادہ بڑھی چڑھی ہیں ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ ایک ہی قسم کی حدیثیں نقل کردیں اس میں ناظر کو کچھ مذاق نہیں پیدا ہوگا بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ مختلف روایتیں مذکورہ بالا کتب سے انتخاب کرکے لکھی جائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ایک بدنصیب مورخ ان روایتوں

ے اپنے لئے سوا اس کے اور کیا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے سب اوّل سے آخر تک غلط اور ہرگز یقین نہیں آتا کہ ایک عقل ایسی روایتیں سننا گوارا بھی کرے ہر حال جہل سے علم بہتر ہے۔

جواب سجاد حسین خا کیلئے امیر مومنا ن

جناب حیرت نے چند کتابوں کا نام تو لکھ ڈالا۔ مگر روایت ایک کی بھی بیان نہ کی لطف یہ ہے کہ جرجانی و رازی اپنے مذہب کی کتب کو بھی بے اعتبار قرار دے دیا۔ اگر کتب مذکورہ سے وہ کوئی روایت لکھتے تو ہم بھی جواب میں کوتاہی نہ کرتے جن روایات کا اُنھوں نے ذکر کیا تھا اُن کا معقول جواب پایا اور آئندہ جو لکھیں گے انشاء اللہ اُسکا ویسا ہی دل پسند جواب دیکھ لیں گے کتب متذکرہ مندرجہ بالا مندرجہ تحریر خود کی نسبت مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں کہ انہیں صدہا قسم کی ایسی ہی بے سر و پا روایتیں ہیں یعنی جن روایات کو مرزا صاحب پیش فرما چکے ہیں اون کے نزدیک وہ روایات سر پیر نہیں رکھتیں مگر ناظرین باانصاف تحریر حقیر کو دیکھ کر کہدیں گے کہ اُن روایات کے بڑے بڑے لمبے پیر اور ٹھکا سا سر ہے مرزا صاحب کی کوتہ نظری نے اون روایات کا سر پیر ندارد ہونا لکھو باور کرایا ہے۔ اگر وسیع النظر ہوتے تو اپنی جنس کی ہوئی روایتوں کو بے سر و پا نہ بتلاتے اگر شپرک کو آفتاب نظر نہ آئے تو نور آفتاب پر کوئی الزام وارد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ شپرک کی کور نظری سمجھی جاتی ہے ایسے ہی ناظرین بالہ ہذا پر واضح ہو گیا ہے کہ روایات مذکورہ اوراق بالا سب اپنے اپنے مقام پر صحیح ہیں۔ مرزا صاحب کی ناواقفیت و عدم اطلاع کا قصور ہے مرزا صاحب کا یہ تحریر فرمانا کہ ابوبکر کی تصدیق خلافت میں ہزارہا احادیث ہیں جو کہ اعتبار میں ایک سے ایک بڑھی ہوئی ہے بالکل غیر صحیح ہے کیونکہ اگر ایسی احادیث ہیں تو اُن کا اسوقت پیش کرنا لازمی تھا تاکہ مقدمۂ خلافت ابوبکر فیصل ہو کر نمبر سے خارج کر دیا جاتا معلوم ہوتا ہے کہ مدارس میں گنتی یاد کرکے حیرت صاحب نے لفظ ہزارہا لکھدیا ہے۔ عاقل غور کریں کہ اگر وہ بجد و انتہا حدیثیں بطریق شیعہ نقل ہوئی ہیں

تو اس سے زیادہ مرزا صاحب اور کہا جاتے ہیں۔ منجملہ ہزار ہا کے صرف ایک حدیث
مثبت خلافت ابوبکر کی کتاب شیعہ سے پیش کرکے خواستگار جواب ہوتے اور اگر بطریق اہل سنت
وارد ہوئی ہیں تب بھی دس پانچ کو حوالۂ قلم فرما دیتے تاکہ اُن کے سنی بھائی بچشم حیرت
دیکھکر کہتے کہ مرزا صاحب نے دریائے مطالعہ میں ڈوب کر عجیب عجیب گوہر نایاب نکالے ہیں۔ حقیر بطور
فیصل مختصر طریقہ سے عرض کرتا ہے کہ شیعہ تو بجائے خود رہے اہل سنت کے دفتر میں بھی کوئی حدیث
کا ٹکڑا ایسا نہیں ہے کہ جس سے بوئے خلافت ابوبکر پھوٹ کر سنیوں کو خوش دماغ بنانے والی
ہو جناب حیرت تو نا نہ محقق اور نونہال حدیقۂ سنت ہیں بڑے بڑے جید علماء سنیہ اسکا
اقرار کر چکے ہیں کہ کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جو کہ خلافت ابوبکر یا ثلاثہ پر دلالت در منصوصی
کرتی ہو تمام علماء کے اقوال اگر نقل کیے جائیں تو طوالت ہوگی اسجگہ صرف ایک ایسے عالم کا
ارشاد نقل کیا جاتا ہے جو کہ علماء ہند و عرب میں گل سید شمار کئے جاتے ہیں وہ شاہ صاحب
ہیں جنھوں نے تحفہ میں لکھا ہے کہ خلفاء ثلثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص مقام غور ہے کہ اگر بقول
مرزا صاحب ہزار ہا احادیث ایک سے ایک چڑھتی بڑھتی بحق ابوبکر تھی تو شاہ صاحب ایک
آفت برپا کر دیتے اور سوئی کا پھاوڑہ بنا دیتے مگر چونکہ کیسۂ محدثین ایسی احادیث سے خالی
تھا لہذا ناچار ہو کر اُن کو یہ ہی اقرار کرنا پڑا کہ نہ خلفائے معصوم تھے اور نہ اُن کی خلافت
پر کوئی نص تھی۔ اصلیت یہ ہے کہ ابوبکر صاحب کی خلافت کے لئے کوئی حدیث کی ضرورت نہ تھی
ورنہ تیار ہو جاتی۔ اول اول اسی پر شور دیا گیا تھا کہ یہ خلافت باجماع امت ہوئی ہے چنانچہ
اسکی تائید ہر زمانہ میں علما کرتے رہے اگر انکو یہ خبر ہوتی کہ اجماع دم بریدہ ناقص وناتمام
کے مقابلہ میں نص کو تفوق ہوگا تو جس زمانہ میں حدیثوں کے بنانے والے مشین جاری تھی
اسی وقت بی بی عائشہ و ابوہریرہ کے کارخانہ میں دس بیس حدیثیں ڈھل جاتیں

تحریر مرزا حیرت از سطر ۱ صفحہ ۵۰ تا سطر (۵) صفحہ (۲)

آنحضرت کی وفات اور سقیفہ کا جھگڑا | ٹھیک وقت چاشت پیر کے دن ۱۲۔ ربیع الاول حضور انور

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی جس وقت حضور انور کی وفات کی خبر سنی حضرت عمر فاروق نے صاف انکار کر دیا کہ نبی بھی کہیں وفات پایا کرتے ہیں آپ اسقدر غصہ میں آ گئے اور کہا جس کی زبان سے یہ نکلا کہ حضرت رسالت مآب فوت ہو گئے تو میں گردن اڑا دوں گا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو دیکھ یہ آیت پڑھی تھی وما محمد الخ یہ آیت سنتے ہی حضرت فاروق ٹھنڈے پڑ گئے پھر اصحاب خانہ اقدس میں آئے اور چاروں طرف نالہ و بکا کی صدائیں بلند ہوئیں پھر سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے اتنے میں ایک شخص مسجد میں آیا اور کہا آپ کیا بیٹھے ہوئے ہیں کچھ خبر بھی ہے انصار سقیفہ میں جمع ہیں اور سعد بن عبادہ سے بیعت کرنے کو ہیں حضرت ابو بکر حضرت عمر کے ساتھ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے سقیفہ کی طرف چلے راستہ میں ابو عبیدہ جراح سے جو انصار کے ہنگامہ کی خبر دینے کے لئے مسجد نبوی میں آ رہے تھے وہ بھی ساتھ ہو گئے آخر تینوں ملکے مجلس انصار میں پہنچے اور جو کچھ سنا تھا وہی نقشہ دیکھا اور ان سے گفتگو شروع ہوئی حضرت عمر نے انصار کو قائل کر دیا انصار سخت نادم ہوئے حضرت عمر نے حضرت ابو بکر صدیق سے بیعت کی پھر انصار نے بھی اشفق الصدیق سے بیعت کی لوگوں کا اجتماع بہت بڑھ گیا تھا اور ڈر ہو گیا تھا کہیں سعد بن عبادہ مار نہ ڈالا جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق کا بیان ہے کہ میں نے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ مسلمانوں میں تلوار نہ چل جائے اور ہنگامہ محشر نہ گرم اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر در مبارک پر آ بیٹھے لوگوں نے چاہا کہ ہم بھی

غسل

حضور انور کو غسل دینے کا فخر حاصل کریں اور اکثر اصحاب نے اسپر زور دیا کہ اور کشش زیادہ ہونے لگی تو حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا میں نے سنا ہے ہمارے ہادی برحق نے وصیت کر دی تھی کہ مجھے اہل بیت غسل دیں۔ آپ کے اس ارشاد سے انصار ٹھنڈے پڑے اور وہ کشش دور ہوئی تھوڑی دیر میں ایک انصار نے نہایت منت سے عرض کیا اے ابو بکر آپ مجھے تو غسل میں شریک ہونے کی اجازت دیں آپ نے اسے اجازت دیدی

داماد رسول کے غسل میں شریک ہو گیا اس سے کہ اس شخص کو کل گروہ انصار نے اپنی طرف سے بھیجا کیا تھا۔ شقران اور اسامہ پانی دے رہے تھے اور فضل و قثم پہلو بہ پہلو پھیرتی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہلا رہے تھے اور حضرت عباس اور اوس مذکورہ انصاری الگ کھڑے ہوئے زار زار رو رہے تھے۔

تدفین | جب نہلا چکے تو دفن میں اختلاف اصحاب ہوا کوئی کچھ رائے دیتا تھا اور کوئی کچھ آخر اسکا فیصلہ بھی حضرت ابوبکر صدیق نے کیا اور یہ حدیث بیان کی۔ الانبیاء یدفنون حیث یموتون یہ سنکے سب خاموش ہو گئے اور وہیں یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے حجرہ میں قبر کھودی جب قبر تیار ہو چکی تو جنازہ کو لب گور رکھا۔ لوگ آتے جاتے تھے اور بغیر امام کے نماز پڑھتے جاتے تھے جب مہاجر و انصار فارغ ہوئے تو عورتوں اور بچوں کی نوبت آئی اور جب سب نماز سے فارغ ہو چکے تو چہار شنبہ (بودہ) کے بعد آدھی رات کو دفن کیا بعض روایتوں میں شب سہ شنبہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت علی۔ قثم شقران نے قبر میں اتارا۔"

جواب سجاد حسین خاں کیلئے امیر ہونا

مرزا صاحب اس طول کلام سے یہ ثابت فرمانا چاہتے ہیں کہ رسول پاک کے دفن و کفن میں ابوبکر و عمر شریک تھے اور آنحضرت کی وفات سے اُنکو بہت کچھ صدمہ و الم ہوا تھا یہاں تک کہ عمر فرط محبت سے بیخود ہو گئے تھے لہذا اس جگہ صرف یہ ہی تنقیح نکالی جاتی ہے کہ آیا ابوبکر و عمر شریک دفن تھے یا نہیں۔ لہذا اُسکو کئی طریقہ سے ثابت کیا جاتا ہے

طریق اول حضرت عمر پر جو بیہوشی طاری ہوئی تھی اُسکا ذکر محققین اربعہ کی گفتگو میں آچکا ہے ملاحظہ فرمانا چاہئے۔ رہا معاملہ دفن اُنکی یہ صورت ہے کہ روضۃ الاحباب مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کی جلد دوم میں صفحہ (۲۵) پر لکھا ہے کہ جس وقت جناب امیر کو بیعت کے لئے خلیفہ ابوبکر نے طلب کیا اور باہم سخت گفتگو ہوئی اُسوقت بشیر ابن سعید انصاری نے کہا کہ اے ابوالحسن این اوعیہ کہ تو امروز داری اگر پیش از یں معلوم مردم می شد ہر آئینہ با تو مخالفت و منازعت

نمی کردند با تو بیعت می نمودند ولیکن چون بخانہ خود نشستی ودر اختلاط با مردم سستی ایشان را کہ این گمان شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی و فرغ و اپائی خود چارہ میکنی۔ اکنون کہ جماعت مسلمانان کس دیگر را قبول کردہ اند خود را در طرز دیگری نمائی علی مرتضی فرمود کہ اے بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را غسل نا دادہ و تجہیز و تکفین نہ نمودہ از دفن او فراغت ناکردہ دم از خلافت و حکومت زدمے و با مردم منازعت و مخاصمت شدمے) یہ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ بجواب بشیر حضرت امیرؑ نے یہ ہی عذر پیش کیا کہ میں قبل از دفن وغسل کس طرح حصول خلافت میں کوشش کرتا معلوم ہوتا ہے کہ جو حضرات سقیفہ بنی ساعدہ سرگرم مشورت تھے وہ تجہیز وتکفین میں شامل نہ تھے اگر ہوتے تو حضرت علیؑ اپنی ذات خاص کو متکفل امور مذکور ظاہر نفرماتے اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ تو اپنے کام میں مشغول رہے اور حضرات شیخین سقیفہ میں انصار پر غالب آکر خلیفہ بن گئے اور بشیر ابن سعد جن سے بحضور ابو بکر یہ گفتگو پیش آئی وہ بھی خیریت سے شریک دفن نہ تھے دوم اسی عبارت روضۃ الاحباب کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ حضرت امیرؑ نے خلیفہ اول سے فرمایا کہ من ہمان سخن کہ شما با انصار حجت ساختہ این منصب را گرفتید بر شما حجت میگردانم راست بگوئید کہ بحضرت رسالت اقرب کیست) یہ مضمون بزبان حال کہہ رہا ہے کہ خلیفہ ابو بکر وغیرہ نے یہ حجت انصار پر ایسے وقت میں پیش کی تھی جس وقت کہ حضرت علی اسجگہ موجود نہ تھے اگر ہوتے تو وہیں اقربیت کو ظاہر فرماتے۔ سوم زمانہ حال میں ایک کتاب مسمی بہ ہدایات الرشید لکھی گئی ہے اور وہ ایسی جلیل القدر کتاب ہے کہ مصنف نے اسکو نمونہ عجائب قدرت خداوندی کا خطاب دیا ہے دیکھو اشتہار مولوی ابو القاسم الہ آبادی جس میں حضرت امیر کی ایمان کے دلائل بمقابلہ خوارج شیعہ سے طلب کی گئیں ہیں اس کتاب کے صفحہ (۱۵۱) پر یہ عبارت لکھی ہے یوم انتقال سے حضرت تیسرے دفن ہوئے اور پھر بفاصلہ قلیل اسی صفحہ پر لکھتے ہیں اگر حضرت کے دفن میں تعجیل نہ کی گئی تو کچھ باک نہیں آپ کا بدن مقدس بگڑنے اور متعفن ہونے سے پاک و منزہ تھا اگر

اگر دفن نبی کو انتظام خلافت پر مقدم کیا جاتا تو بڑا بھاری اندیشہ اسلام کی برہمی کا لگا ہوا تھا کیونکہ جس طرح انصار کی منشا تھی اگر اُسی طرح سے خلافت متفرق ہوتی تو اسلام و اہل اسلام درہم و برہم ہو جاتے خود مرزا صاحب وقوع وفات ٹھیک پیر کے دن چاشت کا وقت بتلاتے ہیں اور چہار شنبہ کے دن آدھی رات کو دفن ہونا ظاہر کرتے ہیں اس حساب سے وفات و دفن میں ۱۲ پہر کا تفاوت ہوتا ہے اگر خلفاء کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی اور رنج و غم کا پہاڑ اُن پر ٹوٹ پڑا تھا تو مرزا حیرت و دیگر اہل سنت ارشاد فرمائیں کہ بادشاہ کون و مکان کا جنازہ اتنی دیر تک کیوں نہ دفن ہوا شریعت کا حکم ہوا ہے کہ میت کو فوراً سپرد خاک کر دیا جائے تعجب ہے کہ بانی شریعت کے لئے اس سے خلاف عمل کیا گیا۔ جناب حیرت و دیگر اہل سنت سے پوچھا جاتا ہے کہ اتنی غیر معمولی تاخیر ایسے کام میں جسکا جلد کرنا چاہیے تھا کیوں روا کی گئی۔ اگر کہا جائے کہ با انتظار ارباب سقیفہ یہ ڈھیل ڈھال تھی تو شیخین نے وہاں سے واپس آن کر میت کے متعلق کیا کام کیا بقول مرزا صاحب حسب وصیت آنحضرت اہل بیت نے غسل و کفن پہنایا حضرت امیر و فضل و قثم و شقران نے قبر میں اتارا۔ بنی ہاشم و حضرت علی پر بڑا الزام وارد ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے انتظار میں جو کہ محض نکمے تھے جنازہ کو ڈالے رکھا شاید یہ خیال کر کے نہ دفن کیا ہو کہ دونوں سسر داماد کا آخری دیدار دیکھ لیویں دیکھئے حسب تحریر صاحب ہدایات الرشید دفن پر انتظام خلافت کو مقدم کیا گیا جس سے صاف ثابت ہوا کہ بعد فراغ از امر بیعت تدفین جسم اطہر واقع ہوئی اگر ۲ پہر سے زیادہ سقیفہ میں چہل جوتی۔ لپاڈگی رہتی تو نہ معلوم جنازہ کی کیا کیفیت ہوتی۔ تعجب ہے کہ شیخین بدمعاش خانہ مین (سقیفہ) مصروف گالی گلوج و مادر و پدر سے رہیں اور حرم سرا میں رسول بلا دفن تختہ میت پر پڑے رہیں اصلیت اس کی یہ ہے کہ اہلبیت نے حسب قاعدہ معمولی مدت پر نبی صلعم کو دفن کر دیا تھا سوائے ان کے نہ کوئی حضرت کو غسل دے سکتا تھا اور نہ کفن پہنا سکتا تھا نہ قبر میں اتارنے کا فخر حاصل کر سکتا تھا۔ پھر کیا فرصت تھی کہ ایسے نکمے اور ناکارہ آدمیوں کے انتظار میں

اسدرجہ توقف کرتے چونکہ شیخین بعد وفات جنازہ چھوڑکر چلے گئے تھے اور تین روز تک غائب رہے لہٰذا انپر سخت الزام قایم ہوگیا کہ اپنے مرشد و ہادی شریعت کی نماز بھی نہ پڑھی اہل سنت نے اُن کے بچانے کا یہ پہلو نکالا کہ جب تک وہ سقیفہ سے نہ آئے جنازہ بھی دفن ہوا گو اس توجیہہ میں اہل بیت ملزم ہوئے اقتدار رسالت میں فرق آیا۔ مگر شیخین کا حاضر ہونا بوقت دفن اُن کے نزدیک ثابت ہوگیا ابوبکر و عمر کا اس واقعہ سے متالم ہونا اہل عقل اسی سے معلوم کرسکتے ہیں کہ جس پر ایسا شدید صدمہ پڑے گا وہ ۲۱ پہر تک جنازہ بےدفن نہیں چھوڑ سکتا۔ رنج والم اسوقت ثابت ہوتا جبکہ سریر جنازہ کے قریب تین روز تک بے آب و دانہ سر ٹکراتے رہتے نعش میت لئے ہوئے عائشہ سر پیٹ رہی ہے ننھی چوریاں بڑھاکر سپید دوپٹہ زیب سر کرتی ہے حفصہ رو روکر جان کھوتی ہے سر میں پانچ پانچ سیر کا پتھر مارتی ہے اور دونوں کے ابا جان بدمعاش خانہ میں گھسے ہوئے۔ انصار سے لڑ رہے ہیں سعد عبادہ جلیل القدر صحابی پامال ہو رہا ہے میری دانست میں دنیا کا کوئی اہل عقل نہیں کہہ سکتا کہ وفات سید الانبیاء سے ایسے لوگوں کو درحقیقت کوئی رنج پہنچا تھا جناب بہ حیرت کو میں اُن لوگوں کا نشان دیتا ہوں جن پر سید المرسلین کی وفات نے کوہ الم گرایا تھا وہ جناب سیدہ و حضرت امیر ہیں جناب صدیقہ ہر وقت اپنے باپ کے غم میں اسدرجہ روتی تھیں کہ بروایات سنی و شیعہ اہل محلہ تنگ آگئے تھے حضرت علی سے کہا کہ آپ فاطمہ کو سمجھا دیں کہ وہ دن کو روئیں یا رات کو مصروف بکا رہیں جبکہ جناب سیدہ کو معلوم ہوا کہ بابا کے مصاحب میرے رونے سے دل تنگ ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یا علی بیرون مدینہ کوئی جگہ تجویز کردو کہ وہاں جاکر اپنے باپ کو رو لیا کروں حضرت امیر نے ایسا ہی بندوبست کردیا جب تک سیدہ زندہ رہیں یہ معمول رہا کہ صبح ہی حسنین کا ہاتھ پکڑکر وہاں چلی جاتی تھیں دن بھر مصروف نالہ و بکا رہ کر شام کو گھر واپس آتی تھیں اُس مکان کا نام بیت الحزن یعنی ماتم کدہ سید المرسلین رکھا گیا چنانچہ اسوقت تک وہ موقعہ مدینہ میں موجود ہے لوگ زیارت کرنے جاتے ہیں مرزا حیرت غور کریں کہ بی بی اور بیٹی کے

کے صدمات میں ضرور کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے ناکتخدا بیٹی کو جو باپ کے مرنے کا صدمہ ہوتا ہے وہ اُس لڑکی کو نہیں ہوتا جو صاحب اولاد و شوہر دار ہوتی ہے جناب فاطمہ کی دو لڑکیاں اور دو لڑکے تھے شوہر سر پر موجود تھا بایں ہمہ وہ حالت طاری ہوئی جس کا ذکر کیا گیا بی بی کا صدمہ بہ نسبت بیٹی کے کئی درجہ بڑھا ہوا ہوتا ہے کیونکہ گھر لٹ جاتا ہے تخت اولٹ جاتا ہے مانگ کو آگ لگتی ہے عیش و سرور پر خاک پڑتی ہے لال اودی نتھ چوڑیاں بے قطعاً نصیب ہو جاتی ہے ہر طرح کی امیدوں کا خون ہو جاتا ہے یہ صدمہ خاص اُس عورت پر زیادہ ہوتا ہے جو کہ شوہر کی محبوب ہوتی ہے اور جس کے اولاد مراد کچھ نہیں ہوتی اور عین حالت شباب میں رانڈ ہو جاتی ہے جناب عائشہ میں یہ تمام صفات موجود تھیں۔ مگر آج تک کسی مورخ نے نہیں لکھا کہ مدینہ والوں نے کبھی اُنکی دردناک آواز محسوس کی ہو یہ مقدس بی بی جب حضرت کے عقد میں آئی تھیں تو ایسی خوردسال تھیں کہ سوائے گڑیاں کھیلنے۔ اور ناچ تماشا دیکھنے کے اور کچھ نہ آتا تھا۔ شوہر کو ایسی فریفتگی تھی کہ جب تک فرشتوں نے تصویر نہ دکھائی آنکھوں میں دم رہا یہ پیاری بی بی اگر اس رنج میں مرجاتی تو کچھ عجب نہ تھا مگر انتہا کی مستقل مزاج اور پر جگر تھیں کبھی آن واحد کے لئے متزلزل نہ ہوئی انچہ رنڈاپے کو نشر احادیث یا خانگی کاروائی میں صرف کیا اگر مردوں میں ابوہریرہ اور عورتوں میں عائشہ نہ ہوتی تو اہل سنت میں ایک حدیث بھی بطریق صحیح نہ ملتی افسوس ہے کہ شیخ صاحب کو جوان بیٹی کے رانڈ ہونے گھر لٹنے کا رنج اس سے زیادہ ہوا کہ اُس کے شوہر کی لاش کو بے گور و کفن چھوڑ کر حصول سلطنت میں کوشش کرنے کے لئے چلے گئے بالجملہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے رنج و الم کا حال تو یہ تھا جسکو ناظرین نے دیکھا حضرت امیر کی حالت سنئے کہ بعد وفات سید الکونین سے آپ ہمیشہ محزون و مغموم رہتے تھے کنز العمال میں لکھا ہے کہ ایک روز خلیفہ اول نے دریافت کیا کہ دیا ابوالحسن مالی اراک متحازنا یعنی ابوالحسن کیا رنج ہے جس سے میں آپ کو اکثر محزون پاتا ہوں۔ حضرت نے جواب دیا کہ یہ رنج وہ ہو جس سے آپ مسرور ہیں (یعنی وفات سرور کائنات) تعجب ہے کہ ایسے مبتلا رنج و غم ہ

حضرت ابوبکر نے کیوں چہکارا رحلت کی کہا۔ نہ جانتے تھے کہ سرپرست کے مرنے سے اہلبیت کا تخت
الٹ گیا۔ وحی منقطع ہو گئی۔ آسمانی خبریں بند ہو گئیں میکائیل و اسرافیل کا آنا چھوٹ گیا سلطنت
دین گھر سے نکل گئی۔ جس اسلام کی بنیاد بڑی دقتوں سے قایم کی تھی اسکا انتظام نااہل لوگوں
کے ہاتھ میں جا پڑا سلطان سے رعایا بن گئے ابوبکر کی مسرت بیجا نہ تھی۔ آنحضرت کی وفات
اُن کے حق میں مبارک ہوئی نبی کے مرتے ہی فرق مبارک پر چتر نذر رکھا گیا رعایا سے بادشاہ
ہوئے ایک دن وہ تھا کہ غایت ذلت و بیوقاری سے ابن ربیعہ کی راحت پا کھاتے تھے
آج انکی جوتیاں سر پر رکھنا لوگ فخر سمجھتے ہیں ایسے شخص کو اگر شادی مرگ ہو جاتی تو عجب نہ
تھا ہر شخص متوفی کی جگہ اگر اسکا باپ بھائی بیٹا داماد نواسہ حکمراں ہو تو حسب معمول زمانہ
نازیبا نہیں ہوتا بلکہ بیٹی اور بصورت عدم موجودگی اُسکے داماد و نواسہ کو جانشین بننے سے
ایک خاص قسم کی زینت ہوتی ہے اور اگر کسی مرنے والے کی جگہ بیگانہ سال خوردہ خرانٹ
سپید بالوں والا سر آبیٹھ جائے تو نہایت ہی بُرا اور عام نگاہوں میں بدنما رہتا ہے
بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ داماد و نواسہ کو محروم کر کے معزول کر دیا جائے یہ بات چنداں
زطلب نہیں اب دیکھو اگر انقلاب زمانہ سے کسی گھر میں سسرے سالے مالک ہو جائیں تو
عام نظروں میں کیسے ہلکے معلوم ہوتے ہیں حضرت امیر و حسنین کی موجودگی میں ابوبکر یا کسی
دیگر سسرے سالے کو یہ استحقاق نہ تھا کہ مسند نبی کو پامال کریں اگر اس سلطنت کو دنیاوی
حکومت سمجھا جاوے جیسا کہ مرزا حیرت نے سمجھا ہے تب بھی سوائے خاندان نبوت کے کسی
دوسرے کا حق نہ تھا اسی واسطے سید احمد خاں صاحب مرحوم نے جو کہ بڑے پکے سنی المذہب
تھے لکھا ہے کہ شیخین امام حسن علیہ السلام کو تخت خلافت پر بٹھاتے اور خود وزیر بنکر
نیابتاً خدمات ملکی کو انجام دیتے اور اگر دینی بادشاہت اسکو سمجھا جائے جیسا کہ عموماً شیعہ کا
عقیدہ ہے تو سوائے حضرت امیر کے جو کہ باب علم ہیں اور کون یہ استحقاق رکھتا تھا کہ جلوہ
فرمائے و سجادۂ شریعت ہوتا۔ المختصر نبی کو علی نے بعدم حضوری خلفا دفن کیا اور شیخین

تین روز تک حصول خلافت میں لگے رہے اور سوائے شادی و سرور وفات نبی سے انکو کوئی صدمہ نہیں پہنچا یہی باتیں مرزا حیرت نے بحوالہ کتب اہل سنت شیخین کے اثبات حق خلافت میں لکھیں ہیں وہ سب باطل و بیکار کیونکہ کسی مذہب والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی کتب کے مضامین دوسرے فریق کے سامنے پیش کر سکے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۶ صفحہ ۱۰ تا سطر ۹ صفحہ ۲۱

اختلاف روایت | کتاب مدرج الدرین میں یہ روایت اختلاف کے ساتھ بیان ہوئی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اپنے مکان میں تھے جو محلہ سخ میں واقع ہے تاکہ آپ اپنے اہل وعیال کی خبرگیری کریں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد آؤ معاملہ خطرناک ہوتا جاتا ہے یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر سوار ہو کے بہت جلد مسجد نبوی میں آئے آپ نے دیکھا کہ ہر گروہ آپس میں سرگوشی کر رہا ہے اور ہر ایک کا رنگ بدلا دکھائی دیتا ہے آپ پھر حضرت بی بی عائشہ کے حجرہ میں آئے اور کہا کہاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت نے ارشاد کیا آپ اس جگہ استراحت فرما رہے ہیں آپ نے روئے مبارک پر سے چادر کا کونہ سرکایا اور نورانی پیشانی اور کلائی کو بوسہ دیا اور آیت کریمہ انک میت وانہم میتون پڑھی اور کہا یا رسول اللہ جو خوشبو تجھ میں زندگی میں تھی وہی بعد وفات بھی موجود ہے ؎

بفدائے تن اندام جو گل برگ تو باد | ہر کجا در ہمہ آفاق گل اندامے ہست
بیقین دان کہ بجز در تن پاک تو نیست | ہیچ اگر در دو جہاں بکسر موکا مے ہست

پھر حضرت ابوبکر صدیق مسجد میں آئے کسی گروہ کی طرف توجہ نہ کی اور سیدھے ممبر پر جا کر کھڑے ہو گئے ممبر پر کھڑے ہوتے ہی کل اصحاب یکبارگی آپ کی طرف متوجہ ہوئے اب لوگوں کو یہ انتظار ہوا کہ دیکھئے ابوبکر صدیق کیا کہتے ہیں آپ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ جو شخص حضور انور کا سچا فدائی ہے اسے یقین کرنا چاہئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے رحلت فرمائی جو شخص پروردگار عالم کی پرستش کرتا ہے وہ یہ بھی یقین کرے کہ حضور انور زندہ ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وما محمد الا رسول حضرت عمر نے کہا گویا میں نے اب تک اس آیت کو سنا ہی نہ تھا سب کو یقین ہو گیا کہ حضور انور کا وصل باری تعالیٰ سے ہو گیا اور سب نے یہ پڑھنا شروع کیا انا للہ وانا الیہ راجعون سب نے ایک زبان ہو کے کہا کہ ہم جنازہ کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں آپ نے سب کے ساتھ نماز پڑھی غسل کی بابت آپ نے تعلیم دی اور دفن کی جگہ بتائی اور پھر اکابر صحابہ کے ساتھ بنی ساعدہ میں گئے تاکہ پیشوائے امت اور خلافت کا فیصلہ کریں چنانچہ آپ کے جانے پر سب نے آپ سے بیعت کی

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

یہ روایت مرزا صاحب نے اپنے مذہب کی کتاب مسمیٰ بہ درج الدرر سے نوک زیب خامہ فرمائی ہے۔ اور بمقابلہ دیگر روایات کتب خود انکو اختلافی ظاہر کیا ہے۔ اول تو جناب حیرت کو کسی طرح سے استحقاق نہ تھا کہ اپنی کتاب کی روایت اور وہ بھی ایسی کہ جمہور اہل سنت کے خلاف مخالف مذہب کے سامنے پیش کر سکیں۔ مرزا صاحب نے شیعہ کی ہدایت کے لئے رسالہ لکھا ہے لازم تھا کہ انکی کتاب سے ایسے دلائل جو کہ حقیت شیخین کی ثابت کرنیوالی ہوتی پیش کرتے ایسا ثبوت بعینہ یہ وقعت رکھتا ہے جیسا کہ لومڑی نے اپنی دم کو گواہی میں پیش کیا تھا با ایں ہمہ روایت عجیب مضمون کی ہے حضرت ابوبکر کی خدمت میں عائشہ کا یہ پیغام بھیجنا کہ ابا جان جلد آؤ معاملہ خطرناک ہوتا جاتا ہے کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر وفات نبی کی انکو اطلاع دی گئی تھی تو گویندہ صاف کہتا کہ حضور اہل و عیال کی خبر پھر لینا جلد چلئے حمیرا (عائشہ) کی مانگ اجڑ گئی۔ معاملہ کے خطرناک بیان کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ صاحبزادی صاحب نے یہ کہلا کر بھیجا ہوگا کہ جلد آئے ورنہ خلافت چلی چنانچہ ابوبکر صاحب نے پالکی سے اتر کر یہ ہی حالت مشاہدہ فرمائی کہ ہر ایک کا رنگ بدلا ہوا ہے باہم سرگوشی کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب یا ان کے ہم مشرب بتلائیں کہ سوائے اہل بیت کے اس جگہ اور کون لوگ تھے جن کی رنگتیں بدل رہی تھیں اور کان سے کان ملائے ہوئے باتیں

کرتے تھے حضرت عمر تو غصہ سے حالت بیخودی میں تلوار نکالے ہوئے یہی کہہ رہے تھے کہ جو نبیؐ کے مرنیکا بیان کرے گا اُسکو آب تیغ پلا دوں گا جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ سب سے جدا رنگ رکھتے تھے در واقع یہی خلیفہ اوّل بڑے ہی با صولت تھے۔ جنکو دیکھتے ہی لوگ اپنے ارادہ سے ہٹ گئے حضرت ابوبکر کا اُن سرگوشی کرنے والوں کی طرف نہ دیکھنا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ خلیفہ صاحب نے انکی اس حرکت کو ایسا ناپسند فرمایا کہ منہ پھیر لیا اور سیدھے آنکھ نیچے کئے ہوئے ممبر پر چڑھ گئے اور ایک بڑا لکچر مخبر بوفات نبی سنایا جس سے لوگوں نے مرگ نبی پر یقین کر کے انا للہ و انا الیہ راجعون زبان پر جاری کیا میں حیران ہوں کہ اشخاص موجودگان در دولت پر درحالیکہ ابوبکر سے بیشتر متیقن بوفات نبیؐ ہوئے تھے اور کلمہ ترجیع سے اپنی زبانوں کو آشنا کیا تھا تو اس سے پہلے وہ کیا حالت عائشہ نے مشاہدہ کی تھی جس کی رپورٹ خطرناک لفظوں سے باپ کے پاس بھیجی تھی اور خود ابوبکر صاحب نے جو لوگوں کو جو سرگوشی کرتے ہوئے دیکھا تھا جس سے وہ نیچی نگاہ کئے ہوئے ممبر پر چلے گئے تھے اسکا کیا سبب تھا کیونکہ ایسے موقع پر اموات دور و دراز کی فکر میں جب ہی مشورت کی جاتی ہے جبکہ وفات واقع ہو جانے عجب صاحب ایمان مسلمان تھے کہ بلا علم و یقین وفات اموات آیندہ کی فکر میں پڑ گئے اُن سے زیادہ کوئی دنیا طلب و حریص حکومت نہیں ہو سکتا خوب سوچا کہ ابوبکر نے حضرت امیرؑ کو جن کے سوا کوئی نبیؐ کو غسل نہ دے سکتا تھا غسل میت کی ترکیب بتلا دی۔ کاش وہ نہ بتلاتے تو صحیح طور پر غسل ہی نہ دیا جاتا واقع میں حضرت امیرؑ ایسے قابل تھے کہ ابوبکر اُنکو تعلیم دیتے۔ نبیؐ حسب فحوائے حدیث ثقلین اپنے اہل بیت کو ہادی امت و مالک شریعت تجویز فرمائیں حسب اندراج کتب سنیہ امت کو حکم دیں کہ اہلبیت کو تعلیم نہ دو یہ ہر بات کو تم سے بہتر جاننے والے ہیں اور ابوبکر اُن کو غسل کی تعلیم دیں اگر در واقع ابوبکر صاحب نے اُنکو ترکیب غسل بتلائی تھی تو خطا کی کیونکہ نبیؐ صحابہ کو حکم دیں کہ میرے اہلبیت کو تعلیم نہ دو وہ تم سے بہتر جانتے ہیں اور اصحاب تعلیم دیں وہ بھی ایسی جس کو آج ہر مردہ شو جانتا ہے۔ افسوس ہے کہ علمائے اہل سنت نے اہلبیت نبوی کو اپنے مسئلہ میں

نا واقف تبلایا جس کو اکثر ارازل اسلام بھی جانتے ہیں۔ اس اختلافی روایت کے پیش کرنے میں مرزا صاحب نے صرف یہ فائدہ اُٹھایا کہ ابوبکر وغیرہ کا نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہوگیا مگر پھر بھی یہ الزام قایم رہا کہ غسل و دفن میں شریک نہیں ہوئے۔ فوراً بہ تعجیل نماز پڑھ کر اصحاب کو ساتھ لئے ہوئے سقیفہ میں چلے گئے کیونکہ عبارت محررہ مرزا صاحب یہ ہے کہ غسل کی ترکیب اور دفن کی جگہ تبلاکر اکابر صحابہ کو ساتھ لئے ہوئے چلے گئے حقیر عرض کرتا ہے کہ ہرگاہ خلیفہ صاحب نماز میت سے فراغت پا چکے تھے تو پھر تین دن تک جنازہ کیوں رکھا رہا افسوس ہے علمائے اہل سنت پہ ہزار ہا تدبیروں سے خلفا کو الزام صریح سے بچانا چاہتے ہیں مگر طبع زاد بات میں کچھ نہ کچھ جرح ضرور پیدا ہوجاتی ہے

تحریر مرزا صاحب مددگار شیخ صاحبان از سطر ۶ صفحہ ۱۱۲ تا سطر ۳ صفحہ ۱۱۳

شیخ باقر مجلسی بحار میں واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں | روی الشیخ فی تلخیص الشافی الی آخرہ۔ شیخ الطائفہ نے تلخیص شافی میں اُس کی اسناد سے روایت کی ہے کہ سرور ابرار کی وفات ہوتے ہی انصار سقیفہ میں جمع ہوئی اور چاہا کہ سعد کو خلیفہ بنائیں سعد ایسا مریض تھا کہ اُنھیں اتنی طاقت نہ تھی کہ اتنی آواز سے تقریر کر سکتا کہ سامعین سن سکتے اس لئے اُسکا بیٹا یا بنی اعمام کے بعض اشخاص اُس کی تقریر کا بلند آواز سے لوگوں کے آگے اعادہ کردیتے تھے اُس تقریر کا مضمون یہ تھا اے گروہ انصار جتنی تمھیں فضیلت حاصل ہے کسی قبیلہ کے ایک شخص کو بھی یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی خدا اور رسولؐ پر ایمان لاؤ اور راہ خدا میں تم نے جہاد کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھاری وجہ سے قوت پائی اور آخر دم تک حضرت رسالت مآب تم سے راضی رہے اس لئے تمہارا خلافت پر پیش قدمی کرنے کا حق ہے تمہارے آگے دوسری قوم کو کوئی حق نہیں ہے انصار نے سعد کو خلافت کی مبارکباد دی اور کہا تجھ سے بہتر اور کوئی نہیں ہے ہی دیتا پھر آپس میں انصار باتیں کرنے لگے اگر مہاجرین اپنے فضائل بیان کریں تو اُس وقت ہم انہیں کیا جواب دیں گے اُن میں سے ایک فریق نے جواب دیا ہم یہ کہیں گے اگر تمھاری

بھی مرضی ہے تو ایسا کرو کہ ایک ہم میں سے اور ایک تم میں سے خلیفہ بنا دیا جائے بغیر اس کے کچھ نہیں ہو سکتا سعد بن عبادہ نے اس جواب کو قوم کے ضعف کی وجہ بھی اتفاق سے یہ خبر عمر نے سنی یہ خبر سنتے ہی وہ خانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے اور کسی شخص کو ابو بکر کے پاس بھیجا فوراً چلے آئیں ابو بکر اسوقت علی ابن ابی طالب کے ساتھ تجہیز میں مشغول تھے۔ ابو بکر نے جواب دیا کہ میں اس کام میں مشغول ہوں نہیں اٹھتا عمر نے پھر دوبارہ اس شخص سے کہلا بھیجا کہ ایک بہت بڑا کام ہے آپ آنے میں ہرگز تامل نہ کریں ابو بکر روتے ہوئے باہر نکلے عمر نے انصار کے فتنہ کی کیفیت بیان کی پھر ابو بکر و عمر شتابانہ قدم زن ہوکر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ابو عبیدہ جراح سے پھر وہاں پہنچے اور حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی

جواب سجاد حسین خاک پائے امیر مومناں

افسوس ہے کہ مرزا حیرت کچھ پس و پیش نہیں دیکھتے جو کچھ کہ زبان قلم پر آتا ہے لکھدیتے ہیں اول اسی رسالہ میں روایت زہری پر بحث کر کے دکھلایا گیا ہے کہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے اقوال اہل سنت نقل کر کے ان کو مقدوح و مجروح کیا ہے۔ ایسی ہی یہ بھی روایت ہے شیعہ تو بجائے خود رہے کسی اہل سنت نے بھی آجتک یہ دعوے نہیں کیا کہ ابو بکر و عمر شریک تجہیز و تکفین تھے بلکہ بخلاف اس کے ہر قسم کے اکثر مضامین درج صحاح و تواریخ ہوتے ہیں کہ سوائے اہل بیت کے کوئی شخص غسل و تکفین نہیں دے سکتا آنحضرت فرما گئے تھے کہ بجز علیؑ مجھکو کوئی برہنہ نہیں دیکھ سکتا۔ اگر کوئی شخص خلاف اس کے کرے گا تو اندھا ہو جائے گا اہل سنت کے یہاں چونکہ اس میں اختلاف ہے اکثر کا قول یہ ہے کہ عمر و بکر جنازہ پر تھے بعض کہتے ہیں جیسے کہ مدرج الدرر کہ انھوں نے نماز پڑھی اور اہلبیت کو مشغول غسل و دفن تنہا کر چلے گئے کسی کا قول ہے کہ مشغول تجہیز رہے۔ شیعہ کو قدیماً و جدیداً اتفاق ہے کہ ان میں سے ایک آدمی نے کوئی خدمت نبوی کی اور نہ نماز جنازہ پڑھنے کا فخر حاصل کیا۔ چونکہ اس روایت میں بخلاف جمہور اہل سنت

یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ ابوبکر بوجہ شغل تجہیز نہ آنے تھے عمر نے انکو تاکید کرکے بلوایا اور دونوں سقیفہ میں چلے گئے لہٰذا صاحب بحار نے بنظر قدح و اظہار اختلاف انکو لکھدیا نہ یہ کہ اپنی روایت کو نقل کیا ہے اور بفرض محال اگر اسکو بلا اشتراک اہل سنت شیعہ کی کتاب کا مضمون بھی تصور کرلیا جاوے تب بھی نتیجہ یہ ہی ہوگا کہ شیخین نے دفن نبی پر انتظام خلافت کو فوق دے کر سقیفہ کا راستہ پکڑا یہ بھی کل اہل سنت کہتے ہیں کہ خلفا نے خلافت کے انصرام کو تقدیم دی چنانچہ زمانہ حال کے محقق صاحب ہدایات الرشید کی عبارت پیش کردی گئی زیادہ سے زیادہ اگر اس روایت کو عزت دی جائے گی تو صرف اتنی کہ متفق علیہ ہے۔ جناب حیرت نے یہ رسالہ خلافت شیخین کے ثابت کرنے میں لکھا ہے انکو لازم تھا کہ کوئی ایسی دلیل ناظرین کو دکھلاتے جس سے عند الشیعہ شیخ صاحبوں کا بلا اشتراک غیرے حق بخلافت ثابت ہونے کی قابلیت پاتا

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۴ صفحہ ۲۳ تا سطر ۹ صفحہ مذکور

باقر مجلسی کی دوسری روایت | ابن ابی الحدید کی روایت سے ایک اور مقام پر فاضل مجلسی نے اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے اصل میں سقیفہ کی خبر سب سے پہلے مغیرہ بن عدی نے عمر کو دی اور زبردستی عمر کا ہاتھ پکڑ کرکے چلنے کے لئے کھینچا۔ فاروق نے کہا کہ میں امر عظیم یعنی تجہیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول ہوں اور اب درد و الم میں گرفتار ہوں وفات سرور دو جہان سے مجھ پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے مغیرہ نے اسبات کو قبول نہ کیا اور کہا اسوقت سقیفہ میں تیرا جانا اشد ضروری ہے چنانچہ وہ زبردستی پکڑ کر لیگیا

جواب سجاد حسین خاک پائے امیر مومناں

دیکھئے مرزا صاحب ہمارے قول اول تصدیق آپ کی اس تحریر سے خود بخود ہو گئی کیونکہ صاحب بحار نے عبارت محررہ سامی بقول جناب ابن ابی الحدید کے حوالہ سے لکھی ہے یہ شخص معتزلی ہے اہل سنت انکا بڑا اقتدار کرتے ہیں جیسی کہ اشعریہ دسنی) قابل خلافت ثلاثہ ہیں ایسے ہی معتزلہ

ہیں ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں جس طرح اہل سنت خلفاء کو مطاعن سے بچاتے ہیں
اسی طرح معتزلہ اُن کے لئے سر بکف ہیں شاید مرزا صاحب ابن ابی الحدید معتزلی کو شیعہ سمجھے
ہیں کیوں ہو تاریخ دانی کا دعویٰ ایسے ہی شخص کو زیبا ہے جو کہ سنی و شیعہ میں تمیز نہ رکھے
بس واضح ہو کہ جیسے صاحب کتاب نے ابن ابی الحدید سے نقل کیا ویسے ہی دیگر علماء سنیہ سے حسب
صراحت بالا روایت بنظر قدح درج کتاب فرمائی نہ معلوم مرزا صاحب نے اس روایت کو کیا
سمجھ کر بحق شیخین مفید سمجھا ہے محض اتنی بات ابی الحدید کے قول سے ثابت ہوتی ہے کہ عمر سقیفہ میں
خود نہیں گئے بلکہ زبردستی پکڑے ہوئے گئے خیر کسی طرح گئے خواہ اپنے پیروں سے یا پابدست دیگرے
مگر دفن میں شریک نہ تھے یہ عجیب تماشہ ہے پہلی روایت ہے کہ ابوبکر مشغول
تجہیز تھے اور عمر صاحب نے بہانہ کر کے اُن کو اس کام سے ہٹایا۔
ابی الحدید کہتا ہے کہ عمر مصروف تجہیز تھے۔ مغیرہ بن عدی کھینچ لے گیا اور عمر سے
کچھ بھی نہ ہو سکا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسے دراز قد آدمی کو عدی نے کھینچ
لیا اور عمر سے کچھ بھی نہ ہو سکا اگر سقیفہ میں جانے سے کراہت ہوتی تو شور اور غوغا
مچاتے کہ اے اہل مدینہ دوڑیو۔ چھوڑائیو کہ عدی کا بیٹا زبردستی مجھکو کھینچے ہوئے
لئے جاتا ہے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۴۲ تا سطر ۱۰ صفحہ مذکور

ابوہریرہ کی روایت

اس فاضل نے تمام روایتوں سے اختلاف کیا ہے اور بسند صحیح یہ بیان
کرتا ہے کہ انصار و مہاجرین تجہیز و تدفین کے بعد سقیفہ میں جمع ہوئے تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ
سنی اور شیعوں میں یہ غلط روایت کیوں مشہور ہو گئی کہ تجہیز و تدفین سے پہلے صحابہ سقیفہ
میں جمع ہوئے تھے سنی اور شیعہ اس پر متفق ہیں کہ پہل انصار نے کی تھی پھر حضرت عمر اور حضرت
ابوبکر کے جانے میں اتفاق نہیں ہے کوئی کچھ بیان کرتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے مگر ہماری
رائے اس خلاف عظیم میں یہ ہے کہ حضور انور پر صحابہ جان و دل سے فدا تھے خواہ انصار

ہوں یا مہاجر پھر کیونکر ممکن ہے کہ حضور کی وفات ہو جائے اور صحابہ بغیر تجہیز و تجہیز و تکفین خلافت کی بحث کرنے لگیں معمولی تعلق پر بھی جب کبھی ایسا صدمہ ہو جاتا ہے تو وہاں عقل بجا نہیں رہتی پھر چہ جائے کہ صحابہ اور اُن کا عشق انوار بدریہ نے جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے بیشک بعد تجہیز و تدفین کے صحابہ سقیفہ میں جمع ہوئے تھے۔

جواب سجاد حسین خاک پائے امیر مومناں۔

پھر مرزا صاحب اپنی کتاب کو معرض استدلال میں لائے اور کتاب بھی ایسی غیر مشہور جس کو شاید حضرت نے خود بھی نہ دیکھا ہو اُس پر طرہ یہ کہ تمام اہل سنت سے مخالف۔ مزید برآں یہ کہ عبارت انوار بدریہ ندارد جس سے اسناد صحیحہ کی جانچ کی جاتی جس کی تعریف مرزا صاحب کرتے ہیں بالفرض اگر انوار بدریہ کوئی اہل سنت کی کتاب بھی ہے اور اسمیں یہ مضمون بھی لکھا ہوا ہے کہ صحابہ بعد دفن نبی زینت افزائے مجلس سقیفہ ہوئے تھے تو چونکہ یہ روایت جمہور اہل سنت کے خلاف مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں لہذا از قسم احاد ہے اور ہر ایسی روایت کو جو کہ اس طرح وارد ہوئی ہو مرزا صاحب قابل قبول تجویز نہیں کرتے چنانچہ خلافت شیخین کے صفحہ ۱۱ پر مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ شیعہ جو صحیحین سے یہ ثبوت کرتے ہیں کہ ہرگز حضرت علی نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی وہ خبریں از قسم احاد ہیں جن پر توجہ نہیں کی جاسکتی تعجب ہے کہ روایات صحیحین بالزام احاد پایۂ اعتبار سے مرزا صاحب کے نزدیک گر جائیں اور انوار بدریہ کی روایت جس کے مصنف و عبارت کا سوائے مرزا صاحب کی یادداشت کے پتہ نہیں باوصف اُحاد ہونے کے ایسی قابل وثوق ہو کہ تمام مصنفین سنیہ کو غلط گو ٹھہرا کر ایک اُسکو سچا مان لیا جائے۔ مرزا صاحب محض اپنے ذاتی خیال سے یہ رائے قایم کرتے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا اصحاب و انصار باوصف سچے دوست ہونے کے اپنے ولی نعمت سرکار مخانہ کو کیونکر بلا دفن چھوڑ کر چلے گئے یہ فرمانا جناب مرزا صاحب کا واللہ باللہ بالکل صحیح و درست ہے اور میں بہت مضبوطی کے ساتھ ان کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں کہ سچے خیر اندیش اور صحیح وفادار سے ایسا نہیں ہوسکتا یہ کام وہ ہی کر سکتا ہے کہ جس میں ایماں کا اصلا اثر

غرضیکہ جب بروایات سنی و شیعہ شیخین شریک دفن نہیں ہوئے لہذا مرزا صاحب اُن کو
ایسا سمجھ لیں جیسا کہ نامسلمانوں کو سمجھا کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ جس جس نے نبی کو بے کفن و دفن
چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کی راہ لی وہ میرے اور مرزا صاحب دونوں کے نزدیک بے ایمان اور خارج از
اسلام تھا اور جو حضرات مشغول غسل و دفن رہے اور سقیفہ کی طرف بعد فراغت بھی قدم نہ اٹھایا
وہ سچے ایماندار تھے ہم مرزا صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے ایماندار و بے ایمان
لوگوں کی اچھی شناخت بتلا دی کاش دیگر حضرات سنیہ بھی اسی تحقیقات کو معیار قائم فرمالیں
تو بہت خوب ہوا الحاصل بشرط صحت کتاب و عبارت انوار بدریہ کے مضمون کی بہ مخالفت روایات
سنی و شیعہ کوئی اصلیت و حقیقت نہیں شیخین شریک دفن نہ تھے بلکہ بفور وفات بنی سقیفہ
میں چلے گئے تھے اور وہ ایسے ہی مسلمان تھے جنکا مسلمان سمجھ لینا باعتبار حرکات سقیفہ بعید
الخیال ہے۔

تحریر مرزا صاحب حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۱ صفحہ ۴۲ تا سطر ۱۳ صفحہ مذکور

شیعی امام اعظم طوسی کی کتاب امالی کا عجیب قصہ | حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے سب سے پہلے میں خداوند تعالیٰ کے آگے مخالفوں کی خصومت کی شکایت دو زانو ہو کے کروں گا وہ دوزخ و جنت کی قسم کھا کے عرض کروں گا کہ مجھ پر کیا مظالم توڑے گئے

جواب سجاد حسین خاک پائے امیر مومناں

نہ معلوم مرزا صاحب کو اسپر کیوں تعجب ہوا جس پر کوئی ظلم کرے گا وہ فردا قیامت میں شاکی ہوگا
کیا حضرت امیر کو خدا سے یہ عرض کرنے کا موقع نہیں ہے کہ شیخین نے بھائی کو تنہا چھوڑ کر قرار
پر فرار کو ترجیح دی اُن کی نبوت میں شک کیا حکم کو نہ مانا لشکر اسامہ میں نہ گئے دوات و قلم
نہ دیا جس سے وصیت لکھی جاتی اُن کے کلام ہدایت نظام کو ہذیان کہا بلا اجازت نماز پڑھانے
کھڑے ہوئے نعش اطہر کو بے غسل چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے نہ نماز جنازہ پڑھی نہ شریک دفن
ہوئے جس اسلام کو میں نے بھائی کے ساتھ ہو کر بڑی محنتوں اور سخت دقتوں سے قائم کیا تھا

اسکا انتقام اپنے ہاتھ میں لے لیا بخلاف منشاء اسلام اصلی اپنی رائے کو دخل دیکر بیعت لے احکام پل
ڈالے میرے مطیع بنانے کے لئے ایسا وحشیانہ عمل کیا کہ گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ آئے میرے معصوم
بچہ کو ضرب لشت و لگد سے مار ڈالا جائیداد قرق کرکے داخل خالصہ کرلی شیاطین امت کو معہ دار
بنایا جنکو وہ روپیہ کی کبھی نوکری بھی نہ دی خمس کو بند کرکے محتاج بنا دیا یہودیوں کی محنت مزدوری کرکے
اپنی اوقات بسر کی اور حسنین کو پالا میرے جمع کئے ہوئے قرآن کی تلاوت نہ کی مرزا صاحب کو یقین
فرمانا چاہئے کہ اگر حضرت امیر پر یہ ظلم وستم ہوئے ہیں اور خلفاء سے ایسی باتیں جو کہ منافی شان اسلام
نہیں ظاہر ہوئی ہیں تو ضرور وہ فرد شکایات قیامت میں کھلے گا حقیر نے ایک رسالہ مسمی بہ سرمہ ناکسی
لکھا ہے اسمیں یہ بات دکھائی ہے کہ اگر اہلبیت پر بقول شیعہ و سنی ظلم ہوا ہے اور ثلاثہ نے برخلاف
اسلام کچھ کام کئے ہیں تو خاندان رسالت انکی شکایت کرے گا اسمیں ایک عرضی دعویٰ منجانب سیدہ
مرتب ہوا ہے اسپر جناب احدیت کی حضور سے سمن جاری ہو کر ثلاثہ طلب ہوئے ہیں اور بعد رد و قدح
مقدمہ فیصل کیا گیا ہے بصورت دیگر اگر بقول واحد بعض اہل سنت جیسے کہ مرزا صاحب ہیں اہلبیت و
خلفا میں اتحاد و اخلاص تھا اور ان سے ہر طرح حمایت دین عمل میں آئی تو ایک عرضی دعویٰ
خلفاء کی طرف سے شیعہ کی شکایت میں لکھا گیا ہے جس میں مدعیوں کی جانب سے ازالہ حیثیت عرفی
کا استغاثہ پیش ہوا ہے حقیر نے حسب عادت خود ایک دلچسپ طرز اور سچے واقعات سے اسکو لکھا
ہے پس مرزا صاحب امالی کی روایت کو ایک عجیب قصہ نہ سمجھیں بلکہ اسکو عین حق و ثواب تصور فرمائیں
کیونکہ اس واقعہ کو اہل سنت نے بھی تصدیق کیا ہے بخاری نے کتاب مغازی میں یہ عبارت لکھی
ہے حدثنی محمد بن عبد اللہ الرقاشی قال حدثنا معتمر قال سمعت ابی یقول حدثنا
ابو مجلز عن قیس بن عباد عن علی بن ابی طالب قال انا اول من یجثو بین یدی
الرحمان للخصومۃ یوم القیامۃ سے بھی مرزا صاحب جو عبارت کتاب امالی سے تعجب کرکے
مذاقاً آپ نے لکھی تھی وہ ہی حقیر نے بخاری سے نکالدی اب فرمائیے جناب کیا تجویز کریں گے
میں دوستانہ آئندہ کے لئے آپ کو رائے دیتا ہوں کہ بلا دیکھے بھالے کچھ کہا کیجئے مگر ا

کم اپنے گھر کو تو دیکھ لیجئے ورنہ خواہ مخواہ ندامت اُٹھانی پڑے گی جیسا کہ خلافت شیخین
کے جواب کو دیکھ کر آپ کو ہوئی حضرت خوب یاد رکھئے جیسا کہ قیامت کا آنا برحق ہے ایسا ہی
حضرت علی کا خلفاء کی شکایت خدا سے کرنا ہے حضرت امیر علیہ السلام کے ارشاد میں اوّل
من یجثو بین یدی اللہ جو واقع ہوا ہے اس لفظ سے مرزا صاحب کو تعجب ہوا کہ سب سے پہلے حضرت
علی ہی کیوں مستغیث ہوں گے اسکی وجہ یہ ہے کہ ابتدائے اسلام کے مظلوم اوّل حضرت امیر ہیں
اور ظالم اوّل شیخین دیکھو مراد کے استغاثہ سب سے پہلے ہوا کرتے ہیں اور سلاطین کے مجرم کو
سزا بھی شدید دیجاتی ہے۔ اگر کوئی رعایا بادشاہ کے ساتھ گستاخی کرے تو اسکو ایسی سخت اذیت
دی جائے گی جسکا پایاں نہیں اور اگر رعیت رعیت کے ساتھ اُسی قسم کی بے عنوانی کرے تو وہ
حالت نہ ہوگی۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۴ صفحہ ۴۷ تا سطر ۱۱ صفحہ ۵۲

ہم سلیم بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے سلمان سے سنا کہ جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے ملاء اعلیٰ میں رحلت فرمائی تو ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ آئے اور انصار سے جھگڑا کرنے
لگے کہ خلافت قریشیوں کا حق ہے کیونکہ رسول اللہ قریش میں اور مہاجرین اس لئے تم
سے بہتر ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں تم سے پہلے اُن کا ذکر کیا ہے اور مہاجرین
کو تمپر فضیلت دی ہے اور حضور انور یہ فرما گئے ہیں کہ ہم قریش ہیں سلمان کا بیان ہے میں
حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ رسول کریم کو غسل دینے میں مشغول تھے کیونکہ آنحضرت
نے یہ وصیت کردی تھی کہ سوائے اہل بیتؑ کے کوئی غیر شخص مجھے غسل نہ دے میں نے عرض
کیا یا امیرالمومنین آپ کو غسل کرانے میں کون مدد دے رہا ہے فرمایا کہ جبرئیل جب میں ایک عضو چھوڑ
چکتا ہوں تو وہ دوسرا آگے کر دیتے ہیں جب آپ غسل و حنوط سے فارغ ہوئے مجھے بلایا ابوذر
ابوذر۔ مقداد۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین علیہم السلام بھی آگئے تھے اُنھوں نے صف باندھی ہیں
اُن کے پیچھے کھڑا ہوا اور نماز پڑھی عائشہ حجرہ میں تھی جبرئیل نے عائشہ کی آنکھیں اندھی

کردیں تاکہ نماز کو نہ دیکھ سکیں پھر حضرت امیرؑ نے صحابہ کو رخصت دی اس کے بعد دس دس
صحابہ آنے شروع ہوئے اور نماز پڑھ پڑھ کے باہر جانے لگے حضرت علیؑ یہ پڑھتے جاتے تھے
ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی الخ فرشتے صلواۃ بھیجتے ہوئے باہر نکلتے جاتے تھے اسی طرح
کل مہاجرین و انصار داخل ہوئے اور صلواۃ بھیجتے رہے اصلی نماز تو اُن کی ہی نماز تھی
اگر ابوبکر عمر کو معلوم ہو جاتا تو وہ اسباب کا لالچ کرتے کہ ہم امام بنکر نماز پڑھائیں

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

مرزا صاحب نے وہی طے شدہ بحث متعلق بہ تدفین پھر پیش کی ہر گاہ وہ خود اس سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ سنی اور شیعوں میں یہ غلط روایت کیوں مشہور ہو گئی کہ تجہیز و تدفین سے پہلے صحابہ سقیفہ میں جمع ہو گئے تھے سنی و شیعہ اسپر اتفاق رکھتے ہیں کہ اول سقیفہ بندی میں ابتدائے انصار سے ہوئی تھی۔ الی آخرہ تو پھر کیوں بار بار اسی بات کو بیان کرکے داد طوالت دیتے ہیں جو بات اتفاقی ہے وہ کسی طرح باطل نہیں ہو سکتی مرزا صاحب ہزار سر ماریں۔ مگر یہ کبھی ثابت نہ کر سکیں گے کہ شیخین آنحضرت کو دفن کرکے سقیفہ میں گئے تھے۔ سلیم بن قیس کی روایت کا مرزا صاحب نے ذکر کیا ہے اگر اصل عبارت لکھتے تو اُن کی دیانت و خیانت کا اندازہ کیا جاتا با ایں ہمہ اُنکو اس سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا جس کے لئے یہ طوالت کی ہے یعنی دفن کرکے سقیفہ میں جانا اہل سنت کی کتاب روضۃ الاحباب و حبیب السیر وغیرہا میں وارد ہوا ہے کہ جب حضرت امیر کو رسالت مآب نے غسل ولادت دیا تو آپ ایک پہلو سے دوسرے پہلو پھر جاتے تھے یہ دیکھکر آنحضرت نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ علیؑ مجھکو غسل میت دیتا ہے اور میں بلا وقت و تکان کروٹ بدلتا ہوں نیز آنحضرت نے حسب اندراج کتب سنیہ مثل معارج و شواہد و مدارج وغیرہا فرما دیا تھا کہ سوائے اہل بیت کے مجھکو کوئی غسل نہیں دے سکتا چنانچہ خود مرزا حیرت نے صفحہ ۹ سطر گیارہ پر تسلیم کیا ہے کہ جب غسل کی بابت باہم لوگوں میں رد و کشمکش واقع ہوا تو ابوبکر نے فرمایا میں نے سنا ہے ہمارے ہادی برحق نے وصیت کردی ہے کہ مجھے اہل بیت غسل دیں بروایت سلیم بن

قیس سلیمان نے جو بیان کیا ہے وہ ہی مضمون ہے جس کو علمائے اہل سنت نے نقل کیا ہے رہا
دس دس آدمیوں کا بعد اہلبیت نماز پڑھنے کے لیے جنازہ پر آنا کوئی مستبعد امر نہیں - ہزارہا
اصحاب مدینہ میں موجود تھے سب سقیفہ میں تھوڑا ہی چلے گئے تھے مہاجرین نے بھی پڑھی اور دیگر
اہل سلام نے بھی مگر اس روایت میں جگہ میں تصدیق نہیں کرتا اور مرزا صاحب کا مضمون بتلاتا ہے
یہ کہاں لکھا ہے کہ ابوبکر و عمر نے بھی نماز پڑھی تھی اور خود امام جماعت ہوئے تھے یا کسی کے ماموم
بنے تھے - عائشہ کی آنکھوں سے اگر تھوڑی دیر کے لیے سلب نور ہو گیا تھا تو کچھ عجب نہیں جو
عورت کہ سورہ تحریم میں جناب نوح اور حضرت لوط علیہم السلام کی عورات کافرہ سے مثال دی
گئی اور جو کہ مثل صواحب یوسف مکار و فسادیہ تھی اُنکی آنکھ یہ عزت نہ رکھتی تھی کہ ایسے مقدسین
کی نماز کو دیکھے جس خدا نے آن واحد میں در غار پر بغرض حفاظت آنحضرت مکڑی کا جالا تنوا دیا تھا
کہ کفار نہ کچھ سکیں اگر اُسنے ایک ضروری مدت کے لئے عائشہ کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو کیا عجب و
خلاف عقل لازم آیا افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو اس روایت کے پیش کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہوا

تحریر مرزا حیرت معہ گلزار شیخ صاحبان از سطر ۱۱ صفحہ ۷۵ تا سطر ۸ صفحہ ۷۶

"سلمان نے کہا کہ میں نے حضرت امیر کی خدمت میں جو کچھ ان منافقوں کی بابت سنا تھا عرض
کیا کہ حضور غسل میں مشغول تھے اور وہاں یہ کارروائی ہو گئی - اسوقت وہ ممبر پر بیٹھا ہے
(یعنی حضرت صدیق اکبر) اور لوگ اس کے ایک ہاتھ پر بیعت کرنے سے راضی نہیں - بلکہ
اُس کے دونوں ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں حضرت علی نے فرمایا کہ جب وہ ممبر رسول اللہ پر
چڑھا ہے تو جانتا ہے سب سے پہلے اُسکے ہاتھ پر کس نے بیعت کی تھی میں نے عرض کیا کہ یہ تو
مجھے خبر نہیں ہے لیکن سقیفہ کی بیعت کا حال تو مجھے معلوم ہے وہاں پہلے بشیر بن سعد نے
بیعت کی پھر ابو عبیدہ پھر عمر پھر سالم مولی ابی حذیفہ پھر معاذ بن جبل نے حضرت علی نے
فرمایا وہاں کا حال میں دریافت نہیں کرتا بلکہ اُس شخص کو پوچھتا ہوں جس نے مسجد نبوی میں
میں رسول کریم کے ممبر پر پہلے بیعت کی میں نے کہا امیر المومنین اُس کا مجھے علم نہیں ہے ہاں

یہ مذکور ہے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا عصا کے سہارے سے چل رہا تھا اور اسکی دونوں
آنکھوں کے بیچ میں سجدہ کی علامت تھی اور وہ نہایت عبادت گذار معلوم ہوتا تھا جب ابوبکر
منبر پر بیٹھا پہلے وہ اوپر گیا اور رویا اور کہا الحمد للہ کہ زندگی میں میں نے تجھے اس مقام پر
دیکھ لیا ہاتھ پھیلا ابوبکر نے ہاتھ پھیلایا اور اس نے بیعت کی اور کہا آدم کے دن کے بعد
آج کا دن یہ میں نے دیکھا ہے یہ کہہ کے منبر پر نیچے اتر آیا اور باہر چلا گیا حضرت امیرالمومنین
نے فرمایا کہ سلمان تو سمجھا یہ کون تھا سلمان نے کہا نہیں مطلق نہیں سمجھا ہاں اسکی باتیں مجھے
ناگوار گذریں اس لئے کہ وفات رسالت مآب پر ناملایم الفاظ استعمال کیا تھا حضرت علی نے
فرمایا کہ وہ شیطان تھا مجھے رسولؐ نے یہ خبر دی تھی کہ روز غدیر میں ابلیس اور اس کے اصحاب
جمع ہوئے تھے اس روز رسول اللہؐ نے مجھے اپنا خلیفہ بنایا تھا ابلیس سے کہہ دیا گیا کہ یہاں تیری
دال نہیں گلنے کی تو چلا جا کیونکہ امت مرحوم معصوم پر تیرا کوئی داؤں نہیں چلنے گا یہ سنکر
شیطان غمگین ہو کے واپس چلا گیا پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد ابلیس ملعون
ظل بنی ساعدہ یا ابوبکر میں آ کے انکے ہاتھ پر بیعت کرے گا شیطان ہوگا اس کی صورت
انتہا درجہ عابدوں کی ہوگی بیعت کرکے وہ باہر چلا جائے گا اسوقت شیاطین جمع ہونگے
اس کے آگے سجدہ کریں گے اور کہیں گے کہ تو ہمارا سید ہے تو نے ہی آدم کو بہشت میں
سے نکالا تھا شیطان نے کہا کون سی امت ہے کہ اپنے پیغمبر کے بعد گمراہ نہیں ہوئی تم
یہ کہا کرتے تھے کہ امت محمدی پر قبضہ پانا مشکل ہے دیکھا کیسا داؤں کیا ہے کہ خود اس کے
اصحاب کو اسکا مخالف بنا دیا یہی بات ہے جو حق تعالیٰ فرماتا ہے ولقد صدق علیھم ابلیس
فاتبعوہ الا فریقاً من المومنین یعنی تحقیق شیطان نے اپنا گمان ان پر سچا پایا انکی
پیروی کی مگر مومنوں کا گروہ۔

اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں جو شیعی معتبر کتب میں بھری پڑی ہیں سخت تعجب ہوتا ہے کہ کیوں
اور کس لئے یہ چڑے چڑیا کی کہانیاں مذہبی کتابوں میں درج کی گئیں اور کیوں بلا وجہ یہ تعصب

بڑھتا گیا کوشش معقول طور پر مخالفت کا پہلو دکھایا جاتا تو ناظر وقت سے دیکھتا اس قسم کی زورِ تخیل
جو ہم نے اوپر نقل کیں کچھ ایسی ناقابل قیاس اور دور از عقل ہیں کہ معمولی سمجھ کا بچہ بھی
ہنسی دے گا کہاں شیطان اور کہاں مسجد نبوی اور پھر اُسکا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے منبر مبارک پر چڑھنا اور پھر صدیق اکبر کے دست مبارک پر بیعت کرنا اور سب سے زیادہ تعجب کی
بات یہ ہے خواہ مخواہ جبر یا بجلی حضرت علی کا اسی ہاتھ پر بیعت کرنا ایک ایسا شرمناک امر ہے کہ زبان سے نکالتے شرم آتی ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

تحریر بالا بھی مرزا صاحب سلیم بن قیس کا مضمون بتلاتے ہیں اسمیں جناب حیرت نے قابل مذاق و بعید العقل والقیاس اس بات کو جانا ہے جس میں حضرت امیر نے مسجد نبوی کے اندر ابوبکر کی شیطان کا بیعت کرنا بجواب سلمان ارشاد فرمایا قبل ازیں کہ میں درباب شیطان کوئی گفتگو کروں اول دفن کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں سلمان کا حضرت امیر سے یہ کہنا کہ آپ تو مشغول غسل تھے اور وہاں یہ کارروائی ہو گئی صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ شیخین وہاں موجود رہے کیونکہ بعد نہلانے کے فوراً ہی حسب قاعدہ حضرت امیر نے ختمی مرتبت کو سپرد خاک کر دیا ہوگا بغیر شرکت شیخ صاحبان یہ دفن کیا۔ نہ معلوم مرزا صاحب نے اس روایت کے پیش فرمانے سے کیا نتیجہ بجائے خود سمجھا ہوگا۔ ظاہرا تو یہی بات پیدا ہوئی کہ جناب خلفاء موقع دفن پر موجود نہ تھے۔ یہی ایک امر ایسا تھا جو کہ روایات سنی و شیعہ پیش کردہ مرزا صاحب سے خلاف اُن کی مراد کے ظاہر ہوا چونکہ یہ بحث اس موقع پر ختم ہو گئی لہذا میں پھر مرزا حیرت اور دیگر اہل سنت کو اجازت دیتا ہوں کہ دوبارہ محنت کریں اپنی ہی کسی کتاب سے صرف یہ مضمون دکھلا دیویں کہ شیخین بعد ادائے رسوم بیعت سقیفہ میں گئے تھے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنی ہی بات سے ہمارا اطمینان کر دیویں کہ بعد فراغ از بیعت سقیفہ مراجعت کر کے شریک نماز و دفن وغیرہ ہوئے تھے اگر مرزا حیرت یہ فرمائیں گے کہ وفات سے آنحضرت تین روز بعد دفن ہوئے جیسا کہ عماد ہدایات الرشید نے لکھا ہے کہ وہاں سے واپس ہو کر شیخین نے دفن کیا تھا تو اب کو میں کہاں

کوئی ایماندار سنی بھی نہ مانے گا کہ رسول مقبول کی نعش مقدس تین دن یا ابوبکر بلا غسل و
دفن رہے۔ رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ جیسے تم آدمی ہو ایسا
ہی میں بھی ہوں جو ضروریتیں کہ تمکو لاحق ہوتی ہیں وہ ہی مجھکو بھی آتی ہیں ہرگاہ
آنحضرت بشر تھے تو کسی طبیب یونانی یا انگریزی ڈاکٹر سے پوچھنا چاہئے کہ اگر کسی آدمی کی لاش
اتنی دیر تک دفن نہو تو وہ اپنی اصلی حالت پر قایم رہ سکتی ہے یا نہیں اب کتاب سلیم کے اس
حصہ کی بابت کچھ لکھتا ہوں جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ سلمان سے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اول
ابوبکر سے شل پیرو بیوں کے مقدس صورت بنا کر جس نے بیعت کی تھی وہ شیطان تھا اس قصہ
سے جناب حیرت متعجب ہو کر یہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت ساختہ و موضوعہ ہے اسکو دیکھ کر معمولی
سمجھ کا بچہ بھی ہنس دے گا یا چڑے چڑیا کی کہانی ہے۔ کجا مسجد نبوی اور کہاں شیطان
اور پھر حضرت امیرؑ کا انہی ہاتھ پر بیعت کرنا جبر اول شیطان نے بیعت کی تھی۔ لہذا بغرض تسکین
ناظرین با تمکین اس کی حقیقت بیان کی جاتی ہے نہ معلوم جناب حیرت کو اس پر کیوں تحیر ہوا
کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ شیطان بصورت انسان شکل ہو کر کوئی ایسا فعل کرے جو کہ خلایق
کے لئے باعث ضلالت ہو۔ امت رسالتماب میں بہت لوگ ایسے گذرے ہیں جنھوں نے باوصف
انسان ہونے کے شیطان کے کان کترے ہیں چنانچہ بعض صوفیہ کرام نے کہا ہے

اے بسا ابلیس آدم طلعت ست پس بہر دستے نباید داد دست

مطلب یہ کہ بلا سمجھے اور آزمایش کئے ہوئے کسی کا مرید ہونا چاہئے اکثر آدمی بظاہر نیک و پاک
معلوم ہوتے ہیں مگر بباطن شیطان کے سبق پڑھانے والے ہوتے ہیں جبکہ آدمی بصورت
انسان شیطانی کام کر سکتے ہیں تو شیطان بشکل انسان ہو کر بہت کچھ کار نمایاں کر سکتا ہے
یہی شیطان جس نے اول ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ایسی ہی صورت بنا کر ایکبار قبل مکہ معظمہ
میں آیا تھا جبکہ قریش آنحضرت کے قتل کا مشورہ کر رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ محمد صلعم کو اس
طرح قتل کرنا چاہئے کسی کی رائے تھی کہ نہیں جس طرح ہم کہتے ہیں یوں کا اسدا ئی کیجئے دفعتاً

ایک مرد پیر کا باں ہوا۔ اوس نے کہا کہ میں شیخ نجد ہوں آپ صاحب میری رائے پر چلیں
تو کامیابی ہو جائے گی اور آیندہ جنگ کرنی یا خون بہا دینے سے بھی آپ صاحب محفوظ رہیں گے
پس ثابت ہوا کہ شیطان مجسم ہو کر ظاہر ہو سکتا ہے اگر اسی طرح مرد پیر و مقدس شکل بنکر اوس نے
بیعت کی ہو تو کیا تعجب خیز بات ہے جبکہ یہ امر مسلم ہو چکا کہ شیطان صورت بدل کر انسان ہو سکتا ہے
اور خاص مکہ معظمہ میں جہاں بیت اللہ واقع ہے وہ مجمع قریش میں ایکمرتبہ آچکا ہے تو ممکن ہے
کہ مدینہ میں بھی آیا ہو چونکہ محققین اربعہ کی تقریر میں حقیر نے ثابت کیا ہے کہ ابوبکر صاحب نے اپنی
ذات خجستہ صفات پر تسلط شیطانی کا اقرار سر دربار کیا تھا تو کچھ دور نہیں ہے کہ اونپر ہر وقت
وہی شیطان مسلط رہتا ہو جس نے بیعت کی تھی جو شخص مطیع شیطان ہو چکا ہو اوس سے ہمیشہ وہ معاملات
وقوع پذیر ہوں گے جو کہ اصل شیطان سے ہوا کرتے ہیں اب ہمکو یہ جانچ کرنا لازم ہوا کہ اون
لوگوں کو معلوم کریں جنھوں نے اسلام میں بمتابعت شیطان اوّل گمراہی پھیلائی۔ اگر تحقیقات
سے ثابت ہوگیا کہ گمراہ کنندہ امت نبوی شیخین تھے تو ضرور ماننا پڑے گا کہ سلمان سے جو حضرت
امیر نے فرمایا تھا کہ ابوبکر سے پہلا بیعت کرنے والا شیطان تھا صحیح و درست ہے ایسے سخت و
شدید معاملہ میں ہمکو بھی شہادت کی ضرورت ہے اور باتفاق فریقین رسول مقبول سے بہتر کوئی سچا
نہیں ہو سکتا لہذا رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے جو نشان شیاطین دیا ہے وہ پیش کیا جاتا ہے
صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کی جلد ثانی میں صفحہ (۱۲۷) پر لکھا ہے عن حذیفة قال
قلت یا رسول اللہ انا کنا بشر فجاء اللہ بخیر فنحن فیہ فہل من وراء ہذا الخیر شر
قال نعم قلت ہل وراء ذالک الخیر شر قال نعم قلت کیف قال تکون بعدی
ائمة لا یہتدون بہدی ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیہم رجال قلوبہم شیاطین
فی جثمان انس قال قلت کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت قال تسمع و تطیع
وان ضرب ظہرک واخذ مالک حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم سے عرض کیا کہ حضور
پہلے (مراد از زمانہ جاہلیت) ہم ایک شر میں تھے خداوند تعالیٰ اوس کے بعد خیر لایا (مراد از

زمانۂ آنحضرت) اب ہم اچھی ہیں اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں حذیفہ نے تیسرا پھر یہی سوال کیا اور حضرت نے وہی جواب دیا حذیفہ نے پوچھا وہ شر کیونکر ہوگا نبی کریم نے جواب دیا کہ عنقریب (اشارہ بزمانۂ وفات) ایسے لوگ امام و پیشوائے امت ہوں گے کہ میری ہدایت و سنت پر اُن کا عمل نہ ہوگا اور بہت قریب ہے کہ اُنھیں میں سے ایسے مرد ہوں کہ دل شل شیطان کے ہونگے اور جسم انسان کا حذیفہ نے عرض کیا کہ یا حضرت اگر میں اُن شیاطین امت کے زمانہ کو دیکھوں تو کیا کروں آپ نے فرمایا کہ اُنکی اطاعت کرنا اگرچہ تیرا مال لوٹ لیا جائے اور پشت زخمی کر دی جائے دیکھئے مرزا حیرت اب کیا کرتے ہیں۔ صحیح مسلم کو پایۂ اعتبار سے گرا کر مضمون صدر کو جھوٹا بتلائیں گے یا اقرار صحت کر کے مقصود الیہ اسکا عباسیہ و امیہ کو قرار دیں گے یقین ہے کہ شیخین کو اس حدیث کے نشانہ سے بچائیں گے قبل ازیں کہ مرزا صاحب کوئی جواب دیں حقیر خود ایک تنقیح قایم کرتا ہے تاکہ انکشاف حقیقت ہو جائے

تنقیح

بموجب حدیث مندرجۂ صحیح مسلم شیطان سیرت و انسان صورت کون لوگ تھے آیا شیخین یا بنی امیہ و عباسیہ وغیرہ۔

واضح ہو کہ عقلاً نبی کا ارشاد اُن لوگوں سے متعلق ہے کہ جن کو حذیفہ نے دیکھا ہو اور نیز وہ لوگ متمکن سریر سلطنت ہوتے ہوں کیونکہ (ستکون بعدی اور سیقوم) مندرجہ حدیث مسلم زمانۂ قریب پر دلالت کرتے ہیں خلفاء بنی امیہ و عباسیہ و دیگر سلاطین جابر کا عہد حکومت آنحضرت کی وفات سے دور تر ہے پس بلا وہم و خدشہ ثابت ہوا کہ وہ زمانہ شیخین کا تھا کہ جنھوں نے بفور وفات سرور کائنات عنان حکومت اسلام بمحرومی اصلی حقداراں ہاتھ میں لی تھی نیز حذیفہ کا اُسوقت تک زندہ رہنا ضروری ہے ورنہ معاذ اللہ آنحضرت کی عبث گوئی لازم آئے گی کیونکہ حذیفہ سے ایسی فضول خبر زمانۂ آیندہ کی کیوں بیان کی تھی جس کو اُسنے نہ دیکھا تھا۔ اگر جناب حذیفہ بنی امیہ و عباسیہ کے عہد حکومت تک زندہ رہے ہوں تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ مخبر صادق کی پیشین گوئی

انھیں لوگوں سے علاقہ رکھتی ہے شیخین وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں اندریں حالت لازم آیا کہ ہم
حذیفہ کی مدت حیات تلاش کریں کہ انھوں نے کس عہد حکومت میں قضا کی آیا شیخین یا تیمی ہیم
وغیرہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں درباب حضرت حذیفہ لکھتے ہیں کہ (وفات
در سنہ خمس وثلاثین بعد از قتل عثمان بچند شب در اول خلافت علی و دریافت جمل را و کشتہ
شدند صفوان وسعید پسران حذیفہ در صفین بیعت کردند علی را بوصیت پدر) اور مسعودی نے
کتاب مروج الذہب میں لکھا ہے (ان حذیفۃ کان علیلا بالکوفۃ فبلغہ قتل عثمان وبیعۃ
الناس علی فقال اخرجونی وادعوا الصلوٰۃ جامعۃ فوضع علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ
وصلی علی النبی وآلہ ثم قال ایھا الناس ان الناس قد بایعوا علیا فعلیکم بتقوی اللہ
وانصروا علیا ان علیا اخرا واولا وانہ لخیر من مضی بعد نبیکم ومن یبقی الی یوم القیٰمۃ
ثم اطبق یمینہ علی یسارہ ثم قال اللھم اشھد انی قد بایعت علیا وقال الحمد للہ الذی
ابقانی الی ھذا الیوم) خلاصہ کلام حذیفہ بن الیمان بوقت ہنگامۂ قتل عثمان کوفہ میں علیل تھے
جس وقت کہ اُن کو عثمان کے مارے جانے اور بیعت مرتضوی پر لوگوں کے متفق ہونے کی اطلاع
ہوئی تب آپ نے اہل خاندان سے کہا کہ مجکو مسجد میں لے چلو اور مطلع کرو کہ سب مسلمان وہاں اکٹھ
جمع ہوں۔ جب مجمع ہو گیا حذیفہ ممبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے بیان کیا
کہ ایہا الناس نصرت کرو علی کی اور بیعت کرو اُن سے قسم خدا کی یہ بات تحقیق ہے کہ وہ جناب
ہر آئینہ حق پر ہیں اول و آخر میں اور بہتر ہیں اُس زمانہ سے جو کہ اسوقت تک وفات نبی سے
گذرا ہے اور قیامت تک باقی رہے گا پس گواہ کہ خداوندا گواہ رہنا کہ میں نے بیعت کی علیؑ
سے اور شکر کرتا ہوں کہ تو نے مجھ کو اسوقت تک زندہ رکھا حدیث مسلم مذکورہ بالا اور عبارت
مروج الذہب پر نظر کرنے سے چند باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ بمفاد حدیث مسلم آنحضرتؐ کا
جناب حذیفہ سے یہ فرمانا کہ شیاطین امت کی اطاعت کرنا صاف طور پر تقیہ کی پختہ سڑک
بتلانے والا ہے کیونکہ تقیہ اسی کا نام ہے کہ جابر کے مقابلہ میں بنظر تحفظ جان و مال شدائد و نوائب

پر صبر و تحمل کیا جائے دوم یہ کہ بقول مسعودی حضرت حذیفہ کا جناب امیر کی بیعت پر لوگوں کو تحریص و ترغیب دلا کر اپنے طول حیات سے شکریہ ادا کرنا اور وفات ختمی مآب سے تا قتل عثمان بیانی زمانہ کو بایں الفاظ اچھا نہ بتانا "وانہ بخیر من مضی بعد نبیکم" اور جناب علی علیہ السلام کو ہر حالت اول و آخر میں حق پر سمجھنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ باعتقاد حذیفہ ثلاثہ کا وہی زمانہ تھا کہ جس کی خبر بطور پیشین گوئی مخبر صادق اُن کو دے چکے تھے جناب حذیفہ امامان شیطان سیرت و انسان صورت اُنہیں کو جانتے تھے کہ جنکو اُنھوں نے بعد رسالتمآب جلوہ فرمائے مسند حکومت دیکھا تھا۔ اگر حضرت جیرت یہ فرمائیں گے کہ گو حذیفہ نے سوائے ثلاثہ کے کسی کے عہد حکومت نہ دیکھا تھا۔ مگر ممکن ہو سکتا ہے کہ بطور اخبار از منہ آیندہ کے سلاطین جور کی آنحضرت نے اُنکو اطلاع دی ہو اُسپر یہ خدشہ وارد ہوتا ہے کہ بجواب حذیفہ آنحضرت نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ اے حذیفہ تم اُن کی اطاعت کرنا اگرچہ تمھارا وہ لوگ مال لوٹیں یا پشت زخمی کریں۔ بلکہ سیاق کلام اسکا مقتضی تھا کہ حضرت یہ فرماتے آپ متفکر نہوں جبکہ وہ یاجوج صفت مسند آرائے حکومت ہونگے آپ کی ہڈیاں چونہ ہو جائینگی یہ روایت تو صحیح مسلم کی تھی جسکو بعینہٖ الفاظ ناظرین کیا گیا مشکوٰۃ کا مضمون بھی اس سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے اسکا خلاصہ اردو میں بیان کیا جاتا ہے آنحضرت نے حضرت ابوذر غفاری سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر اُس وقت تم کیا کرو گے جبکہ لوگ ہمارے بعد مال خدا کو اس طرح کھا جائینگے کہ جیسا کتا مردار جانور کا گوشت کھایا کرتا ہے ابوذر نے عرض کیا کہ میں اُن سے جنگ کرونگا حضرت نے فرمایا ایسا نکرنا بلکہ صبر و شکیبائی سے جوشش ایمان کو روکنا ظاہر ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ثلاثہ کا زمانہ پورا دیکھا تھا۔ چنانچہ عثمان سے بیت المال کے خرچ کرنے پر مدام معترض رہے بالآخر اُنھوں نے تنگ ہو کر مدینہ سے ابوذر کو خارج البلد کر دیا اور منتخب کنز العمال کے صفحہ (۲۹) پر بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ان بعدی ائمہ ان اطعتموھم اکفروکم وان عصیتموھم قتلوکم ائمۃ الکفر ورؤس الضلالۃ تحقیق کہ بعد میرے ایسے امام ہونگے کہ اگر اطاعت کرو گے تم اُنکی

تو کافر نما ہوں گے بصورت نافرمانی و مخالفت گردن مروڑ ڈالیں گے وہ لوگ ائمہ کفر اور ضلالت
ہوں گے پس آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ نے ہر بات کی پوری تبلیغ فرمائی اور ایسی صاف و روشن جملہ
معاملات کی علامات بتلائی کہ جسکو کور مادر زاد بھی ٹٹول ٹٹول کر صحیح طور پر احساس کر لیوے کیا اب
بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ بعد رسول جو لوگ صدر آرائے حکومت ہوئے وہ شیطان اُمّت و ائمۂ
ضلالت نہ تھے۔ پھر ایسا خیال کرنے والے کی نسبت یقین کر لیا جائیگا کہ وہ رسول کے سچا جاننے والوں
کے ساتھ محشور نہیں ہو سکتا یہ کیفیت تو اُن اخبار کی دکھلائی گئی جو کہ آنحضرت نے اصحاب پر ظاہر
کئے تھے خاص جناب امیر علیہ السلام سے جو ارشاد فرمایا تھا وہ بھی قابل نظر ہے کنز العمال کی
چھٹی جلد کا صفحہ (۶۹) دیکھئے جس کو مؤلف نے کتاب الفتن سے موسوم کیا ہے اسجگہ یہ عبارت
لکھی ہے عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی کیف انت اذا زھد الناس
فی الآخرۃ ورغبوا فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما واحبوا المال حبا جما واتخذوا دین اللہ
دخلا ومال اللہ دولا قلت اترکھم وما اختاروا واختار اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ
والصبر علی مصائب الدنیا وبلواھا حتی الحق بک ان شاء اللہ قال صدقت اللھم افعل
ذالک بہ حضرت علی سے منقول ہے کہ فرمایا رسول مقبول نے کہ یا علی کیا حال ہوگا تمہارا جبکہ
لوگ نفرت کریں گے آخرت سے اور رغبت کریں گے دنیا سے اور کھا جائیں گے مال میراث کو اور
دوست رکھیں گے مال کو اور دین خدا کو مکر و فریب بنائیں گے یعنی گندم نمائی اور جو فروشی
اختیار کریں گے حضرت علی نے عرض کیا کہ میں چھوڑ دوں گا انکو اور اُس چیز کو جس سے وہ
رغبت کریں گے بلکہ میں اختیار کروں گا اللہ اور اُس کے رسول اور خانۂ آخرت کو اور صبر کروں گا
مصائب دنیا اور اسکی بلاؤں پر یہانتک کہ ملحق ہوں آپ سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ جواب حضرت امیر
سماعت فرما کر آنحضرت نے جواب دیا کہ اے علی سچ کہا تم نے۔ خدایا توفیق دے علی کو کہ وہ ایسا
کرے۔ مرزا حیرت و دیگر انصاف پسند اہل سنت پر لازم ہے کہ قیود مذہبی سے جدا ہو کر میزان
خیال میں تولیں کہ وہ کون لوگ تھے جنکو آنحضرت نے دین سے متنفر اور دنیا سے راغب و مکارد

نہ بھی ظاہر کیا تھا مال خدا کو کسی نے کھایا میراث کون ہضم کر گیا حضرت علیؑ نے کس جماعت اسلام
کو بلا تعرض اُن کے حال پر چھوڑ دیا وہ کیا بلا اور بیعت حضرت امیر علیہ السلام سے لاحق ہوئی تھی
جبر آپ نے صبر کرنے کا وعدہ کیا تھا اور رسالتمآب نے مصائب و بلیات کی برداشت پر موفق
ہونے کی دعا دی تھی اگر عاقبت اندیش اہل سنت تھوڑی دیر کے لئے بھی سر تشویش خم کریں گے
تو سوائے ثلاثہ کے کسی دوسرے کا ہاتھ نہ پکڑ سکیں گے۔ خوارج و نواصب شام و بنی اُمیہ
تا فرجام تک تو کسی کا خیال بھی نہیں جا سکتا اول تو آنحضرت سے اُن کے تسلط کا زمانہ دور تر ہے
و دنیاوی مدت میں بڑے بڑے کوہ پیکر و گراں ڈیل حکومت کر چکے ہیں۔ بنی امیہ وغیرہا کو حتی الوسع حضرت
امیر نے اُن کے حال پر نہیں چھوڑا بلکہ جنگ کی ہے گروہ مذکور سے حضرت علیؑ کا سوکہ پر وار نہ کرنا
اُس وعدہ کے خلاف ہے جو کہ رسول مقبول سے باین الفاظ کیا تھا اترکھم وما اختار و اختار اللہ
و رسولہ الدار الآخرہ واصبر علی مصائب الدنیا الی آخرہ یعنی میں چھوڑ دوں گا اُن کو
اور اُس چیز کو جس سے وہ رغبت کریں گے بلکہ میں اختیار کروں گا اللہ اور اُس کے رسول کو
اور صبر کروں گا مصائب پر۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جن کے جبر و ظلم پر علیؑ نے صبر و تحمل کیا اور اُنکی
بیجا کارروائیوں میں دست اندازی نہیں کی وہ ثلاثہ تھے دیکھو شاہ عبدالحق محدث دہلوی
بھی مضمون مذکور الصدر کی مدارج النبوۃ میں تصدیق کرتے ہیں چنانچہ بمقام وصایا آخری لکھتے
ہیں کہ رسول صلعم نے منجملہ دیگر وصیتوں کے ایک یہ بھی وصیت کی تھی کہ یا علیؑ بعد از من بے
مکروہات زمانہ بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ شوی و چوں بینی کہ مردم دنیا را اختیار
کردند تو دین را اختیار کنی و راہ صبر پیش گیری جناب حیرت چونکہ مرد زیرک ہیں ضرور توجہ فرما کر
بنظر غائر دیکھیں گے کہ جن لوگوں نے بعد آنحضرت باستحقاق ناجائز دین کو ترک کر کے دنیا کو حامی
قرار بنایا تھا وہ بالکل دنیا کے بندے تھے دین سے مطلق سروکار نہ تھا چونکہ ہم شیعہ لوگوں نے
تحقیقات کر کے مستقل طور پر تشخیص کر لیا ہے کہ وہ بزرگوار جناب ثلاثہ تھے۔ اگر جناب حیرت یا دیگر
اہل سنت ان مطالب کا مقصود الیہ کسی اور صاحب کو تجویز کریں تو ہم بہ مثل شیخین اُن کی خدمت

پس آمادہ ہو جائیں مگر افسوس ہے کہ وہ کبھی کان نہ دیں گے قیامت تک اسی طرح جناب شیخین
شیعوں کی زبان سے لطف کلام اُٹھاتے رہیں گے ناظرین عبارت بالا میں معلوم کر چکے ہیں کہ
آنحضرت نے اپنے اصحاب خاص کو اطلاع دی تھی کہ بعد ہمارے ایا ئمہ نابکار اسلامی دنیا کے فرمانروا
ہوں گے اُنھیں لوگوں کے زمانہ میں حضرت امیرؑ کو وصیت بہ صبر و شکیبائی فرمائی تھی۔ اس امر میں
تنقیح طلب یہ بات تھی کہ وہ کون لوگ ہیں آیا حکام متقدم ابوبکر و عمر وغیرہ یا سلاطین
متاخر بنی امیہ و عباسیہ۔ تحریر بالا میں بدلائل عقلی و نقلی پورے طور پر ثابت کر دیا گیا کہ بموجب
حسب مفاد احادیث مندرجہ مسلم و بخاری و کنز العمال وغیرہ وہ شیخین تھے سوائے اُن کے کوئی
دوسرا نہیں ہو سکتا۔ ناظرین رسالہ اُن باتوں سے بخوبی مطلع ہو چکے جو کہ آنحضرت نے حذیفہ
و ابوذر غفاری و دیگر صحابہ رضوان اللہ و جناب امیرؑ سے اپنے بعد کی آنے والی حکومت کے متعلق
بطور پیشین گوئی فرمائی تھی اب یہ امر ظاہر کرنا اقرب بمصلحت سمجھتا ہوں کہ وہ ائمہ ضلالت و
شیطان امت رسول مقبول کے شناسا اور اُن کی صحبت کے بیٹھنے والے تھے رسول اُنکو اور وہ رسول
کو اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے میں اس دعوے کے ثبوت میں وہ حدیث پیش کرتا ہوں جو کہ
مسمی بہ حدیث حوض ہے چند کتب اہل سنت میں اُسکا تذکرہ باختلاف الفاظ و اتحاد مطلب
ہوا ہے تمام کتب کی عبارات کا نقل کرنا طول عمل سمجھا اسلئے صرف مسلم و بخاری کا مضمون نقل
کرتا ہوں تاکہ ناظرین کا پورا اطمینان ہو جائے۔ صحیح مسلم مطبوعہ دہلی کے جزو دوم میں صفحہ
دوم ۲۲۱ پر لکھا ہے عن ابی حازم قال سمعت سھلا یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول انا فرطکم علی الحوض من ورد شرب ومن شرب لم یظما ابدا ولیردن علی اقوام اعرفہم
ویعرفونی ثم یحال بینی وبینہم قال ابو حازم فسمع نعمان بن ابی عیاش وانا
احدثہم ہذا الحدیث فقال ہکذا سمعت سہلا یقول قال فقلت نعم قال وانا اشہد
علی ابی سعید الخدری لسمعتہ یزید فیقول انہم منی فیقال انک لا تدری ما عملوا
بعدک فاقول سحقا سحقا لمن بدل بعدی لفظی ترجمہ یہ ہے ابو حازم کہتے ہیں میں نے

سہل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشرو ہوں حوض کوثر پر جو شخص
کہ اسکا پانی پیئے پھر کبھی اُسکی ضرورت نہ ہوگی میرے پاس ایسے لوگ بھی ہوں گے جنکو میں اور وہ
جنکو پہچانتے ہونگے مگر فرشتے اُن کو میرے پاس آنے سے روکدیں گے راوی کہتا ہے کہ نعمان
ابن عیاش نے اس روایت کو سنکر کہا کہ میں نے سہل سے اسی طرح سنا ہے اور ابو سعید خدری
کہا کرتے تھے کہ فرمایا آنحضرت نے جبکہ وہ لوگ روکے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ کیوں حائل ہوتے
ہو درمیان میرے اور اُن کے بجواب فرشتے کہیں گے کہ آپ کو معلوم نہیں بعد آپ کے اُنھوں نے
کیا کیا تبدیلیاں کی ہیں کہوں گا عذاب ہو عذاب ہو جنھوں نے بعد ہمارے رد و بدل کیا صحیح
بخاری مطبوعہ مصر کی کتاب الفتن کے صفحہ (۱۳۶) پر لکھا ہے عن ابی وائل قال قال عبد اللہ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا اھویت
لاناولھم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک
ابو وائل سے منقول ہے کہ کہا عبد اللہ نے فرمایا جناب رسول خدا نے کہ میں تمہارا پیشرو ہوں حوض
کوثر پر اُس وقت بہت اشخاص میرے پاس آئیں گے میں ارادہ کروں گا کہ اُن کو اپنے پاس
جگہ دوں اُس وقت ایک اضطراب پیدا ہو جائیگا اور وہ لوگ میرے پاس آنے سے روکدئے
جائیں گے میں کہوں گا کہ خدایا یہ میرے اصحاب ہیں پردہ غیب سے آواز آئے گی کہ آپ کو
خبر نہیں کہ اُنھوں نے بعد آپ کے کیا کیا بدعتیں کیں سوائے اسکے صحیح مسلم مطبوعہ دہلی جلد دوم
میں بہ صفحہ (۲۵۲) و کنز العمال جلد ہفتم مطبوعہ حیدرآباد دکن میں بصفحہ (۲۲۱) باتحاد الفاظ
مضمون بالا درج ہے جس کو احتمال غلطی ہو ملاحظہ فرمالیوے نتیجہ احادیث یہ ہوا کہ بعض
اصحاب آنحضرت ضرور ایسے تھے کہ جنھوں نے ختم المرسلین کی وفات کے بعد دین خدا میں احداث
کیا اور بہت سی تبدیلیاں اپنی جودت طبیعت سے ایسی دکھلائیں کہ جس سے مغضوب و معتوب
الٰہی بجد سے ہوئے کہ حوض کوثر پر آنحضرت کے پاس جانے سے روکے گئے اور بعد اطلاع احداث
بدعات و تبدیل بیہ احکام شریعت آنحضرت نے بھی غصہ میں بھر کر درگاہ احدیت میں التجا کی کہ انکو

اوندھے منھ جہنم میں ڈالدیوے پس یہ خدشہ دفعہ ہوگیا کہ وہ شیاطین جن کی خبر آنحضرت نے حذیفہ وغیرہ کو دی تھی بنی امیہ و عباسیہ کے سلاطین جور تھے کیونکہ اگر وہ ہوتے تو رسالتمآب اپنی ذات مقدس کو اُن کا شناسا نہ بتلاتے اس لئے کہ نہ انھوں نے حضرت کو دیکھا تھا اور نہ حضرت نے اُن کو یہ بکیش جماعت وہ ہونی چاہئے جس کو حضرت نے اور اس نے حضرت کو دیکھا ہو پس ہر مرد بزرگ کو قید تعصب سے رہا ہو کر دیکھنا چاہئے کہ وہ ارباب معرفت کون بزرگوار تھے جنھوں نے بعد آنحضرت جلوہ افروز تخت حکومت ہو کر وارث انبیاء کو میراث سے محروم کیا غالباً وہ ہوں گے جو کہ خانہ کرامت نشانہ سیدہ پر آگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ گئے جمعہ میں ایک اذان کو بڑھایا خمس کو صاحبان استحقاق پر بند کیا متعہ کو حرام کر کے مسلمانوں کو زنا کرنے کا عادی بنایا۔ تراویح کو ایجاد کیا حی علی خیر العمل کو اذان سے ساقط کر کے الصلوٰۃ خیر من النوم کو داخل کیا صحابۂ رسول کو پٹوایا قرآن کو جلایا وغیرہ وغیرہ میں بہت وثوق سے کہتا ہوں کہ جس وقت مرزا صاحب انصاف کے کحل کا پیارا ہوا سرمہ آنکھوں میں لگا کر معروضہ ضعیف کو ملاحظہ فرمائیں گے بیساختہ کہدیں گے کہ آہا یہ تو وہی نکلے جن کے ثبوت خلافت پر ہم نے بنا دانستگی رسالہ لکھا تھا حقیر اس مضمون کو کچھ اور ترقی دے کر عرض کرتا ہے کہ جو لوگ حسب روایات محررہ بالا دین خدا کے تباہ کرنے والے تھے اور جن کی خبر مخبر صادق اصحابہ و حضرت امیرؑ کو دے گئے تھے اُن کے منھ پر آپ نے کہدیا تھا کہ تم لوگ اس سچے اور پاکیزہ مذہب کو احداث بدعات سے خراب و برباد کروگے۔ کشف المغطا یعنی ترجمہ کتاب موطا مؤلفہ امام مالک مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۱۲۹۶ھ کے صفحہ (۳۰۱) پر جو حدیث لکھی ہے اُسکو مع ترجمۂ اصل مترجم عرض کرتا ہوں عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لشھداء احد ھولاء اشھد علیھم فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ بلی ولا ادری ما تحدثون بعدی فبکی ابوبکر ثم بکی ثم قال انا لکائنون بعدک (ترجمہ از اصل کتاب کشف المغطا) ابوالنضر سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ
جنکا میں گواہ ہوں **فائدہ** یعنی ان کی سعی اور کوشش اور صبر اور صحت ایمان پر قیامت کے
دن میں گواہی دوں گا جنگ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تھے بعضوں نے کھجوریں ہاتھ سے
پھینکدیں بعضوں نے یہ آرزو کی کہ ہم پھر لوٹ کر نہ جائیں بعضوں کو حضرت بڑھاپے کی وجہ سے
چھوڑ گئے مگر وہ شہادت کی آرزو میں چلے آئے **فائدہ** حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ
کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جبکہ وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے
انھوں نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے تم کیا کروگے تو رونے لگے
ابوبکر پھر روئے ابوبکر اور فرمایا کہ کیا زندہ رہیں گے ہم بعد آپ کے۔

یہ روایت بزبان حال کہہ رہی ہے کہ جن لوگوں نے معرکۂ احد میں شہادت پائی تھی اُن کے باایمان
مرنے پر رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے شہادت ادا کی اور باوصف خوشامد و لجاجت ابوبکر کے
باایمان ہونے یا مرنے سے آپ نے ادائے شہادت میں مضائقہ فرمایا اور صاف کہدیا کہ میں
نہیں کہ سکتا کہ آپ میرے بعد کیا کریں گے۔ اس کلمہ نے حضرت صدیق کے قلب نازک پر ایسا
بھاری صدمہ ڈالا کہ فوراً آنسو نکل آئے افسوس ہے کہ آنحضرت نے اپنے یار غار و ہمدم و مصاحب
خاص کا دل توڑ دیا اور آنے والی زندگانی کو احداث بدعات کے مرض سے پاک و صاف بنالیا
معلوم ہوتا ہے کہ نبی ضرور جانتے تھے کہ یہ لوگ بعد ہماری رد و بدل کرکے جداگانہ اپنا رنگ
دکھلائیں گے ورنہ ممکن تھا کہ ابوبکر کو روتا ہوا دیکھ کر فرما دیتے کہ آپ کیوں گریہ و بکا کرکے طبیعت
کو منغص کئے دیتے ہیں آپ کا شمار اُس جماعت میں نہیں ہے جو کہ بعد ہمارے دین میں تبدیل بدل
کریں گے بس ثابت ہوا کہ حوض کوثر پر جو لوگ روکے جائیں گے انھیں ابوبکر ضرور ہوں گے
نظر بحالات صدر یہ حضرات اسی قابل تھے کہ شکل انسان میں شیطان اُن سے بیعت کرکے دیگر
بندگان خدا کو سیدھے راستہ سے بھٹکائیں سلمان سے جو حضرت امیر نے فرمایا تھا کہ وہ مرد پیر
جس نے اول ابوبکر سے بیعت کی تھی شیطان تھا اسکا یقین حضرت عمر کو حسب تصریح بالا ہے

مضبوطی سے کرنا چاہئے ورنہ خوف ہے کہ کہیں محدثات بدعات کے ساتھ وہ حوض کوثر پر نہ روکے
جائیں کیونکہ حضر درپے ہے جو شخص ایسے مجرمان خدا و رسولؐ کی طرفداری کرکے انکو اپنا پیشوا و بنائیگا
وہ قیامت میں اُنہیں کے جھنڈے کو اُٹھائے ہوئے ہوگا۔ حقیر نے جو اس سے پہلے بحوالہ
کتب اہل سنت ثبوت دکھلایا ہے اُسکا صاف صاف نتیجہ یہی ہے کہ جناب شیخین و امثالہم نے
بعد رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ دین خدا میں احداث بدعات کیا تھا جس کے سبب سے وہ حوض
کوثر پر روکے جائیں گے امیہ و عباسیہ کے خلفاء سے حدیث حذیفہ مندرجہ صحیح مسلم و بخاری
و وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ جناب امیر متعلق نہیں ہوسکتی۔ بنظر مزید
اطمینان جناب حیرت و دیگر اہل سنت تحفۂ ایک اور معتبر عالم سنیہ کا بیان پیش کرتا ہے جس سے
صاف طور پر واضح ہو جائے گا کہ علمائے معتبرین اہل سنت نے بھی بدراہ کنندہ امت شیخین ہی
کو سمجھا ہے خلفائے بنی امیہ و عباسیہ کو ان احادیث کا مقصود علیہ نہیں خیال کیا جن کی خبر آنحضرت
نے حذیفہ وغیرہ کو دی تھی۔ علامہ تفتازانی اواخر شرح مقاصد میں لکھتے ہیں ان ما وقع
بین الصحابہ من المشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنة
الثقات یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق
وکان الباعث لہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسة والمیل
الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی بالخیر موسوما
الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول اللہ صلعم ذکروا لہا محامل وتاویلات
بما یلیق وذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا لعقائد المسلمین
من الزیغ والضلالة فی حق کبار الصحابہ رضوان اللہ علیہم سیما المہاجرین و
الانصار المبشرین بالثواب فی دار القرار رضوان علیہم اجمعین واما ما جری
بعدہم من الظلم علی اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن الظہور بحیث لا مجال للاخفاء
ومن الشناعة بحیث لا اشتباہ علی الآراء اذ اکاد یشہد بہ الجماد والعجماء ویبکی

لہ الارض والسماء ولعنۃ اللہ علی من مباشرو اخلاصۂ کلام یہ ہے کہ صحابہ میں جو جھگڑے
اور فساد ہوئے جیسے کہ کتابوں میں لکھا ہے اور ثقات اُمت کے زبان زد ہے وہ صریحًا اسپر دلالت
کرتے ہیں کہ بعض صحابہ حق سے متجاوز ہو کر راہ راست چھوڑ کے ظلم و فسق کی حد پر پہنچگئے تھے اور اسی گیر
و فرار کا کوئی باعث سوائے حسد و عداوت و طلب ملک و ریاست و میل بجانب شہوات و لذات نہ تھا
اور صحابہ سے ایسے امور مکروبہ کا وقوع ہونا چنداں مستبعد نہیں۔ کیونکہ ہر صحابی معصوم نہ تھا اور نہ ہر
جس نے صحبت نبی اٹھائی تھی وہ موسوم بالخیر نہ تھا مگر علماء نے بسبب حسن ظن اور گمان نیک کے
اُن مفاسد باہمی میں تاویلات و محامل پیدا کئے ہیں اور یہ تاویلیں اسوجہ سے کی گئی ہیں کہ مسلمانوں
کے عقائد صحابہ کبار خصوصًا مہاجرین و انصار سے برگشتہ ہو جائیں کیونکہ وہ لوگ بشرِ صواب
و راہ انور... تھے اور جو ظلم کہ بعد اُن کے اہلبیت پر گذرے وہ ایسے ہیں کہ کوئی اُنکو مخفی نہیں کر سکتا
قریب ہے... گواہی دیں اُن ظلموں کی جمادات و نباتات اور رو دیں اُنکی مصیبت پر زمین و آسمان
اور ... ہو جائیں پہاڑ اور شق ہو جائیں پتھروں کے سینے باقی رہیگی اُن کی برائی ہمیشہ
ہمیشہ لعنت ہو اُس ... اُس شخص ... پر جسکہ اِن تعدیوں کا مباشر ہوا۔ مرزا حیرت چشم انصاف سے
ملاحظہ فرمائیں کہ حسب التصریح تفتازانی جن لوگوں نے راہ مستقیم سے کجی اختیار کی وہ یہ ہی اصحاب
تھے جنکی محبت خلافت میں آپنے اوراق سیاہ کئے ہیں یا بنی امیہ و عباسیہ مہاجرین و انصار سے
صحابۂ کبار اور بشیر بلار القرار آپ انہیں بزرگواروں کو کہتے ہیں (ابوبکر و عمر وغیرہما) اسی
گروہ کی نسبت علامہ موصوف رقمطراز ہیں کہ حسد و عداوت و طلب ملک و ریاست کیوجہ سے وہ
لوگ مائل بلذات و شہوات ہو کر حد ظلم و فسق پر پہنچگئے۔ بحمد اللہ ثابت ہوگیا کہ وہ شیطان سیرت و
انسان صورت حکام جنکی خبر آنحضرت نے جناب حذیفہ وغیرہا کو دی تھی شیخین تھے نہ بنی امیہ و عباسیہ
تھے جناب حیرت بیعت شیطانی کو جو کہ ابوبکر کے ہاتھ پر واقع ہوئی تھی ساختۂ شیعہ قیاس کر کے
چنے چڑیا کی کہانی بتلاتے ہیں انسان کی قوت متخیلہ وہیں تک کام دے سکتی ہے کہ جہانتک
اُسکا ادراک و شعور ہوتا ہے چونکہ مرزا صاحب نے سوائے تحفہ و منتہی الکلام وغیرہ کے اور کوئی

کتاب نہیں دیکھی لہذا اُن کو روایت سلمان رضوان اللہ تعالی پر تعجب پیدا ہوا مگر میں جناب صاحب
کے انصاف سے امید کرتا ہوں کہ جب اُن کو بعد معائنہ تحریر حقیر ظاہر ہوگا کہ آنحضرت نے اپنے بعد
ایسے لوگوں کا حکمران ہونا بیان فرمایا ہے جو کہ صورت انسانی اور سیرت شیطانی رکھتے تھے اور
خود سرور عالم نے اُنکو محدث بدعات ارشاد فرما کر مثل شہداۓ احد اُن کے با ایمان مرنے
پر شہادت نہیں دی جس سے کبیدہ خاطر ہو کر ابوبکر رو اُٹھے تھے تو اُن کا استعجاب بتحریر بدوران
سر ہو جاۓ گا اور بجاۓ خود تحقیق فرمالیں گے کہ جب علامۂ تفتازانی جیسا نقاد و محقق ثلاثہ کو
طالب ملک و ریاست و مادۂ حسد و عداوت باعتبار اخبار و روایات تجویز کر چکا ہے تو ضرور دل
اُن کے ماوا پر شیطان نے بیعت کی تھی جسکا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ حق سے تجاوز ہو کر اُن لوگوں نے
دنیا کی طمع سے تجاذب و تناقض اختیار کر لیا تھا پس نتیجہ تنقیح یہ نکلا کہ جن کی خبر آنحضرت نے حذیفہ
و ابوذر و جناب امیر علیہ السلام و دیگر صحابہ کو دی تھی وہ بالضرور ثلاثہ تھے نہ کہ خلفاۓ بنی
اُمیہ و عباسیہ رہا مرزا صاحب کا یہ خیال کہ کہاں مسجد نبوی اور کہاں شیطان ۔ جناب حیرت کا یہ تعجب
بھی لایق تعجب ہے اے حضرت ابھی کا نام تو انقلاب زمانہ ہے دیکھئے وہ کعبۂ معظم جسکو خدا بیتی
فرماتا ہے کتنے دنوں تک کفار کے تحت میں رہا اور کیسی بدعتیں انجس ارض مقدس میں ہوئیں
اور کتنے بڑے بڑے بت اُسجگہ رکھے رہے ابھی کعبہ پر یزیدیوں نے منجنیق سے ڈھیلے برساۓ
خاص مسجد نبوی میں بجاۓ مرزا صاحب ورود شیطان بعید خیال فرماتے ہیں کتنے لوٹے گھوڑے
بندھے ۔ بول و براز اسپان سے لوگوں کے دماغ پراگندہ ہوئے مدتوں اُسی میں اذان نبوی
بھلا کہاں بیت اللہ اور کہاں لات و عزیٰ کی سنگین مورتیں کجا مسجد نبوی اور کجا یزید کا
اصطبل بحضرت زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے حدیث حذیفہ تو صحیح مسلم سے نقل ہوئی ہے اُس میں
جناب حذیفہ نے آنحضرت سے سوال کیا تھا کہ پہلے ہم شر میں تھے یعنی جہالت میں اُس کے
بعد خدا خیر لایا مطلب یہ کہ حضور نے شمع دین روشن کی آیا اب بھی کوئی شر آنے والا ہے حضور
نے تین مرتبہ فرمایا کہ ہاں بعد اس خیر کے شر ہے بس وہ یہی شر تھا جبکہ ثلاثہ میل طلبذات کرکے

حسب تعلیم نشاز انی راہ حق سے عدول کر گئے تھے جناب حیرت ایک یہ بھی تعجب ظاہر فرماتے ہیں
کہ ممبر نبوی پر شیطان ابوبکر سے بیعت کرنے کے لئے کیونکر چڑھ گیا۔ افسوس ہے کہ اُن کو اپنی مذہبی
کتابوں پر اطلاع نہیں اگر مطلع ہوتے تو اس طرح غرق دریائے تحیر ہونیکا اُنکو موقعہ نہ ملتا
دیکھو مسلمانوں نے کعبہ اور مسجد کی یہ حالت بنا رکھی تھی تو شیطان کے لئے کتنے دستہ کا پہرا لگا ہوا
تھا کہ وہ ممبر نبوی پر چڑھ کر ابوبکر سے بیعت کرتا وہ تمام تر شیطنت یعنی حسد و بغض و میل لذات
و شہوات تو انہی بیعت کا اثر تھا جسکو مرد پیر و مقدس جنکر شیطان نے کیا تھا اسی بیعت کی برکت
سے تو آنحضرت نے باوصف گریۂ ابوبکر و صدائے وائے وائے مثل شہدائے احد اُن کے با ایمان
مرنے پر اداء شہادت سے مضائقہ فرمایا تھا یہی بیعت تو حوض کوثر پر زنجیر پا ہوگی ممبر نبوی
پر شیطان کا چڑھنا مرزا صاحب بعید الخیال سمجھتے ہیں تغیرات زمانہ سے عرصہ دراز تک
جولانگاہ میمونان نامیموں یعنی بندروں کی اچھل کود کا میدان رہ چکا ہے اُسپر چڑھ کر
خوب خوب بندر ناچتے ہیں اس واقعہ کو کسیقدر تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ جناب حیرت کو
اطمینان ہو جائے اور وہ اپنے خیال سے ہٹ کر یقین کر لیوین کہ جس ممبر پر بندر اچھلے کودے
ہیں۔ وہاں شیطان بھی آسکتا ہے۔ بلکہ اگر پہلی پہل شیطان اپنا دست مبارک بیعت کے لئے
دراز کرتا تو پھر کوئی بندر ممبر آنحضرت پر چڑھ کر مسلمانوں کو سیدھے راستہ سے نہ بھٹکاتا۔
سورۂ بنی اسرائیل رکوع پنجم میں یہ آیہ وافی ہدایہ ہے وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ
للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن ونخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا لفظی ترجمہ یہ ہے
اور نہیں گردانا ہم نے اوس خواب کو کہ دکھلایا تجھکو (مراد آنحضرت) مگر آزمایش واسطے اُن
لوگوں کے اور درخت لعنت کیا ہوا قرآن میں اور ڈراتے ہیں ہم اُن کو۔ پس نہیں زیادہ
کرتا اُنکو یہ ڈرانا مگر سرکشی بزرگ۔ بعد ازیں تفاسیر اہل سنت پر نظر ڈالنی جائیے کہ مفسرین سنیہ
نے آیہ موصوفہ کی تفسیر میں کیا تحریر فرمایا ہے تاریخ الخلفا علامہ سیوطی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور
کے صفحہ ۹۰ پر بحوالہ تفسیر ابن جریر یہ عبارت نقل ہوئی ہے رأی رسول اللہ صلعم بنی الحکم

بن الحکم بن ابی العاص ینزون علی منبرہ نزو القردۃ فساءہ ذالک فما استجمع ضاحکا
حتی مات وانزل اللہ فی ذالک وجعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس رسول خدا نے
خواب میں دیکھا کہ اولاد حکم بن العاص یعنی پدر مروان کو کہ اوچکتے ہیں آپ کے منبر پر جسطرح کہ
بندر کودا کرتے ہیں یہ دیکھکر آپکو ایسا رنج ہوا کہ تا حیات کبھی نہ ہنسے خدا نے یہ آیت (ایہاک)
نازل فرمائی حقیر عرض کرتا ہے کہ در واقع یہ خواب ایسا ہی سوزی و رنجدہ تھا جس سے آنحضرت
کو بجاے ملال ہوا کہ تا حیات کبھی نے ختم ہوتے نہ دیکھا جن اسلام کو ہزار مشکلات دوقت و
جانکاہی دنیا میں پھیلا کر جھلی جاہلانہ رسومات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مٹایا تھا
اس کی قدر وہی جانتے تھے حضرت چونکہ شفیق امت از بس تھے سلاطین جور کے
ہاتھ سے اس کا مبتلائے بلیات ہونا پیش نظر فرما کر کیونکر ہنس سکتے تھے۔
اہل عقل ذرا غور فرمائیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بواسطہ حضرت جبرئیل
اطلاع پہنچی ہوگی کہ اے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کی مسند کو جہلا پامال
کریں گے اور راہ ہدایت سے امت کو بہکا کر برے راستہ پر لے جائیں گے اور آپ
کے گھر کو ایسا تباہ کریں گے جس کی نظرے تواریخ دنیا ساکت ہو جائیں گی تو جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیسا دردناک صدمہ ہوا ہوگا دور نہ جائے اپنی
حالت پر قیاس کر لیجئے اگر کسی شخص کو بالجزم یہ باور ہو جائے کہ پس از وفات میری جائداد
پر مخالف لوگ متصرف ہو کر انکی آمدنی کو امور ناجائز میں صرف کریں گے میرے بچوں کو بصد شدائد
و عقوبت ہلاک کر ڈالیں گے تو کیا کچھ صدمہ اس کی روح پر گذرے گا اس قیاس سے تصدیق کیجئے
ہیں کہ جبتک آنحضرت اپنی جگہ بندروں کا بیٹھنا خواب میں دیکھ ضرور ایسے متألم ہوئے ہونگے
کہ کسی نے انکو ہنستے ہوئے نہ دیکھا ہوگا علاوہ ازیں تفسیر بیضاوی مطبوعہ مطبع نول کشور کے صفحہ
دہم ۴۷۰ پر درباب تفسیر آیہ موصوفہ بالا لکھا ہے وقیل رای قوما من بنی امیۃ یرقون منبرہ

دیزون علیہ نزدا القردۃ یعنی کہا گیا ہے کہ خواب میں دیکھا جناب رسول خدا نے ایک قوم
کو بنی امیہ سے کہ مثل بندروں کے آپ کے ممبر پر چڑھتے اور کودتے ہیں۔ نیز تفسیر کشاف جلد اول
میں صفحہ (۱۱) پر درج ہے وقیل رای فی المنام ان ولد الحکم یتداولون ممبرہ کما
یتداول الصبیان الکرۃ یعنی حضرت نے دیکھا کہ بنی امیہ اُن کے ممبر سے اس طرح کھیلتے ہیں کہ جیسے
بچے گیند سے کھیلا کرتے ہیں۔ میں اس جگہ یہ تجویز نہیں کرتا کہ نبیؐ نے جو خواب دیکھا تھا وہ درحقیقت
بنی امیہ ہی سے علاقہ رکھتا ہے سوائے اِن کے اور کوئی شریک وسہیم نہ تھا ممکن ہے کہ بنی امیہ
نے بیعت وغیرہ اُن بڑے بندروں سے سیکھی ہو جو کہ حدیث حذیفہ مندرجہ صحیح مسلم میں دیکون بعدی
سے تعبیر ہوئے ہیں یعنی آنحضرت نے حذیفہ سے فرمایا کہ بعد ہماری وفات کے فوراً ایسے آدمی متصرف
اور حکومت ہوں گے جن کے دل شیطان کے اور صورت انسان کی ہوگی۔ الحاصل حسب خیال جناب
حیرت ممبر نبوی پر شیطان کا آنا الیٰ استعجاب نہیں، یہ وہ ہی ممبر ہے جس پر حسب تسلیم وتصریح مفسرین
بقیہ بندر ناچے کودے ہیں اگر بعد آنحضرت شیطان خلیفہ اول سے بیعت نہ کرتا تو یہ بندر اوس
مقدس ممبر کے گرد نہ پھرتے امید ہے کہ واقعہ شیطان کو مرزا صاحب چڑے چڑیا کی کہانی سمجھ
سے دست کش ہو کر یقین فرمائیں گے کہ جس ممبر پر بندر کودے وہاں شیطان کا آنا کیا دشوار ہے
مرزا صاحب یہ بھی تعجب ظاہر فرماتے ہیں کہ جس ہاتھ پر بقول شیعہ شیطان نے بیعت کی اُن
مبارک ہاتھوں کو علیؑ نے کیونکر مس کیا۔ یعنی بیعت کر لی اسکا مفصل حال محققین اربعہ کی تحقیقات
میں مصنف نے بیان کر دیا ہے کہ ہرگز حضرت امیرؑ نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔ اگر بقول اہل سنت
حضرت ابوبکر کو امام جائز الاطاعت سمجھ کر کی تھی تو حدیث ثقلین غلط ہوئی جاتی ہے جس سے
خدا ورسولؐ وعلیؑ وابوبکر سب پر الزام وارد ہوتا ہے جناب حیرت چند ورق الٹ کر دیکھ لیں
بار بار نقل مضمون کرنا حسن تحریر کے خلاف ہے۔

تحریر مرزا حیرت مدد گار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۲ تا سطر ۱۵ صفحہ مذکور

سید جمال الدین کی روایت روضۃ الاحباب میں سید جمال الدین اور کتاب ماثبت بالسنہ میں شیخ عبدالحق

دہلوی نے یہ روایت بیان کی ہے جب حضرت ابوبکر صدیق حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منبر مبارک پر گئے اور محراب کو جناب اقدس خاتم النبیین سے خالی دیکھا ایک سرد آہ بھری اور بیہوش ہو کے گر پڑے، آپ کے گرتے ہی زاری و بکا کی صدائیں بلند ہوئیں اور ایک شور قیامت برپا ہو گیا وفات کی علی الصباح حضور انور نے مسجد میں آ کے خود نماز پڑھائی تھی حالانکہ شدت مرض بہت تھی لیکن بلند آواز سے جب حضور انور نے خطبہ پڑھا تو اہلبیت کی عورتیں خوش ہوئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت رسالت مآب کو صحت کامل ہو گئی ہے اور خطرہ جاتا رہا سب نے خوشی کی اور آنکھوں میں سرمہ دیا

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں علیہ السلام

جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی دونو عالم اہل سنت ہیں اگر انھوں نے یہ مضمون لکھا ہے تو پھر کوئی حجت نہیں ہو سکتا یہ مضمون بحث خلافت سے دلالت کرتا ہے لہذا کوئی بات قابل جواب نہیں عجب مضمون ہے ابوبکر بعد وفات نبی خطبہ پڑھیں اور اہلبیت نبی کی زندگی سے مسرور ہو کر کنگھی اور سرمہ کریں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۶ صفحہ ۲۷ تا سطر ۲ صفحہ ۲۸

یہ مختلف روایتیں اس بات کی خبر شہادت دیتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبر افضل الخلفا تھے جو روحانی تعلق کو آپ کو اپنے ہادی برحق سے تھا اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے بعض روایتوں میں جو ہم نے شیعی معتبر کتب سے نقل کی ہیں ان سے ہی ایک خاص تعلق پایا جاتا ہے اور وہ تعلق یہ ہے کہ حضور انور کے وصل کے بعد محراب نبوی میں جو صحابی پہلے آئے وہ ابوبکر صدیق تھے یہ فخر آپ ہی کو حاصل ہوا تھا اور اسکا اعتراف شیعہ اصحاب بھی کرتے ہیں اب یہ بات کہ شیطان نے پہلے بیعت کی ایک کہانی ہے جس کی وقعت اس زمانہ کا ایک بچہ بھی جانتا ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

خلیفہ ابوبکر کی عزت و وقعت جو کچھ بھی اور یہ دکھلائی گئی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بہت شرح و بسط سے دکھلائی جائے گی شیطان کی کہانی جسکو مرزا صاحب ایک بچہ کے نزدیک بیوقعت بتلاتے ہیں مجھ سے اس طرح ثابت کی گئی کہ مرزا جیسے بوڑھے آدمی کو چکر آ جائیگا اور سوائے

وہ کچھ نہ کرسکیں گے کہ تمام عمر کف افسوس ملتے رہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۲۰ تا سطر ۹ صفحہ مذکور

فاطمہ زہرا کی جناب میں گستاخیاں	اس میں شک نہیں کہ متعصب انسان کو کہیں کا نہیں رکھتا
اور معاملہ فدک وغیرہ	اور یہ بدبخت تعصب کی وجہ ہے کہ عمداً حق سے چشم پوشی

کرنی پڑتی ہے اس میں کلام نہیں کہ مخالفت کی اخیر صدیوں میں جا کے انتہا ہو گئی اور جب حکومت میں مذہب اور تعصب کی آمیزش ہو گئی تو رہا سہا معاملہ اور بھی بگڑ گیا شیعی علما نے اپنے مخالفوں کو الزام دینے کے بڑے بڑے سامان کئے رسول خدا کا دشمن بنایا منافق کیا اہل بیت کا بدخواہ ثابت کیا مگر جب اس سے بھی پیٹ نہیں بھرا تو جن امر پر نجات اخروی کا دار و مدار سمجھا جاتا تھا انھیں ہی گالیاں دیں اور اُن پر بھی خوب تبرّے بازی کی ہے۔

یہ عذر امتحاں اے جذبۂ دل کیسا نکل آیا ... میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

جناب مرزا صاحب شیعہ نے کسی تعصب سے ثلاثہ و اشباہم کی آبرو ریزی میں کوشش نہیں کی۔ بلکہ حسب تصریحات صدر و ما بعد در حقیقت وہ ایسے ہی منافق تھے جیسا کہ شیعہ نے انکو سمجھا ہے۔ در باب اثبات خلافت مرتضوی و کذب و نفاق شیخین جو شیعہ نے گفتگو کی تھی اوسی کی نسبت تو آپنے صدر کلام میں لکھا ہے کہ وہ تحریریں ایک بے تعصب مورخ و محقق کے نزدیک قابل اس کے ہے کہ وقعت سے دیکھی جائے کیونکہ انھیں انتہا کا علم صرف کرکے اون پردوں کو اٹھا دیا ہے جو کہ مدت سے مسلمانوں کی آنکھوں پر پڑی ہوئی تھی۔ تعجب ہے کہ جس گروہ نے حسب تسلیم سامی مندرجہ صفحہ (۲) تحقیقات حق و باطل میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا اور جن باتوں پر تیرہ سو برس سے پردہ پڑا ہوا تھا انکو اُٹھا دیا وہ متعصب کہلائے اور جن لوگوں نے وہ پردے ڈال کر امر حق کو پوشیدہ کرنا چاہا تھا وہ اچھے کھرے مسلمان کہلائیں۔

افسوس ہے کہ آپ انصاف نہیں فرماتے بہت اچھا خوشنودی احباب عزیز سمجھکر ہم بپاس خاطر

سامی تھوڑی دیر کے لئے فرض کئے لیتے ہیں کہ ہم بڑے بحث اور کٹر متعصب ہیں جسقدر الزام خلفاء پر ہم نے لگائے ہیں وہ محض بے معنی اور خلاف واقعہ جوشش تعصب سے وارد کئے ہیں آپ براہ مہربانی بے تعصب بنکر اُن الزامات کثیرہ سے صرف ایک یہی الزام دور کردیں کہ شیخین منافق نہ تھے لیجئے مفتی محمد قلی صاحب مرحوم مصنف تشئید المطاعن کا رسالہ نفاق شیخین جو کہ بمقابلہ رشید الدین خاں صاحب شاگرد رشید صاحب تحفہ لکھا گیا ہے حاضر ہے اسکو باطل فرماکر جناب شیخین کا با ایمان ہونا ثابت فرما دیجئے۔ اگر مفتی صاحب کے فضل و کمال سے گھبرا کر آپ متکفل جواب نہ ہوں تو اس کم مایہ و قلیل العقل نے رسالۂ سجادیہ میں جو کہ بزبان اُردو مراتب ہوا ہے آپ کے بزرگوں کا نفاق ثابت کیا ہے اسی کو باطل فرمائے بخدا اگر آپ نے یہ مضامین صحیح و دلکش اسکو رد کر دیا تو ہم اپنے متعصب و نا انصاف ہونے کا اعلان کر کے آپ کے جلسہ میں شیخین کی شراب محبت کا گلاس بہت انبساط کے ساتھ نوش جان کریں گے۔ شیعہ کا اہلبیت کو گالیاں دینا اور اُنپر معاذ اللہ تبرے بازی کرنا صرف جناب کا دعوے ہی ہے۔ کوئی ثبوت اس کے متعلق نہیں دکھلایا گیا۔ ہم اس تعریض مہمل کا بھی جواب دے سکتے ہیں کہ خدا آپ کو وہی جزا دے جس کی بعوض صحت و کذب مضمون آپ مستحق ہیں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ ۲۸ تا سطر ۱۲ صفحہ ۲۹

حضرت بی بی فاطمہ زہرا خاتون محشر حضرت رسالتمآب کی صاحبزادی تھیں اور شافع روز محشر کے ہاں چونکہ اولاد نرینہ زندہ نہ رہتی تھی اس لئے حضور مثل بیٹوں کے آپکی محبت رکھتے تھے آپ بی بی خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھیں آپ کی بزرگی تمام مسلمان کرتے تھے اور صرف اتنے اثر کی بات تھی کہ حضرت علیؑ کی قریش بہت ہی عزت کرتے تھے آپ کے نکاح میں بی بی فاطمہ کا آنا باعث فخر تھا یہ بات مشہور ہے کہ حضرت علیؑ نے محض حضرت بی بی فاطمہ زہرا کے عذر پر چھ مہینے تک بیعت نہیں کی تھی اور جب آپ کی وفات ہو گئی تو حضرت علیؓ کی وقعت بہت کم ہو گئی اور پھر آپ نے بیعت کر لی اگرچہ یہ روایت محض غلط ہے کہ حضرت علی نے چھ

پینے کے بعد بیعت کی تو بھی اس روایت کے اس اثر اور عظمت کا پتہ چلتا ہے جو صحابہ آپ
کی کرتے تھے آپ کا ادب تاحیات مسلمانوں نے کیا اور تعجب سے دیکھا ہے کہ کل موجودہ اسلامی
دنیا ادب کرتی ہے اور بے انتہا با وقار جانتی ہے اسلام میں ہزاروں فرقے ہو گئے اور
صدہا جدید شاخیں مذہب کی نکل آئیں لیکن آج تک کسی گروہ نے خواہ وہ کسی مذہب سے
کیوں نہ علاقہ رکھتا ہو حضرت خاتون محشر کی شان اقدس میں کبھی بے ادبی نہیں کی
حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
اور اکثر امہات المومنین پر تبرے بازی ہوئی اور لوگ برا بھلا کہتے رہے لیکن یہ عجیب معجزہ ہے
کہ آپ کی ذات والا صفات ہر فرد بشر کی گستاخانہ کلام سے مبرا رہی اور انشاء اللہ یوں
ہی قیامت تک مبرا رہے گی آپ کو یہ شرف کم نہیں ہے کہ آپ شافع روز محشر کی لخت جگر ہیں سرور
کائنات نے بڑی لاڈ سے آپ کو پالا تھا حضور انور کو اپنی اور بیٹیوں سے بھی محبت تھی لیکن
جو عشق فاطمہ زہرا سے تھا اور کسی بیٹی سے نہ تھا ممکن تھا اگر قاسم یا ابراہیم زندہ رہتے تو
آپ کی محبت میں کمی آجاتی لیکن قدرت کو یہ منظور ہی نہ تھا وہ روز ازل سے فخر دو جہاں کی
پوری محبت کا حصہ حضرت فاطمہ کو دے چکی تھی اور اس بیش بہا محبت کو بٹ تقسیم نہ کر سکتا تھا۔

جواب سجادہ جبین خاک پائے امیر مومناں

مرزا صاحب نے جو جناب سیدہ کی عظمت و جلالت بیان کی ہے اسمیں کیا کلام ہے بے شبہ وہ ایسا
ہی مرتبہ رکھتی تھیں جیسا کہ اُن کی شان کے شایاں تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اُسوقت کے
بعض ذی عزت مسلمانوں نے اُن کے مرتبۂ عالیہ کا مطلق لحاظ نہ کیا اور ایسے درشتانہ سلوک
اُنسے کئے جن کا کرنا ایک سخت مخالف اسلام بھی اپنی نیکنامی کے منافی جانتا ہے۔ ہر بجویز میں
صرف دو امر قابل جواب معلوم ہوتے ہیں ایک جناب حیرت کا اپنی اُن روایات کو غلط بتلانا
جنمیں لکھا ہے کہ تاحیات جناب سیدہ حضرت علیؑ نے ابو بکر سے بیعت نہیں کی۔ دوم یہ کہ مسلمانوں
نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و عثمان غنی و حضرت امیر و عایشہ وغیرہ سب لوگوں میں جیسے نکاح

اگر جناب سیدہ کا دامن لوث الزام سے پاک رہا۔ کسی مسلمان کو اُن کی جناب میں گستاخی کرنے کی جرات نہ ہوئی لہٰذا ہر دو امور۔ کی بابت عرض کیا جاتا ہے۔

امر اوّل تا حیات جناب سیدہ حضرت علیؓ نے بیعت نہ کی

میں نے اس بات کو محققین اربعہ کی گفتگو میں بہت توضیح کے ساتھ دکھلایا ہے کہ جب تک سیدہ بقید حیات رہیں کسی بنی ہاشم و وابستگان خاندان رسالت نے ابوبکر سے بیعت نہ کی لہٰذا اُن تمام مضامین کا اعادہ داخل طوالت سمجھکر صرف دو تین شواہد پر اکتفا کرتا ہوں۔ جامع الاصول کی کتاب الامارۃ میں لکھا ہے وکان لعلی وجہ من الناس حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت فاطمہ انصرفت وجوہ الناس عن علی ومکثت بعد رسول اللہ ستۃ اشہر ثم توفیت فقال رجل الزہری فلم یبایعہ فقال لا واللہ ولا احد بنی ہاشم حتی بایعہ علی فلما رای علی انصراف وجوہ الناس عنہ ضرع الی مصالحۃ ابی بکر مزید براں قرطبی نے مفہم شرح مسلم میں لکھا ہے۔ کان الناس یحترمون علیا فی حیاتہا کرامۃ لہا لانہا بضعۃ رسول اللہ وھو مباشر لہا فلما ماتت وھو لم یبایع ابابکر انصرف الناس عن ذالک الاحترام لیدخل فیما دخل فیہ الناس ولا یفرق جماعتہم کتب مذکورہ کی عبارات سے خلاصہ مطلب یہ تھا کہ جبتک سیدہ علیہا السلام زندہ رہیں حضرت امیر و خاندان بنی ہاشم سے کسی نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جب فاطمہ وفات پا گئیں تو لوگوں نے حضرت امیرؑ کے احترام میں کمی کی اور اُن کی جانب سے روئے توجہ پھرا لی تب آپ نے مضطر ہو کر ابوبکر سے بیعت کر لی بایں اندیشہ کہ اسلام میں پراگندگی نہ ہو جائے بن نعدیہان نے بھی بجواب طعن احراق اس مضمون کو بسط و وضاحت و طوالت سے بیان کیا ہے۔ ناظرین محققین اربعہ کی گفتگو میں ملاحظہ فرما لیویں جہاں خلیفۂ اوّل کا خلافت کے مستحق ہونا لکھا ہے۔ چونکہ مرزا صاحب خود لکھتے کہ یہ بات مشہور ہے کہ سیدہ کے روبرو حضرت امیر نے ابوبکر سے تا حیات اُن کے بیعت نہ کی تھی اور اسی کو علمائے قدیم تحریر فرماتے ہیں مگر جناب مرزا صاحب بلا اقامت دلیل و حوالہ سند اس واقعہ کو غلط بتلاتے ہیں۔ لہٰذا اُن کو اخفیا ہے

اپنے علمائے قدیم کو غلط نویس قرار دیں۔ اسمیں ہمکو کیا نقصان ہے۔ مگر دانشمند اہل سنت سے امید ہے کہ وہ پورا اپنے علمائے دین کو جھوٹا بتلاتے ہیں مثل مرزا صاحب دفعتاً جات بے محل نہ کرینگے پس نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر نے چھ ماہ تک ابوبکر کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا۔ صاحبان انصاف اسکا سبب خود دریافت فرمالیں گے کہ بغرض بیعت مابعد اتنے عرصہ تک جماعت اسلام سے الگ رہنا کیا معنی رکھتا ہے اور چونکہ حسب تسلیم فریقین آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جس نے امام زمانہ کو نہ جانا وہ بے ایمان مرا ہر گاہ جناب سیدہ خلیفہ اول سے بجدے ناراض تھیں کہ اون کی وجہ سے حضرت امیر نے بھی بیعت نہ کی تو اب سوچنا چاہیئے کہ عدم معرفت امام زمانہ سے سیدہ معصومہ دنیا سے کس حالت میں رخصت ہوئیں ضرور ہے کہ بخیال حفظ خلافت جناب عمر و دیگر اہل سنت انکی وفات اسی درجہ پر تصور فرمائیں گے کہ جسپر ناشناسان امام وقت کی ہوا کرتی ہے (کفر و جاہلیت)

امر دوم مسلمانوں نے صدیق و فاروق وغیرہ سب کو برا کہا مگر سیدہ کی
شان میں کسی کو جرأت نہوی

افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے مباحث مذہب کو نہیں دیکھا کاش صاحب نظر ہوتے تو جان جاتے کہ

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

مسلمانوں نے جناب سیدہ کے دامن عصمت پر بھی گرد کذب و نفسانیت کا گہرا دھبہ لگایا ہے اور اُن کے حالات کچھ ایسے پیرایہ میں دکھلائے ہیں جس سے اُن کے زہد و تورع و اتقا کا اقتدار لوگوں کی نظر سے اُٹھ جائے اور دنیا طلب و جیفہ خوار لوگوں میں اُن کا شمار ہو ایسے متعلق حقیر بہت کچھ ثبوت دکھا سکتا ہے مگر چونکہ اختصار مد نظر ہے لہذا حضرت ابوبکر صدیق و فاروق اعظم و معتبرین علمائے اہل سنت کے بعض خوش کرداریاں دکھاتا ہے تاکہ امر مایہ النزاع کا پورا پتہ لگ جائے اور ہر سراغ رسان معلوم کر لیوے کہ سر دفتر اہل اسلام نے سیدہ محترمہ کی جناب میں گستاخیاں و بے ادبیاں کیں ہیں

اول ابوبکر صدیق و فاروق اعظم کی گستاخی کا بیان

یہ بات اہل سنت کی مانی ہوئی اور مسلمہ ہے کہ بعد وفات سید المرسلین سیدہ اور ابو بکر صاحب میں
جانہ او فدک پر نزاع و تکرار ہوا سیدہ کی جانب سے اول یہ استغاثہ پیش ہوا کہ والد بزرگوار
مجھکو فدک ہبہ کر گئے ہیں خلیفہ وقت نے جو بد خلقت بیجا کرکے اسکو داخل خالصہ یا بیت المال کر لیا ہے اُس کو دخل
اُٹھایا جائے خلیفہ صاحب نے جناب معصومہ سے وقوع ہبہ پر شہادت طلب کی انھوں نے جناب امیر و حسنین و ام ایمن و عمر
کو پیش کیا جنھوں نے ہبہ کے واقع ہونے پر شہادت ادا کی خلیفہ اول چونکہ نرم مزاج و سادہ طبیعت تھے غور سا و الا شت کہ
جبکو حضرت عمر نے کہیں باہر سے آکر جبکہ سیدہ احاطہ عدالت سے جدا نہ ہوئی تھیں قبالہ ہبہ پارہ
چاک کر ڈالا اور خلیفہ صاحب کو راہ عاقبت اندیشی بتلا کر ساکت و مجبور کر دیا وہ بیچارے
چونکہ اُن کے بٹھائے ہوئے مسند حکومت پر بیٹھے تھے کچھ نہ کہ سکے شل میں شہادتیں کامل
گذر چکی تھیں بالآخر اُس شہادت کو اس حجت سے باطل فرمایا کہ علی ایک مرد ہیں حسنین بچے ہیں
ام ایمن عورت ہے شریعت میں یہ دم بریدہ شہادت ناقص و ناتمام سمجھی جاتی ہے اگر دو مرد
یا ایک مرد دو عورت ہوں تو ڈگری مل سکتی ہے ورنہ نہیں مقدمہ خارج جبکہ خلیفہ صاحب نے
حجت ہبہ کو اُٹھا دیا تب سیدہ نے دوسری نوعیت قائم کی اور وہ یہ کہ ہرگاہ ہبہ منسوخ ہو کر
فدک آنحضرت کا مال قرار پایا تو میں بوجہ اولاد ہونے کے باپ کے ترکہ کی مالک ہوں جناب
فاطمہ جانتی تھیں کہ اب ابو بکر صرف ضد پر جائیں گے سوائے اس کے اور کچھ نہ کر سکیں گے کہ
دم بخود ہو کر فدک سے دست بردار ہو جائیں مگر وہ لوگ عقل کے پتلے تھے احادیث نبوی کے
واضعین ہر وقت گرم رہتی تھی ادھر کوئی ضرورت پیش آئی اُدھر جھٹ جھٹ ہو گیا جھوٹی
ترشی حدیث موجود ہو گئی چنانچہ فوراً بے دقت و تکان و عذر و خوض جناب ابو بکر نے فرمایا
کہ آپ کے والد مجھ سے کہہ گئے ہیں کہ ہم گروہ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارے ترکہ
میں ورثا حصہ پاتے ہیں جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ جائیے آپ کچھ نہیں پا سکتی
جناب سیدہ علیہا السلام کو خلیفہ صاحب کے ان احکام سے ایسا رنج و غصہ آیا کہ ابو بکر سے
تا زیست کلام نہ کیا اور جبکہ قریب وفات شیخین نے اپنی خطا کی معافی چاہی معاف نہ کیا

اور اسی حالت غیظ وغضب میں رحلت فرمائے جنت ہوگئیں جمیع واقعات متذکرۂ بالا کا ثبوت کتب معتمدہ اہل سنت سے عنقریب اسی رسالہ میں انشاء اللہ بیان ہوگا اس جگہ اہل انصاف غور فرمائیں کہ ابوبکر صاحب نے مقدمہ ہبہ میں تنہا بیان جناب فاطمہ علیہا السلام کا سچا نہ مانا بلکہ اُن سے شہادت طلب کی اور جبکہ معصومہ نے گواہ پیش کیا اون کی شہادت کو رد کردیا وراثت کو قطعی اوڑا دیا بہرحال ابوبکر نے اُن کا شمار اُن لوگوں میں کیا جو کہ خلاف واقعہ مقدمات برپا کرکے اموال ناجائز پر متصرف ہونا پسند کرتے ہیں اس سے زیادہ اور کیا تنقیص و توہین مرتبہ ہوسکتی ہے جو کہ ابوبکر نے جناب سیدہ کی مرزا حیرت فخریہ کہتے ہیں کسی کو جراءت نہیں ہوئی کہ معصومہ پر کوئی الزام چسپاں کرسکے وہ آنکھ کھولکر خلیفہ صاحب کی لائف (سوانح عمری) ملاحظہ فرمائیں کہ انھوں نے باعتقاد خود سیدہ کو راسخ الایمان صحیح القول باور نہیں فرمایا جس سے بالاتر کوئی اہانت نہیں ہوسکتی - اگر خلیفہ معظمہ کو سچا جانتے تو بمجرد دعوے ہبہ ڈگری دیدیتے مگر جبکہ بردشہادت وہ مقدمہ کو ڈسمس فرماچکے لہذا صاف ثابت ہوگیا کہ حضرت ممدوح نے نبی کی بیٹی کو راست گو نہیں سمجھا اور اُن کے معزز گواہوں کا بھی کوئی اعتبار نہ کیا پس مرزا صاحب کا وہ سب طمطراق و ناز و کرشمہ غارت ہوگیا

دوم محمد اسمعیل صاحب نے گستاخی کی اور بااتباع
اُن کے شاہ صاحب نے

شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ میں لکھتے ہیں در بخاری کہ اصح الکتب اہل سنت ست بطریق متعدد مرویست کہ آنحضرت ہنگام شب تشریف بخانۂ امیر بردند ہر دو ایشانرا از خوابگاہ بیدار ساختہ و برائے ادائے نماز تہجد تقید بسیار فرمود کہ قوما فصلیا حضرت امیر گفت کہ واللہ لا نصلی الا ما کتب اللہ لنا یعنی قسم بخدا کہ ما ہرگز نماز نہ خواہیم خواند الا آنچہ مقدر کردہ است خدا تعالی برائے ما و انما انفسنا بید اللہ یعنی دلہائے ما در دست خدا است اگر توفیق نماز تہجد میداد میخواندیم پس آنحضرت از خانہ ایشان برگشت و ران ہائے خود را می کوفت و می فرمود و کان الانسان

اکثر شئ جدلا پس دریں قصد مجادلت با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در مقدمہ شرع و شک
و شبہ جبریہ کہ حالا در شرع ممنوع نیست از حضرت امیر واقع شد بھلا کوئی عقل کا دشمن اس
بات کو اپنی طبیعت میں جگہ دے سکتا ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین جناب امیر و سیدہ کے گھر تشریف
لاکر تاکید بہ نماز تہجد فرمائیں اور وہ صاف انکار کر دیویں کہ ہم ہرگز زائد عبادت نہ کرینگے
اللہ نے ہم پر جو فرض کر دیا ہے اسی کو ادا کریں گے تعجب ہے کہ علی و بتول نے حکم رسول کو رد
کیا جب ایسو بھی صبر نہ آیا اُن سے لڑنے کھڑے ہو گئے پیغمبر حضرت نے ران پر ہاتھ مار کر کان
الانسان اکثر شئ جدلا فرمایا شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ علی نے آنحضرت سے قصد مجادلت کیا اور
جبر خدا کے قائل ہوئے جو کہ شرع میں ممنوع نہیں پس جناب شاہ صاحب نے تحریر بخاری پر
یقین کر کے صاف طور پر اعتقاد کر لیا کہ علی و بتول بجرم انکار عبادت و عدم امتثال امر پیغمبر و
ارتکاب مجادلت معاذ اللہ اگر کافر نہیں تو حد کفر پر پہنچ گئے تھے افسوس ہے امام بخاری
اور شاہ صاحب کے مضبوط اسلام پر جس شخص کی تمام عمر عبادت خدا میں گذری اسکی نسبت یہ لکھا
کہ واللہ لا نصلی الا ما کتب اللہ لنا یعنی واللہ ہم کوئی نماز نہ پڑھیں گے سوائے فریضہ کے
ایسا جواب ادنیٰ شخص ایک چھوٹے سے مولوی کو بھی نہیں دے سکتا چہ جائے کہ علی و فاطمہ اپنے
ہادی و پیشوا کے ساتھ ایسی سخت گفتگو کریں امام بخاری و شاہ صاحب نے جناب امیر و حضرت
سیدہ کی یہ ایسی تہجین و تنقیص کی ہے کہ جس سے بالا تر امر دیگر متصور نہیں ہو سکتا دونوں کو کافر
بنا دیا ابن ابی الحدید معتزلی نے اجمالاً چند فضائل مرتضوی کا ذکر کیا ہے حقیر بطور نمونہ دو چار
باتیں اسجگہ دکھلاتا ہے -

تحریر ابن ابی الحدید

اما عبادت پس آنحضرت اعبد ناس بودہ نمازش از ہمہ کس بیشتر و روزہ اش از ہمہ فزوں تر
مردم از و نماز شب و عبادت اوراد و اقامت نوافل را آموختہ اند و شمع یقین در راہ دین از مشعل
عبادتش افروختہ شد چہ تواں گفت در عبادت کسے کہ یک شمہ آں اینست کہ در لیلۃ الہریر در

نطع و مصلی ابرایش گسترده بود و بر آں نماز می کرد و تیر از راست و چپ او میگذشت و در
پیش او بزمین می آمد و ہیچ پروا او عضاء آں نمی فرمود تا از عبادت و اوراد فارغ می گشت
و پیشانی نورانی او از کثرت سجودش بزانوئے شتر بود۔ اگر مناجات و دعواتش را تامل کنی
از آں تعظیم و اجلال الہی که در آنها فرموده و انواع خضوع و خشوع که در آں نموده ملاحظہ
نمائی۔ خواہی دانست که چه قدر اخلاص بحضرت جلال احدیت داشته و از کدام دل بیروں
آمده و بکدام زبان جاری گشته و از علی ابن الحسین که عبادت او به نہایت رسیده بود پرسیدند
که عبادت تو به عبادت حضرت امیر المومنین چه نسبت دارد۔ گفت چنانچه عبادت جدم با عبادت
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود شاید بعض حضرات بوجہ معتزلی ہونے کے ابن
ابی الحدید کے اقوال پر نظر توجہ مبذول نفرمائیں لہذا تائید ابی الحدید علامہ محمد بن طلحہ
شافعی کا (جن کے محامد و مناقب تاریخ یافعی اور مفتاح النجا وغیرہا میں بیش از بیش مذکور
ہیں) ارشاد پیش کرتا ہے علامہ موصوف کتاب السئول میں بذیل تذکرہ حالات امیر ان
کی عبادت کا حال باین عبارت لکھتے ہیں الفصل السابع فی عبادته وزهده وورعه
اما عبادته عليه السلام فاعلم سلك الله بنا وبك سبيل السعادة ان حقيقة العبادة
هي الطاعة فكل من اطاع الله تعالى وقام بامتثال الاوامر واجتناب المناهي
فهو عابد ولما كانت متعلقات الاوامر الصادر من الله تعالى على لسان نبيه صلى الله
عليه وسلم كانت العبادة بحسب ذالك متنوعة فمنها الصلواة ومنها الصدقة ومنها
الصيام الى غيرها من الانواع وكل ذالك كان عليه السلام قائما فيه مقبلا عليه
سارعا اليه متحليا به حتى ادركت بمسارعته الى طاعت الله ورسوله مافات غيره
فانه جمع بين الصلواة والصدقة فتصدق وهو راكع في صلواته فجمع بينهما في وقت
واحد حتى انزل الله تعالى فيه قرآنا يتلى الى يوم القيامة۔ دیکھئے اس فاضل جلیل المرتبہ
نے عبادت و زہد و ورع و صوم و خیرات وغیرہا جمیع صفات میں جناب امیر کو سر آمد اہل اسلام

قرار دے کر لکھدیا کہ کوئی شخص اُن کا ان توصیفات میں شریک و سہیم نہ تھا تعجب کہ جناب بخاری
اور اُس کے مقلد حامل صفات حسنہ پہ یہ الزام لگائیں کہ معاذ اللہ انھوں نے ارشاد نبوی کا
استخفاف کیا اور نماز تہجد سے قطعاً انکار کر کے راہ جنگ و جدال و نافرمانی اختیار کی مرزا
حیرت اور اُن کے ہم مشرب خیال فرمائیں کہ ہرگاہ بخاری نے علی و بتول پہ افتراء شدید کیا
اور شاہ صاحب نے اُسکو صحیح باور کر کے استخراج فرمایا تو وہ اسباب کے لکھنے ہیں کہاں تک پہنچ
جائے جاسکتے ہیں کہ سید علی عزت نے لوگوں کے قلم روک دئے اور زبانیں بند کردیں کہ کوئی ان
کی مدحت نہ کر سکا۔ اگر مرزا صاحب کچھ بھی اپنی مذہبی کتب پر مطلع ہوتے تو از دیادی ندامت
اس حرف کو زبان قلم پر نہ لاتے بلکہ سمجھ لیتے کہ جیسے بقول اُن کے حضرت امیر کی جناب میں گستاخیاں
اور بے ادبیاں کیں ہیں اسی طرح رکن رکین اہلسنت نے جناب فاطمہ کے ساتھ بھی گستاخانہ
بڑھا دے قلم کو نہیں روکا اور ایسا کچھ لکھا جسکا لکھنا اُن کے باپ کے کلمہ گو کو ہرگز مناسب تھا

سوم محمد قاسم ساکن پھلہیڑہ ضلع مظفر نگر کی بے ادبی

محمد قاسم پیرزادہ ساکن پھلہیڑہ ضلع مظفر نگر نے جو رسالہ سجادیہ مولفہ حقیر کا جواب لکھا ہے جسپر
بتقریب مباحثہ ۴ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک بڑا اجتماع علمائے سنی و شیعہ حقیر خانہ پر ہوا تھا
اُسمیں جناب سیدہ کی نسبت محمد قاسم صاحب نے یہ الفاظ حوالہ قلم فرمائے ہیں ناقص العقل
والدین یعنی اُن کی عقل اور دین دونوں ناقص تھے چند علمائے اہل سنت دیوبند و سہارنپور
و گنگوہ و امروہہ وغیرہ سے اُن کی حمایت و کمک کو مناظرہ میں تشریف لائے تھے۔ پس جس
شخص نے اپنے عقیدہ سے سیدہ کا دین اور اُنکی عقل کو ناقص بتلایا اور دیگر علماء نے اُن کی
مدد دہی مرکوز خاطر فرماکر میدان مناظرہ میں قدم رکھا معلوم ہوا کہ وہ سب اسی بات کے معتقد
تھے کہ سیدہ کا دین و عقل ناقص تھا مرزا حیرت شاید سیدہ کی توہین نکرتے ہوں مگر دیگر
علمائے سنیہ کا یہ عین مذہب ہے کہ اُن کو ہر طرح سے معیوب اور بہ خفیف القدر
کریں۔

چہارم مولوی خلیل احمد مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور مولف ہدایات الرشید کی گستاخی و بے ادبی

زمانۂ حال میں بر رد شیعہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جسکا نام ہدایات الرشید ہے۔ علماء اہل سنت نے اُس کتاب کو عجیب باوقار سمجھا ہے کہ نمونہ عجائب قدرت خداوندی کے شائستہ لفظوں سے اُسکو یاد فرمایا ہے دیکھو اشتہار ابوالقاسم الہابادی جسکی یہ سرخی ہے (سوال از جمیع علمائے شیعہ) کتاب موصوف کے صفحہ (۵۹۶) پر در باب بحث فدک مولوی صاحب ممدوح نے یہ عبارت لکھی ہے (جبکہ ابوبکر صدیقؓ نے ایک کام موافق شرع کیا اور اُسپر جناب سیدہ ناخوش ہوئیں تو صدیق اکبر پر کوئی طعن عائد نہیں ہو سکتا لیکن البتہ جناب سیدہ کی طرف سے الجملہ اعتراض ہے تو اسکا بعض علمانے یہ جواب دیا ہے کہ آخر جناب سیدہ معصوم نہ تھیں اور غصہ رکھتی تھیں غضب اور کبھی بے اختیار صفات نفسانی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اگر جناب سیدہ حضرت ابوبکر سے ناخوش ہوئیں تو کچھ تعجب نہیں (دیکھئے صاف و صریح لفظوں سے مولوی صاحب موصوف نے لکھدیا کہ ابوبکر نے مقدمہ فدک میں جو حکم دیا تھا وہ عین مطابق شریعت تھا اور جناب فاطمہ نے معاذ اللہ خلاف ایک جھوٹا اور بے بنیاد دعویٰ دائر کیا تھا جو کہ پیش کرنے کی قابلیت و صلاحیت نہ رکھتا تھا سچے مسلمان توجہ فرمائیں کہ اس سے بالاتر سیدہ کی توہین کیا ہو سکتی ہے کہ صاحب شریعت کی بیٹی ہوکر خلاف اپنے طریقہ آبائی کے اکتساب مال ناجائز میں کوشش کرے مولوی صاحب نے اسی پر صبر نہیں فرمایا بلکہ بجوش محبت ابوبکر اُنکو اہل نفسانیت سے شمار کیا اور لکھدیا کہ سیدہ ایسی نفسانیت رکھتی تھیں کہ کبھی یہ حرکت بے اختیار اُنسے سرزد ہو جاتی تھی صاحبان علم جانتے ہیں کہ نفسانیت سمجھ بوجھ کر طمع نفسانی سے کسی معاملہ میں خلاف واقعہ و امر حق کے کوشش کرنے کا نام ہے ہزار افسوس اُن مسلمانوں پر جو کہ اپنے نبی کی ذی عزت بیٹی کو ایسی صفات نامحمودہ سے یاد فرمائیں معلوم ہوا کہ جناب سیدہ جاننے خود جانتی تھیں کہ معاملۂ ہبہ و وراثت دونوں شرعاً ناقابل السماعت ہیں اور فدک میں مجکو

حق نہیں ہے۔ مگر باین علم و آگاہی بہ ہیجان مادہ نفسانیت غایت طمع سے ایک جھگڑہ پیدا کردیا
میں کمال حیران ہوں کہ اگر اہل سنت سیدہ کو پناہ بخدا بے ایمان جانتے تھے تو پھر اسلام سے
تمغہ ایمانداری کس کے گلے میں ڈالیں گے علماء اہل سنت خلفاء کے دست حق پرست پر باطل
بیع ہو چکے ہیں دنیا کی تمام آدمی غارت ہو جائیں۔ خاندان رسالت پر بے ایمانی کا اغلیظ
سایہ فگن ہو جائے۔ مگر شیخین و اشباہہم بچ جائیں حقیر نے عبارت ہدایات الرشید سے جو
نتیجہ نکالا ہے اسی کے قریب دبے ہوئے لفظوں میں خود مولف صاحب نے بھی اشارہ
فرمایا ہے چنانچہ بعد تحریر مضمون اسی صفحہ کی سطر (۷) پر لکھتے ہیں۔ یہ جواب علمائے محققین
کے نزدیک ضعیف ہے جب دوسری توجیہ ایسی جس سے طہارت و لطافت دامن جناب سیدہ
کی ایسے الزام سے ہو سکتی ہے تو کیا ضرور ہے کہ اس توجیہ کو اختیار کیا جائے یہ فقرات باآواز
بلند کہہ رہے ہیں کہ اس توجیہ یعنی وجہ شریف سے دامن جناب سیدہ طہارت و لطافت
کے شرف سے بے بہرہ رہتا ہے اور اسپر الزام کی گرد پڑتی ہے۔ اب صاحب ہدایات الرشید
کی وہ توجیہ ہدیہ نظر کرتا ہوں جس سے انھوں نے اپنی مطلب بر آری یعنی خلیفہ صاحب کی
نکو غلامی تصور کی ہے اور جناب سیدہ کے دامن عصمت کو بھی لوث الزام سے بری خیال
فرمایا ہے صفحہ (۲۶۴) سطر ۱۹ پر لکھتے ہیں (قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف مسلول میں لکھا
ہے کہ معنی ایں حدیث (فوجدت فاطمۃ یا بی بکر ولم تتکلم حتی ماتت) در حقیقت آنست کہ چوں فاطمہ
جواب ابوبکر شنید و باستماع حدیث پیغمبر (نحن معاشر الانبیاء) دریافت کرد کہ سوال میراث
خلاف شرع واقع شدہ ندامت کشید و بہ سوال کردن خود غمگین شدہ) عبارت اولی سے اس
عبارت مابعد میں صرف اتنا تفاوت دکھلایا گیا ہے کہ نفسانیت سے ندامت کا تبادلہ کیا
ہے۔ بہر حال مطلب یہ ہی ہے کہ دعوے بیجا اور خلاف حق تھا جس پر سیدہ نادم ہوئیں
غرضکہ ناواجب دعوے کرنے سے سیدہ کی جان نہ چھوٹی مزید برآں اہل ندامت کی
فرد میں انکا نام نامی لکھا گیا رسالہ تفریح لبیدہ ہمدم میں حقیر نے اس بحث کے متعلق عجیب و غریب

حیرت خیز لکھے ہیں جو صاحب ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ نئی چیز دیکھکر بہت خوش ہونگے اسوقت فقط اتنا عرض کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے دعوی سیدہ کو محمول بہ نفسانیت فرمایا ہے وہ بقول صاحب ہدایات الرشید غیر محقق ہیں اور جو حضرات توجیہہ ندامت کے معتقد ہیں وہ طائفہ محققین سے ہیں اول جس شخص نے قوت عقل سے یہ وجہ پیدا کی ہے وہ بقول صاحب ہدایا الرشید قاضی ثناء اللہ پانی پتی ہیں جنکو اب قریب سوسوا سو برس کے وفات پائی ہوئی گزرتے ہیں بس ثابت ہوا کہ قاضی صاحب سے پہلے جسقدر علمائے اہل سنت گذرے ہیں وہ سب غیر محقق و فاسد العقیدہ و سیدہ کو اہل نفسانیت سے جاننے والے تھے چونکہ وہ علما ارکان دین اہل سنت سے شمار ہوتے ہیں لہذا غیر محقق ہونے کے الزام سے تمام عمارت مذہب سنیہ یا شیدہ و منغص ہو گئے صاحب ہدایات الرشید نے بڑی سرگرمی کر کے توجیہات قایم کرنے میں کوہ کنی کی تھی مگر افسوس ہے کہ سوائے اس پر کاہ کے کہ فاطمہ خلاف حق دعوے کر کے نادم و پشیمان ہوئیں اپنی براوت کا کوئی موٹا لٹھ یا شہتیر نہ لا سکے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مرزا حیرت اپنے فخریہ مضمون کو کہ سیدہ کی کسی مسلمان نے اہانت و منقصت مرتب نہیں کی واپس لیکر یقین فرمائیں گے کہ سنی مسلمان ایسے وقت میں مطیع اسلام نہیں ہوتے جو کسی بزرگ دین کو بلا الزام لگائے چھوڑنے نہیں چونکہ معیوب ازلی تھے لہذا ان کی طرفداری نے مجبور کر دیا اور انبیا تک الزام لگانی پڑے تاکہ خلفاء کے عیبوں کا روشن چراغ بے نور ہو کر کچھ ٹمٹماتا نظر پڑے - اگر جناب مرزا صاحب اپنے اجتہاد میں تحریرات بالا کو باعث حقارت سیدہ تصور فرمائیں اور اپنے علماء دین کی حنفیہ داری اور ہمدردی سے محمول بتوصیف کریں تو ارشاد ہو کہ مذمت کس جانور کا نام ہے

تحریر مرزا حیرت از سطر ۱۴ صفحہ ۲۹ تا سطر (۸) صفحہ (۳۰)

شیعی ادب | کوئی کلام نہیں کہ شیعہ حضرت خاتون محشر کا بہت ادب کرتی ہیں اور اس ادب ہی کو اپنی نجات کا سبب جانتی ہیں اُن کے ادب کی داد دی جاتی ہے اور اُن کے

عشق کی جو انہیں اہلبیت کے ساتھ ہے قدر کی جاتی ہے مسلمان ہو کے جس دل میں اہلبیت کی
محبت نہو وہ دل پارہ پارہ ہو جائے اور کلمہ محمدی پڑھنے کے بعد جسکا خمیر اہلبیت کے نور
سے سنور نہوا ہیں کیڑے پڑ جائیں جو دل اہلبیت کے نور سے منور نہوا ہیں کیڑے پڑ جائیں
شیعہ اہلبیت کے عشق پر جتنا فخر کریں کم ہے اور ہم خوشی سے دیکھتے ہیں کہ وہ اہلبیت
کی محبت میں ثابت قدم ہیں تو بھی بعض گستاخیاں جو جناب سیدہ کے حضور میں کی گئی ہیں
سخت کھلتی ہیں اور تعجب ہوتا ہے کہ کیوں عاشقان اہلبیت نے ایسا کیا اور یہ ناپاک کریہہ
الفاظ جو محض اپنی مخالفوں پر فرضی الزام قایم کرنے کے لیے حضرت سیدہ کی شان میں کہے
گئے ہیں گوارا ہوئے انسانی فطرت تو ہرگز نہیں گوارا کرتی کہ جسکا ہمیں ادب بھی ہو اور جسے
ہم محبت بھی کرتے ہوں یہانتک کہ اُنکی محبت بر نجات آخروی سمجھتے ہوں اُنہی کی نسبت
ناشائستہ الفاظ استعمال کیے جائیں وہ بھی طرح طرح کی اور نئی نئی ڈھنگ سے خدا معلوم
کیا موقع تھا اور کیا بات تھی کیوں ایسا کیا گیا اور کیوں ایسے ناپاک الفاظ کے استعمال
کرنے کی نوبت آئے شیعہ تو کبھی ایسا نہ کریں گے یہ ضرور کسی دشمن اسلام کی چالاکی ہے
کہ ظاہر تو اپنے کو مسلمان کہا اور باطناً اسلام کی جڑ کاٹی

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

ہم جناب حیرت کی راستبازی اور سچی تحقیقات کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ حضرت سیدہ کے ادب
کرنے والوں میں ہمکو ایسا راسخ جانتے ہیں کہ جسمیں انھوں نے کوئی گنجائش کلام نہیں پائی
اہل محبت و وفاداری و ادب و یکجہتی و حسن عقیدت کے صلہ میں وہ ہم کو داد دیتے ہیں اور ہمارے
عشق کی جو اہلبیت کے ساتھ ہے قدر فرماتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی تحقیقات
اور انصاف بھری نگاہ سے محبت و وفاداری اہلبیت کے ساتھ شیعہ کو مخصوص سمجھا ہے جبھی ایسے
بھرے ہوئے لفظوں سے ستائش فرما ہوئے ہیں چونکہ ولائے اہلبیت نبوی ہر مسلمان پر
بحکم آیہ وافی ہدایہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ وحدیث صحیح اکرموا اولادی

آنحضرت کی تبلیغ رسالت کا فرد وا جو رہ قرار پا چکی ہے لہذا ہم حمد الٰہی بجا لاتے ہیں کہ ہماری محبت
کا یہ اثر پھیلا کہ ایک محقق مسلمان نے بھی ہم کو محب اہلبیت خاص طور پر مان لیا یہ تمغہ خصوصیت
اسیواسطے مرزا صاحب نے گروہ شیعہ کو عطا فرمایا ہے کہ اُنکی جانچ میں کوئی سُنی مسلمان
محب اہل بیت کی صفت سے موصوف نہیں پایا گیا اگر اس شرف خاص میں کوئی شیعہ کا سہیم
و شریک ہوتا تو انکو خاص نمبر نہ دیا جاتا اور نہ یہ کہا جاتا کہ وہ اہلبیت کی محبت میں ثابت قدم
ہیں چونکہ اپنے خانگی و قومی و مذہبی حالت ہر شخص کو اچھی طرح معلوم ہوا کرتی ہے لہذا سمجھا گیا
کہ اندرونی جانچ سے مرزا صاحب نے اہل سنت کے قلوب کو مولات اہلبیت کی خوش رنگی سے
بالکل سادہ پایا اگر حضرات سنیہ مرزا صاحب کے عاقلانہ تفتیش میں محب اہل بیت قرار پاتے تو تنہا
شیعہ کو دریائے محبت کا شناور نہ بتلاتے اہل سنت کو شرم کرنا چاہیے کہ اُن کے گروہ کا راست گو
اور سادہ محقق تو لائے اہل بیت کے خوش قطع اور طرحدار لباس سے اُنکو قطعاً برہنہ ظاہر کرتا ہے
باین ہمہ مرزا صاحب شیعہ لوگوں پر یہ اتہام لگاتے ہیں کہ وہ اہلبیت کو گالیاں دیتے ہیں اور
اُن کی خدمت میں طرح طرح کی گستاخی اور سوء ادبی اس غرض سے کرتے ہیں کہ اپنے مخالفوں
یعنی خلفاء پر سامان الزام رسانی بہم پہنچائیں ابھی تک حضرت ممدوح نے گالیوں کی فرد پیش
نہیں فرمائی جب تفصیل ارشاد فرمائیں گے جواب بھی انشاء اللہ برجستہ اور پھڑکتا ہوا پائیں
گے قبل ازیں کہ مرزا صاحب دشنام بازی کی فہرست پیش فرمائیں حقیر ذی شعور اہل سنت
سے پوچھتا ہے کہ یہ بات کس طرح وقف ذہن ہو سکتی ہے کہ جو گروہ اہل بیت کی محبت میں ایسا
راسخ ہوگا کہ جسکا مثل و مانند بقول حیرت اسلام میں دوسرا نہ ملیگا وہ اپنے ممدوح کو گالیاں
بھی دے گا اور وہ بھی اس غرض سے کہ خلفاء پر الزام وارد ہو جائے مارے گھٹنا پھوٹے
آنکھ اسی کو کہتے ہیں شیعہ اہل بیت کو گالیاں دیں اور شیخین ملزم ٹھہریں۔ افسوس ہے مرزا
صاحب کے اسلام پر کہ وہ ایسے لوگوں کی تعریف کرتے ہیں (شیعہ کی) جو کہ اہل بیت نبوی کو گالیاں
دینے والے ہیں۔ مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ جس دل میں اہلبیت کی محبت نہو وہ دل

پارہ پارہ ہو جائے اور کلمہ محمدی پڑھنے کے بعد جس کا ضمیر اہلبیت کے نور سے منور ہوا ہیں کیڑے پڑ جائیں (چونکہ جب تحریر بالا ثابت کیا گیا ہے کہ مقدمہ فدک میں جناب ابوبکر نے سیدہ کو سچا نہیں سمجھا اور ماں کی بیٹی کی جھوٹی شہادت کو نامعتبر قرار دیا حضرت اسمٰعیل بخاری نے نماز شب کے جھگڑے میں انکو حد کفر پر پہنچا دیا شاہ صاحب نے باتباع مولف بخاری مذہب جبریہ کا عامل حضرت علی و فاطمہ کو بتلایا۔ محمد قاسم ساکن سلہیٹرہ نے سیدہ کو ناقص العقل والدین ظاہر کیا صاحب ہدایات الرشید نے اہل نفسانیت و ارباب ندامت میں اُن کا شمار کیا نعوذ ان بزرگواران مذکورین کے قلب کا بوجہ عدم محبت سیدہ و سوء ادبی مرزا صاحب پارہ پارہ ہونا اور ان میں کیڑوں کا پڑ جانا تجویز فرمائیں گے یا نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ قول مرداں جان دارد پر عامل ہو کر مرزا صاحب ان گستاخ و نا ادب ناشناس لوگوں کو ویسا ہی سمجھیں گے جس کا وہ وعدہ فرما چکے ہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ (۳۰) تا سطر ۴ صفحہ مذکور

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان میں سے چند روایتیں یہاں نقل کر دیں اگرچہ اُن روایتوں کو پڑھ کر کسی مسلمان کا دل خوش نہیں ہونے کا پھر بھی وہ خداداد عقل سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے گا کیا ایسے الفاظ خواہ براہ راست ہوں یا نہوں کسی مسلمان کے قلم سے کبھی نکل سکتے ہیں یا ایک مسلمان کا دل گوارا کر سکتا ہے کہ ان الفاظ کو ہمیشہ دہرایا جائے اور بڑے مجمعوں میں ہک ہک کے پڑھا جائے ہم اس کا انصاف محض ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ اور آئندہ اس پر اپنی کچھ رائے نہیں دیں گے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

یہ فقرات اُن گالیوں کے مقدمہ ہیں جو کہ بقول مرزا صاحب شیعہ نے سیدہ کو دی ہیں جس وقت مرزا صاحب وہ گالیاں پیش فرمائیں گے انشاء اللہ ہم ثابت کر دیں گے کہ وہ باتیں ایسی قابل ہیں کہ بھرے مجمع میں اونچی نیچی آواز سے سنائی جائیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ نما جان از سطرہ ۱ صفحہ ۳۰ تا سطر ۲ صفحہ ۱۰۳)

حضرت فاطمہ زہرا اور حسنین کا دلدل پر گشت لگانا

شیعی معتبر روایتوں میں موجود ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہو گئے اور مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو حضرت علی کو سخت رنج ہوا آپ نے چاہا کہ مسلمانوں کو ابو بکر صدیق سے توڑ لیا جائے چنانچہ ارادہ کی تکمیل کے لئے آپ نے حضرت بی بی فاطمہ زہرا کو دلدل پر سوار کرائے اور اپنے بچے حسن و حسین کو ساتھ کرکے کہا گھر گھر پڑے پھرو اور مسلمانوں کو ابو بکر کی خلافت امادہ کرو چنانچہ ساری رات حضرت سیدہ پھرتی رہیں اور اسی طرح دربدر بہیکے تمام رات گنوائی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین چھوٹے تھے ۔ ننھے ننھے بچے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ شب بھر دربدر پھرتے رہے ۔

جناب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

مفتر نے محققین اربعہ کی گفتگو میں اس بات کو صاف کرکے دکھلایا ہے کہ درباب بیعت مابین حضرت امیر و خلیفہ اول سخت گفتگو پیش آئی ابو بکر بمنت و خوشامد رفق و مدارا ہر پہلو سے طالب بیعت ہوئے مگر آپنے نہ کی سخت رنجیدہ ہو کر ابو بکر کے پاس سے اٹھ آئی ۔ پس ایسے شخص کی خلافت کے توڑنے میں جو کہ بلا استحقاق ناجائز طور پر متمکن سریر خلافت ہو گیا تھا ۔ اگر حضرت امیر نے کوشش کرکے اہل اسلام سے امداد طلب کی اور جناب سیدہ کو ساتھ لیکر اس غرض سے کہ انصار و مہاجر بوجہ دختر رسول ہونے کے ان کا زیادہ لحاظ و پاس کریں گے گھر گھر پھرے تو کیا استبعاد لازم آتا ہے جس شخص کا کوئی حق تلف کر ڈالے گا وہ تا بہ امکان اسکے حاصل کرنے میں کوشش کرے گا جناب امیر بعلم امامت و تعلیم و اخبار جناب رسالت مآب جانتے تھے کہ میری کوئی مدد نہ کرے گا مگر آپ نے بنظر اتمام حجت بایں غرض اعانت چاہی کہ فردا پیش رسول مسلمانوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ علیؑ نے حقوق تلف شدہ کی واپسی میں ہم سے خواہش ہمدردی نہ کی مگر افسوس ہے کہ رسول کی آنکھ بند کرتے ہی اُن مسلمانوں نے خاندان نبوت کو

بیوفائی کرکے طوطے کی طرح آنکھ بدل لی اسوقت بنظر حال ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ مسلمان
بلکہ سائر الناس عند الضرورت ایکدوسرے سے طالب امداد ہوتے ہیں اس میں نہ کوئی ذلت ہی
نہ تنقیص مرتبت مرزا صاحب نے جو شیعہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اہلبیت کو گالیاں دیتے ہیں اُن
میں سے یہ بھی گالی ہے جو کہ باعتقاد مرزا صاحب شیعہ نے اہل بیت کو دی ہے اگر باصطلاح مرزا جی
اسی طرح کی باتوں کا زمانہ میں گالی نام رکھا گیا ہے تو ہم بہت خوشی سے تسلیم کرتے ہیں کہ واقعات
صحیح بیان کرنے سے ہم اہل بیت کے گالیاں دینے والوں میں مرزا صاحب کے نزدیک معدود
ہوئے ہیں۔ مگر مرزا صاحب پر واضح ہے کہ اس گالی گلوچ میں ہم تنہا ملزم نہ ہونگے بلکہ علمائے
اہل سنت کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیں گے آگے چلکر مرزا صاحب جتنی گالیوں کا منبع شیعہ کو بتلائینگے
انشاء اللہ حقیر اُن سب کا سرچشمہ اہل سنت کو ثابت کر دکھائے گا دیکھئے یہ بھی گالی جس میں
حضرت سیدہ و حسنین کا دلدل پر سوار ہو کر گشت لگانا لکھا ہے کتب اہل سنت میں بھی درج ہی
ابن اثیر کی تاریخ کامل میں پانچویں جلد کے صفحہ (۲۰۰) پر لکھا ہے کہ منصور دوانقی نے جو کہ
خلفائے عباسیہ سے دوسرا خلیفہ ہے محمد بن عبد اللہ بن حسن یعنی امام حسن علیہ السلام
کے پوتے کو خط میں لکھا تھا کہ تم لوگ بنی فاطمہ بیٹی کی اولاد ہو جنکو نہ میراث پہنچ سکتی ہے
اور نہ امامت دیکھو تمہارے باپ علی اپنی زوجہ فاطمہ کو گھر بہ گھر لئے پھرے اور ہر طرح کوشش
کی مگر اسوقت کے لوگوں نے ہرگز ان کی طرف التفات نکیا اور بجز اطاعت شیخین کسی کی تابعت
کا اقرار نہ کیا عبارت تاریخ کامل یہ ہے ولکنکم بنو بنتہ وانہا لقرابۃ قریبۃ ولکنہا لا
تجوز لہا المیراث ولا ترث الولایۃ ولا یجوز لہا الامامۃ فکیف تورث بہا ولقد طلبہا
ابوک بکل وجہ فاخرجہا نہارا ومرضہا سرا ودفنہا لیلا فابی الناس الا
الشیخین کیوں مرزا صاحب اب تو آپ کو خوب معلوم ہو گیا کہ اس گالی میں شیعہ ہی منفرد نہیں
بلکہ اہل سنت نے بھی اسکا اقرار کیا ہے منصور دوانقی امام حسن کے ایک واقعہ گذشتہ کی
خبر دے رہا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے خلافت میں کوشش کی

بدرجہ غایت پہنچا دیا ہوگا مگر اُس وقت کے مسلمانوں نے بمقابلہ ابوبکر آپکو تسلیم نہ کیا مرزا صاحب دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر خلافت ابوبکر سے رضامند تھے اور بہ طیب خاطر اُن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی منصور کے مضمون خط پر غور فرمائیں جس نے ابوبکر کے اکھاڑنے میں اس درجہ عرق ریزی کی کہ مع بی بی اور بچوں کے مستغیثانہ حیثیت سے گھر بگھر امداد طلبی کی اُنہی نے دل سے بہ شگفتہ خاطری بیعت کر لی تھی اس ایک واقعہ نے جس کو مرزا صاحب گالی تجویز فرماتے ہیں بنیاد خلافت کو ہلا کر بالکل مکرور کر دیا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۳ صفحہ ۱۳ تا سطر ۱ صفحہ مذکور

حضرت فاطمہ کا مجمع میں حضرت عمر کا گریبان پکڑنا

جب حضرت فاطمہ نے یہ سنا کہ تجہیز و تدفین کے بعد مسجد میں اصحاب کا مجمع ہوا ہے آپ فوراً مجمع میں تشریف لے آئیں اور زمین فدک کا معاملہ کیا اور یہ مطالبہ نہایت سختی کا ساتھ کیا گیا اسی اثنا میں گفتگو زیادہ بڑھ گئی جناب سیدہ نے جناب عمر کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکے دئے اور جوتا کھینچا ۔ اتنی بڑی تعجب ہے کہ شیعوں کی اصح الکتب میں یہ روایت موجود ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

مولوی احتشام الدین مراد آبادی نے گستاخانہ الفاظ سے اپنے رسالہ مسمیٰ بہ نصیحۃ الشیعہ میں اسکا ذکر کیا ہے مرزا عابد علی بیگ صاحب سب جج پنشنر نے روشنی میں اُسکا بہت معقول جواب دیا ہے جناب حیرت اُس جگہ دیکھ کر تسکین خاطر فرما لیویں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۵ صفحہ ۱۴ تا سطر ۱۲ صفحہ مذکورہ

کتاب کامل میں ایک غضبناک روایت

عام طور پر اس روایت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ شیخین نے اپنا گھر بار چھوڑ کر جو رسول کریم کے ساتھ مدینہ میں ہجرت کی تھی اسکا سبب یہ تھا کہ ابوبکر و عمر دونوں حضرت بتول یعنی فاطمہ زہرا کے بر تقریب جمال پر فریفتہ ہو گئی تھی اور انہیں کے عشق میں مدینہ تک چلے آئے تھے ورنہ سو ۱۰ اس کے شیخین کے آنے کوئی وجہ نہ تھی یہ اخیر زمانہ

تک اس ملک میں رہے اور آخر میں دشمن ہو گئے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

افسوس کہ جناب حیرت نے مسند تحقیقات پر بیٹھ کر بالکل سیچ بونے پر کمر باندھ لی ہے انکو یہ بھی خبر نہیں کہ کتاب کامل کس نے تصنیف کی ہے اور اسکا مصنف کیا مذہب رکھتا تھا۔ لہذا بخیال آگاہی عامۃ الناس عرض کیا جاتا ہے کہ اس نام کی دو کتابیں ہیں ایک شیعہ کی اور دوسری سنیوں کی شیعہ کی کتاب باسم کامل بہائی مشہور ہے اور سنیوں کی ابن اثیر کے نام سے معروف ہے کامل بہائی کا تعلق مسائل فقہ سے ہے اور کامل ابن اثیر تاریخ کی کتاب ہے اسی کتاب آخر الذکر سے مرزا صاحب نے مضمون بالا حوالہ قلم فرمایا ہے شیعہ جو کہ بقول مرزا صاحب سیدہ کا ادب آداب کرتے ہیں اور اُن کی محبت میں قابل داد راسخ ہیں وہ کبھی ایسی بے ادبی کے مرتکب نہیں ہو سکتے البتہ مورخان سنیہ بوجہ مطلق العنانی وگسستہ مہاری جو چاہتے ہیں لکھدیتے ہیں ناظرین پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اسمٰعیل بخاری و شاہ عبد العزیز و محمد قاسم و خلیل احمد وغیرہا علماء سنیہ نے کیا کچھ گستاخی بحق اہلبیت کے ہے اگر مرزا صاحب کتاب شیعہ سے یہ روایت نقل فرماتے تو مصنف کتاب کا نام مع عبارت لکھتے دو کتابوں کا ایک نام سمجھ کر مرزا صاحب نے صرف لفظ (کامل) لکھدیا تاکہ بوجہ نام واتحاد اسم ان کی چالاکی ظاہر نہ ہو جناب حیرت نے اس سے پہلے بھی یہ کام کیا ہے زہری کو راوی شیعہ قرار دے کر جو انھوں نے ایک مضمون لکھا تھا اس جگہ اُن کی خلاف بیانی ناظرین پر واضح ہو چکی ہے سوائے دھوکہ دہی وخلاف گوئی مرزا صاحب کا دوسرا کام نہیں اب خبر روایت مرزا صاحب کی غلطی ظاہر کرتا ہے باتفاق امت سیدہ نے اٹھارہ برس کی عمر میں وفات پائی ہے سال وفات ۱۱ھ ہجری ہے اس حساب سے بوقت ہجرت آپ چھ یا سات سال کی تھیں عمر و ابوبکر کو معاذ اللہ اگر تعشق بھی ہوا ہوگا تو جب پانچ برس کی عمر میں ہجرت سے دو سال پہلے سب کیونکر عقل اجازت دے سکتی ہے کہ دو پیر دنیا دیدہ خستہ دیکر حقیقہ چار یا پانچ برس کی لڑکی پر ایسے شیفتہ و دلدادہ ہو گئے تھے کہ

کنبہ و گھر بار چھوڑ کر مصائب سفر میں مبتلا ہوئے معلوم ہوا کہ واضع روایت نے عقل کے ناخن
سر کھجا کھجا کر بالکل گھسا دیئے تھے ان میں شک نہیں کہ بعد بلوغ شیخین نے آنحضرت کو اپنے
اپنے عقد کا پیغام دیا چنانچہ روایات اہل سنت اسپر شاہد ہیں کہ حضرت نے عذر کم سنی کر کے
اُنکو ٹال دیا تھا سوائے اُن کے دیگر اشخاص نے بھی۔ جو کہ صاحب متمول تھے
ایسا خیال ظاہر کیا تھا شیخین نے جو اپنے پورانے جھیروں کو خیرباد کہہ کر سفر کی مصیبتیں
اوٹھائی تھیں اور مدینہ میں انصار کی رعایا بنے تھے وہ اور ہی طمع اُنکو وہاں کھینچ کر لیگئی
تھی۔ علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ اُس زمانہ کے منجموں اور کاہنوں نے بروے
علم کواکب شیخین کو خبر دی تھی کہ آپ ایک وقت میں اسلامی دنیا کے فرمانروا ہونگے پس
وہ کسی کے عشق میں مبتلا ہو کر ہجرت فرما نہوئے تھے بلکہ طمع حکومت کا جو مضبوط ڈورا اُن کی گردنوں
میں پڑا ہوا تھا وہ کھینچے کھینچے پھرتا تھا اہل سنت خواہ مخواہ جھیڑ کر اپنے بزرگوں کا
دفتر کھلواتے ہیں علاوہ بریں اگر شیخین نے عشق سیدہ میں ہجرت کی تھی تو اہل عقل غور
فرمائیں کہ سیدہ مدینہ میں کہاں تھیں جن کے لیے ابوبکر نے زحمت سفر گوارا کی تو وہ مکہ معظمہ
میں تشریف رکھتی تھیں کئی مہینہ کے بعد حضرت نے مع دیگر حرم کے اُن کو وہاں بلوایا تھا
یہ عجیب عشق تھا کہ خود مدینہ میں اور جسپر عاشق ہوئے تھے وہ مکہ میں اس نامعقول روایت کا
گھڑنے والا واقعاً عقل سے بے بہرہ اور قوت حافظہ سے خالی تھا۔ اگر تاریخ الخلفاء میں یہ
باب درج نہ ہو کہ شیخین کاہنوں سے ترقی اقبال کی خبر سنکر مدینہ میں آئے تھے تو ناظرین
مجھکو ایسا ہی غلط نویس تصور کریں جیسا کہ مرزا صاحب کو کر رہے ہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۳ صفحہ ۱۳ تا سطر ۹ صفحہ ۳۲

حضرت سیدہ کا خواب | باقر مجلسی کتاب اسماء و اعلام میں تفسیر اہل بیت میں علی ابن ابراہیم قمی اور
کتاب ترجمۃ الخواص کا مصنف یہ بیان کرتا ہے کہ جناب سیدۃ النساء نے خواب میں دیکھا کہ حضرت
رسالتمآب اُنکو مدینہ کے باہر اپنے ہمراہ لے گئے ایک ایسے مرتفع پر پہنچے جہاں پہنچے بعد دیکھا

تھے اور وضو کے رخت لگے ہوئے تھے ایک بکری خریدی اور اس کے کباب کرکے کھائے اور سب کا انتقال ہو گیا یہ خواب دیکھ کر حضرت فاطمہ زہرا چونک پڑیں اور انہیں سخت حزن و ملال ہوا علی الصباح حضرت رسالت مآب تشریف لائے اور اپنے سب بال بچوں کو ہمراہ لیا یعنی بی بی فاطمہ حسن وحسین و علی اسی طرح خیمہ پر گئے اور ایک بکری خریدی اور اس کے کباب بنائے حضرت فاطمہ زہرا نے دیکھا کہ یہ پوری پوری خواب کی تعبیر ہو رہی ہے۔ آپ بہت ڈریں اور خوف کے مارے وہاں سے اٹھ کے ایک مقام میں چلی گئیں اور رونا شروع کیا جب کباب وغیرہ تیار ہو گئے تو حضرت رسالت مآب نے اپنی پیاری صاحبزادی کو دیکھا وہاں پتہ نہ تھا حضرت بی بی فاطمہ کو یقین ہو گیا تھا کہ بکری کے کباب کھاتے ہی سب مر جائیں گے اس لئے آپ بیتاب ہو ہو کے رو رہی تھیں آخر حضرت رسالت مآب وہاں پہنچے دیکھا کہ آپ کی یہ کیفیت ہے آپ نے اپنے پدر بزرگوار فخر کائنات سے پوری پوری کیفیت بیاں کی شافع روز محشر مناجات بحق تعالی میں مصروف ہوئے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام پہنچے اور جس نے بی بی فاطمہ کو خواب میں ڈرایا تھا وہ اصل میں شیطان تھا اُسے گرفتار کر کر حاضر کیا اور اسے سزا دی۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

اگر جناب حیرت کتب محوّلہ کی عبارت لکھتے تو بنظر مطابقت اصل کتابوں سے ملا کر جھوٹ اور سچ کا امتیاز کر لیتے مگر چونکہ نقل حوالہ میں اُن سے کوتہ قلمی ہوئی لہذا احقر اُس کی صلیت کو فرض کر کے عرض کرتا ہے کہ اس روایت سے شیخین کی خلافت کو کیا فائدہ پہنچا۔ مرزا صاحب نے رسالہ خلافت شیخین کی لوح پر یہ الفاظ لکھے ہیں (شیعی اور سنیوں کی مستند اور معتبر تواریخی اور مذہبی کتابوں سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عنہم کی سوانح عمری انتخاب کی گئی ہے اور جو روایتیں ان بزرگ خلفاء کی بابت شیعی کتب سے ملی ہیں وہ بھی بالتفصیل مع حوالۂ کتب اور اصل عربی عبارت درج کر دی ہیں (تعجب کہ وعدہ ایسا پر زور اور ثبوت ندارد

اگر مرزا صاحب حسب اقرار خود کتاب شیعہ سے کوئی حجت لاتے جو کہ مثبت خلافت شیخین ہوتی تو صحیح القول و راستباز کہے جاتے یہ روایت اگر صحیح بھی فرض کر لی جائے تو اہل سنت کو فائدہ رساں ہے اور نہ شیعہ کو ضرر دینے والی۔ کیونکہ شیطان کا خواب میں بندہ کو ڈرانا اس میں درج ہے دینیات سے کوئی تعلق نہیں مرزا صاحب نے تو بلا نقل عبارت ایک بے سرو پا روایت بایں مطلب پیش کی ہے کہ کتب شیعہ کی بے اقتداری ظاہر ہو جائے جو کسی طرح نہیں ہو سکتی لیکن حقیر کتب اہل سنت سے چند تعجب انگیز مضمون ہدیہ انظار ناظرین کرتا ہوں صحیح بخاری کی دوسری جلد میں صفحہ (۱۵۳) پر جو باب وفات موسیٰ ہے وہاں ایک طولانی عبارت لکھی ہے جسکا اول یہ ہے حدثنا یحیی بن موسی بن عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ابی طاوس عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال ارسل ملک الموت الی موسی فلما دجا، الی آخرہ جسکو تمام عبارت کا دیکھنا منظور ہو حسب نشان بالا بادقت دیکھ لیوے اسجگہ صحیح ترجمہ عرض کئے دیتا ہوں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ملک الموت جناب موسیٰ کی طرف بھیجے گئے جب وہ اُن کے پاس آئے تو حضرت موسے نے اُنکو خوب مارا پس اُنھوں نے پیٹ پیٹا کر خدا سے عرض کیا کہ تو نے کیسے شخص کے پاس مجکو بھیجا تھا جو کہ کسی طرح دنیا کو چھوڑنا ہی نہیں چاہتا اور جنگ و فساد پر مستعد ہوتا ہے۔ خدا نے حضرت عزرائیل کو حکم دیا کہ پھر جا کر یہ کہے کہ اگر آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں تو بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھئے جتنے بال اُس ہاتھ کے نیچے آجائیں گے ہر بال کی عوض ایک ایک سال کی عمر آپ کو دی جائے گی ملک الموت فوراً واپس آئے اور کہا کہ لو حضرت آپ کے لئے دفتر خداوندی سے قطعی فیصلہ ہو گیا خوب جی بھر کے دنیا میں رہئے موسیٰ نے پوچھا کہ بالوں کی تعداد کے خاتمہ پر کیا ہوا ملک الموت صاحب نے کہا پھر بندہ کوئی عذر نہیں سنے گا اور جناب کو لے جائے گا یہ سنکر انھوں نے فرمایا کہ اگر نتیجہ آخر کو بھی موت ہے تو اس طول عمل کی کیا ضرورت ہے جو ہونا ہو ابھی ہو جائے راوی کہتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے درخواست کی کہ اُنکی ارض مقدس

کے قریب بقدر ایک پتھر پھینکنے کے واقع ہوئے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا
کہ اگر میں اس جگہ ہوتا تو تمکو قبر موسیٰ دکھا دیتا کہ ریت کے ایک سرخ ٹیکرے کے نیچے ہے
پھر بخاری کہتے ہیں کہ معمر نے ہمکو خبر دی کہ ابوہریرہ نے اُن سے بھی اس روایت کو بیان
کیا تھا ناظرین توجہ فرمائیں کہ جناب موسیٰ ایسے پیغمبر صاحب کتاب والوالعزم نے پیک رب العالمین
کی کیا قدر کی کہ بلا قصور اُن کو مار پیٹ کیا۔ افسوس ہے کہ وہ حضرت اتنا بھی نہ جانتے تھے
کہ ملک الموت کا قبض روح کرنا منصبی کام ہے یہ نہ کسی کے مارنے سے ٹلتا ہے اور نہ دروازہ
بند کرنے سے رکتا ہے ہر جگہ بے دھڑک دندناتا ہوا پہنچ جاتا ہے امام بخاری نے تو فقط اتنا ہی لکھکر
قلم روک لیا کہ ملک الموت بجرم قبض روح پٹ گئے امام مسلم نے انہیں ابوہریرہ سے یہ روایت
کی ہے کہ جناب موسیٰ نے حضرت ملک الموت کی قبض روح کے قصہ میں ایک آنکھ پھوڑ ڈالی تھی جس
سے وہ کانے ہو گئے تھے خدا نے کارخانہ قدرت سے جب دوسری آنکھ عنایت فرمائی۔ تب
دونوں طرف کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ لطف حضرت موسیٰ نے ترکیب تو اچھی کی تھی۔ اگر خدا
دوسری آنکھ بدلے میں نہ دیتا تو ملک الموت کی دستبرد سے آدھی خلقت خدا کچھ دنوں بچی
رہتی امام نووی شارح مسلم نے اس دنگہ وفساد کے چند سبب لکھے ہیں۔ ازانجملہ یہ کہ موسیٰ
نے انکو پہچانا نہ تھا اسواسطے آنکھ پھوڑ ڈالی تھی اسی توجیہ کو شاہ صاحب نے تحفہ میں کید نود و ششم
پر جائز رکھا ہے۔ صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری واقع دہلی کی جلد دوم میں صفحہ (۲۶۷) پر چند
حدیثیں اسی مضمون کی نقل ہیں شروع حدیث یہ ہے (حدثنا محمد بن رافع قال ثنا عبد
الرزاق قال انا معمر عن ہمام بن منبہ قال حدث ابوہریرة عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فذکر احادیث منہا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ملک الموت
الی موسیٰ علیہ السلام جناب ابوہریرہ بھی عجیب صادق القول تھے کہیں صحیح میں یہ کہدیا کہ موسیٰ
نے ملک الموت کو مارا اور کہیں یہ فرمایا کہ آنکھ پھوڑ ڈالی امام نووی نے جو تحریر فرمایا ہے کہ
جناب عزرائیل علیہ السلام کو حضرت موسیٰ نہ پہچانتے تھے ایسی بات کو شاہ صاحب نے

صحیح سمجھا ہے اور سنئے صحیح بخاری کی جلد ثانی میں صفحہ (۲۰۸) پر مرقوم ہے۔

حدثنی محمد بن المثنی حدثنا غندر حدثنا شعبۃ عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ ان ابابکر دخل علیہا۔ الی آخرہ بخوف طوالت تمام عبارت عربی نقل نہیں کی گئی جسکو ضرورت ہو حسب نشانات مقرر بالا دیکھ لیوے۔ اردو میں خلاصہ حدیث عرض کرتا ہوں بخاری نے باسناد خود عائشہ سے روایت کی ہے کہ عید فطر کے دن میں اور آنحضرت ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور دو گانے والی عورتیں یوم بعاث کے واقعہ کو (یہ وہ لڑائی ہے جو کہ اوس و خزرج میں ہوئی تھی) گا رہی تھیں دفعتاً ابوبکر آگئے اور اُن گیت گانے والی عورتوں کو منع کیا کہ یہ شیطانی کام ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر ان کو چھوڑ دو ہر قوم کے لئے ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔

مولف۔ سبحان اللہ جو عمل کہ باجتہاد ابوبکر فعل شیطانی تھا اسکو رسول خدا صلعم از جملہ اعمال عید قرار دیں۔ خود بھی گانا سنیں اور اپنی بی بی کو بھی سنوائیں سوائے عائشہ محترمہ آنحضرت کے اور بھی چند بیبیاں تھیں افسوس ہے کہ انکو شریک جلسہ نہ کیا ظاہر یہ بات خلاف عدالت معلوم ہوتی ہے کہ دیگر ازواج شیر و برنج و سویاں پکانے میں چولہا جھونکیں اور عائشہ مزے اوڑائیں واہ آنحضرت نے تیس روزہ رکھکر کیا اچھا فطرہ دیا حقیقت الامر یہ ہے کہ حسب مذہب اہل سنت حضرت کو گانا سننے اور ناچ تماشہ دیکھنے کا بہت شوق تھا اور ایسے مقدس جلسوں میں اکثر جناب عائشہ کو شریک کر لیا کرتے تھے صحیح بخاری کی جلد دوم میں صفحہ (۱۹۵) پر لکھا ہے کہ نبی و عائشہ عید کے منیٰ میں ناچ تماشہ راگ رنگ دیکھ رہے تھے رسول خدا منہ پر کپڑا اپیٹے ہوئے تھے اور عائشہ بے وہ کشادہ سرگرم نظارہ تھیں دفعتاً ابوبکر آگئے اور گانے والوں کو اس حرکت بیجا سے روکا رسول خدا نے چہرہ سے نقاب اٹھا دی اور فرمایا کہ اے ابوبکر ہمارے عیش میں خلل نہ ڈالو آج یوم منیٰ ہے

مولف سبحان اللہ حج کے بعد رسول مقبول نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا جسکو اپنے اجتہاد میں جناب صدیق نے ایک برا کام سمجھ کر ناچنے گانے والوں کو دھمکی دی حقیقت میں یہ فعل اچھا نہ تھا ورنہ رسول خدا منہ چھپا کر نہ دیکھتے۔ نبی بھی طرفہ چیز تھے امت کو امورات شنیعہ سے روکا اور خود

بیع خواہش جرم کے مرتکب ہوئے واقع میں بڑے شوقین مزاج اور رنگین طبیعت تھے۔ رات دن
سیر تماشہ اور کھیل کود میں بسر کرتے تھے صحیح بخاری کے صفحہ مذکورہ پر یہ حدیث بھی نقل ہوئی ہے
و قالت عائشۃ رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی وانا انظر الی الحبشۃ وہم یلعبون فی المسجد
فزجرہم عمر فقال النبی صلعم دعہم امنا بنی ارفدۃ یعنی من الامن انتہی کلامہ ترجمہ عائشہ فرماتے
ہیں کہ رسول مقبول مجھ پر چادر لپیٹے ہوئے تھے حبشی مسجد میں ناچ رہے تھے اور میں اُن کی طرف دیکھتی
تھی ناگاہ عمر نے اُن ناچنے گانے والوں کو منع کیا رسولؐ نے فرمایا اے عمر ان کو زجر و توبیخ نکرو
ہم نے بنی ارفدہ کو پناہ دی ہے یہ ہماری امان میں ہیں لمولف اکتاب سلیم میں جو یہ مضمون درج
ہوا ہے کہ جناب امیر نے سلمان سے فرمایا کہ ابوبکر سے پہلے جس نے بیعت کی تھی وہ شیطان تھا اُس پر
مرزا حیرت نے تعجب ظاہر فرمایا ہے کہ کجا مسند نبوی اور کجا شیطان مرزا صاحب براہ عنایت بخاری کو
دیکھیں اپنی مسجد کو اُنھوں نے ناچ گھر بنایا ہے جہاں شیطان مع طبلہ و سارنگی کے آیا تھا بنی ارفدہ
کو حضرت نے اچھی امان دی تھی کہ مسجد میں خوب ناچا گایا کریں۔ صحیح ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی واقعہ
دہلی کی جلد دوم میں صفحہ (۲۱۰) پر ایک طولانی مضمون لکھا ہوا ہے کہ جسکا خلاصہ بطور ترجمہ یہ ہے
عائشہ کہتی ہیں کہ میں رسولخدا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی ناگہاں ہم دونوں کے کانوں میں مختلف صدائیں
آئیں رسولؐ نے کھڑے ہو کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حبشن ناچ رہی ہے اور لونڈے تالیاں بجا رہے
ہیں آپ نے فرمایا کہ عائشہ اس تماشے کو دیکھو میں نے حضرت کے دوش مبارک پر ٹھڈی رکھدی
اور حبشن کا ناچ اور اُچھل کود دیر تک دیکھتی رہی حضرت نے فرمایا کہ تراجی بھر گیا۔ تیرا جی بھر گیا
میں نے صرف اسوجہ سے کہ دیکھوں حضرت مجھ سے کتنی الفت رکھتے ہیں جواب دیا کہ ابھی سیری
نہیں ہوئی اتنے میں کہیں سے عمر آگئے اُن کو دیکھکر تمام مجمع درہم و برہم و تتر بتر ہو گیا حضرت
نے فرمایا کہ عمر سے شیاطین بھاگتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آنحضرت نے خود عائشہ کو بلا کر ناچ
دکھایا اور تا دیر دکھاتے رہے اگر عمر نہ آجاتے تو نہ معلوم کب تک عائشہ کی ٹھڈی اور آپ کا شانہ
ہم وصل رہتا حقیقت یہ ہے کہ کمبخت عشق انسان کو کہیں کا نہیں رکھتا خاتم النبیین شوق عشق

ے ایسے بیباک ہوئے کہ بی بی کو ناچ دکھانے لگے خدا بھلا کرے عمر کا جس کے رعب سے وہ شیطانی
گروہ بھاگ نکلا ورنہ نہ معلوم آخر تک کیا نوبت پہنچتی نبی جو نخرہ شیطانی کام میں مصروف تھے لہٰذا وہ
ابلیسی کیش قافلہ اُنکے سامنے سے نہ ہٹتا عمر صاحب ماشاء اللہ ایک کار خیر کرنے والے تھے اُن کے سامنے
وہ کیونکر ٹھہر سکتے تھے تعجب ہے اس پورانے خدا کی تجربہ کار عقل پر جو شخص کہ معروف بکار شیطانی
ہو وہ نبی بنا دیا جائے اور جس سے شیطان بھی بھاگیں وہ غریب دوم درجہ کا خلیفہ ہو حقیر نے
چند احادیث صحاح ناچ رنگ کھیل تماشہ کے متعلق نقل کی ہیں سب میں سوائے جناب عائشہ کے
اور کسی ام المومنین کا مصروف لہو و لعب ہونا ظاہر نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تمام ازواج نبی میں
یہ خاص طبیعت کی خبیں شاید حضرت کا تعشق اور عمر کی نوخیزی اس آزادمنشی کا باعث ہو رسول
مقبول کو جو بمقابلہ دیگر ازواج کے حضرت عائشہ سے زیادہ تعلق طبیعت تھا اُسکی خاص وجہ
تھی اول جوان دوم باکرہ سوم خوبصورت - چہارم اُن کے ساتھ عقد کرنے پر خدا کی
خاص ہدایت مشکواۃ شریف کی کتاب الفتن باب جامع المناقب ازواجہن ایک حدیث لکھی ہے
جسکو ہدیہ نظر کرتا ہوں عن عائشۃ ان جبرئیل جاء بصورتہا فی خرقۃ حریر خضراء الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ہذہ زوجتک فی الدنیا والاخرۃ رواہ الترمذی
خود عائشہ ناقل ہیں کہ جبرئیل حریر سبز پر میری تصویر حضرت کے پاس لائے اور فرمایا کہ دنیا و آخرت
میں یہ آپ کی زوجہ ہے اہل عقل غور فرمائیں کہ جس کی تصویر آسمانی فوٹوگراف سے [illegible] گی ہو وہ
یہی قابلیت رنگینی تھی کہ نبی کو فرط تعشق و ازدیادی محبت سے جا بجا ناچ دکھائے تو پھر یہ
کبھی میدان منیٰ میں لے جائیں اور گاہے مسجد میں رقص و برزو دکھائیں عید الفطر و بقرعید کو
اُن کا ننھا سا دل طرح طرح کے ناچ رنگ سے خوش کریں افسوس ہے کہ حضرت نے اس محبوب بی بی
کے عشق میں عزت نبوی کو بھی بٹہ لگا دیا مگر کیا کرتے خود بھی عاشقانہ مزاج رکھتے تھے اور اتفاقات
وقت سے خدا بھی ایسا ہی شوخ طبیعت و محرک عشقبازی مل گیا تھا جو کہ تصویریں بھیج بھیج کر
طبیعت میں گدگدیاں پیدا کرتا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مجازی لیلیٰ اور محبوب بی بی کے عشق میں

کہ ایسے خود رفتہ ہو گئے تھے کہ واجبات و فرائض کا بھی بعض وقت لحاظ نہ کرتے تھے مشکوۃ شریف
و صحیح ابوداؤد کی کتاب الصوم میں بروایت عائشہ لکھا ہے کہ آنحضرت روزے کی حالت میں بعد
بیتابی دست و بغل ہو کر اُن کے سرخ رخساروں کے بوسے لیا کرتے تھے اور زبان بصد شوق و
لذت چوسا کرتے تھے عبارت کتب مذکورہ بالا یہ ہے قالت عایشۃ ان النبی کان یقبلها و
هو صائم و یمص لسانها میرے قلم میں یہ طاقت نہیں کہ بخاری و مسلم و دیگر صحاح کی اُن احادیث
کو بیان کریگے جو کہ خدا کے جسم و صورت و دست و پاؤں آنکھ و ناک و دیگر اعضاء و جوارح کے
بتلانے والے ہیں اور جن سے کہ انبیاء ماسبق و ہمارے رسول کی توہین و تذلیل ہوتی ہے نتیجہ ان
اخبار واہی کا یہ ہوا کہ پادری صاحبان و آریہ وغیرہا نے انہیں احادیث مرویہ طریق سنیہ کو سنگین
بنا کر مسلمانوں پر گولہ باری شروع کر دی اور رسول پاک کو ایک بازاری شوقین مزاج و حسن
پرست قرار دیدیا و زعم میں اگر خدا نخواستہ بنصیب دشمنان اہل سنت کے نبی ایسے ہی تھے جیسا کہ مرقع
اُنہوں نے صحاح میں دکھایا ہے تو مخالفین اسلام کے اعتراضات بیجا نہیں مگر الحمد للہ کہ کتب
شیعہ ایسے فضائح سے پاک ہیں ہم آریہ وغیرہا سے یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اگر آنحضرت کی طرز
معاشرت کو وہ دیکھنا چاہتے ہیں تو شیعہ کے باغیچہ کلام و گلستان کتب خانہ کی پٹریوں
اور روشوں پر سیر کناں آئیں اور قدرت کا تماشہ دیکھیں کہ کیسے پاک و نورانی لفظوں میں آنحضرت
کی عادات صحیحہ کا بیان کیا گیا ہے اہل سنت کی کتابوں کے مضامین بمقابلہ دیگر اہل اسلام دلیل
قطعی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ نبی کو ایک مجتہد جانتے ہیں جس سے کبھی خطاء واقع ہوتی ہے اور
گاہے ثواب بلکہ بعض اوقات وہ جناب رسول کو ایسا بیقدر و خفیف العقل بیان کرتے ہیں کہ
ادنی ادنی جہلاء کو اُن پر فوق دے دیتے ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند
نے رسالہ ہدایۃ الشیعہ میں بمقام بحث دوات و قلم لکھا ہے کہ چودہ موقع پر رسول کی رائے
رد ہو کر حسب منشاء و صواب دید عمر نزول وحی ہوا احمد الدین واعظ ابن محمد شہباز متوطن موضع
دہرانی تھانہ تلہ گنگ تحصیل چکوال ضلع جہلم ملک پنجاب نے درین ولا ایک رسالہ مسمی بہ مجمع الادیان

برد شیعہ لکھا ہے اُسکا جواب مجلدات ضخیم میں جناب امیر الامراء العظام مولوی ظہور حسن صاحب تعلقہ دار قصبہ مصطفیٰ آباد ضلع رائے بریلی نے خدا اُنکو جنت نصیب کرے بذریعہ قواصب الاسباب حوالہ قلم فرمایا ہے (احمد الدین صاحب صفحہ ۹۷) پر فرماتے ہیں (بلکہ آں افضل مخلوقات کا اجتہاد بھی کئی بار صواب کو نہیں پہنچا) بعد ازیں چند مسائل لکھے ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ رسولخدا سے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی جناب موصوف نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اونچے سروں سے آواز اُبھار کر یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ جب کسی فعل کے کرنے یا نکرنے میں آنحضرت و خلیفہ دوم کے باہم اختلاف رائے ہوتا تھا تو نبی کی رائے کجی پر ہوتی تھی اور عمر صاحب نقطۂ راستی پر جھک جاتے تھے جو صاحب کہ مجمع الاوصاف کے باب ششم و ہفتم کو ملاحظہ فرمائیں گے وہ انشاء اللہ حقیر کو غلط گو اور خلاف نویس نہ بتلائیں گے احمد الدین صاحب نے صفحہ (۱۱۵) باب ہفتم میں جو الفاظ نوک ریز خامہ فرمائے ہیں اُن کا بیان بھی خالی از لطف نہوگا بالفرض اگر جناب رسول خدا اُن کی عرض پر توجہ مبذول نفرماتے تھے تو اکثر اوقات اُن کی رائے کے موافق قرآن حمید نازل ہو جاتا تھا جو آیات ربانی حضرت جبرئیل حضرت عمر کی رائے کے موافق رسول الثقلین پر لائے تھے اگر سب اس جگہہ لکھے جائیں تو اس مختصر رسالہ میں گنجایش نہیں انتہے کلامہ یہ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ اگر رسول مقبول خلیفہ عمر کے خلاف راہ چلنا چاہتے تھے اور اُن کے ارشاد کے پذیرا کرنے میں مضایقہ فرماتے تھے تو خدا بواسطہ جبرئیل علیہ السلام وہی حکم بھیجدیتا تھا کہ جسپر حضرت عمر مصر ہوتے تھے آسمانی خبر دیکھ کر آنحضرت اپنا سا منھ لیکر رہ جاتے تھے مخالفت عمر کرنے سوائے خفت و ندامت کوئی نتیجہ نہ اُٹھاتے تھے اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرات سنیہ اپنے معزز خلفا کے سامنے رسول مقبول کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے محض ایک لاشے اور بے وجود جانتے ہیں شیخ احمد سرہندی سر دفتر صوفیہ اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں ؎

پنجہ با پنجۂ خدا دارم ۔۔۔ من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

جناب حیرت کے انصاف سے مجھکو قوی اُمید ہے کہ روایات شیعہ پر نکتہ چینی فرمانے سے قلم توڑ کر

یقین فرمائیں گے کہ اہل سنت ہی کی صحاح ایسی روایات سے بھری ہوئی ہیں کہ جن سے مخالفان اسلام کو حملہ کرنے کا پورا موقعہ ملتا ہے اور رسالت بمقابلۂ خلافت باطل ہو جا سمجھی گئی ہے اگر جناب حیرت کار فرمائے غیرت ہوں گے تو عجب نہیں کہ سیٹ کی کجی اور ٹوٹی پھوٹی سرائے سے جس کی شیعہ نے زلزلہ کلام سے بنویں ڈھیل کر دی ہیں اسباب اُٹھا کر قلعہ شیعہ کی پختہ دیوار کے نیچے بستر لگا دیں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۶ صفحہ ۲۰۳ تا سطر ۱۶ صفحہ مذکور

حضرت فاطمہ زہرا کے مکان کو حضرت فاروق کا آگ لگانا بابت روایت

رسالہ طعن الرماح اور ابرام الطاعن علی خلفا میں یہ تاسی کنتوری لکھتا ہے کہ حضرت فاروق یعنی حضرت عمر نے جب وہ حضرت کو پکڑنے گئے اور وہ نہ نکلے تو گھر میں آگ لگا دی اور جلتا ہوا دروازہ حضرت فاطمہ پر گر پڑا اُس سے حمل ساقط ہو گیا دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمر نے تو آگ لگانے کی دھمکی دی تھی لیکن آگ نہیں لگائی اس سے زیادہ حضرت بی بی فاطمہ کی نسبت ایک اور بھی فحش روایت ہے جو میں ہرگز بیان نہیں کروں گا کیونکہ میرا کلیجہ کٹا جاتا ہے اور وہ غلیظ اور شرمناک الفاظ میرے قلم سے نہیں نکلتے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

جناب حیرت نے تحریر فرمایا ہے کہ شیعہ سیدہ کا بہت آداب کرتے ہیں اور اُن کے ساتھ محبت و الفت میں نہایت راسخ و مضبوط ہیں مگر اس جاہلانہ محبت میں خرابی یہ ہے کہ جن کی ولا کا دم بھرتے ہیں انہیں کو گالیاں بھی سناتے ہیں۔ ناظرین اس بحث کو اچھی طرح ملاحظہ فرما چکے ہیں شیعہ پر جو اہلبیت کی گالیاں دینے کا الزام مرزا صاحب قائم فرماتے ہیں منجملہ اُن گالیوں کے ایک یہ گالی بھی اُنھوں نے زبان قلم پر جاری فرمائی ہے کہ شیعہ لوگ محض جھوٹ طوفان یہ بات لکھتے ہیں کہ ابوبکر و عمر نے فاطمہ کے ساتھ درشتی کی اور اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا یا جلا دیا اور ضرب پہنچا کر معصوم بچہ کو سیدہ کے شکم میں ہلاک کر دیا مرزا صاحب اپنے اعتقاد میں یہ داخل کئے ہوئے ہیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ عمر سیدہ کے دروازہ پر جا کر ایسی وحشیانہ حرکت کرتے مسلمان تو صاحب ایمان ہوتے ہیں کافر بھی ایسا نہیں کر سکتے یہ صرف شیعہ کی تہمت ہے جو کہ شیخین پر ناحق

لگائی جاتی ہے انہیں معاملات یعنی قصہ آتش زنی وغیرہا کے بیان کو وہ ذلت و منقصت اہلبیت قیاس کرکے گالی سے تعبیر فرماتے ہیں نظر بحالات صدر اس معاملہ میں تنقیحات ذیل نکالی جاتی ہیں تاکہ انکشاف حقیقت ہو جائے۔

فرد تنقیح

(۱) یہ کہ آگ لگانے اور سیدہ کو ضرب پہنچانے کی روایات بیان کرنے میں شیعہ ہی منفرد ہیں یا کہ اہل سنت نے بھی ان روایات کو بیان فرمایا ہے۔

(۲) بصورت بیان کرنے کے سنی بھی اہل سنت کے گالیاں دینے والوں میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں

(۳) بشرط ثبوت از کتب اہل سنت شیخین با لزام آتش زنی کس درجہ کے مسلمان تصور ہو سکتے ہیں

(۴) آگ و اسقاط حمل کا کتب اہل سنت میں درج ہونا مرزا کی تاریخ دانی و تحقیق مذہبی میں کیا اثر پیدا کرے گا۔

(۵) اگر اہل سنت کی معتبر کتابوں سے قصہ آتش زنی بایہ ثبوت کو پہنچ گیا تو شیعہ ان معاملات کے بیان کرنے میں کیسے سمجھے جانے کی قابلیت رکھتے ہیں

تجویز تنقیح اوّل

آگ لگانے اور سیّدہ کو ضرب پہنچانے کی روایات شیعہ و سنی دونوں نے نقل کی ہیں نہ کہ محض شیعہ نے

واضح رائے ارباب دانش ہو کہ اس قضیہ ہوش ربا و معاملہ جانکاہ کو بڑے بڑے علمائے معتبرین اہل سنت نے اپنی اپنی تصنیفات میں نقل کیا ہے لہذا پہلے اُن کتب اہل سنت کے نام پیش کئے جاتے ہیں جن میں یہ مضمون درج ہے۔

نام اُن کتابوں کے جن میں ذکر آتش زنی ہے

تاریخ طبری   تاریخ واقدی   تاریخ اسمعیل ابوالفدا   عثمان ابی شیبہ   ابن عبداللہ بحجاب العقد ابن خزابہ بحجاب غرز   انفاس الجواہر   تاریخ بلاذری   استیعاب ابن عبدالبر   ابوبکر جوہری

کتاب سقیفہ کتاب امامت و سیاست ابن قتیبہ کتاب المختصر کتاب اکتفا جمع الجوامع سیوطی کنز العمال ازالۃ الخفا و قرۃ العینین شاہ ولی اللہ عبد اللہ ابن شبہ تحفہ شاہ عبد العزیز دہلوی۔ از باب تحقیق پر واضح ہو کہ مفتی علی قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ علامہ کنتوری نے تحفہ کے باب دہم کا جواب مسمی بہ تشئید المطاعن ایسا پر زور حوالہ قلم فرمایا ہے جسکا جواب آج تک باین کثرت و شوکت حضرات اہل سنت نہیں دے سکے اس کتاب میں یہ آگ کا دردناک واقعہ بیان کیا گیا ہے جن کتابوں کی حقیر نے اوپر نام لکھے ہیں اُن کی عبارتیں مع توثیق راویان کتاب موصوف میں درج ہیں عجب ہے کہ مرزا حیرت نے اس مشہور کتاب کو نہ دیکھا کاش دیکھ لیتے تو روایات خانہ سوزی کو شیعہ کا ساختہ و افترائے مضمون نہ بتلاتے اگر بوجہ مشکل ہونے کے کتاب موصوف سے استخراج مطالب کرنے پر قادر نہ تھے تو رسالہ زنار الحاطمہ لقاصد احراق بیت فاطمہ ہی کو ملاحظہ فرما لیتے جو کہ اس بارہ میں بزبان اردو تشئید موصوف سے ترجمہ کیا گیا ہے چونکہ جناب حیرت مورخ کو تو نظر ہیں لہذا اُن کی آگاہی کے لئے منجملہ کتب متذکرہ بالا کے دو ایک کتاب کی عبارت عرض کئے دیتا ہوں تاریخ طبری میں جو کہ مشہور تواریخ اہل سنت سے ہے لکھا ہے قال زید ابن اسلم کنت ممن حمل الحطب مع عمر الی فاطمۃ حین امتنع علی واصحابہ عن البیعۃ ان یبایعوا فقال عمر لفاطمۃ اخرجی من البیت والا احرقتہ ومن فیہ قال وفی البیت علی و فاطمۃ والحسن والحسین وجماعۃ من اصحاب النبی قالت فاطمۃ تحرق علی ولدی قال ای واللہ او لیخرجن ولیبایعن خلاصہ عبارت یہ ہے جبکہ علیؑ اور اُن کے اصحاب نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا تو عمر مع آگ اور لکڑیوں کے نہایت تیزی و گرم قدمی سے دروازہ سیدہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے بنت رسول ان متخلفین بیعت کو اپنے گھر سے نکالدو ورنہ بخدا میں آپ کے جھونپڑی کو پھونک دوں گا بجواب سیدہ نے فرمایا کہ کیا آپ میرے بچوں کو بھی جلا دیں گے فاروق نے فرمایا کہ واللہ جلا کر خاک سیاہ کر دوں گا تاوقتیکہ یہ لوگ یہاں سے نکلکر ابوبکر کی بیعت نکریں گے جناب مرزا صاحب ضرور یقین فرمالیں گے

کہ خانہ سوزی کا واقعہ بہت صحیح ہے اور جناب عمر ایسے ہی مسلمان تھے کہ مع حسنین کے جلادینے پر آمادہ
ہوگئے تھے مرزا حیرت اگر اُسوقت موجود ہوتے تو عجب نہیں کہ باتباع خلیفہ صاحب لکڑیوں کا گٹھا
سر پر اُٹھا کر مجھے بھجنے یا دیا سلائی کا بکس ہاتھ میں ہوتا اس روایت سے یہ بھی ایک بات ثابت ہوئی
کہ عمر صاحب صرف آگ لگانے آئے تھے بلکہ یہ امر بھی متحقق ہوگیا کہ لوگوں کو تعذیب نار کا خوف
دلا کر ابوبکر کی بیعت میں داخل کرنے کی کوشش بصد دل سوزی فرماتے تھے روایت مذکورہ دیکھ
کر شاید مرزا حیرت یہ قیاس فرمائیں کہ طبری میں کسی شیعہ نے یہ مضمون لکھدیا ہوگا - لہذا شاہ
ولی اللہ پدر صاحب تحفہ کا بیان کتاب ازالۃ الخفا سے دکھایا جاتا ہے شاہ ولی اللہ میں
علمی اعلیٰ اور فضل اصل سے افضل تو ایک یہ ہی صفت تھی کہ وہ صاحب تحفہ کے سگے باپ تھے. گو کہ
عبدالعزیز صاحب نے کسی مصلحت سے تحفہ میں اُنکو اپنا باپ تسلیم کرنے سے پہلو تہی کی ہے مگر شک نہیں
کہ باسباب ظاہر وہ اون کے والد ماجد تھے اور سوائے عزت ابوت ایسے باوقعت تھے کہ
شاہ عبدالعزیز صاحب نے اُنکو آیتی من آیات اللہ ومعجزہ من معجزات رسول اللہ بیان کیا
ہے اس جلالت شان کا آدمی ازالۃ الخفا میں باین عبارت گہر ریز ہوا ہے عن زید ابن اسلم
عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ کان علی وزبیر یدخلون علی فاطمہ
بنت رسول اللہ فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذالک عمر ابن خطاب خرج
حتی دخل علی فاطمۃ یا بنت رسول اللہ ما من الخلق احد احب الینا من ابیک منک
وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ہولاء النفر عندک ان امرہم ان یحرق علیہم
البیت الی آخرہ حاصل عبارت یہ ہے کہ علی وزبیر بیعت ابوبکر سے تخلف کرکے درباب برہمی
خلافت سیدہ کے گھر میں مشورہ کر رہے تھے - ابوبکر نے خبر پاکر عمر کو مع آگ اور لکڑیوں کے
بھیجا اُنھوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ اے دختر رسول میرے نزدیک تمام خلایق سے زیادہ آپکے
پدر بزرگوار محبوب تھے اور اُن کے بعد جو خصوصیت مجھکو آپ سے ہے وہ کسی سے نہیں مگر
یہ نیازمندی اس امر کی مانع نہوگی کہ میں ان متخلفین بیعت کی سزادہی سے باز رہوں الخ

فرما دیجئے کہ یہاں بیٹھ کر پنچایت نہ کیا کریں ورنہ خدا کی قسم اس گھر کو جلا دوں گا ایسے مسلم الثبوت
وعالی مرتبہ شخص کی تحریر میں حضرت عمر کا بہ قسم سیدہ سے یہ کہنا کہ میں تمہارے گھر کو جلا دوں گا فرو
حضرت حیرت کو اس بات پر برانگیختہ کرے گا کہ بجوش اسلام و تائید کلمہ محمدی حضرت عمر کو ایسا ہی
سمجھیں گے جیسا کہ ایک دیندار کو خانہ فاطمہ کے جلانے والے کا سمجھنا ضروری ہے حضرت حیرت
و دیگر اہل سنت بصد تحکم و وثوق معتقد ہیں کہ خلیفہ ابوبکر کی بیعت پر صحابہ نے اجماع کیا اور بشوق
بیعت لوگ بے امنڈ رہے تھے کہ جس طرح قحط میں کنگلے غلہ کے ڈھیر پر گرا کرتے ہیں واہ عجیب اجماع
تھا کہ لوگ پکڑ پکڑ کر بیعت کے لئے بلوائے جاتے ہیں آگ اور لکڑیاں لوگوں کے گھروں پر
جاتی ہیں خوف دلایا جاتا ہے کہ نکلو اور بیعت کرو ورنہ جلا دئے جاؤ گے زبیر جن کا شمار عشرہ مبشرہ
میں ہے اُن کو ساتھ لئے ہوئے مع دیگر بنی ہاشم حضرت امیر مشورہ کر رہے ہیں کہ خلافت سے ابوبکر کو
معزول کر دیا جائے اگر باصطلاح اہل سنت اجماع اسی پریشانی کا نام ہے تو نہ معلوم اختلاف کس
جانور کو کہا جائے گا سنئے دیکھو یہی شاہ ولی اللہ جنکا قول اوپر نقل ہوا ہے ازالۃ الخفاء مطبوعہ مطبع
صدیقی بریلی کے صفحہ (۲۹) پر لکھتے ہیں (ودر ہمیں ایام) ہنگامہ بیعت سقیفہ و بکر کہ فرق جمیع مشکلات
تواں شمرد پیش آمد و آن این بود کہ زبیر و جمعی از بنی ہاشم در خانہ حضرت زہرا جمع شدہ در باب
نقض خلافت ابوبکر مشورہ ہا کاری بردند و حضرت شیخین آنرا تدبیر بکہ بایستی برہم زدند جو تدبیر کہ
شیخین نے اُس مجمع ناجائز کے دفع کرنے میں کی تھی وہ سوائے اس کے کچھ نہ تھی کہ حضرت عمر نے
خوف خانہ سوزی دلا کر برہم زدن امر خلافت کی جماعت کو توڑ دیا تھا اُس تدبیر کو ولی اللہ صاحب
بلفظ بایستی لکھتے ہیں یعنی بحق تخلفین بیعت یہ ہی ایک تدبیر لائق تھی جو کہ عمر نے کی نہ معلوم
زمانہ حال کے اہل سنت خلفاء کی اس کارروائی سے چونک کر کیوں حیرت زدہ ہوتے ہیں شاہ
ولی اللہ صاحب تو اس کارروائی کو جو کہ شیخین سے وقوع پذیر ہوئی تھی بایستی کی صفت سے
موصوف کرتے ہیں سبحان اللہ وہ لوگ کیسے مضبوط اور سخت ایمان والے تھے جنھوں نے اپنے
نبی کی بیٹی کو ایسی نازک حالت اور خطرناک موقع پر ستایا جبکہ وہ فرش ماتم پر بیٹھی ہوئی اپنے باپ کو

یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی جس گھر میں میّت واقع ہو جاتی ہے اُس گھر کے رہنے والے کے ساتھ اہل محلہ برفق و دلداری پیش آتے ہیں ہر نوع کی دلجوئی سے اُن کی پژمردہ دلی کو روبشگفتگی لاتے ہیں ابتدائے آفرینش عالم سے تا ایندم سوائے اہلبیت کے یہ سخت ظلم کسی پر نہیں ہوا اور دروازہ نبوت پر دو مرتبہ آگ لگی ایک رسول مقبول کی وفات سے چند دنوں بعد خلیفہ عمر کے ہاتھ سے اور دوسری اسی کی چنگاری سے خلیفہ دوم کے ہمنام عمر ابن سعد نے کربلا میں اُسوقت باب ایمان کو آگ لگائی جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام کا بدن ٹھنڈا بھی نہوا تھا بخدا اگر حضرت عمر خاندان رسول سے حکومت نہ نکالتے اور بعد آنحضرت ذریت رسول فرمانروائے ملک اسلام ہوتے تو یزید و معاویہ و مروان وغیرہ کو کبھی سر اُٹھانے کا موقعہ نہ ملتا یہ سب کارروائی انھیں حضرات شیخین کی تھی ایک شاعر نے خوب کہا ہے

بر گردن شمر ہم نہ بد کردن اوست — خون شہدا تمام بر گردن اوست

جو لوگ کہ از زمرۂ سادات ذوی الکرام سنت شیخین کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑے ہوئے ہیں وہ تحریر حقیر سے سبق لیں کہ اپنی جدۂ گرامی کے دشمن جان کو پیشوا سمجھکر کس درجہ کی بیادت میں بھرتی ہو سکتے ہیں کیا جناب فاطمہ علیہا السلام اُن کے لئے حوض کوثر پر حضرت اکبر سے سفارش خواہ ہو سکتی ہیں جنھوں نے آگ لگانے والوں کو اپنا مرشد و ہادی طریقت سمجھا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہائے افسوس جن بچوں کو رسول خدا کاندھے پر چڑھائیں روز عید اُن کا اونٹ بنیں بہشت سے میوہ منگا کر کھلائیں فاطمہ چکی پیس پیس کر پالیں خود فاقہ کریں مگر اُن کو بھوکا نہ رہنے دیں انھیں بچوں کی نسبت حضرت عمر یہ کہیں کہ مع حسنین کے اس گھر کو جلا دوں گا اگر خدا نخواستہ اُس کھجور کی ٹٹی میں جو آگ دے کر معاذ اللہ حسنین کو صدمہ پہنچا دیتے تو فاطمہ رنجور بعد صدمہ رسیدہ تو اُسی وقت تڑپ کر بے موت مرجاتی خیر شیخین نے تو ان تدابیر ناشائستہ و ناشائستہ سے ملک حاصل کیا [illegible] مگر زمانۂ حال کے لوگوں کو کیا ملتا ہے کہ خواہ مخواہ دشمنان رسول کی پیروی کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں میں نے بر سبیل اختصار اسقدر ثبوت دکھایا ہے کہ انشاء اللہ تا ابد کسی عالم کو اُس کے رد و ابطال پر قدرت نہ ہوگی مگر چونکہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کو حضرات اہل سنت اعلی درجہ کا معتبر اور

بنا رہبر جانتے ہیں بنا برآں تصفیہ آگ کے متعلق جو تحفہ میں حضرت نے آتش بیانی کی ہے ناظرین
کو دکھلاتا ہوں مطبع نول کشور میں جو تحفہ چھپا ہے اُس کے صفحہ ۲۶۴ و ۲۶۵ پر لکھا ہے پس
وجہش آنست (اے وجہ خانہ سوزی) کہ این تخویف و تہدید بکسانے را بود کہ خانہ حضرت زہرا
را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ و بحکم حرم ہائے معظمہ قرار دادہ در آن جمع می شدند و فتنہ و
فساد منظور می داشتند و برہم زدن خلافت خلیفہ اول بہ کنگاشہا و شورہ ہائے فساد انگیز
قصدے کردند و حضرت زہرا ہم ازین نشست و برخاست ملول و ناخوش بود ولیکن بہ سبب کمال
حسن و خلق با آن بے پردہ نمی فرمود کہ در خانہ من نیامدہ باشید عمر بن خطاب چون
دید کہ حال برین منوال است آن جماعت را تہدید نمود کہ من خانہ را بر شما خواہم سوخت
الحمد للہ جناب کو حضرت حیرت ساختہ شیعہ بتلاتے تھے اُسکا اقرار شاہ صاحب نے بھی کر لیا یقیناً
مرزا حیرت یا کبھی اہل سنت کو اب یہ کہنے کی گنجایش نہ ملے گی کہ عمر صاحب دروازہ سیدہ پر بعد
غیظ و غضب افروختہ ہو کر نہ آئے تھے صاحب تحفہ کی عبارت میں چند باتیں قابل نظر ہیں اول
جو لوگ خانہ جناب سیدہ میں جمع ہوتے تھے وہ صاحب خیانت و ارباب فتنہ و فساد تھے اور جب
بتصریح شاہ ولی اللہ و تاریخ طبری وغیرہ مادہ اصحاب رسول زبیر و علی المرتضیٰ و بنی ہاشم
و دیگر ہوا خواہان جناب امیر تھے پس بلا وقت واضح ہو گیا کہ بزعم شاہ صاحب یہ بزرگوار
اہل خیانت و فتنہ و فساد کرنے والے تھے تعجب ہے کہ شاہ صاحب اصحاب رسول کو جو کہ از جملہ عشرہ
مبشرہ تھے نالائق جماعت میں معدود فرما کر ایسے ناہنجار لفظوں سے یاد فرماتے ہیں کہ جس کا
مافوق ممکن نہیں ہم شیعہ لوگ اگر بجرم کذب و خیانت کسی شخص کو بعض الفاظ مناسب شان سے
یاد کریں تو قابل گردن زدنی تصور کئے جائیں اور شاہ صاحب اہل بیت و اصحاب رسول کی جناب
میں بے ادبانہ الفاظ لکھنے کا یہ صلہ پائیں کہ مولانا و اولانا کہے جائیں بحکام ود دہوا اسی کو
کہتے ہیں۔ دوم سیدہ اُس فساد پیشہ جماعت کے آنے سے ناراض تھیں مگر پوست کندہ نہ کہہ سکتی
تھیں کہ میرے گھر میں نہ آؤ نہ معلوم شاہ صاحب کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ فاطمہ علیہا السلام اُس

لوگوں کی آمد و رفت اپنے گھر میں ناپسند کرتی تھیں شاید بعلم ولایت یا پیر طریقت سے معلوم ہوا ہوگا تعجب ہے کہ جناب عمر نے ایک ناکردہ گناہ یتیمہ دختیمہ کو جو کہ اہل شرارت کے آنے جانے اُٹھنے بیٹھنے سے ناراض تھی دھمکایا اور باغیوں کو کچھ نہ کہا مقتضائے عدالت یہ تھا کہ زبیر اور بنی ہاشم کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیجا کر خوف دلاتے کہ فاطمہ تمہارا اپنے گھر میں آنا پسند نہیں کرتیں اور بوجہ اخلاق منع کرنے سے شرم کرتی ہیں لہذا تم بدوضع لوگ وہاں نہ جایا کرو ورنہ تمہارا گھر جلا دونگا حقیقت الامر یہ ہے کہ شاہ صاحب نے طبیعت کے زور سے بنظر عام فریبی یہ فقرہ لکھا ہے کہ سیدہؑ خیانت شعار لوگوں کے آنے سے گھبراتی تھیں مگر حسن خلق مانع تھا صاحبان عقل غور کریں کہ ایسی جگہ خلاف محاسن کا کیا کام تھا درحالیکہ سیدہ متیقن تھیں کہ یہ گروہ برہم زن جماعت اسلام خلیفہ برحق کی معزولی میں مشورہ کرتا ہے تو آپ صاف کہدیتیں کہ میرے نانا ابوبکر کو تم لوگ اتفاق کرکے تخت خلافت سے اتارنا چاہتے ہو میرے والد بزرگوار کا خاص منشاء درباب خلافت انہیں کی ذات سے متعلق تھا تعجب ہے کہ سیدہ کبھی معترض نہ ہوئیں اور خلیفۃ اللہ کی معزولی کے مشورہ کو اپنے کانوں سے سُنا اور آنکھوں سے دیکھا اصلیت یہ ہے کہ حضرت امیر اور اُن کے زبیدہ ان شیخین کو امر ناجائز کا متصرف سمجھ کر اُن کی بیخ کنی میں کوشاں رہتے تھے اس سے بلا شک و شبہ سمجھا گیا کہ حضرت امیر ابوبکر کو کسی طرح لایق منصب خلافت نجانتے تھے بھلا یہ ہوسکتا ہے کہ جس گھر میں خلقت جمع ہوکر بادشاہ وقت کی معزولی میں باغیانہ چلن اختیار کرے اُس جماعت سے گھر والے ناراض ہوں خفیف معاملات میں کوئی شخص کسی کے گھر میں بہ مخالفت اہل خانہ گفتگو نہیں کرسکتا چہ جائیکہ عزل سلطنت دربہی مملکت پس بوجوہ کما ینبغی ثابت و تحقق ہوگیا کہ علی و بتول ابوبکر و عمر کو ادعاء منصب خلافت میں صادق القول نہ جانتے تھے بلکہ اُن سے مخالفانہ روش اختیار کرکے کوشش کرتے تھے کہ عہدۂ خلافت اُن سے متعلق رہے پس حسب تصریحات بالا عمر مع سوار اُن کے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں لیکر آئے تاکہ خوف دلائیں اور اگر نہ مانیں تو جلادیں شکر خدا کہ مرزا صاحب کا یہ دعوٰی باطل ہوا کہ معاملہ آتش زنی کے قایل صرف شیعہ ہی ہیں تحقیقات

صدرے ثابت ہو گیا کہ اٹھارہ کس علمائے حنیفہ نے اس واقعہ کو اپنی اپنی تصنیفات میں بیان کیا
ہے اس جگہ اہل سنت یہ فرماتے ہیں کہ روایات متذکرہ فقط اتنی بات کا پتہ دیتی ہیں کہ عمر مع آگ
اور لکڑیاں لیکر آئے تھے ممکن ہے کہ جلانا مقصود نہو صرف تنبیہ و تادیب و دھمکی و خوف دلانا
مرکوز طبیعت ہو۔ جبکہ فی الواقع آگ نہیں لگائی گئی تو اعتراض یعنی چہ اسکا جواب بر سبیل اختصار
یہ ہے کہ کیا رسول کی بیٹی کو بحالت سوگ نشینی آگ لگانے کا خوف دلانا کوئی چھوٹی بات ہے اگر کوئی
غلام اپنے ولی نعمت کی بیٹی کو بعد وفات یہ کہے کہ تم میری متابعت اختیار کرو ورنہ تمہارا گھر جلادونگا
تو دنیا کا کوئی آدمی ایسے غلام کو وفادار نہ کہے گا بلکہ بے وقار اور کور نمک سمجھے گا علی ہذا جناب
فاطمہ حضرت عمر کی آقا زادی تھیں اور وہ اُن کے باپ کے غلام بایں صورت عمر کے لئے کیونکر
جائز ہو سکتا ہے کہ دار و گیر سے بچ جائیں اور بجرم اہانت و دھمکی ملزم قرار نہ پائیں دیکھو تعزیرات
ہند میں صرف دھمکی دینا جرم میں داخل کیا گیا ہے شیعہ کے ہاں جلانا ثابت ہے اور اہل سنت کی کتب
میں خوف دلانا لکھا ہے ممکن ہے کہ علمائے اہل سنت نے بنظر حمایت عمر و سد باب تفضیح آگ لگانے
کے واقعہ کو چھپایا ہو اور محض خوف دلانیکو لکھدیا ہو اگر اس بنا پر وہ بھی نہ ہے تو پھر سنی اور شیعہ
میں فرق ہی کیا ہو اس جگہ یہ بات قابل غور ہے کہ اگر عمر صاحب فی الواقع آگ لگا دیتے تو غند
السنیہ معتوب سمجھے جاتے یا محبوب سو اُس کی صورت یہ ہے کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ مطبوعہ
نول کشور کے صفحہ (۴۶۵) و ۴۶۶ پر جو عبارت لکھی ہے اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر خانہ
جناب سیدہ جلا بھی دیا جاتا تو کوئی عیب نہ تھا کیونکہ فاطمہ کے گھر کو حرم مکہ معظمہ سمجھ کر ارباب
خیانت مجتمع ہوتے تھے اور باین امید کہ ہمکو اس دار الامن میں کوئی ضرر نہ پہنچ سکیگا بیدھڑک ہوکر
مشورہ زن ہوتے تھے اسپر شاہ صاحب یہ حکایت لکھتے ہیں کہ ایک کافر آنحضرت کی مذمت کیا کرتا
تھا اور جبکہ صحابہ اُس سے انتقام لینا چاہتے تھے تو کعبہ میں پہنچ جاتا تھا لوگوں نے شکایت کی کہ فلاں
ایک بیہودہ آدمی حضور کو برا کہتا ہے اور جب ہم اسکو سزا دینا چاہتے ہیں تو دوڑ کر کعبہ میں گھس جاتا
چونکہ اسجگہ مجرم کے مارنیکا بھی حکم نہیں لہذا ہم اپنا سا منہ لیکر رہ جاتے ہیں کچھ نہیں کر سکتے آنحضرت

ے فرمایا کہ اُسکو اُسی جگہ قتل کر ڈالو اِس حکایت سے شاہ صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں جبکہ بدگوی
رسول کو خانہ کعبہ میں کوئی پناہ نہ ملی اور محل امن میں قتل کیا گیا تو نائب رسول (ابوبکر) کی مخالفوں
کو جنھوں نے خانہ فاطمہ کو گوشہ امن سمجھا تھا کیونکر آزادی مل سکتی ہے سوائے ازیں بتائید کلام
خود شاہ صاحب نے تحفہ کے صفحہ مذکور پر یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ جماعت نماز سے تخلف کرتے تھے حضرت
نے حکم دیا کہ زبردستی شریک جماعت کئے جائیں ورنہ اُنکا گھر جلا کر خاک کر دیا جائے اس واقعہ سے
شاہ صاحب یہ مطلب پیدا کرتے ہیں کہ مخالفان جماعت نماز کے لئے جبکہ اسطرح کا تشدد جائز
رکھا گیا تو جو لوگ اسلامی مجمع سے اختلاف کر کے درپئے انہدام بنیاد خلافت تھے اُن کے ساتھ جس
قدر سختی کی جاتی وہ تھوڑی تھی لیجئے صاحب تحفہ کی تصریح سے تصویب خانہ سوزی بھی نکل آئی اب
مرزا حیرت اور جمیع اہل سنت کو یہ کہنا چاہئے کہ خانہ فاطمہ پر آگ روشن کرنے سے نہ عمر کے اقتدار
میں کوئی فرق آسکتا ہے اور نہ اُس گھر کی یہ عزت تھی کہ قابل احترام سمجھا جاتا بلکہ بوجہ اجتماع
بدمعاشان و اہل فتنہ یہی قابلیت رکھتا تھا کہ جلا دیا جائے

تجویز تنقیح دوم

صورت بیان کرنے کے مستحق بھی اہلبیت کے گالیاں دینے والوں میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں
بعقاد مرزا صاحب قضیہ آتش زنی کا زبان قلم پر لانا دشنام بازی سمجھا گیا ہے اسی واسطے وہ گروہ
شیعہ کو اہل بیت کا گالیاں دینے والا تصور کرتے ہیں۔ ناظرین با تمکین انصاف فرماسکتے ہیں کہ
اٹھارہ کس علمائے اہل سنت نے واقعات آتش کو لکھا ہے اور شاہ صاحب نے مزید برآں خلیفہ دوم
کے فعل کو جائز بھی سمجھا ہے۔ پس عقلاً بڑا گالیاں دینے والا اگر درحقیقت یہ گالی ہے وہ گروہ سمجھا
جائے گا جو کہ صرف واقعہ آگ کو بیان کرتا ہے یا وہ ٹھوک جو کہ سوائے بیان کرنے کے اُس کو جائز
صحیح العمل بھی جانتا ہے اندریں صورت زیادہ ملزم اہل سنت ہیں جنھوں نے اُس فعل کو اچھا سمجھا
ہے جناب مرزا صاحب نے بڑے زور سے دعویٰ کیا تھا کہ شیعہ اہل بیت نبوی کی دوستی کا دم بھرتے
ہیں اور باوجود لاف محبت اُن کو گالیاں بھی دیتے ہیں گالیاں دینے کا ثبوت مرزا صاحب نے یہ پیش

فرمایا تھا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ نے ہبہ و وراثت فدک کا دعویٰ کیا اور عمر اُن کے گھر پر آگ لگانے آئے۔ پس ایسا لکھنا اہلبیت کو گالی دینا ہے اہل دانش جانتے ہیں کہ ہندی و عربی و عجمی وغیرہ با ممالک کے لوگ جس چیز کو دشنام بازی سے تعبیر کرتے ہیں وہ کچھ اور ہی الفاظ ہوتے ہیں کسی دعویدار کی نسبت یہ کہنا کہ اُسنے فلاں زمین کا دعوے دائر کیا تھا یا یہ کہ زید نے بکر کا گھر جلایا گالی دینے کی حدود میں نہیں آسکتا پس شیعہ مقدمۂ وراثت و خانہ سوزی و ہلاکت محسن کے واقعات بیان کرنے سے اہل بیت کی گالیاں دینے والوں میں معدود نہیں ہوسکتے جناب حیرت نے اس لفظ کے لکھنے سے مذہب شیعہ پر بڑا بھاری افترا کیا اور اُن کے صدمہ رسیدہ قلب کو بیہودہ الزام سے دکھایا۔ مرزا صاحب اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں اگر ہم کوئی ایسا مضمون لکھیں کہ جس سے یہ مفہوم ہوتا ہو کہ حضرات اہل سنت خلفاء ثلثہ کو باوصف اُن کے ہمدم و جاں نثار ہونے کے گالیاں دیتے ہیں تو ان کے قلب کو کیسا صدمہ پہنچیگا اسی طرح ہمارے دل کا مرزا صاحب کو خیال کرنا واجب تھا مگر افسوس ہے کہ انھوں نے نہیں کیا امید کی جاتی ہے کہ بالزام مذکورۃ الصدر دنیا کا کوئی شخص بمتابعت مرزا صاحب شیعہ کو اہلبیت کا گالیاں دینے والا نہ بتلائیگا البتہ حقیر انشاء اللہ دو طرح سے ثابت کردے گا کہ تمام اہل سنت خاندان رسالت کے گالیاں دینے والوں میں داخل ہیں اول خود بیان جناب حیرت سے دوم اُن مضامین سے جو کہ کتب اہل سنت میں درج ہیں۔ لہذا دونوں باتوں کو بصراحت و تفصیل عرض کیا جاتا ہے

اول حسب تسلیم و اقرار مرزا حیرت علمائے اہل سنت اہل بیت نبوی کو گالیاں دینے والے ہیں

ہرگاہ مرزا صاحب نے شیعہ پر یہ جرم قایم کیا ہے کہ وہ معاملہ ارث و قضیۂ فدک و خانہ سوزی و قتل محسن معصوم وغیرہا غلط طور پر بیان کرتے ہیں اور ایسا بیان کرنا اہل بیت نبوی کو دشنام دینا ہے چونکہ حسب اندراج بالا ہر کس علمائے سنیہ نے اپنی اپنی تصانیف میں اُن تنازعات کا مفصل و مشرح ذکر کیا ہے جو کہ معاملات وراثت میں مابین سیدہ و ابوبکر پیش آئے ہیں اور اکثر کتب میں حضرت عمر

کا دروازۂ سیدہ پر آگ اور لکڑیاں لیجانا لکھا ہے وغیرہ وغیرہ بس لازم آیا کہ ان تمام علمائے اہل سنت نے باعتقاد مرزا صاحب سیدہ کو گالیاں دیں اور چونکہ اون جمیع گالیاں دینے والوں کو مرزا صاحب اپنے مذہب کا رکن رکین وستون دین سمجھتے ہیں۔ نظر برآن وہ خود بھی اہل بیت کے گالیاں دینے والوں میں داخل ہیں عجب نہیں کہ ان توجیہات مالا یجیل کو دیکھکر مرزا صاحب ندامت اُٹھائیں

دوم وہ بعض بعض مضامین مندرجۂ کتب اہل سنت جو کہ بحق خاندان رسالت صراحتاً گالی وفحش ہیں

علمائے اہل سنت نے اہل بیت نبوی کی توہین وتذلیل اور اونپر الزامات فحش چسپاں کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ خاندان رسالت کے حق میں وہ جگر خراش کلمات حوالۂ قلم کئے ہیں کہ اعادہ کرنے سے زبان قلم میں چھالے پڑتے ہیں کتاب استیعاب واصابہ میں لکھا ہے کہ جب عمر نے حضرت امیر علیہ السلام کو پیغام دیا کہ اپنی بیٹی ام کلثوم سے میرا عقد کردیں تو جناب امیر علیہ السلام نے یہ عذر کیا کہ وہ کم سن ہے قابلیت عقد نہیں رکھتی ہے بجواب اس کے عمر نے کہلا بھیجا کہ آپ اُس کو میرے پاس بھیجدیجئے تاکہ میں خود جانچ کرلوں حضرت امیر علیہ السلام نے بتعمیل حکم اپنی بیٹی کو خلیفہ کے پاس بھیجدیا انھوں نے معاداننیدہ کھل بازو تھاما بوسہ لیا ساق یا کھولی۔ اس حرکت پر ام کلثوم کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر تو خلیفۂ وقت نہ ہوتا تو میں تیری آنکھ پھوڑدیتی اور ناک توڑ ڈالتی مجھکو ہمارے گھر بھیجدے جبکہ وہ باپ کے پاس آئیں تو شکایتہ کہا کہ آپ نے کس بڈھے کے پاس مجھکو بھیجا تھا مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے ازالۃ الغین کے صفحہ (۵۲۹) پر کتب مذکورہ بالا سے اس مضمون کو نقل کیا ہے نیز سبط ابن جوزی نے خواص الائمہ کے باب گیارہ میں اس مضمون کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ ہمارے جد بزرگوار ابن جوزی کتاب المنتظم میں لکھتے ہیں کہ عمر کے اصرار کرنے پر علیؑ نے عمر و ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا تھا مگر کشف ساق و بوسہ بازی وغیرہ کچھ نہ کیا تھا صرف گہری نگاہ سے دیکھا تھا

اس فرضی وغیر واقعی عقد کی بنست علمائے اہل سنت نے اہل بیت رسول کی جناب میں جو گستاخی کی ہے اُسکا ذکر حقیر نے رسالہ شرح کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم میں پورے طور پر کیا ہے اب انصاف بدست جناب حیرت ہے شیعہ کو اہل بیت کا گالیاں دینے والا تجویز یں یا سنیوں کو نہ معلوم روایت متذکرہ بالا کو جو کہ کتاب اہل سنت میں لکھی گئی ہے اور جس کو مولوی حیدر علی صاحب و ابن جوزی وغیرہ نے تصدیق کیا ہے مرزا صاحب بھی جناب اثیر گالی سمجھیں گے یا درود شریف کا کوئی جزو قرار دیں گے۔

تجویز تنقیح سوم

بشرط ثبوت از کتب اہل سنت شیخین بالزام آتش زنی مسلمان تصور ہو سکتے ہیں

جناب عمر نے جو سختی بمقابلہ سیدہ وقوع پذیر ہوئی اُسکو شیعہ بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور حضرات اہل سنت کے پیر مغاں شاہ عبد العزیز صاحب اُسکو بہت اچھا تصور فرماتے ہیں اہل ایمان خود اندازہ کر لیویں کہ باد تکاب آتش زنی عمر صاحب ایسے مسلمان ہیں کہ جیسا شیعہ خیال کرتے ہیں یا ویسے کہ جیسا اہل سنت سمجھتے ہیں جو شخص کہ کلمہ محمدی کو تہ دل سے پڑھتا ہے وہ تو شاید اعلیٰ درجہ کے مسلمانوں میں اُن کا شمار نہ کرے گا

تجویز تنقیح چہارم

آگ اور اسقاط حمل کا کتب اہل سنت میں درج ہونا مرزا کی تاریخ دانی و تحقیق مذہبی میں کیا اثر پیدا کرے گا

آگ کے واقعات ناظرین کو دکھا چکا ہوں جس سے اہل نظر نے ضرور یہ نتیجہ نکال لیا ہوگا کہ مرزا صاحب کی تحقیقات کا پایہ کتنا بلند ہے اور کہاں تک اُنکو دعوے زیبا ہو سکتا ہے کہ ہم مورخ و محقق ہیں انخارہ علمائے اہل سنت وہ قصہ جانسوز آتش زنی بخانہ سیدہ کو تسلیم فرمائیں اور جناب حیرت اُس کو بیوجود قرار دے کر منسوبہ شیعہ کریں فی الواقع مورخ با تحقیق اسیکا نام ہے بالالزام

ف نوٹ: جناب کو کتب خود حقیر دستیاب نہوں تو مولوی خلیل احمد صاحب کی ہدایات الرشید کو دیکھیں انشاء اللہ جلد میں متعلق بہ فریقین ام کلثوم مذکور بلکہ سامنے آ جائیگی

سقط محسن انکی یہ صورت ہے کہ شیعہ دعوے کرتے ہیں کہ اُن کے نبی کی پیاری بیٹی کو ایسا صدمہ
پہنچایا گیا بالفرض اگر کتب اہل سنت سے ہم اس واقعہ کو نہ دکھلا سکے تو کیا عمر صاحب جرایم شدید کی
مضبوط زنجیر سے ہاتھ پیر باہر نکال سکتے ہیں محض جناب سیدہ کے گھر پر آگ لے جاکر اُنکو خوف
دلانا اور بحالت عزاداری رنج و ایذا پہنچانا کیا تھوڑا صدمہ ہے جو جرم ضرب رسانی کی تحقیقات
کی جائے دیکھو اگر کسی مجرم پر چند ایسی سنگین دفعہ قایم کی جائیں جبکہ ہر واحد کا نتیجہ سزائے
موت ہو تو ایک دفعہ پر مقدمہ میں حکم دیکر سزا صادر کر دیجاتی ہے چند دفعہ کی بنا پر اسی وقت
صدور حکم ہوتا ہے جبکہ سب دفعات کے مجموعہ سے کوئی بڑی سزا دینی مقصود ہو اور جبکہ ایک
دفعہ سے ملزم کا قلع و قمع ہو جائے تو کوئی ضرورت دیگر دفعات کی باقی نہیں رہتی علی ہذا القیاس
سوائے اون دیگر جرایم کے جو کہ حضرت عمر کی ذات با برکات پر لگائے گئے ہیں یہ آگ لگانے
کا ایسا شدید جرم ہے کہ جس سے کبھی طرح وہ گلو خلاص نہیں ہو سکتے منتقم حقیقی نے جو خانہ انبیاء
و اوصیا پر آگ روشن کرنے والوں کے واسطے ایک خاص مقام تجویز فرمایا ہے اُسمیں وہ ضرور جائیں
گے بس اگر ہم مضمون اسقاط پیش کریں تب بھی جناب عمر کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا مگر چونکہ
مرزا صاحب اس واقعہ کو بعید الخیال سمجھ کر حضرت عمر کی نسبت ایسا خیال کرنے سے رکتے ہیں لہذا ہم
دو ایک معتبر کتب اہل سنت سے اسکو بھی ثابت کئے دیتا ہے۔ کتاب العقد ابن عبد ربہ اور
میزان الاعتدال میں بمقام قضیہ بیعت جناب امیر یہ عبارت لکھی ہے ان عمر رکفن بطن فاطمۃ حتی
سقط المحسن من بطنہا یعنی عمر نے جناب سیدہ کے شکم مبارک پر ایسی ضرب لگائی جس سے محسن شکم میں ہلاک
ہو گئے نیز معارج النبوۃ میں سبب وفات بی صدمہ کو لکھا ہے پچھتر روز اور بروایتے چھ ماہ بعد
آنحضرت سیدہ نے زندگانی کی روز وفات آن سرور سے تا حیات خود اسی عارضہ میں گھل گھل کر مر گئیں
چونکہ حسب تصریح و توضیح بالا آگ و اسقاط کا ذکر کتب اہل سنت میں تمامتر درج ہے اور مرزا صاحب
اسکو صرف منسوب بشیعہ کرتے ہیں لہذا واضح ہوا کہ مرزا صاحب نہ محقق ہیں اور نہ مورخ بلکہ خلاف
نصب اپنے منہ سے دعوے ہمہ دانی کرتے ہیں۔

تجویز تنقیح پنجم

اگر اہل سنت کی معتبر کتابوں سے قضیۂ آتش زنی وغیرہ پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا تو شیعہ ان معاملات کے بیان کرنے میں کیسے سمجھے جانے کی قابلیت رکھتے ہیں

ہر شخص واقعات مصرحہ بالا کو دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ شیعہ سچی باتوں سے ناواقفوں کو آگاہ کرنے والے ہیں اور سنی صاحبان بطرفداری خلفاء آفتاب پر خاک ڈالنے والے الحمد للہ کہ مرزا صاحب نے جو شیعہ کو اہل بیت نبوی کا گالیاں دینے والا لکھا تھا اُس الزام میں خود اُن کے علماء مبتلا پائے گئے۔ مرزا حیرت و دیگر اہل سنت سے حقیر بحلف پوچھتا ہے کہ سچ کہدو اگرچہ تم لوگ اُسوقت موجود ہوتے تو عمر کے ساتھ لکڑیاں پشت پر لادے ہوئے ہوتے تاکہ جس شخص نے آپ کے نبی کی بیٹی کو آگ کا خوف دلایا تھا اور حسنین کے جلا دینے پر قسم کھائی تھی اُس کے سہارے پر تھوکتے میں نہایت راستبازی سے خدا کو ضامن کرکے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر حیرت یا دیگر اہل سنت سوائے دیگر جرائم کے ایک یہی جرم بہ روایات پیش کردہ حقیر باطل فرما دیں تو ہم شیعہ حضرت عمر سے وہی فدویانہ تعلق پیدا کرلیں گے جو کہ اہل سنت کو اُن سے حاصل ہے بصورت دیگر ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ دشمن آل رسول و مخالف علی و بتول کو اپنا دوست تصور کریں یا کہ پیشوائے امت اُنکو جانیں ہاں دشمنان اہلبیت کے وہ امام و ہادی ضرور ہیں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۲ سے سطر ۳ صفحہ ۳۳

علل الشرائع میں شیعی شیخ الشائخ نے لکھا ہے جب حضرت عمر کو فاطمہ زہرا کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ ابوبکر کے ساتھ حضرت علی کے پاس تعزیت کے لئے آئے اور خوب روئے اور حضرت علی سے کہا کہ آپ نے ہمیں جنازہ فاطمہ زہرا پر اس طرح۔ نہیں بلایا جس طرح آپ نے حضرت رسالتمآب کے وقت نہیں بلایا تھا اور تو نے یوں ہی ٹال دیا تھا اور ابوبکر سے کہا تھا کہ منبر پیغمبر سے تجھے کیا تعلق ان ساری باتوں سے پایا جاتا ہے کہ تیرے دل میں ہماری طرف سے

کدورت وغبار پڑھا ہوا ہے حضرت علی نے جواب دیا اگر میں شرعی قسم کھاؤں گا تم یقین کرو گے ابوبکر و عمر نے کہا ہاں یقین کریں گے حضرت علی مسجد میں آئے اور کہا کہ دو امر مانع تھے جن سے میں نے تمھیں نہیں بلایا تھا اول تو یہ کہ حضرت رسالتمآب نے وصیت کی تھی کہ غسل میں غیر کا ہاتھ نہ لگے اور دوسرے حضرت فاطمہ بی بی اُنکے جنازہ کی نماز کی بابت کہ گئی تھیں کہ غیر شخص میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے اور یہ جو حسین نے حرکت کی کہ تیرا (یعنی صدیق اکبر) دامن پکڑ کے منبر پر سے گھسیٹ لیا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت رسالتمآب اس سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور یہ آپ کے کندھوں پر نماز کے وقت چڑھ جاتا تھا اس سبب سے اس نے ایسا کیا دونوں نے حضرت علی کی باتوں کو مہملات سے شمار کیا اور دونوں نے یہ صلاح کی کہ قبر فاطمہ پر نماز پڑھنے کے لئے چلو ان باتوں پر حضرت علی کو غصہ آیا کہ جب میں شرعی قسم کھا چکا پھر کیا وجہ جو ان دونوں نے نہ مانی ذو الفقار حیدر نیام سے نکلنے ہی کو تھی کہ اور اصحاب بیچ میں آگئے ورنہ حیدر کرار عمر فاروق کی گردن اڑا دیتے اور مقاتلہ عظیم صحابہ میں پڑ جاتا

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اگر کتاب علل الشرائع کی عبارت مرزا صاحب نقل کر دیتے تو ہم اصل کتاب سے مطابق کر کے دیکھتے کہ جناب حیرت کہاں تک کار فرمائے دیانت ہوئے ہیں اور جبکہ حسب تصریح بالا اُن کی تحقیق اور تاریخ دانی بمرتبہ بڑھی ہوئی ہے کہ اپنے گھر کے حالات سے بھی مطلع نہیں تو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے علل الشرائع دیکھی ہو یا کہ عربی عبارت کو پورے طور پر اُردو میں منتقل فرمایا ہو خیر اس سے قطع نظر کر کے حقیقت معاملہ پر غور کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے ان واقعات کو تعجب کی نگاہ سے دیکھکر حوالہ قلم فرمایا ہے ہر چند کہ عبارت مرزا صاحب سے ناظرین اصل حقیقت پر مطلع ہو چکے ہیں مگر پھر مرزا صاحب کا مطلب ذہن نشین کرایا جاتا ہے۔ تاکہ انکشاف حال ہو جائے جناب حیرت کا مدعا خاص یہ ہے کہ صاحب علل الشرائع نے جو شیخین و حضرت امیر کی باہمی گفتگو کا ذکر کیا ہے یہ سراسر غلط و بے بنیاد ہے صحیح اسوقت ہوتی جبکہ شیخین دفن سرور کائنات

حضرت سیدہ میں نہ شریک ہوئے تھے اور جبکہ شیخین ہر دو تقریب میں موجود تھے تو یہ کلمہ و کلام محض اتہام ہے۔ نیز حسنین کا ابوبکر کو ممبر نبوی سے وا من بجبر اُتار لینا یہ بھی غلط ہے لہذا بہ نظر توضیح پوری حقیقت درج کی جاتی ہے تاکہ ناظرین کو شبہہ واقع نہ ہووے اور اوراق بالا میں عدم شرکت شیخین بہ جنازہ سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ شہادت علماء اہل سنت ملاحظہ میں آ چکی ہے اب سیدہ کی بابت پر جو صورت واقعہ ہوئی اُسکو دیکھیے۔ اصلیت یہ ہے کہ بعد معاملہ آتش زنی و سقط محسن و غصب فدک و انتزاع خلافت وغیرہ جناب سیدہ ابوبکر سے بحدے ناراض ہوگئی تھیں کہ جبتک زندہ رہیں خلیفہ اول اور اُن کے وزیر اعظم سے ہمکلام نہ ہوئیں اور بوقت وفات حضرت امیر سے وصیت کی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر نہ آئیں پوری بحث اس واقعہ کے متعلق حقیر نے رسالہ تقریر دلپذیر میں لکھی ہے اس جگہ مختصر چند باتیں دکھاتا ہوں اول سیدہ کا ابوبکر سے ناراض ہوکر تا دم وفات ترک کلام کرنا دوم حضرت امیر سے وصیت کرنا کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے۔ سوم حسنین کا ابوبکر سے یہ کہنا کہ ہمارے نانا کے ممبر سے نیچے اوتر آؤ

امر اول ناراضی سیدہ

بخاری شریف میں دو جگہہ پر یہ حدیث نقل ہوئی ہے فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ وھجرت فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشہر یعنی غصہ ہوئیں جناب سیدہ ابوبکر پر اور جدائی کی اُس سے اور نہ زائل ہوئی اُن کی علیحدگی تا آنکہ وفات پائی اور چھ مہینہ بعد رسول زندہ رہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف مسلول میں لکھا ہے فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر لم تکلمہ حتی ماتت یعنی رنجیدہ ہوئیں فاطمہ ابوبکر سے اور نہ کلام کیا یہاں تک کہ مر گئیں شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے ومن منع الارث وفدک بالنحلۃ وقع بین فاطمۃ وبین ابی بکر بغض وتشاجر ولم تتکلم معہ مدت حیاتہا پس واضح ہو کہ مابین ابوبکر و سیدہ پہلے ایک مادہ نزاع قایم ہو چکا تھا جو کہ باعث غیظ و غضب و ترک کلام ہوکر بالآخر عدم حضوری جنازہ کی وصیت تک منجر ہوا۔

امر دوم ترک کلام جناب سیدہ از ابوبکر و وصیت بعدم حضوری جنازہ

ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ میں یہ عبارت لکھی ہے قالت فاطمۃ لابی بکر لا کلمتک ابدا قال ابوبکر لا ھجرتک ابدا قالت واللہ لادعون اللہ علیک قال واللہ لادعون اللہ لک فلما حضرتھا الوفاۃ اوصت ان لا یصلی علیہا فدفنت لیلا حاصل کلام یہ ہے کہ جب ابوبکر سے جناب فاطمہ رنجیدہ ہوئیں تو وہ اُن کے پاس گئے اور عذرات کئے تب فاطمہ نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تجھ سے کلام نہ کروں گی ابوبکر نے عرض کیا کہ میں آپ سے گاہے مفارقت نکروں گا فاطمہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تیرے حق میں دعائے بد کروں گی ابوبکر نے جواب دیا کہ میں آپ کے لئے دعائے نیک کروں گا پس جبکہ معصومہ کا وقت وفات قریب پہنچا تو آپ نے وصیت کی کہ ابوبکر نہ میرے جنازہ پر آئے اور نہ نماز پڑھائے اور رات کو دفن کی گئیں۔ صحیح مسلم میں لکھا ہے فلما توفیت دفنہا زوجہا علی بن ابی طالب لیلا ولم یوذن بہا ابابکر وصلی علیہا علی یعنی جبکہ سیدہ نے وفات پائی تو حضرت علی نے اُن کو رات کے وقت دفن کیا اور ابوبکر کو حضوری جنازہ کی اجازت نہ دی اور خود نماز پڑھی یہ بات کہ ابوبکر کو جناب سیدہ نے بذریعہ وصیت اپنے جنازہ کی مشایعت و نماز میت سے روک دیا ایسا مشہور عالم ہے کہ فارسی نویس مورخوں کے قلم سے بھی نکل گیا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب معارج النبوۃ و حبیب السیر وغیرہ میں درج ہے روز دیگر امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق با علی معاتبہ میکردند کہ چوں مارا خبر نکردی تا بروے شرف نماز یافتمے علی جواب داد کہ اجازتش نبود۔

سوائے ازیں شاہ صاحب نے بھی تحفہ کے باب دہم میں خود اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا نے وصیت کی تھی کہ ابوبکر جنازے پر نہ آئے مگر چونکہ شاہ صاحب انجام بین شخص ہیں لہذا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا کہ رنج و غصہ کے سبب وصیت واقع نہوئی تھی بلکہ بنظر ستر یعنی پردہ داری ایسی وصیت کی گئی تھی اسکا جواب بوجوہات دل پسند حقیر نے تقریر دلپذیر میں لکھ دیا ہے۔

الحاصل کتب معتبرہ اہل سنت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ سیدہ ابوبکر سے بحالت ناراضی

کہ ترک کلام کر دیا اور جنازہ پر آنے کی اجازت نہ دی مرزا حیرت نے علل الشرائع کی روایت مذاقیہ
پیش فرمائی تھی نہ معلوم اپنی مقدس اور ذی عزت کتابوں کی عبارت دیکھکر اب بھی تعجب فرمائینگے
یا کہ شیخین کی سنت چھوڑکر سیدھے راستہ پر آئیں گے چونکہ مناسب موقع ہے بنا برآں عرض
کیا جاتا ہے کنز العمال میں لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ فاطمہ میری پارہ
جگر ہے ان اللہ یغضب لغضبک و یرضی لرضاک یعنی خدائے پاک اسپر غضبناک ہوتا ہے جو کہ
سیدہ کو غصہ دلائے اور رضامند ہوتا ہے جس سے وہ رضامند ہو فتح الباری شرح صحیح بخاری
و مفتاح النجا مرزا محمد معتمد خان بدخشانی میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ سید علی ہمدانی
نے کتاب مودۃ القربیٰ میں لکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن رضیت عنہ ابنتی
فاطمہ رضیت و من رضیت عنہ رضی اللہ عنہ و من غضب علیہ ابنتی فاطمہ غضب علیہ
من غضب علیہ غضب اللہ خلاصہ یہ کہ رسول صلعم نے فرمایا جس سے فاطمہ رضامند ہے اس سے
میں اور میرا خدا خوش ہے اور جس پر فاطمہ غصہ کرتی ہے اسپر میں اور خدائے پاک غصہ کرتے
ہیں چونکہ بروایات صدر ثابت ہو چکا ہے کہ معاملہ فدک میں سیدہ ابوبکر سے بمرتبہ ناخوش
ہوئیں کہ سد باب کلام کر لیا اور تاحیات گفتگو نہ کی اور بوقت عذر خواہی و طلب معافی ابوبکر کے
منہ پر کہدیا کہ میں تیرے حق میں بد دعا کروں گی اور وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے
در حالیکہ حسب تسلیم علمائے اہل سنت ان کا غصہ عین غصہ رسول خدا تھا اور ان کی رضامندی
خوشنودی خدا اور رسول۔ اب مرزا صاحب و دیگر اہل عقل نتیجہ نکال لیویں کہ جناب سیدہ
کے آزردہ کرنے اور رنج پہنچانے سے صدیق اکبر پیش خدا و رسول کیا رتبہ رکھتے ہیں اور باعتبار
اعمال و کردار وہ اسی برتاؤ کی قابل تھے جو کہ شیعہ نے ان سے کیا یا اس عزت کا حق رکھتے
تھے جس کو اہل سنت کر رہے ہیں جبکہ پیش خدا جناب سیدہ داد خواہ ہو کر غاصبان حقوق خود
کو سزا و جرائم دلانا چاہیں گی تو وہ لوگ بھی دار و گیر میں آئینگے جو کہ انکو خلیفہ برحق اور امام
واجب الاطاعت سمجھے ہوئے ہیں دیدہ باید بپاداش ظلم و ناراستی و موالات خلفاء مرزا حیرت

قیامت میں کیا سلوک کیا جائے گا جو حضرات کہ از جملہ سادات سُنّی مذہب ہوئے ہیں وہ آنکھ
کھولکر بخیر حقیر سے سبق لیں کہ اُن کی جدّہ معظمہ کو خلیفہ اول و دوم نے ایسے صدمات موذی
و جان شکن پہنچائے کہ جس سے وہ جاں بحق ہو گئیں اور تا حیات گفتگو نہ کی اور پس از مرگ جنازہ
پر آنے کی اجازت نہ دی چونکہ بوجہ عدم معائنہ کتب سادات کرام اُن واقعات سے بے خبر ہیں
ہوکہ اشقیاء امت کے ہاتھ سے اُن کے دادی کو اُٹھانے پڑے۔ کاش وہ پورے طور پر مطلع
ہو جائیں تو شیخین سے وہ ہی نفرت اختیار کر لیں جو کہ اون کی جدّہ معظمہ کو تھی۔ بخدا لایزال
جیسے ایک بزرگ سید لوگانوی ضلع مراد آباد نے اپنے قصبہ کا ایک واقعہ بیان کیا۔ جس کو سُنّی
سیدوں کے حق میں مفید سمجھ کر اس جگہ درج کرتا ہوں۔ سید بزرگ نے فرمایا کہ غدر سے پہلے
ہمارے قصبہ میں لکھے پڑھے آدمی بہت کم تھے بوجہ بے علمی و جہالت مذہبی حالات سے ناواقف تھے
بعض اُن میں شیعہ تھے اور اکثر سنی مگر بوجہ تعلقات رشتہ مندی باہم کچھ تعصب نہ تھا مجالس میں سُنّی
سید بھی شریک ہوتے تھے ایک روز سوز خوان نے یہ مرثیہ پڑھا کیا فاطمہ پہ بعد پیمبر ستم ہوئے چونکہ
اس مرثیہ میں بطور تاریخ وہ پوری حقیقت دکھلائی گئی ہے جو کہ بعد وفات سرور کائنات جناب
سیدہ پر گذری تھی لہذا سنی سید چونک اُٹھے کہ ہیں یہ کیا غضب ہوا ہم تو اپنے علماء سے سنتے رہتے
ہیں کہ شیخین سیدہ کا بہت ادب کرتے تھے اُن کے دروازہ پر غلامانہ جبہہ سائی کرنا اپنا فخر دارین
جانتے تھے۔ بالآخر جس وقت کمر بستہ ہو کر درپے تحقیقات ہوئے معلوم ہوا کہ کوئی ظلم ایسا
نہ تھا جو خلفاء نے اٹھا رکھا ہو۔ پس تمام سادات قید سنیت سے نکلکر تشیع کے وسیع جنگل میں
آگئے اب بعنایت الٰہی اُس قصبہ میں اڈھائی تین ہزار سادات شیعہ ہیں اور اکثر اہل علم و مسائل
دان تقریباً بیس پچیس بزرگوار پیش نماز ہیں اور بعنایت الٰہی ہر سال دو چار اہل علم لکھنؤ وغیرہ
سے سند کامیابی حاصل کر کے رہنمائے دین ہو جاتے ہیں۔ پس اگر سُنّی سادات بھی تھوڑا تعصب
گوارا کر کے تحقیقات کر لیں تو یقیناً بروز قیامت اپنے اجداد پاک سے اُنکو ندامت اٹھانے کا
موقع نہ ملے میں زیادہ تحقیقات کا بوجھ اپنے سر نہیں ڈالتا صرف اتنا علماء سے پوچھ لیں کہ جن

کتب کا حوالہ دیا گیا ہے آیا اُنھیں یہ مضامین درج ہیں یا نہیں بصورت انکار مجھ سے یا جس عالم شیعہ سے چاہیں کتابیں منگا کر روبروئے علما دیکھ لیویں میرا اور نیز حضرات علمائے شیعہ کا فرض ہے کہ صحیح اور سندی کتابوں سے انکو اطمینان دلا دیویں اور ایک حبہ یا پھوٹی کوڑی کبھی مرفی تعلق اُن سے نہ لیں اب بھی اگر حضرات سادات ہمت نہ کریں تو انکو اختیار ہے مگر افسوس ہے کچھ نہ کچھ کریں گے فقط اتنی بات لکھ کر دل کو سمجھا لیں گے کہ رافضیوں کی بات کو کان لگا کر نہ سننا چاہیے

امر سوم حسنینؑ کا ابوبکرؓ سے یہ کہنا کہ ہمارے نانا کے ممبر سے نیچے اُترآؤ

رسالہ اصل الحقیقت برد الحقیقت میں مخیف نے مندرجہ بالا معاملہ کی نسبت بہت لطیف گفتگو کی ہے حضرات ناظرین اُنکو ضرور ملاحظہ فرمایئں انشاء اللہ بہت محظوظ ہوں گے اِس جگہ بطور مختصر کچھ حالات لکھتا ہوں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ حسنین نے ابوبکر کو اپنے نانا کی جگہ بیٹھا ہوا دیکھ کر نیچے اترنے کی دھمکی دی تھی اور اُس مقدس مقام کو اپنے باپ کی جگہ تبلا یا تھا اس کے ثبوت میں چند کتابیں پیش کرتا ہوں۔

اول صواعق محرقہ باب گیارہ مقدمہ پنجم۔ دوم تاریخ الخلفاء سیوطی بمقام ذکر خلافت ابی بکرؓ سوم ریاض النضرہ محب طبری باب اول فصل دوازدہم۔ چہارم ابن شہر آشوب بکتاب مناقب پنجم تاریخ الخطیب بغدادی ششم شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی بہ تحفہ اثنا عشری باب دہم بہ نظر تسکین خاطر ناظرین دو کتابوں کی عبارت دکھلاتا ہوں اگر کتب مذکورہ میں عبارات محررہ بحثی نہ نکلیں تو سراسر میرے دعوی کو باطل تصور فرما کر جو منھ میں آئے وہ کہیں۔

عبارت صواعق محرقہ باب گیارہ مقدمہ پنجم

اخرج الدارقطنی ان الحسن جاء الی ابی بکر وہو علی ممبر رسول اللہ فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت واللہ انہ مجلس ابیک لا مجلس ابی ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی فقال علی اما واللہ ما کان عن رائے فقال صدقت واللہ ما اتہمک یعنی ایک روز ابوبکرؓ ممبر رسول پر جلوہ افروز تھے

امام حسن وہاں آئے انکو اسجگہ بیٹھا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ نیچے اتر آئے یہ جگہ میرے پدر بزرگوار
کی ہے یہ سنکر ابوبکر نے کہا سچ کہا آپنے یہ جگہ میرے باپ کی نہیں بلکہ آپ کے والد بزرگوار کی
ہے پس ابوبکر نے انکو گود میں لے لیا اور خوب پیار کیا اور بہت روئے یہ حال دیکھ کر حضرت امیرؑ
نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ بخدا میرے اشارہ سے حسن نے ایسا نہیں کیا بجواب ابوبکر صاحب نے قسم
کھا کر ارشاد کیا کہ اے علی میں تمکو اس میں متہم نہیں کرتا۔

عبارت تحفہ شاہ عبدالعزیز صاحب مندرجہ باب دہم

شاہ صاحب ابوبکر کی طعن اول کا یہ جواب دیتے ہیں روزے ابوبکر بالائے ممبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
برآمد تا خطبہ خواند امام حسنؑ و امام حسینؑ گفتند یا ابوبکر انزل عن ممبر جدنا یعنی اے ابوبکر میرے
نانا کے ممبر سے نیچے اُتر آئو پھر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ قاعدہ اطفال ہست کہ چون کسے را در مقام
بزرگ و محبوب خود نشستہ بینند یا جامہ اورا پوشیدہ یا دیگر امتعہ اورا باستعمال آورده اگرچہ برضی
و اذن او باشد مزاحمت می کنند کہ ازیں مقام برخیز یا جامہ را برکش باین اقوال ایشان
نتوان کرد و ہرچند انبیاء و آئمہ بکمالات نفسانی و مراتب ایمانی از سائر خلق ممتاز می باشند لیکن
احکام بشریت و خواص سن صبی و طفولیت درین ہا نیز باقی ست و لہذا انعقاد نبوت را بلوغ بحد
کمال عقل ضرور داشتہ اند بلکہ قبل از اربعین منصب نبوت بر کسے عطا نہ شدہ و الا نادر و النادر
فی الحکم المعدوم و مثل مشہور است الصبی صبی و لو کان نبی، ہر دو کتب کی عبارت سے بخوبی واضح ہے
کہ حسنین شریفین نے ابوبکر صاحب کو ممبر نبوی سے نیچے اترنے کی دھمکی دی اور اس مقدس مقام کو اپنے
باپ کی جگہ بتایا جسکو ابوبکرؓ صاحب نے واللہ باللہ کہکر تسلیم فرمایا شاہ صاحب نے عذر طفولیت و دیگر
اعذار بارده جو کچھ کہ امام حسن علیہ السلام کے کلام ہدایت نظام میں کئے ہیں اُن سب کو بدلائل
عیان و روشن حقیر نے رسالہ اصل الحقیقت میں اُٹھا دیا ہے جسطرح کہ ہمارے اجداد کرام نے خلیفہ
اول کو لائق ممبر نبوی نہیں سمجھا اسیطرح ہم سادات شیعہ اور دیگر مومنین مخلصین سمجھتے ہیں شیخ خلفا
کا کہ ہمارا وہ ہی مذہب اور عقیدہ ہے جو کہ توسعیدگان نبی صلعم کا تھا سنی سادات شرافت لائی

شیخین کا غبار دور کر کے انہیں ملکر دیکھیں کہ اُن کے اب و جد کا در باب شیخین کیا عقیدہ تھا اگر کوئی امر خاص لائق ہو تو اُنکا اتباع اختیار کریں۔ اگر مرزا صاحب اپنے کتب خانہ کی سیر کر کے خلافت شیخین ثابت کرتے تو بہتر ہوتا علل الشرائع کی اندراجات پر جو تعجب بھری نگاہیں مرزا صاحب نے ڈالی ہیں بعینہ افسوس ہے کہ وہی نگاہیں اُنکو اپنی کتابوں پر ڈالنی پڑیں لکھوں جناب حیرت جس شخص کو حسنین علیہما السلام توہین آمیز کلمات سے جھٹکے دیکر ممبر نبوی سے اتارتے ہیں اُسی کو حضور توجیہات رکیکہ و خیالات ضعیفہ کے گوندے وہاں چپکاتے ہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۴ صفحہ ۴۳ تا سطر ۶ صفحہ ۴۴

حضرت عمر فاروق کے ہاتھ سے بیحرمتی اور سقاط حمل

مجتہد جائسی ذو الفقار میں یہ عجیب روایت بیان کرتا ہے کہ فاروق علی کے مکان پر آئے انہیں باہر نکلنے کو کہا وہ باہر نکلے دروازہ جلا کر اندر گھس گئے اور علی کو پکڑ لا کرے آئے یہ دیکھ کر بی بی فاطمہ بھی باہر چلی آئیں وہ حمل سے تھیں اور اُن کے شکم مبارک میں محسن تھا ضرب سے حمل ساقط ہو گیا اور محسن پیٹ سے نکل پڑا پھر کتاب اثبات الحق والا اس روایت پر اور زیادہ کرتا ہے کہ عمر فاروق نے حضرت بی بی فاطمہ کے پہلو کی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں پھر کتاب تجہیز الجیش میں لکھا ہے کہ عمر فاروق نے خانہ زہرا میں آگ لگا دی اور نہایت رسوائی سے حضرت امیر کو باہر نکالدیا مگر شیخ حلی کتاب کشف الحق میں آگ لگنے سے صاف انکار کرتا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ آگ لگانے کی تجویز کی گئی تھی کتاب عماد الاسلام میں فاضل جائسی نے سکوت کیا ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

بار بار نہ کہلوائے آگ لگانی اور سقط محسن کا بیان پورے طور پر درج اوراق بالا ہو چکا ہے اس غم خیز و دردناک واقعہ کے بیان سے سوائے ازیں کہ اہل سنت کے طاق قلب سے بھی شیخین کی تصویر گر جائے اور کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ نئی روشنی کی چمک سے رسالہ لکھکر آپ نے خلفا کی اپنے گرے ہوئے کونے اکھڑوائے ہیں کہ بہت سے اہل سنت شاخ سنت سے مثل برگ خزاں

دیدہ بتہ توڑ ہو جائیں گے مجتہد صاحب جائسی نے ذوالفقار میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب آپ کی کتب کا خلاصہ ہے چند ورق الٹ کر اپنی کتب کی عبارت متعلق افسر پا عمر دیکھنا اور پھر اُن کو اُسی کلمہ سے یاد کیجیے جس کے وہ عقلاً و شرعاً و قانوناً قابل ہیں علامہ حلی علیہ الرحمۃ کو آپ نے شیخ جلی لکھا ہے افسوس ہے کہ باوصف دعوئی تہذیب اور ادعائے تحقیق حلی و جلی میں تجنیس خطی کے اعتبار سے ہم عدد ثلاثہ تین نقطہ لگا دیے۔ کاتب کی غلطی کا بھی گمان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رسالہ کی لوح پر یہ الفاظ مصنف کے اہتمام سے چھپا لکھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے شیعہ کے بعض اصطلاحات سے سوختہ خاطر ہو کر اس تحریف کو مرہم کافور کا پھاہا یہ سمجھ کر دل بریاں پر رکھا ہے۔

مرزا صاحب نے کئی جگہ اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ ہم مذہبی مباحثہ میں یہ کتاب نہیں لکھتے بلکہ آزادانہ طور پر ایک تاریخ لکھتے ہیں حیرت ہوئی کہ جناب ممدوح الشان نے کوئی مذہبی کتاب نہیں لکھی ورنہ کیا کچھ زہر اوگلتے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۳۳ تا سطر ۱۲ صفحہ مذکور

اس واقعہ کے متعلق ایک اور روایت	ابو منصور طبرسی صاحب احتجاج کی روایت کتاب بحار میں یہ بیان ہوئی تھی کہ جب خلیفہ ثانی نے بلند آواز سے کہا کہ اگر امیر المومنین گھر سے باہر نہ

نکلے تو میں انکا گھر جلا دونگا صحابہ کا رنگ یہ سن کے تبدیل ہو گیا خلیفہ ثانی نے کہا شاید تم نے یہ گمان کیا کہ میرا ایسا کرنیکا ارادہ ہے حالانکہ میرا یہ مقصود نہیں تھا صرف تہدید کے طور پر میں نے یہ کہا پھر حضرت علی نے ایک شخص کی معرفت حضرت عمر کے پاس پیغام بھیجا کہ میں قرآن مجید کی آیتیں جمع کر رہا ہوں اور کچھ مجھے تالیف بھی کرنا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک یہ کام پورا نہ کروں گا باہر نہیں نکلنے کا نہ کوئی دوسرا کام کروں گا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

دروازۂ سیدہ پر حضرت عمر کا آگ لے جانا اور آگ لگانے کی دھمکی دینا شمارہ کتب اہل سنت سے ثابت کر دیا گیا اب گفتگو فضول ہے۔

تحریر مرزا حیرت از سطر ۴ صفحہ ۳۳ تا سطر ۹ صفحہ مذکورہ

آگ لگانے کی نسبت اور بہت سی روایتیں ہیں جو عمداً قلم انداز کر دی گئی ہیں کیونکہ ان روایتوں نے حضرت بی بی فاطمہ کی اور توہین ہوتی ہے نمونہ کے لئے صرف دو چار روایتیں کافی ہیں تاکہ ہر شخص پورا اندازہ کرے کہ ان روایتوں کی عقلا کے نزدیک کیا وقعت ہے اور انہیں دنیا میں کون مان سکتا ہے سوا اس کے اور کچھ بھی نہیں کہ باہمی شیعہ و سنی نے ایسی روایتوں کے تصنیف کا موقع دیدیا۔ اور جب سلطنت میں ایسی ہی روایتوں سے رسوخ ہو تو پھر خود بخود۔ دماغ سے تراشی جائیں گی۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

اٹھارہ کتابیں جن میں آگ اور لکڑیاں لیجانے اور عمر کے پہنچنے اور جلانے کا حال بصراحت تمام ترقیح بے تجویزی کی مسجد یا جامع مسجد کے علماء کے پاس لے جائیے کہ ان مضامین سے حضرت سیدہ کی توہین ہوتی ہے سب کو جمنا میں ڈبو دیجئے یا کہ باتباع جناب عثمان محرق القرآن ریلوے انجن میں پتھر کے کوئلہ کی جگہ ڈالدیجئے۔ مرزا صاحب کی قوت تخیلہ پر اُن کے معتقدین کی جان قربان ہو جائے عمر سیدہ کا گھر جلانے جائیں اُن کے ایمان کی دیوار کو تو کوئی جنبش نہ ہو سیدہ کی توہین بھی جائے مارے گھٹنا پھوٹے خیر آباد اسی کو کہتے ہیں۔ اے حضرت آپکو اس طرح لکھنا چاہئے تھا کہ روافض نے بجوشش عداوت عمر خلیفہ پر یہ اتہام اس غرض سے کیا ہے کہ اون کا بنیاد اقتدار جڑ سے اکھڑ جائے اور جبکہ حسب ہدایت حقیر انہی اٹھارہ کتابوں میں دیکھ لیتے تو متفق علیہ قضیہ سمجھکر حضرت عمر کو ویسا ہی سمجھتے جیسے کہ وہ ہیں سچ فرمائے اب مجلدات کثیرہ میں احوال آتش زنی معائنہ فرماکر اس واقعہ سے سیدہ کی توہین سمجھے گا یا عمر صاحب کی تنقیص ایمان اگر اہانت فاطمہ مرکوز خاطر ہوگی تو چونکہ اٹھارہ کس علمائے اہل سنت بھی اس کے ناقل ہیں۔ لہذا لازم آیا کہ آپ اپنے ذی عزت علماء کو بھی جناب معصومہ کا توہین کرنے والا تصور فرمائیں چونکہ ایسے علماء کی تقلید جناب گوارا نکریں گے لہذا لازم آیا کہ آپ کوئی دوسرا مذہب اختیار کریں ہماری تو رائے یہ ہے کہ آپ بہ ترک لفظ حیرت بادیہ تحیر سے نکلکر ایک آزاد مذہب اختیار کرکے سنت شیخین چھوڑ دیجئے اور آئندہ سے اپنا نام

مرزا آزاد رکھے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از شرح صفحہ ۳۵ تا سطر ۸ صفحہ ۳۶

معاملہ فدک | فدک کے قصہ کو اس طرح جیکایا ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں رکھی وہ وہ جدید باتیں پیدا ہوئی ہیں کہ تعجب ہوتا ہے یہاں طرفین سے جواب دینے میں جو بوشگافیاں کی گئی ہیں ان کی کوئی حد نہیں ہی اور اس معمولی بات کے لئے سنی اور شیعی کتابوں کے صفحہ کے صفحہ سیاہ ہیں ایک چھوٹے سے قطع زمین پر یہ سارا جھگڑا ہے ممکن ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ نے اپنے پدر بزرگوار کا ترکہ سمجھ کے اسکو اپنے قبضہ میں لانا چاہا ہو اور حضرت ابوبکر صدیق نے اس بنا پر انکار کر دیا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی میراث نہیں بٹا کرتی اتنا تو قرین قیاس معلوم ہوتا ہے باقی جسقدر ہے وہ کہانی ہے یہ ہمارا ایمان ہے اور تمام عربی تاریخیں جن میں حضرت فاطمہ زہرا کا حال ہے اسبات کی شاہد ہیں کہ آپ عالی ظرف بی بی تھیں اور آپ سے زیادہ فیاض اور سخی خواتین اسلام میں مشکل سے نکلیں گی آپ نے بعض شیعی روایتوں کے بموجب چکی پیس پیس کے بھوکوں کو کھلایا ہے تمام دنیا کی دولت اُن کے لئے موجود تھی اگر وہ دنیا بھی ان کی خواہش کرتیں شیعی قول کے بموجب حضرت جبرئیل بھی آپ کے پاس آیا کرتے تھے آپ سے زیادہ مبارک شاکر فیاض عالی حوصلہ سخی دنیا میں مشکل سے نکلے گا آپ کی والا صفات ذات سے یہ ساری باتیں بعید ہیں آپ ایک قطعہ زمین پر تو فرضا وہ آپ سے بجبر چھین لیا ہرگز پریشان ہونے والی نہ تھیں اس جیسے دس قطعوں کی بھی اُنکو پروا نہ تھی آپ کو اپنے باپ سرور دو جہاں سے کامل عشق تھا وفات کے بعد آپ بہت کم زمانہ حیات رہیں اور اسی غم میں عالم جاودانی کو سدھار گئیں آپ کی ہرگز آرزو نہ تھی کہ میرا باپ مرجائے اور میں اُسکے مال پر صحابہ سے جھگڑا کروں غم اور اندوہ سے آپ کو فرصت ہی کہاں تھی کہ اور خیالات پیدا ہونے دینے کے آنے کوئی شبہہ نہیں ہے جب ہم تاریخی حیثیت سے آپ کے حالات زندگی کو دیکھتے ہیں تو جو باتیں اُس کی نسبت مشہور کی گئیں ہیں وہ بالکل فرضی ہیں

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اس تمام قصہ خوانی اور طول بیانی سے جناب حیرت کا یہ مطلب ہے کہ سیدۃ تھوڑی سی زمین فدک کے لئے یہ تگ ودو نہ کرتیں وہ اپنے باپ کے غم سے مجدے ملول تھیں کہ کسی چیز کی پروا نہ رکھتی تھیں اگر سیدہ کے دعویٰ فدک کو مان لیا جائے تو حضرت امیر اور دیگر صحابہ پر بڑا الزام ہوتا ہے کہ دختر رسول پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھا اور کچھ مدد نہ کی وہ شیر خدا تھے اُن کے سامنے کسی شخص کو کیا جرأت ہو سکتی تھی کہ بنت رسول پر جبر کر سکتا واضح رائے ارباب ایمان ہوئے کہ یہ باتیں حضرت حیرت کے بحر فکر سے نہیں نکلیں بلکہ سکلبین قدیم بر نگ ہائے مختلفہ اِن باتوں کو پہلے بیان کرکے صدہا جواب پاچکے ہیں انھیں علمائے اوّل کے اُگلی ہوئی تھی کو کسی قدر نمک مرچ لگا کر مرزا صاحب نے کچھ چیٹ پٹا بنایا ہے لہٰذا انجیال لیکین مرزا صاحب اس معاملہ میں چند امور پر غور کرکے نتیجہ برآمد کیا جاتا ہے تاکہ انکشاف حقیقت ہو جائے۔

اوّل فدک کی کیا حیثیت تھی۔ دوم سیدۃ کو اس میں کیا حق تھا۔ سوم ابوبکر سے فدک کی نسبت کیا معاملہ پیش آیا۔ چہارم جناب امیر نے جناب سیدۃ کی کچھ اعانت کی یا نہیں

امر اوّل فدک کی کیا حیثیت تھی

اہل سنت لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ فدک ایک تھوڑا سا تختہ زمین تھا جس میں چند خرمے کے درخت تھے اس دھوکے سے وہ یہ نتیجہ نکالا کرتے ہیں کہ خلقت سمجھ جائے گی کہ دو چار بیگھہ زمین کے لئے نہ سیدۃ اتنی کوشش کرتیں جتنی کہ مشہور ہے اور نہ قلیل المنفعت زمین کی ضبطی میں خلفا کا کوئی بڑا فائدہ متخیل تھا چنانچہ مرزا صاحب بھی اپنی تحریر میں اسکو ایک چھوٹا سا قطعہ ظاہر فرماتے ہیں لہٰذا بنظر آگاہی ناظرین اس کی توضیح کی جاتی ہے کتاب معجم البلدان مصنفہ یاقوت حموی میں جو کہ اہل سنت کی معتبر کتاب ہے درباب فدک یہ عبارت لکھی ہے (فدک قریہ ایست در حجاز میان آن و مدینہ دروازہ راہ ست وبعضے گفتہ اند سہ روزہ واین قریہ در سال ہفتم از راہ صلح بر نصف بدست آنحضرت آمدہ بود ودر آں چشمہ ہائے آب رواں ودرختہ

در کتاب بیار بود سنن ابن داؤد جو کہ از جملہ صحاح ستہ سنیہ ہے اور لکھنؤ میں چھپی ہے اُس میں لکھا ہے قال ابو داؤد یعنی نفسہ ولی عمر ابن عبد العزیز الخلافۃ وغلۃ اے غلۃ فدک الف دینار عبارت صدر سے واضح ہوا کہ فدک میں نہریں جاری تھیں اور اُس میں درخت ہائے خرما تھے اور عمر ابن عبد العزیز کے وقت میں اُس کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھے بحساب ہندوستان چالیس ہزار دینار کے دو لاکھ روپیہ ہوتے ہیں دیکھو تشئید المطاعن میں بحث فدک حضرت حیرت دہلی میں اپنے مطبع کی تنگ کوٹھری میں بیٹھے ہوئے ذہنی پریس چلا رہے ہیں۔ اگر کسی سنی ہی عالم کی کتاب سے فدک کو ایک چھوٹا سا ٹکڑہ زمین کا ثابت کرتے تو کسقدر راست گو سمجھے جاتے ان پرانے محققوں کے سامنے جدید اہل تحقیق کی جنکا مراد تحقیقات صرف اُن کا ذاتی خیال ہے۔ کیا حقیقت سمجھی جاتی ہے چونکہ دیگر امور کی تصریح میں انشاء اللہ عنقریب ثابت کر دوں گا کہ حضرت ابو بکر نے بصد تعدی و بے رحمی جناب فاطمہ علیہ السلام سے فدک کو چھین لیا تھا لہذا صاحبان انصاف پر ظاہر کرتا ہوں کہ فدک خواہ دو لاکھ محاصل رکھتا تھا یا بقول حیرت ایک چھوٹا سا ٹکڑہ تھا ہر دو صورت ابو بکر دائرہ اعتراض سے باہر قدم نہیں نکال سکتے

بصورت اوّل اگر فدک دو لاکھ محاصل رکھتا تھا

ظاہر ہے اگر اتنی بڑی جائداد اہلبیت کے قبضہ میں ہوتی تو راہ خدا میں لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا یتیم و بیوگان و مسافر و سقیم الحال مسلمانوں کی کفالت کی جاتی ناکتخدا لڑکیوں کے عقد کراتے۔ جبکہ حضرت امیر دن بھر آب کشی و خشت پزی کر کے اپنے مزدوری کا اکثر حصہ محتاجین کی قضاء حاجت میں وقف کر دیتے تھے تو اس میں سے کیونکہ بذل درویشاں و دل ریشاں نکرتے نتیجہ یہ ہوتا کہ خلائق اہل بیت سے دنیاوی فائدہ اُٹھا کر اُن کا دم بھرنے لگتی اور ایک روز خلفاء ناجائز کو مصیبت عظیم کا سامنا ہوتا اُنھوں نے اہل بیت نبوی کو اس قابل ہی نہ رکھا کہ کوئی دنیا دار اُس طرف رخ کرتا خمس جو بنی ہاشم کا خاص حصہ تھا اُسکو اہل بیت سے روک دیا۔ جس کے خاندانی

بنوی مبتلائے فاقہ کشی و مفلسی ہوکر مدینہ کی یہود و نصاریٰ کی محنت و مزدوری کرنے لگا۔ شیخین نے
اہلبیت کی تنگی معیشت میں یہ کوئی نئی کارروائی نہ کی تھی ہر بادشاہ کا قاعدہ ہے کہ پہلے حکومت
سابق خاندان کو تباہ و پریشان کر لیتا ہے تب اپنا وقار جماتا ہے چونکہ شیخین سلاطین دنیا سے تھے
لہٰذا اون کا ایسا کرنا حسب خیالات سلطنت کچھ بیجا نہ تھا۔ اگر وہ دیندار ہوتے تو اہل بیت کو
باتباع حدیث ثقلین اپنا پیشوا بناتے اور خود فدویانہ وفاداری سے انکی معیت و دوستی میں ترویج
اجرائے احکام اسلام کوشش کرتے۔ مگر انھوں نے تو اول ہی وہ چال چلی کہ مسلمانوں کی نگاہ میں
اقتدار خاندان نبوت مطلق نہ رہا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ کسی نے کوفہ میں تلوار کھائی کوئی مدینہ میں
زہر سے شہید ہوا کوئی کاظمین میں کفن پوش ہوا کسی نے طوس میں زہر آلود انگور کھائے
کوئی سامرہ میں نوشش فرمائے زہر ہوا۔ کوئی مع اٹھارہ بنی فاطمہ کے تین دن کا بھوکا پیاسا
زمین کربلا پر بصد سختی شہید کیا گیا اگر حضرات شیخین اصلی حقداران حکومت کو بالائے طاق
نہ بٹھاتے تو خاندان رسالت کے مسلمان یہ حالت نہ بناتے اس باب میں زیادہ غور کرنے کی
ضرورت نہیں زمانۂ حال میں دیکھ لو جن خاندانوں سے سلطنت لی گئی ہے اُن کی ذریت کا
کیا حال ہے۔

بصورت دوم اگر فدک چھوٹا سا قطعہ تھا

بقول جناب حیرت اگر فدک درحقیقت کوئی بڑی جائداد نہ تھا اور محض تھوڑی سی زمین تھی کہ
جس میں چند درختان خرما تھے تو جناب ابوبکر پر اور بھی سخت الزام وارد ہوتا ہے کہ تمام ملک عرب
دبا کر صبر نہ آیا سیدزادی کی تھوڑی سی زمین کو بھی نہ دیکھ سکے ایسے بادشاہ کے سامنے جن کے
تحت میں ایک بھاری ملک تھا چھوٹے سے قطعہ کی کیا حقیقت تھی وہ بڑی سلطنت جس کے وہ
بادشاہ ہوگئے تھے آخر فاطمہ ہی کے باپ کی پیدا کی ہوئی تھی گو اُس زمین میں حسب عقیدۂ اہل سنت
فاطمہ کو کوئی استحقاق بھی نہ تھا تب بھی ابوبکر کو زیبا نہ تھا کہ یتیم سیدہ کے ساتھ ایسی سختی کرتے
بلکہ بعض حضرات اہل سنت وخصوصاً مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولف ہدیۃ الشیعہ و بانی

...دیوبند نے یہ جواب دیا ہے کہ ابوبکر مجبور تھے اگر فاطمہ کو فدک دے دیدیتے تو لوگ اُنپر
بدگمانی کرکے یہ خیال کرنے کی گنجایش نکال لیتے کہ خلیفہ نے فاطمہ کی رعایت کی ہیں ابوبکر نے اپنی
ذات کو الزام جنبہ داری سے بچایا نیز یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ابوبکر ایسا کرتے تو زمانہ آیندہ کے
حاکمی مفتیوں کے ہاتھ میں رعایت و مروّت کرنے کے لئے ایک سند آجاتی حقیر عرض کرتا ہے کہ
جناب ابوبکر اس وہم کا دفعیہ اسطرح کرسکتے تھے کہ صحابہ سے فرمادیتے کہ دیکھو بھائی اس شہزادی
کو فدک لینے پر اصرار ہے چونکہ بعد رسول اُنکو شرعاً اُن کا ترکہ نہیں پہنچ سکتا اور ہم سب اُس کے
مالک ہیں دو چار بیگہ زمین کا معاملہ ہے سب اپنا اپنا حق انکو بخش کردیویں یہ سنکر تمام صحابہ کہتے
کہ واقع میں خلیفہ بڑا عادل ہے رعایت و مروّت کے گرد نہیں پھرتا۔ یقین ہے کہ سب بخوشی
اپنے اپنے حقوق اُس قلیل جائداد سے اُٹھا لیتے۔ رسالہ نجادیہ میں حقیر نے اس بحث کو بتشریح
کے ساتھ لکھا ہے۔ حقیقتاً جناب ابوبکر سے یہ ایسی کارروائی ہوئی ہے کہ عقلاء اہل سنت آج تک
دانت پیس رہے ہیں کہ خلیفہ جی نے بڑھاپے میں یہ ایسا داغ کھایا کہ جس کا مٹنا مثل
نشانات چیچک ممکن نہیں۔ جہلاء اہل سنت کی بابت تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ وہ لوگ اکثر
وضعاً چھوٹی قوم کے ہوتے ہیں اور سوائے گوشت کھانے کے یا جھگڑے قصے پیدا کرنے کے
اور کچھ نہیں جانتے مگر امرایان اہل سنت جنکو ریاست و حکومت حاصل ہے وہ شیخین کی اس سخت
کارروائی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ بخلاف ابوبکر سیدہ کی طرفدار بنجاتے ہیں دیکھو
عمر ابن عبد العزیز نے جسکو تمام حضرات اہل سنت عادل و ثقہ جانتے ہیں فدک کو ملکیت فاطمہ
سمجھکر سادات کی طرف رد کردیا تھا اسموقعہ پر مجھکو ایک پرانا قصہ یاد آگیا لہذا اُس کا
بیان خالی از لطف نہ ہوگا۔ پٹھان صاحبان سادات سے طبعاً محبت رکھتے ہیں اور حسن
عقیدت سے اُن کا بہت ادب کرتے ہیں چونکہ یہ قوم فطرتاً بہادر اور جوشیلی ہوتی ہے۔ لہذا
غصہ کے وقت کسی کے مرتبہ کا خیال نہیں کرتے اور جو دل میں آتا ہے کرگذرتے ہیں۔ مگر سادات
سے اگر کوئی بات خلاف طبیعت دیکھتے ہیں تو نہایت ادب سے غصہ کو تھوک کر کہدیتے ہیں کہ آپ

ہمارے آقا زادے ہیں۔ ہم کو یہی زیبا ہے کہ آپ کا احترام کریں الغرض جب نواب نجیب الدولہ والی نجیب آباد کے دربار میں سیدہ کے دعوے اور ابوبکر صاحب کے فدیے کا ذکر ہوا۔ خان موصوف نے تمام واقعات سنکر نہایت جوش اسلام سے کہا کہ سنو بھائی مسلمانوں ملک و دولت تو آنے جانے والی چیز ہے اگر سیدہ مجھ سے خواب میں میرے اولاد کو اپنی کنیزی میں طلب فرمائیں نعوذ باللہ تو میں اپنے پیارے بچوں کے گلے میں طوق غلامی ڈالکر سادات رفیع الدرجات کے دروازہ پر بھیجدوں مجھکو وہم ہوتا ہے کہ شاید حضرت حیرت اس قصہ کو سنکر یہ کہدیویں کہ پرانے زمانہ کی بات کا جو کہ بطور ایک حکایت کے ہے کیا اعتبار ہے لہذا میں زمانہ حال کے ایک پاک طینت سنی کا پتہ دیتا ہوں وہ ایسے ذی عزت عالم ہیں کہ شمس العلما کے معزز خطاب سے عزت پائے ہوئے ہیں اور خاص دہلی کے رہنے والے ہیں جہاں مرزا حیرت رہتے ہیں۔ وہ کون۔

عالیجناب ڈپٹی نذیر احمد خانصاحب بہادر موءلف مراۃ العروس و توبۃ النصوح وغیرہ صاحب ممدوح الصدر رویائے صادقہ میں بعد ایک طولانی عبارت کے لکھتے ہیں کہ اگر سیدہ کا مقدمہ میرے سامنے پیش ہوتا تو مجکو اسلام اس کے دشمس کردینے پر قلم نہ اٹھانے دیتا۔ میں تو اپنے نبی کی بیٹی کے قلب صدمہ رسیدہ کو اخراج دعوے سے اور رنجیدہ نکرتا ضرور ڈگری دیدیتا۔ تعجب کہ اس دور تر زمانہ کے سنیوں کا یہ عقیدہ ہو کہ محض خاندان نبوت کے فضائل سنکر جان و اولاد قربان کرنے پر آمادہ ہوں اور جن لوگوں نے رسول مقبول کی صحبت اٹھائی (الفاطمۃ بضعۃ منّی) کہتے ہوئے سنا وہ ان کے املاک ضبط کریں بلکہ اس سے بڑھ کر ان کے گھر جلانے پر آمادہ ہوجائیں معلوم ہوتا ہے کہ شیخین اور ان کے طرفداران کا ایمان نہایت سنگین و فولادی تھا اور اس زمانہ کے بعض مسلمانوں کا دل موم صفت ہے جناب حیرت البتہ مثل خلفاء ایک پر جگر و سنگین طبیعت معلوم ہوتے ہیں ان کے اجلاس میں اگر یہ مقدمہ دائر ہوتا تو سوائے ضبطی فدک بجرم بالزام دعوے بیجا اہلبیت سے کیا قانونی سلوک کرتے الحاصل اگر فدک بڑی جائداد تھی۔ یا چھوٹی اس کے ضبط کرنے سے حضرت ابوبکر کسی طرح سخت و شدید اعتراض سے نہیں بچ سکتے۔

امر دوم در باب فدک خلیفہ ابوبکر و حضرت زہرا کے باہم کوئی معاملہ پیش ہوا یا نہیں

چونکہ مرزا صاحب فدک جیسے مشہور و معروف معاملہ پر خاک ڈال کر محض ذہنی بنا رہے بہ نظر حفاظت ابوبکر اس قضیہ کو بے سر و پا قرار دیتے ہیں اور صرف اس کو ایک قصہ کہانی سمجھ کر بے اصل قرار دیتے ہیں لہذا مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے اس کی اصلیت ظاہر کر دیجائے کہ فدک کیا چیز تھا رسالتمآب کے پاس کیونکر آیا سیدہ تک کیسے پہنچا۔

مقصد اقصیٰ انہیں لکھا ہے۔ یعنی گویند حضرت رسالت بسوئے فدک حضرت امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بردست امیر المومنین واقع شد بر آن نہج کہ امیر قصد ایشاں نکنند و حوائط خوص از آں حضرت باشد پس جبرئیل فرود آمد و گفت حقتعالیٰ می فرماید کہ حق خویشاں بدہ رسول اللہ فرمود کہ خویشاں کیستند و حق ایشاں چیست جبرئیل گفت فاطمہ ہست حوائط فدک را بدو بدہ و آنچہ از آں خدا و رسول است در فدک ہم بدو بدہ پیغمبر علیہ السلام فاطمہ را بخواند و برائے وے حجتے نوشت و آں وثیقہ بود کہ بعد وفات رسول اللہ علیہ الصلواۃ والسلام پیش ابوبکر آورد و گفت این کتاب رسول خدا است کہ برائے من و حسن و حسین نوشت اس عبارت سے غالباً اہل انصاف کے اذہان صافیہ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ فدک بالفرور ایک چیز تھا اور رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام کے قبضہ میں بلا جنگ کئے ہتھیار اُٹھائے گھوڑے دوڑائے ہوئے بر وئے صلح آیا تھا اس طرح جو چیز نبی کے پاس آتی تھی اُسیں سپاہی پیادوں جنگی سواروں کا کوئی حق نہ تھا وہ لوگ اسی مال سے حصہ پاتے تھے جس کو لڑ بھڑ کر غنیم سے حاصل کرتے تھے ایسے مال کو جیسا کہ فدک تھا قرآن پاک میں مال فی فرمایا گیا ہے چونکہ اہل لشکر کا اس میں کوئی حق نہ تھا لہذا آنحضرت نے حسب مفاد عبارت مقصد اقصیٰ سیدہ کے نام بحکم خدا اُنکو ہبہ کر دیا اکثر علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ جناب فاطمہ نے ابوبکر کے اجلاس میں ہبہ فدک کا مقدمہ دائر کیا خلیفہ نے وقوع ہبہ پر شہادت طلب کی حضرت علی و اُم ایمن

و حسنین و ام کلثوم دختر جناب امیر نے گواہی دی اُن تمام کتابوں کے نام جنمیں یہ اور شہادت
کا ذکر ہے بخوف نے رسالہ اصل الحقیقت بعد الحقیقت میں لکھدئے ہیں اور رسالۂ تقریر دلپذیر
میں اس واقعہ کے متعلق ایک دلچسپ گفتگو کی ہے اس جگہ یہ کی بابت خواجہ نصر اللہ کابلی کا بیان
کتاب صواقع سے پیش کیا جاتا ہے یہ وہی صواعق ہے جس کو حیات تازہ دے کر شاہ عبد العزیز
صاحب دہلوی نے عربی سے فارسی میں منقلب کیا ہے اس کتاب کی جلالت شان اس سے زیادہ کیا
ہو سکتی ہے کہ تحفہ عزیزیہ کا مخرج ہے شیعہ جو صواعق کا ترجمہ تحفہ کو بتلاتے ہیں اُس سے اُن کا
یہ مطلب ہے کہ شاہ صاحب کو جو سنیوں نے بڑا پیر اور فاضل کامل سمجھ کر تحفہ کو حرز جان بنایا ہے
یہ دراصل اُن کی قوت دماغی کا نتیجہ ہے بلکہ وہ مترجم ہیں مصنف نہیں چنانچہ شاہ صاحب کے
شاگرد رشید رشید الدین خانصاحب نے شوکت عمریہ میں اسکو تسلیم کر لیا ہے لکھتے ہیں از جوں کتاب
صواقع بر طرز بدیع واقع است لہذا کتاب خود را بر نسق آں تالیف کردہ ترتیب اکثر ابواب ذکر
نجم الزاہبہ بر نسق آں عمل آوردہ لہذا بعض مضامین تحفہ با بعض مضامین صواقع مماثل و نسق
یکدیگر مشاکل گشتہ اگوکہ رشید الدین صاحب نے بلحاظ حق استادی صاف لفظوں میں یہ اقرار
نہیں کیا کہ تحفہ صواقع کا ترجمہ ہے مگر اس پیچیدہ عبارت سے اہل فہم بلا دقت سمجھ سکتے ہیں کہ اکثر
ابواب تحفہ و نجم الزاہبہ کی بابت رشید الدین صاحب نے صریح طور یہ اقرار کر لیا کہ بطرز صواقع
ترتیب پذیر ہوئے ہیں۔ پس ایسی کتاب کی بابت جو کہ بقول رشید الدین صاحب طرز بدیع پر
واقع ہوئی ہو اور جسکا ترجمہ شاہ صاحب نے کیا ہو۔ کوئی اہل سنت حرف بے اعتباری زبان پر
نہیں لا سکتا لہذا مقدمہ میں علاوہ دیگر علمائے اہل سنت کے خواجہ نصر اللہ کابلی کا بیان
پیش کیا جاتا ہے تاکہ جناب حیرت و دیگر اہل سنت کو سوائے سر تسلیم خم کر لینے کے اور کوئی دوسرا
موقع نہ ملے۔

عبارت صواقع

خواجہ نصر اللہ ابوبکر کے ساتویں طعن کا جو کہ متعلق بہ قضیہ فدک ہے یہ جواب دیتے ہیں انہ منع فاطمۃ

فدک او قد ادعت انه وهبها ایاها فلم یصدقها مع عصمتها فجاءت بعلی وام ایمن
فرد شهادتهما فغضبت عند ذالک و قد قال صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة بضعة منی من
اغضبها اغضبنی و هو باطل لان الموهوب لا یصیر ملکا للموهوب لہ الا بعد تصرف و کان
فی یدہ یتصرف فیہ کما یشاء الی ان قبض نبیہ و لم یرد شہادتهما بل طلب امراءة اخری
لیتم نصاب الشهادة فلو حکم المخالف النص خلاصہ کلام خواجہ صاحب یہ ہے کہ شیعہ جو کہتے
ہیں فاطمہ نے دعوے ہبہ کیا اور علی و ام ایمن کو گواہی میں لائیں ابوبکر نے اُن کی شہادت کو
رد کیا جبر وہ غصہ ہو گئیں اور اُن کا غصہ عین آزردگی رسول ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ابوبکر نے
شہادت پیش کردہ فاطمہ کو رد نہیں کیا بلکہ یہ حکم دیا کہ ایک دوسرے عورت کو حاضر کرو تا کہ ایک
مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے نصاب شہادت پورا ہو کر شل کمل ہو جائے اندریں صورت ابوبکر
کا یہ حکم مخالف آیت نہ تھا حقیر کو اس جگہ یہ گفتگو خلاف موقعہ معلوم ہوتی ہے کہ ابوبکر کا سیدہ سے
شہادت طلب کرنا خلاف تھا یا نہیں اور تنہا حضرت امیر کی گواہی کس رتبہ کی تھی اور ام ایمن کا بیان
عند الشرع کہاں تک قابل مان لینے کے تھا اس بحث میں شیعہ نے وہ موشگافیاں کی ہیں کہ جس
کو مرزا حیرت صاحب نے شروع کتاب میں بایں الفاظ لکھا ہے بڑی تعریف کی قابل یہ بات ہے
کہ جس بحث کو اُٹھایا اُسی کو یا صرتک اچھا نباہا اور ایسا نباہا کہ ایک بے تعصب مورخ ضرور اُس
کی داد دے گا اگر کسی کو اس بحث کے تمام اطراف و جوانب پر نظر کرنی منظور ہو تو فارسی میں
تشئید المطاعن کو جو کہ تحفہ کے باب دہم کا جواب ہے دیکھے اور اردو میں رسالہ تفرد لینیہ
مولفہ حقیر کا ملاحظہ فرمائے غرضکہ خواجہ نصر اللہ مولف صواقع کے بیان سے یہ بات بخوبی ثابت
ہو گئی کہ فاطمہ نے بحضور ابوبکر ہبہ فدک کا دعوی کیا علیؑ و ام ایمن نے گواہی دی مگر خلیفہ صاحب
نے بایں وجہ کہ شہادت کامل نہ تھی مقدمہ ڈسمس فرما دیا شاہ صاحب نے تحفہ میں انکار کیا ہے
کہ سیدہ نے بروے ہبہ یہ دعوی کیا ہے اور علیؑ اور ام ایمن نے اُسپر گواہی دی محض شیعہ کا دھوکہ
ہے جو اپنے افترا کرتے ہیں کاش وہ اپنے استاد کی اُسی کتاب سے سبق لیتے جس کا ترجمہ کیا ہے تو

انکار کرنے میں جرأت بحرنے عجب ہے کہ استاد صاحب دعوی ہبہ وشہادت پر سب باتوں
کی تصدیق فرماتے ہیں اور شاگرد رشید اُس سے منکر ہوکر بیان ہبہ میں شیعہ کو مفتری ظاہر کرتے
ہیں اُسی طریق عزیزیہ پر مرزا صاحب گرم قدم ہوئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں ممکن ہے کہ حضرت
بی بی فاطمہ نے اپنے پدر بزرگوار کا سمجھ کے اُسکو اپنے قبضہ میں لانا چاہا ہو اور حضرت ابوبکر صدیق
نے اس بنا پر انکار کردیا ہو کہ انبیاء علیہ السلام کی میراث نہیں بٹا کرتی اتنا تو قرین قیاس معلوم
ہوتا ہے باقی جسقدر ہے وہ کہانی ہے۔ مرزا صاحب نے دعوی وراثت کو تو تسلیم کرلیا ہے کے
ان کا ملہ کو ایک قصہ اور کہانی بتلایا خیر اس ہم غنیمت ہے ہم تھوڑی دیر کے لئے بپاس خاطر مرزا صاحب
فرض کئے لیتے ہیں کہ ہبہ پر کوئی جھگڑہ نہیں ہوا اور ۲۷ کس علماء اہل سنت و خواجہ نصر اللہ کابلی
جنہوں نے مقدمہ ہبہ اور شہادت علی و حسنین و ام ایمن وغیرہا کا ذکر کیا ہے سب مفتری و دروغگو باز
وقصہ و کہانی کہنے والے تھے۔ مگر مرزا صاحب پر لازم تھا کہ وراثت ہی کے جھگڑے پر غور خانہ نظر
ڈالتے کہ جس وقت جناب سیدہ نے اپنی ذات کو نبی کا واحد وارث قرار دے کر فدک کی واپسی کا
استغاثہ کیا تھا اُس وقت اُن کے اور خلیفہ اول کے باہم کیا گفتگو پیش آئی تھی آیا بقول اجماع
حدیث لا نورث ، آپ خاموش ہوکر سررشتہ عدالت سے واپس چلی آئیں یا کچھ ہاں چوں لا
نعم رد و انکار کیا تھا۔ مرزا صاحب کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ صرف اتنا ہی قابل قیاس
ہے کہ فاطمہ نے فدک کو اپنے باپ کا مال سمجھ کر قبضہ میں لانا چاہا اُسپر ابوبکر نے جواب دیا کہ نبیوں
کی میراث نہیں بٹا کرتی چلو چھٹی ہوئی۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب کی تحقیقات محض ذاتی خیالات
پر ہے اگر مذہبی کتابیں دیکھکر مورخ و محقق ہونے کا دعوی کرتے تو غالبًا قیاسی ٹٹو نہ دوڑاتے
حقیر مرزا صاحب کو سمجھائے دیتا ہے کہ اول حضرت ابوبکر نے اپنی نرم مزاجی و سادگی طبیعت
سے واگذار فدک پر ایک وثیقہ لکھدیا تھا اُسوقت اُن کے ایک مشیر دولت جناب عمر کہیں گئے ہوئے
موجود نہ تھے جبکہ سیدہ وہ پروانہ لے کر دار الانصاف سے باہر آئیں راستہ میں عمر صاحب نے
سند کو دیکھکر گھبرا گئے کہ یہ کیا غضب ہوا یہ بوڑھا میری تمام محنتوں کو برباد کئے دیتا ہے

بعد بیعت کی سند ہاتھ سے لیکر چاک کر ڈالی اور بزرگ خلیفہ کو انھیں دکھلانے لگے کہ ملک میں فساد ہو رہا ہے
ہر طرف بغاوت کی خبریں آ رہی ہیں جنگی سپاہ کو روپیہ اور سامان حرب و ضرب کی ضرورت ہے
آپ بیٹھے بیٹھے گھر لٹا رہے ہیں۔ اگر یہی داد و دہش ہے تو اس دوکان کا کبھی نہ کبھی ضرور دیوالہ نکلے گا۔
چونکہ حضرت اول بقول عمر ناگہانی طور پر بلا شورہ اہل حل و عقد محض جناب دوم کی عاقلانہ تدابیر سے
بلا کسی استحقاق کے خلیفہ ہو گئے تھے لہذا اتالیق کی فرمانہ دوراندیشیاں سنکر چپ ہو رہے اور چپ بھی یہ
یہیں ہو کر اتنا نہ کہسکے کہ شاہی فرمان کے چاک کرنے کا آپ کو اختیار تھا سبط ابن جوزی نے مرآۃ الزمان
میں جو عبارت متعلق مضمون بالا یعنی شق سند لکھی ہے اسکو ہدیہ نظر کیا جاتا ہے قال ابن الحسین
رضی اللہ جاءت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابابکر وھو علی المنبر فقال
فاطمۃ من ابوبکر انی کتاب اللہ ان ترثک ابنتک ولا ارث ابی فاستعبر باکیا ثم قال بابی
ابوک و بابی انت ثم نزل فکتب لھا بفدک ودخل علیہ عمر فقال ما ھذا فقال کتاب کتبتہ
لفاطمۃ بمیراثھا من ابیھا قال فماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر
عنہ الکتاب فشقہ

تنبیہ عوام اہل سنت جن میں حضرت حیرت بھی داخل ہیں فدک میں چند درختان خرما خفیف المالیت
بتلایا کرتے ہیں۔ اگر در اصل اوسمیں دو چار درخت ایسے ہی تھے کہ جن کی آمدنی روپیہ دو روپیہ سالانہ
تھی تو عمر نے خلیفہ اول سے یہ کیوں کہا کہ فماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب یعنی
مسلمانوں کو کیا کھلاؤ گے اور عرب جو تم سے لڑ رہے ہیں ان کو کیا دوگے دو چار روپیہ کی آمدنی پر اتنا
اعتماد و تکیہ نہیں کیا جاتا یہ ناز ایسی ہی آمدنی پر ہوا کرتا ہے جس کی تعداد کثیر ہو عبارت بالا سے سوائے
دیگر مطالب کے ایک یہ مطلب بھی پیدا ہوا کہ فدک کوئی بڑی چیز اور معتدبہ آمدنی کا تھا۔

شرح عقائد نسفی پر مصلح الدین رومی نے جو حاشیہ چڑھایا ہے اسمیں لکھا ہے وصح الارث وفدک
بالمنازعۃ وقع بین فاطمۃ وبین ابی بکر وتشاجر ولم تکلمہ بعد مدۃ حیاتھا یعنی میراث و فدک کی
بابت گر معاملہ ارث و ہبہ میں عداوت بحدے واقع ہو گئی تھی کہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے

تمام مدت حیات ابوبکر سے کلام نہ کیا۔ مرزا حیرت بچشم حق بین ملاحظہ فرمائیں کہ یہی نزاع فدک یہاں تک پہنچا کہ جناب فاطمہ و صدیق میں بغض و عداوت کی بنیاد قائم ہوئی۔ کلمہ و کلام ترک ہوا جنازہ پر انکی اجازت نہ دی نماز میت پڑھانے سے خلیفہ اول روک دئے گئے۔ عجب ہے کہ ایسے سنگین و شدید معاملہ کو مرزا صاحب ایک خفیف و سرسری بات بتلاتے ہیں

امر سوم جناب امیر نے سیدہ کی کچھ اعانت کی یا نہیں

جناب حیرت فرماتے ہیں کہ ہماری عقل نہیں مان سکتی کہ سیدہ پر ایسی سختی ہو کہ گھر کو آگ لگائی جائے اور حمل ساقط کیا جائے جان نذر معرض ہلاکت میں آئے اور جناب امیر باوصف طاقت خیبر شکنی و ذوالفقار بدست ہونے کے کار فرمائے نامردی و بے غیرتی ہو کر اُف نہ کریں اور خاموش ہو کر بیٹھے رہیں۔ اس بات کا جواب کہ جناب امیر نے بغرض واپسی خلافت و حصول امر حکومت خلیفہ اول سے جنگ کیوں نہ کی اور شدائد خانہ سوزی وغیرہ پر صبر و تحمل کیوں فرمایا احقر نے شرح کنز مکتوم میں مبسوط طریقہ سے دیا ہے و دلائل عقلیہ و نقلیہ و مصالح دکھلائے گئے ہیں جو کہ ترک جنگ پر مترتب ہونے والے تھے رسالہ ہذا میں بھی ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت نے اپنی وفات کے بعد شیاطین و ائمہ ضلالت کا متمکن مسند حکومت ہونا ظاہر فرما کر جناب امیر و حضرت حذیفہ و ابوذر غفاری و دیگر صحابہ عظام کو ممانعت بہ جدال و قتال فرمائی تھی۔ جناب حیرت اُن کے معائنہ سے فائدہ حاصل کریں سیدہ کی حمایت و جانب داری و غمگساری میں حضرت علی نے کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا۔ سیدہ کے اعانۃً پر خود بھی گواہی دی حسنین سے بھی دلائی وراثت کے مقدمہ میں جبکہ ابوبکر صاحب نے اپنے کینہ یا دو داشت سے ایک حدیث نکالکر پیش کی کہ انبیا کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ لاوارثی اُن کا مال تقسیم ہوتا ہے تب آپ نے آیات قرآنی سے محاجہ کر کے استدلال بوراثت انبیا کیا۔

کنز العمال میں لکھا ہے عن ابی جعفر قال جاءت فاطمة الی ابی بکر تطلب میراثها وجاء عباس بن عبد المطلب یطلب میراثه وجاء معهما علی ابن ابی طالب فقال ابو بکر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا نورث ما ترکنا صدقة فقال علی ورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابو بکر هو هکذا وانت والله تعلم مثل ما اعلم فقال علی هذا کتاب الله ینطق فسکتوا

والقصہ فقوا خلاصہ مطلب یہ ہے ابو جعفر روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ نے ابوبکر کے پاس اپنا ورثہ طلب کیا اور حضرت عباس نے ایسا ہی کیا جناب علی مرتضیٰ دونوں دعویداروں کے ساتھ اماق خلافت گاہ میں تشریف اُسوقت ابوبکر نے کہا کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ ہمارا ترکہ ہے وہ صدقہ ہے اور اُسکا کوئی حق نہیں۔ پس فرمایا علی نے کہ خدا اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے وورث سلیمان داؤد اور زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ یرثنی ویرث من آل یعقوب یہ سنکر ابوبکر نے کہا کہ اسی طرح ہے اور بجالائے علی مرتضیٰ جیسا کہ میں جانتا ہوں ایسا ہی تم جانتے ہو۔ پس کہا علی نے یہ کتاب خدا ناطق ہے یہ فرما کر خاموش ہوگئے اور گھر کو واپس چلے گئے۔

مرزا صاحب غور فرمائیں کہ علی نے بہ حمایت و جانبداری سیدہ حجت و دلائل پیش کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ ہبہ پر گواہی دی وراثت میں قرآن سے احتجاج فرمایا البتہ جنگ نہیں کی سوائے مجادلت اور تمام قسم کی اعانت فرمائی کیا یہ کوئی ضروری امر ہے کہ جسکا جانبدار ہو اُس کے ہمراہ ہتھیار باندھ کر بھی ضرور جائے۔ چونکہ مرزا صاحب دعوے سیدہ اور اُنکی ناراضگی کو خلاف اخلاق و مغائر معاشرت عرب جانتے ہیں لہذا اُنکو اختیار ہے کہ وہ بجز تمام علماء کو خلاف نویس و غلط گو کہدیویں۔ جنہوں نے دعوے ہبہ و وراثت و ناراضگی و ترک کلام وغیرہ کا ذکر حسب تصریحات بالا اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے نیز بخاری و مسلم شریف کو بھی پایۂ اعتبار سے گرادیویں۔ جنمیں روایات غضب و اقتباع حضوری جنازہ وارد ہوئی ہیں مرزا صاحب جو کہتے ہیں کہ عرب کا بدو ایک مہمان کیلئے دنبا ذبح کردیتا ہے نہ معلوم اس سے اُنکا کیا مطلب ہے شاید یہ ہو کہ سیدہ چونکہ اس ملک کی بدوانی تھیں تو کب ممکن ہوسکتا ہے کہ ایسا مقدمہ برپا کرتیں یہ مثال اگر بحق ابوبکر صاحب وارد فرماتے تو خوب ہوتا کہ خلیفہ نے ایسے مہمان نواز لوگوں کے عہد دولت میں روٹیاں کھائی تھیں جنکی مہمان نوازی اس درجہ پر تھی سیدہ جو کہ سائلہ ہوکر اُن کے اجلاس میں گئی تھیں لہذا لازم تھا کہ خاطر مہمان عزیز سمجھکر کار فرمائے معاشرت عرب ہوتے یعنی بجگہ دو بیگہ زمین قلیل المنفعت اُنکو دیتے پس حسب تصریح بالا ثابت ہوگیا کہ سیدہ نے بروے ہبہ وراثت دعوے کیا مگر ابوبکر نے نہ دیا اور واگذاشت فدک کے وثیقہ کو عمر نے بعجلہ ردی چاک

کردیا اور حضرت ناصر نے سیّدہ کی پورے طور پر کفالت کی۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ ۳۰ تا سطر ۲ صفحہ ۳۱

دوسری بڑی بات یہ دیکھنے کی ہے کہ حضرت علیؓ اور بنت رسولؐ مقبول کی یہ بے عزتی ہو اور ہزاروں مسلمانوں میں ایک شخص کو بھی یہ خیال نہ آئے اور وہ حضرت عمرؓ کو یہ ظالمانہ حرکت نہ کرنے دے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوائے حضرت علیؓ کے ایک شخص بھی مسلمان نہ تھا اور اگر یہ روایت صحیح مان لیں تو پھر حضرت علیؓ کے مسلمان ہونے میں بھی شک ہے کیونکہ انھوں نے باوجود ذوالفقار ہونے کے بنت رسول اللہؐ کی مطلق حفاظت نہ کی اور خاتون محشر کو یہ صدمۂ عظیم پہنچنے دیا ان سب باتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے واقعہ کا وقوع ہی ناممکن تھا اور یہ تمام روایتیں اس عظیم دشمنی کا پتہ دیتی ہیں جو بعد ازاں شیعہ سنیوں میں پیدا ہو گئی تھیں اور جن روایتوں میں حقوق بدرجہا کی دلی دشمنی اور تعصب پایا جاتا ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیرِ مومنان علیہ السلام

اس کا جواب اوپر دیا گیا مرزا حیرت صاحب نظر اٹھا کر دیکھ لیویں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۳۱ تا سطر ۱۰ صفحہ مذکور

معاملۂ فدک :۔ فدک کے جھگڑے میں بھی دفتر کے دفتر سیاہ ہیں طرفین سے فدک کو غصب کرنے اور نہ کرنے کی بہت سی دلیلیں دی گئی ہیں اُن کل اعتراضوں اور اُن کے جوابوں کو قلم انداز کر کے جب ہم فدک کی اصلیت کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں مطلق پتہ نہیں لگتا کہ فدک کیا چیز تھا اور آیا اس کی کوئی اصلیت بھی تھی یا یہ مثل روایتوں کے کوئی فرضی چیز ہے چنانچہ کلینی اور مجالس شوستری وغیرہ میں فدک کو اختلاف سے بیان کیا ہے کسی روایت میں فدک کو باغ قرار دیا گیا ہے اور کہیں فدک کو گاؤں مانا گیا ہے۔ کسی میں فدک کو زمین مزروعہ قرار دی گئی ہے کسی میں فدک کو بڑا شہر قرار دیا گیا ہے جب ایک ہی معاملہ میں اختلاف روایت کی یہ صورت ہو تو ہرگز سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ فدک کوئی چیز ہی نہیں تھا جب ایک ہی بات میں اتنا اختلاف ہے تو وہ

بات سرے سے غلط ہے جب تک کہ کوئی خاص چیز متعین نہ کی جاوے اس پر بحث کرنی فضول ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں علیہ السلام

قضیہ فدک میں۔ کلنک کا ٹیکہ جس کی پیشانی پر لگنا تھا وہ لگ چکا مرزا صاحب کتنا ہی کار دقلم سے کام لیں۔ مگر ممکن نہیں کہ وہ گہرا نشان مٹ سکے جس قدر اس کے مٹانے میں کوشش کریں گے اتنا ہی عمق بڑھتا جائے گا۔ تنہا مرزا صاحب کی رائے سے فدک اور اس کے قضایا موجود نہیں ہو سکتے بڑے بڑے علماء اور خصوص ارباب صحاح کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بخاری و مسلم بحیرمایۂ صداقت سے گر کر جھوٹ کے بانسوں گہرے گڈھے میں گرے جاتے ہیں اگر علماء اہل سنت اپنے اگلے پچھلے عالموں کے گلوئے مبارک میں تمغہ کذب نویسی و غلط گوئی ڈال کر مرزا صاحب کو کرسی صداقت پر بٹھا کر وجود فدک کے منکر ہو جائیں تو ہم غور کریں گے کہ علماء متقدمین کے جھوٹا ہونے سے مذہب اہل سنت کی کیا وقعت رہتی ہے۔

تحریر مرزا حیرت از سطر ۱۹ صفحہ ۳۰۷ تا سطر ۱۶ صفحہ ۳۰۸

یہ بحث کرنی کہ انبیا کی چیزوں اور جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کی وراثت کسے پہنچ سکتی ہے ایک غیر ضروری سی معلوم ہوتی ہے تھوڑی دیر کے لئے اگر ہم تسلیم کرلیں کہ فدک باغ تھا اور علاوہ فدک کے خیبر میں بھی حضرت رسالتمآب کی کچھ زمینیں تھیں اور یہ بھی فرض کرلیں کہ رسالتمآب کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی وارث آپ کی اولاد تھی تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا اس جائداد سے محروم کر دی گئیں کوئی ثبوت ٹھیک طور پر اس کا نہیں ملتا کہ خاتون محشر نے حضرت ابوبکر سے کبھی فدک کا مطالبہ کیا ہو اور آپ نے دینے سے انکار کیا ہو۔ شیعی معتبر روایتوں سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے ابوبکر سے گرم ہو کے یہ کہا تھا کہ اے ابو قحافہ کے بیٹے کیا یہ ہی انصاف ہے کہ تو اپنے باپ کی میراث لے اور میں اپنے باپ کی میراث سے محروم کر دی جاؤں۔ کون اس وقت بیٹھا تھا کہ جس نے

حضرت خاتون محشر کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کوئی روایت ایسی نہیں معلوم ہوتی ہے
کہ آیا حضرت بی بی فاطمہ نے یہ الفاظ بھرے مجمع میں کہے تھے یا ابو قحافہ کے بیٹے یعنی ابوبکر کے
گھر پر جا کے نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اس کہنے پر اور صحابہ کی کیا رائے ہوئی تھی
اور کیونکر اس دعوے کا فیصلہ ہوا تھا عقل باور نہیں کرتی جب حضرت عمر کے ہاتھ سے شیعی
معتبر روایتوں کے مطابق حضرت خاتون محشر کو یہ صدمہ عظیم پہنچ چکا تھا پھر وہ کس امید
پر حضرت ابوبکر سے یہ تقاضا کرنے گئیں اور اگر وہ تشریف لے گئیں تو حضرت علی کے ایسے سخت
دشمنوں کے پاس انکو کیوں جانے دیا یہ ساری روایتیں اپنے غلط ہونے کی آپ شہادت
دے رہی ہیں اور ان پر جرح اور قدح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان علیہ السلام

کیوں جناب میراث انبیاء میں آپ گفتگو کرنا کس لئے غیر ضروری سمجھتے ہیں شاید اس وجہ سے کہ ابوبکر
صاحب کی ایمانداری اس سے ظاہر ہوتی ہے جناب سیدہ کا حضرت ابوبکر سے بصیغہ ہبہ و وراثت فدک
طلب کرنا اور خلیفہ کا واگذاشت فدک پر وثیقہ لکھ دینا اور عمر صاحب کا اسکو چاک کرنا اور جناب اول
صاحب کا متروکات انبیاء پر درباب عدم نفاذ وراثت حدیث پیش فرمانا اور جناب امیر کا بہ ثبوت
جریان وراثت بہ متروکات انبیاء قرآن پاک سے احتجاج فرمانا اور سیدہ کا ابوبکر کے ظالمانہ حکم
سے رنجیدہ ہو کر سد باب کلام کر لینا علمائے اہل سنت کے بیان سے اسی رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے
مرزا صاحب تکلیف گوارا کر کے چند ورق الٹ کر دیکھیں۔ جناب سیدہ کی مطالبۂ فدک گرم کلامی روایات
شیعہ ہی سے ثابت نہیں بلکہ اہل سنت نے بھی ان سب باتوں کو لکھا ہے جو کہ مابین ابوبکر و حضرت
فاطمہ واقع ہوئی تھیں مرزا صاحب کس کس کا منہ بند کریں گے کہنے والے سب کچھ کہہ گئے مصنفوں کے
قلم سے خلاف مرزا صاحب الفاظ چھوٹ گئے۔ اب کیا ہوتا ہے۔ ہاں اگر جناب حیرت زمانۂ سابق میں
وجود پذیر ہوتے تو ہر مصنف کا قلم پکڑ کر کہتے کہ خدارا پیٹ کی بات پیٹ میں رکھو زبان خامہ
پر نہ لاؤ ورنہ فردا یہی آپ کی تسلیم۔ ابوبکر کے تنزل اقتدار کو بالو کی دیوار کی طرح جڑ سے

اُڑادے گی خیر بڑی بڑی کتابیں تو مرزا صاحب کیوں دیکھنے لگے ایک اردو کی کتاب کا نشان دیتا ہوں جو کہ دہلی میں ہر جگہ مل سکتی ہے۔ کتاب دراساۃ اللبیب مصنفہ مولوی معین مطبوعہ کے صفحہ (۱۳) پر لکھا ہے (ابوبکر سیدہ کی ارث فدک میں بر سر خطا ہیں) سوائے ازیں کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبد اللہ محمدی معروف جہاد ساکن موتنص الہ آباد کے صفحہ ۹۰ پر مذکور ہے (ابوبکر جناب سیدہ سے اور عمر حضرت علیؑ سے کینہ رکھتے تھے۔ عبارت بالا سے واضح ہو گیا کہ ارث فدک میں ابوبکر صاحب نے فاطمہ پر زیادتی کی اور خلیفہ اول سیدہ سے رنج رکھتے تھے شاید یہ کدورت بلحاظ ام المومنین عائشہ ہو مگر یہ معلوم حضرت عمر کو جناب امیر سے کس لئے غبار تھا شاید اس وجہ سے ہو کہ بقول اہل سنت وہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد حضرت علیؑ کے داماد تھے در واقعہ ایسے محبوب اور پیارے رشتوں میں یہ بھی مراسم ہوتے ہیں جو کہ حضرت علیؑ اور جناب عمر میں تھے۔ مرزا حیرت متحیر ہیں کہ کون اسوقت بیٹھا تھا۔ جب سیدہ نے کہا تھا کہ ابو قحافہ کے بیٹے تو اپنے باپ کی میراث لے اور میں نہ لوں۔

اے جناب ذرا اپنی کتب صحاح ہاتھ میں لیکر دیکھئے جن میں ان تنازعات کا ذکر ہے اُن علماء کی ارواح پاک سے پوچھئے کہ تم نے کس سے سُنا جو یہ باتیں درج کتب کیں۔ وہ آپ کو جواب دیں گے کہ مجمع مہاجرین و انصار میں جناب سیدہ نے بنظر الزام دہی خلیفہ یہ تقریر کی تھی۔ راویوں کے تسلسل بیان نے یہاں تک ترقی کی کہ ہم نے بھی معتبر سمجھ کر حوالہ قلم کر دیا مرزا صاحب میں آپکو ایسے واقعات کتب اہل سنت میں دکھلاؤنگا جنکا ظہور ہونا حقیقتاً داخل التعجب ہوگا مثلاً حالت تخلیہ میں جناب سرور کائنات کا حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ سے مصروف ہونا۔ لباس آنحضرت سے مظنہ موصوفہ کا منی کے دھبے چھڑانا۔ رسولؐ کے کاندھے پر سوار ہو کر حبشیوں کا ناچ دیکھنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک بات کو بہ تفصیل و حوالہ کتب عرض کرتا ہوں۔

اُمّ المومنین عائشہ سے آنحضرت کا خوش فعلی کرنا

مشکوٰۃ شریف و صحیح ابن داؤد کی کتاب الصوم میں لکھا ہے قالت عایشہ۔ ان النبی کان یقبلها وھو صائم ویمص لسانھا جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی روزے میں مجکو آغوش میں دبا کر میری

زبان کج جو بچہ ہے اس جگہ مجکو یہ اعتراض نہیں کہ نبی بجالت صوم ایسی کارروائی کیوں کرتے تھے شاید بنظر تسکین و انطفائے شعلۂ خواہش معاذ اللہ ایسا عمل کرتے ہوں مگر جناب غیرت غور فرمائیں کہ ایسی پوشیدہ کارروائی کی خبر اہل حدیث کو کیونکر پہنچی وہاں کون دیدبان لگائے ہوئے تھا روزن دیوار سے یہ راز و نیاز دیکھ رہا تھا۔ بہرحال بی بی عائشہ نے خود ہی فرمایا ہوگا کہ نبی مجھپر ایسے فریفتہ تھے کہ روزہ میں بھی نہ چوکتے تھے ع گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی۔ کچھ اوپر ہی اوپر کام بنا لیا کرتے تھے عائشہ کو گود میں بٹھا کر عید و غیر عید کو آنحضرت کا ناچ دیکھنا اور عائشہ کو دکھانا ابوبکر و عمر کا ایسے فعل قبیح پر آنحضرت کو متنبہ کرنا اور آپ کا عذر و لجاجت کرنا اوراق اول میں گذر چکا جناب غیرت غور فرمائیں کہ جب ایسی ویسی تخلیہ کی باتیں طشت از بام ہو کر محدثین کی نوک قلم پر چڑھ گئیں تو قضیہ فدک کے مشہور ہو جانے میں کیا استبعاد لازم آتا ہے۔

تحریر مرزا غیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۴ صفحہ ۳۰ تا سطر ۱۲ صفحہ ۳۹

تمام تاریخی شہادتیں اسپر اتفاق کرتی ہیں کہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت علی میں بہت بڑا اتحاد تھا اور اکثر امور سلطنت بغیر حضرت علی کے مشورہ کے طے نہ ہوتے تھے حضرت عمر کے وقت میں تو حضرت علی بطور میر منشی صدر اعظم یا وزیر اعظم کے کام کرتے تھے اور جب حضرت عمر بیت المقدس تشریف لیگئے ہیں تو گورنمنٹ مدینہ کا چارج حضرت علی کو دے گئے تھے۔ آپ ہی کل امور سلطنت کی انجام دہی فرماتے تھے اور آپ ہی پر تمام معاملات سلطنت کا دار و مدار تھا حضرت عمر کے جوان صاحبزادے بھی موجود تھے لیکن انکو سلطنت میں مطلق دخل نہیں دیا اور حضرت علی کے ہوتے کسی دوسرے کو اپنا جانشین نہیں بنایا کسی تاریخ سے نہیں پایا جاتا کہ حضرت علی اور شیخین میں کبھی کوئی جھگڑا فساد ہوا ہو اور اس سے باہم بدمزگی تک نوبت پہنچی ہو جاتا و کلا کسی روایت میں ایسا نہیں دیکھا اور بات یہ بھی ہے کہ ایسا ہو بھی نہ سکتا تھا حضرت علی شیخین کی ہمیشہ مدح کرتے رہے اور شیخین حضرت علی کی یہ تینوں باہم شیر و شکر تھے اور ان میں کبھی کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ ہمیں شیعوں کی معتبر کتابوں میں

جہاں باہمی دشمنی کی روایتیں ملتی ہیں وہاں دوستی کی روایتوں کا بھی پتہ لگتا ہے شیخین
کی مدح میں حضرت علی کے الفاظ پائے ہیں جن سے ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پہلے شیعی مذہب
کا یہ رنگ تھا کہ وہ کسی صحابی کو برا نہ کہتے تھے بلکہ حضرت علی کو سب سے افضل جانتے تھے جیسا
کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور اسلامی یک جہتی اور اتفاق کا پیرہن
چاک ہوتا گیا قومی دشمنی بڑھتی گئی اور بڑھتے بڑھتے اس نے سخت تعصب کا جامہ پہن کے
ہزارہا طوفان بپا کے کھڑے کر دئے اور ایک ہی کتاب میں ایک جگہ حضرت علی کی زبان
سے شیخین کی تعریف ہو رہی ہے اور اسی جگہ میں دوسری جگہ حضرت سے گالیاں دلائی
جا رہی ہیں یہ عجیب گو مگو کا معاملہ ہے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

چونکہ مرزا صاحب نے ایک بیہودہ بات یعنی اتحاد شیخین و حضرت امیر ثابت کرنے میں اسپ قلم کو خوب خوب
گرمایا ہے لہذا اُن کی تقریر کے فقرات کا اعادہ کرکے جواب دیا جاتا ہے تاکہ ناظرین خوش آئین کے
ذہن نشین ہو جائے فقرہ اوّل تمام تاریخی شہادتیں اس پر اتفاق کرتی ہیں کہ شیخین اور علی میں بہت بڑا
اتحاد تھا افسوس ہے کہ اتنے بڑے دعوے کا ثبوت مرزا صاحب نے تواریخ سے کچھ بھی نہ دیا اگر یہ بات
پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ خلفاء و حضرت امیرؑ میں بہت بڑا اتحاد تھا اور بنیاد محبت پورے طور پر
استحکام پائے ہوئے تھی تو پھر جھگڑا ہی کیا ہے معلوم ہو گا جو جناب شیخین کی امداح سے بدرشتی پیش
آتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ خاندان نبوت کو اُن سے اختلاف تھا۔ ابھی ابھی دو ایک ورق پہلے
دراسات اللبیب مؤلفہ مولوی معین و کتاب اعتصام السنہ مولوی عبد اللہ سے بحوالہ صفحہ دکھلا چکا ہوں
کہ ابوبکر معاملۂ فدک میں برسر زیادتی تھے بلکہ جناب سیدہؑ سے عداوت رکھتے تھے اور عمر بالخصوص حضرت
امیر سے کشیدہ خاطر و آزردہ طبیعت تھے مطبع ہاشمی میں جو قرآن اہل سنت نے چھاپا ہے اس کے صفحہ
۲۰۶ پر آیۂ مبارکہ و نزعنا ما فی صدورھم من غل الی الآخرہ کا یہ ترجمہ دیا ہے۔ و بیرون
آریم آنچہ در سینہ ہائے انسان بود از کینہ خائنہ یعنی آں کینہ ہا کہ در دل بہشتیاں باشد و کینہ غل آنچہ

میان علی و عثمان و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقعہ شد واللہ اعلم۔

ان بزرگواروں کے قلوب صافیہ میں باہمدگر ایسا کینہ پڑا تھا اور بجبرے بنیاد عداوت کو استحکام ہو گیا تھا
کہ زندگی میں رفع نہوا قیامت میں خدا کو محبت سے اسکا تبادلہ کرنا پڑا تعجب ہے کہ علمائے اہل سنت رنج
و عداوت باہمدگر کے قائل ہو کر آیات قرآن سے احتجاج کریں اور مرزا صاحب ذاتی واقفیت سے
منکر ہوں۔ بھلا کسی احمق کی سمجھ میں بات آسکتی ہے کہ عمر سیدہؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر جائیں
سقط جنین کے باعث ہوں وثیقہ فدک کو چاک کریں بروایات مسلم و بخاری سیدہؑ تاحیات خود ان
سے ترک کلام کر کے پس از وفات شرکت جنازہ سے بروئے وصیت روکیں اور حضرت امیرؑ ان سے خوش دل
ہوں ہاں اگر حضرت عترت و دیگر اہل سنت مطاعن کثیر کی مضبوط رسی خلفاء کی گردن سے نکالکر تقیہ تشیع
سے انکو رہائی دلائیں تو اتحاد کا ذکر زبان پر لائیں مسلم و بخاری وغیرہ سے تو یہ آواز آتی ہے کہ بسبب تسلیم
جناب عمرؓ علی شیخین کو کاذب و غادر و خائن و آثم و ظالم و جابر جانتے تھے اور مرزا صاحب فرمائیں کہ
نہیں انمیں اتحاد تھا۔ بڑی پکی دوستی تھی میں ایک ظاہری قرینہ بتلاتا ہوں جس سے ہر عاقل و جاہل
تمیز دے سکتا ہے کہ ثلثہ و حضرت امیرؑ میں کیسا اتحاد تھا اپنے بزرگوں کے دوست اور دشمن کو جیسے
اہل خاندان جانتے اور پہچانتے ہیں ایسا کوئی دوسرا کبھی نہیں سمجھ سکتا اولاد علیؑ میں سادات ہیں
اور ذریت ثلاثہ میں شیخ صاحبان دونوں قوموں کا طرز عمل دیکھئے زمین و آسمان کا تفاوت ہے
سادات عموماً ثلثہ کے برا کہنے والوں میں ہیں انکے چھوٹے بڑے سب یکزبان ہیں کہ خاندان
نبوت پر جسقدر ظلم و ستم ہوا وہ سب شیخین کی بدولت۔ اگر وہ اہلبیت سے حکومت نکال کر اپنے گھروں
میں نہ لیجاتے تو کبھی کسی کو خاندان رسالت پر دست ظلم دراز کرنے کی جرات نہوتی۔ اگر بقول مرزا
عترت حضرت امیرؑ و خلفاء میں صداقت کامل رونق تھی اور انتہا کی یکدلی و محبت باعتبار کردار و افعال
پائی جاتی تھی تو طبقہ سادات کو علی العموم یہ نفرت و بیدلی کیوں پیدا ہوئی پس سادات کا عام
طور پر خلفاء سے برسر عداوت ہونا ضرور اس بات کا پتہ دینے والا ہے کہ انکے خاندانی بزرگ
خلفاء سے غیر متحد تھے ورنہ ممکن نہ تھا کہ تمام عالم کے سادات نسلاً بعد نسلٍ خلفاء ثلاثہ سے مکدر و بغض

رہے - اسجگہ جناب حیرت یہ فرما گئے تھے کہ پیروان پیر غوث اعظم کی اولاد جوکہ سادات ہیں وہ
اکثر بلکہ تمامتر اپنے دادا کو شیخین کی رعیت بتلاتے ہیں اور سوائے اُن کے اور ائمہ کی اولاد بھی ایسی ہی
ہوکہ اپنے اب وجد کو خلفاء کا مطیع فرماں بردار اعتقاد کئے ہوئے ہے اُسکا جواب بسبیل اختصار یہ ہے
کہ مخیف نے رسالہ اصل الحقیقت بردا لحقیقت میں کتب اہل سنت سے ثابت کردیا ہے کہ جناب پیر دستگیر
سید نہ تھے بلکہ ایک رومی الاصل النسل شخص تھے نہ انھوں نے کبھی دعویٰ سیادت کیا اور نہ اُن کے بیٹے نے
تیسری پشت میں اُن کے پوتے ابو صالح نے کہا کہ میں سید ہوں اُسوقت لوگوں نے اُن کا مذاق
اوڑایا کہ یہ برساتی سید کہاں سے پیدا ہوگئے موصوف الصدر سے کہا گیا کہ اپنی سیادت پر شہادت
لائیے تصدیق نسب کا وہ اچھا موقع تھا مگر افسوس ہے کہ کوئی ثبوت نہ دے سکے پس جبکہ حضرت
غوث اعظم کی سیادت کا کمزور درخت جڑ سے اُکھڑ گیا تو اولاد کا کیا اقتدار باقی رہا پیران پیر جناب
معاویہ کو امام حق اور خلیفہ راشد اعتقاد کئے ہوئے تھے حالانکہ بروایات علمائے سنیہ وتسلیم حضرت
حیرت جناب معاویہ حضرت امیرؑ کو گالیاں دیا اور دلایا کرتے تھے جناب حیرت نے گو کہ علیؑ پر تبرہ
کرنیوالوں میں معاویہ صاحب کا نام نہیں لکھا مگر یہ ضرور تحریر فرمایا ہے کہ علانیہ ممبروں پر اُن کو
برا کہا جاتا تھا درحالیکہ دیگر علماء نے تصدیق کی ہے کہ وہ گالیاں دینے والا اور دلانے والا
معاویہ تھا تو غالباً مرزا صاحب کا منشا بھی انھیں سے علاقہ رکھتا ہوگا -
اندریں صورت کوئی احمق آدمی بھی یہ کہنے کی جراءت نہیں پیدا کر سکتا کہ غوث الثقلین سید تھے کیونکہ
سادات کا یہ کام نہیں کہ اپنے اب وجد کے دشمنوں سے محبت پیدا کرکے اُنکو اپنا سردار اور پیشوا
بتلائیں واللہ یہ ننگ سادات کے غلاموں کو بھی گوارہ نہوگا - عوام اہل سنت حضرت محبوب سبحانی
کو حسنی سید کہتے ہیں - حالانکہ رسالۂ اصل الحقیقۃ بردا لحقیقت میں مخیف نے ثابت کیا ہے کہ معاویہ
نے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلایا اور ان کے مرنے پر خوشی کی تکبیریں کہیں اور غایت خوشی کی
سے جامہ میں نہ سمائے - پس کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کا پوتا اپنے دادا کے قاتل
کا مداح وکفش بردار ہو رہے دوسرے طبقہ کے سادات جوکہ غوث الاعظم کی اولاد سے نہیں

اور دیگر ائمہ سے اپنا شجرہ نسب ملاتے ہیں اُن کی بھی بعینہ یہی کیفیت ہے جو کہ اولاد پیران پیر کی
معاویہ صاحب کو بجمیع الوجوہ اچھا بتلاتے ہیں یزید کو جو کہ اُن کے دادا کا مشہور قاتل ہے نشانہ
طعن و لعن سے بچاتے ہیں شیعہ کو دعویٰ بے وراثت میں معاذ اللہ غاصب بہ نفسانیت یا جاہل
مسائل شریعت سمجھتے ہیں اپنے دادا شیر خدا کو علی اور ثلاثہ کو آمر یعنی اُن کا حاکم جانتے ہیں لہٰذا
زمانہ خوب غور کر کے ارشاد فرمائیں کہ اصلی اور صحیح النسب وہ سادات ہیں جو کہ اپنے اجداد کو بعد
رسول مقبول تمام امت کا پیشوا جانتے ہیں یا وہ ہیں جو کہ اون کو ثلاثہ وغیرہا کا رعایا اور تابعدار
اعتقاد فرماتے ہیں اور اُن کے گالیاں دینے والے ہیں زہر کھلانے والوں سے خصوصیت کے
ساتھ دوستی و موالات رکھتے ہیں بحمد اللہ بخوبی ثابت و محقق ہو گیا کہ اپنے خاندانی رموز
سے واقف ہو کر جو سادات کہ خلفاء سے کشیدگی رکھتے ہیں وہ اپنے بزرگوں کی روش پر چلنے والے
ہیں شاید کوئی صاحب نا انصافی و حق پوشی سے یہ کہہ اٹھیں کہ شیعہ سادات بخلاف طریقہ
آبائی عدو شیخین ہیں لہذا اُن کی اطمینان خاطر کے لیے دو ایسے بزرگ سید پیش کرتا ہوں جن سے
سیادت کے نام نے عزت پائی (حسنؑ حسینؑ) صواعق محرقہ وغیرہ جیسی کتابوں میں ذکر آیا ہے بلکہ
شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی تحفہ میں تسلیم فرمایا ہے کہ حسنین شریفین نے حضرت ابوبکر و عمر سے در
حالیکہ وہ اجلاس فرمائے ممبر نبوی تھے ارشاد فرمایا کہ آپ نیچے اتر آئیے یہ جگہ ہمارے باپ کی
ہے آپ کے بیٹھنے کی نہیں مفصل ذکر دلیل الحقیقت میں کیا گیا ہے - کیا حسنینؑ کی نسبت بھی یہ گمان
کیا جا سکتا ہے کہ عبد اللہ ابن سبا جیسے شیطان کے بہکانے سکھانے سے ابوبکر و عمر کو نا قابل
نشست ممبر سمجھ کر نیچے اترنے کی دھمکی دی تھی نہیں ہرگز نہیں بلکہ صاحبزادگان عالی تبار بتعلیم الٰہی
جانتے تھے کہ یہ مقدس جگہ ہمارے باپ کی ہے نہ کہ ان بیجا مقام کرنیوالوں کی یہ حالت تو
اولاد حضرت امیر کی بمقابلہ شیخین تھی اور اب ہے اور تا قیامت رہے گی اولاد خلفاء کا طرز عمل
دیکھئے کہ حضرت امیرؑ کے ساتھ کیسا تھا - کتب تواریخ دیکھنے والوں پر ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ
ابن عمر نے جناب امیر کی بیعت نہیں کی - ہمیشہ معاویہ کے جان نثار و دم ساز رہے یزید کی بیعت

خود بھی کی اور دیگر اہل مدینہ کو بھی رغبت دلائی نیز جو لوگ کہ منکر بیعت یزید تھے اُن کو خوف آخرت دیکر سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کی تحریص کی اون کے چھوٹے بھائی عبد اللہ ابن عمر لشکر معاویہ کے سپہ سالار ہو کر حضرت علیؑ سے لڑنے آئے اور بقاعدہ عرب رجز میں یہ شعر پڑھا۔

شعر انا عبید اللہ من بنی عمر ٭ خیر قریش من مضے و من غبر چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رضوی الجبوری نے بھی الحقیقت کے صفحہ ۲۸ سطر ۱۲ پر اس مضمون کو لکھا ہے تعجب ہے کہ اولاد جناب عمر کو حضرت امیرؑ سے مخالفانہ راہ چلتے ہوئے بلکہ اُن کے سامنے ہتھیار اُٹھاتے ہوئے کبھی یہ خیال نہ گذرا کہ ہمارے والد کے اور ان کے باہم کس قدر اتحاد درجہ کا ربط تھا تحریر بالا سے مثل روز روشن آشکارا ہو گیا کہ مابین حضرت امیرؑ و ثلاثہ بے لطفی رہی اسی اعتبار سے دونوں کی اولاد میں غایت درجہ کی اینچ کھینچ پائی گئی مدام ایک دوسرے کی عدوئے جانی رہے وہی ارث آبائی شیخوں اور سیدوں کو ملا جس جگہ دیکھو دو نو قوم میں عموماً اختلاف مذہب پاؤ گے سنی سید اور شیعہ شیخ تعجب کی نگاہ سے دیکھے جانے کی قابل ہیں کسی تجربہ کار عاقل کا قول ہے اناخلف سنی سید و شیخ شیعہ سنی سیدوں نے ناخلف ہو کر اپنے دادا کو شیخوں کے بزرگوں کا مطیع فرماں بردار و رعایا بتلایا اور شیخ صاحبان نے یہ ناخلفی کی کہ اپنے اجداد کو اُنکا مطیع بتلایا جس کی اطاعت کا شاہان ہفت اقلیم و فرشتگان ملاء اعلیٰ کو فخر ہے حضرت حیرت مضامین اولیں کے سیاق پر نظر کر کے نتیجہ نکالیں کہ شیخین و جناب مرتضوی کا اتحاد ثابت کرنے میں وہ کہاں تک صحیح القول مانے جا سکتے ہیں۔

فقرۂ دوم۔ اکثر امور سلطنت بغیر حضرت علیؑ کے مشورہ کے طے نہ ہوتے تھے حضرت عمر کے وقت میں تو حضرت علی بطور میر منشی صدر اعظم یا وزیر اعظم کے کام کرتے تھے الی آخرہ

ہر عقلمند بادشاہ کا قاعدہ ہے کہ امور سلطنت و جہانبانی میں اُس شخص کو دخل دیتا ہے جس میں پورا مادۂ انتظام ہوتا ہے چونکہ تمام دارومدار ملک وزیر اعظم پر ہوتا ہے لہذا یہ عہدہ اوسی کے تفویض کیا جاتا ہے جس میں کامل طور پر سلطنت کرنے کا دل و دماغ ہو تمام اہل سنت کا یہ اعتقاد بلکہ مذہب ہے کہ جناب

علی مرتضٰی انتظام مملکت کی تمیز نہ رکھتے تھے اُن کو سوائے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے امور سیاسی میں کچھ دخل نہ تھا۔ اگر اس فن میں بھی اُنکو کمالیت ہوتی تو اپنے وقت میں پورا انتظام کرتے سلطنت اسلام کو انکے ضعیف ہاتھوں نے بالکل کمزور کر دیا تھا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب پدر صاحب تحفہ نے ازالۃ الخفا مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی کے صفحہ (۳۳۴) پر جو عبارت لکھی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ ثلاثہ میں جو عنایت الٰہی کو فرح فرح نازل ہوتی تھی وہ علی کے وقتیں بند ہوگئی تھی۔ اسلامی گھڑی کے پُرزے ایسے سست ہوگئے تھے کہ انکی رفتار میں وسیدم کمی پائی جاتی تھی۔ خلفا کے وقت میں جو مفاد آیہ استخلاف تمکین دین ہوئی تھی وہ ان کے وقتیں ایسے درجہ نابود پر پہنچی تھی کہ جیسے مدقوق کی طاقت روز بروز انحطاط پذیر ہوا کرتی ہے تعجب کا مقام ہے کہ ایسے ناتجربہ کار وضعیف الرائے شخص کو حضرت عمر جیسا عاقل و دور اندیش بادشاہ اپنا وزیر اور میر منشی بنائے اور جمیع انتظامات سلطنت ایسے کمزور ناتوبین ڈالدے جس ملک کی وزارت نادان اور کج رائے لوگوں کے قبضہ میں پڑجاتی ہے وہ ملک بالکل تاریک و بے نور ہو جاتا ہے مگر عموماً اہل سنت کہتے ہیں اور خود مرزا صاحب بھی صفحہ (۵۰) سے آگے لکھتے ہیں کہ عہد عمر میں ایسے ایسے انتظام ہوئے کہ سلاطین روزگار کو اُن سے سبق ملگیا۔ صدہا بلاد کفر فتح کرکے بڑے بڑے قلعے اور بتخانے مٹی میں ملا دئے ہر قسم کے قانون عاملین کے محصول لگائے انواع الواع کے آمدنیوں سے بیت المال کو مالا مال کرکے اسلام کے چہرہ سے زنگ کلفت و فلاکت دور کیا عقل باور نہیں کرتی کہ جس سلطنت میں علی جیسے ضعیف العقل بے تدبیر وزیر ہوں وہ دولت حکومت اتنی ترقی پائے کہ حد دنیا توڑ کر اطراف کل جائے۔

قاعدہ ہے کہ جو شخص چھوٹے چھوٹے عہدے پہلے طے کر لیتا ہے اور بعد میں افسر بننے کی نوبت آتی ہے تو وہ آدمی بوجہ تجربہ کاری اُن حکام سے بہت اچھا کام کرتا ہے جو کہ اول ہی اول کرسی حکومت پر بٹھائے جاتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب تحفہ کے باب دہم میں بہت شگفتگی سے تسلیم کر لیا ہے کہ تخمین عمر ابن العلم کی ماتحتی میں بحکم آنحضرت اسواسطے تعینات کئے گئے تھے کہ ابن عاص ایک مرد واہی وحیلہ ور تھا جنگ وجدل کے داؤ گھات اوسکو خوب یاد تھے سرور عالم نے چند روز قواعد سیکھنے کے لئے دونوں کو ماتحت کر دیا تھا کہ فنون جنگ میں خوب ماہر ہو جائیں سلاطین میں یہ رسم ہے کہ پہلے اہل شاہزادہ کو

سپاہی پیادوں میں بھرتی کرکے ازاں بعد دفعداری و جمعداری و رسالداری دیجاتی ہے۔
مطلب یہ ہوتا ہے کہ خوب دھکے مکے کھا کر چست و چالاک ہو جائیں اور اپنی سلطنت میں کسی مشکل کام سے
نہ گھبرائیں ہر دشوار بات کو باسانی سہل کر دیویں۔ بریں بنا چونکہ حضرت امیرؑ عمر جیسے خوش انتظام
بادشاہ کے بقول جناب حیرت وزیر و میر منشی رہ چکے تھے اور تمام امور سلطنت اُن کی رائے سے انجام پذیر
ہوتے تھے۔ پوری تجربہ کاری و فراست و فرزانہ کاری حضرت عمرؓ کی ماتحتی میں اُنکو حاصل ہو چکی تھی
پھر یہ کیا غضب ہوا کہ باین ہمہ اپنے وقت میں اچھا انتظام نہ کر سکے اور ایک قوی سلطنت اسلامی کو ضعیف
و ناتوان کرکے درجۂ نابود پر پہنچا دیا۔ افسوس ہے کہ عمر جیسے اتالیق کی مصاحبت روزانہ اور روشن تاریخ
نے اُنکو کوئی فائدہ نہ دیا عمرو ابن العاص کی اُستادی تو بحق تحقیق ایسی کارگر ہوئی کہ آجتک سُنی صاحبان
اُس مکار و حیلہ ور و فتنہ پرداز کو دعا دے جاتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کو خوب پولیٹکل چالیں بتائی
تھیں جس سے بہت سرگرمی کے ساتھ انھوں نے امورات سلطنت کو انجام دیا عمرو ابن العاص کی تعلیم تو بیشک
اچھا ثمرہ دکھلائے اور جناب عمر کی وزارت و صحبت حضرت امیرؑ کو کوئی فائدہ نہ پہنچائے اگر کسی ماسٹر کی
تعلیم دیے ہوئے طلبہ یا قواعد سکھائے ہوئے رنگروٹ امتحان علمی و مذہبی میں فیل رہیں گے تو یہ کہا
جائیگا کہ ایسے ... نے تعلیم دیا ہے کہ خاک کام نہیں کر سکتے اسیطرح جناب عمر کا مسلمان شکوہ کر سکتے
ہیں کہ انھوں نے علی کو بوقت وزارت کیسی خام تعلیم دی تھی جس سے مہمات سلطنت کی انجام دہی میں
ناکامی ہوئی بقول مشہور الا بلا بر سر ملا حضرت امیرؑ کے زمانہ کی بدنظمیوں کا وبال بھی بر گردن عمر صاحب
کے عہد کی ترقیاں انکو دیکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ علی جیسے ضعیف الرائے اُن کے وزیر نہ تھے اور نہ حضرت عمر
کو وزارت کی کوئی ضرورت تھی کیونکہ عمرو ابن العاص جسکو شاہ صاحب نے تحفہ میں مکّار و حیلہ ور لکھا ہے
ہر وقت اُنکی کمک کو موجود تھا انتظام سلطنت دنیا چالاک اور غدار لوگوں سے قایم و برقرار رہتا ہے نہ
کہ اہل اللہ و پابند شرع شخصوں سے اگر مرزا حیرت و دیگر اہل سنت اصرار فرمائیں گے کہ نہیں حضرت امیرؑ
سلطنت عمر کے وزیر ضرور تھے تو اُنکو ماننا پڑیگا کہ بڑے عاقل و خوش تدبیر تھے اور اُنھیں ایسی اچھی
عقل قدرت نے ودیعت کی تھی کہ ہزار ہا صحابہ میں سے منتخب کرکے حضرت عمر نے اُنکو اپنا وزیر و مشیر

بنایا تھا وہ اپنے خداداد مرتبہ اور تجربہ کار عقل سے بہت اچھا کام لیتے۔ مگر عائشہ و طلحہ و زبیر و معاویہ
وغیرہ نے دخل در معقولات کر کے اُن کے معاملات کو ابتری میں ڈالدیا الغرض جب چلنے نہ دیا۔ علیؑ کے وقت میں
جو کچھ اسلام کو انحطاط ہوا اس کی پہلی جوابدہ عائشہ ہے اور پھر طلحہ و زبیر و معاویہ وغیرہ دیدہ باید
عقلاء اہلسنت کس امر کو تسلیم کرتے ہیں جو نتیجہ عائشہ صدیقہ وغیرہا پر الزام وارد ہوتا ہے۔ غالبًا یہ کہیں
گے کہ مرزا حیرت غلط کہتے ہیں انھوں نے کبھی قلمدان وزارت کو ہاتھ میں نہیں لگایا اُن میں یہ قابلیت
ہی نہ تھی کہ وزارت جیسے عہدہ جلیل کا انجام دے سکتے یہ سب حیرت صاحب کی لفاظی اور سخن تراشی ہے جو
میر منشی و صدر اعظم و دستور معظم وغیرہا لکھتے ہیں عائشہ و معاویہ وغیرہ بالکل پاک دامن و بری الذمہ ہیں۔
اسلام کو جو صدمہ پہنچا وہ سب علیؑ کی سوء تدبیر سے تھا جنہیں سوائے اس کے اہلسنت اور کچھ نہ کہیں گے بنائے مذہب
اہلسنت اسی پر ہے کہ جنگ جمل و صفین میں حضرت امیرؑ کو برسر خطا و باعث فتنہ و فساد سمجھیں اور عائشہ
و معاویہ کو صواب چنانچہ ابن تیمیہ نے جسکو اہلسنت شیخ الاسلام فرماتے ہیں کتاب منہاج میں لکھا ہے کہ
احمد بن حنبل و مالک و ابوحنیفہ اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے کہ محاربہ جمل و صفین میں علیؑ برسر خطا اور باعث
فتن و فساد تھے عبارت طولانی ہے جسکو شوق ہو جلد دوم استقصاء الافحام جواب منتہی الکلام کے صفحہ [illegible]
سطر [illegible] پر دیکھ لیوے الحاصل ناممکن و محال ہے کہ امیر المومنین و امام المتقین و سید الوصیین نے کبھی
نیابت دینی و دنیاوی وزارت میں کام کیا ہو اگر بقول مرزا حیرت ایسا ہوا ہے تو اسلام بھی کوئی چیز نہیں دیکھو
تحفہ کے صفحہ (۱۳۹) پر شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ باتفاق امت ثابت ہے کہ ہدایت امت کیلئے
آنحضرتؐ نے قرآن و اہلبیت کو چھوڑا ہے۔ حقیر عرض کرتا ہے کہ ہرگاہ فی الواقع اور حسب تسلیم شاہ صاحب
امت نبوی قرآن و اہلبیت کے حوالہ کی گئی ہے اور سردار اہلبیت یعنی حضرت امیرؑ نے اپنی ذات کو عمر کے حوالہ
کر کے کرسی وزارت پر نشست اختیار کی اور بالانشینی یعنی صدر مقام کو چھوڑ کر دوسرا نمبر اختیار کیا تو صاف
ظاہر ہو گیا کہ انھیں یہ قابلیت نہ تھی کہ مہمات امت کو سنبھال لیتے۔ نبیؐ کی رائے پر تعجب آتا ہے کہ ایسے شخص کی
تحویل میں امت کو کیوں دیا جسکو انکی روک تھام میں عجز تھا۔ خدا پر بڑا الزام وارد ہوتا ہے کہ ایسا ہی
کیوں غفلت سے تعیین کیا جو نتیجہ اپنے بعد نائب کے انتظام میں غلطی اٹھا گیا عمر صاحب پر بھی حرف آتا ہے کہ

بخلاف حکم رسول ترک ثقلین کرکے مطاع کو مطیع اور امر کو مامور بنایا ایک وزارت تمام اسلام کو ہوا بنا گئی
ہیں وزارت نہ شد قیامت شد شکر خدا تقریر بالاسے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نہ علی وزیر عمر تھے اور نہ شیخین و
حضرت امیر میں اتحاد تھا مرزا صاحب نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ایک بے سروپا
مضمون گھڑا تھا جسکو حقیر نے بوجوہات شافیہ باطل کر دیا جناب حیرت و دیگر اہل سنت جن وجوہ کو دلیل
اتحاد ٹھیراتے ہیں وہ اور ہی باتیں ہیں وزارت اور نیابت سے اُنکو کوئی تعلق نہیں ہے لہذا حقیر وہ
معاملات بھی عرض کئے دیتا ہے تاکہ حیرت صاحب کی تسکین بطرز عجیب ہو جائے اور پھر اُنکو کبھی یہ
کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ شیخین اور حضرت امیر میں دوستانہ تعلق تھا اصلیت یہ ہے کہ جب حضرات خلفاء مسند
اسلام کے مالک ہوئے تو بوجہ بدویت و عادات اہل عرب سوائے مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ کچھ بھی نہ جانتے
تھے اجرائے کار خلافت کے لئے علم کی ضرورت تھی وہ بزرگوار اس سے مطلق بہرہ نہ رکھتے تھے ابتداءً
اسلام میں بیرونی مقامات سے علمی حملے ہوتے تھے علمائے ہر ملت طرح طرح کے سوالات اہم و مشکل بنظر ابطال
حقیقت اسلام پیش کرتے تھے جانشینان نبی یعنی خلفائے ثلثہ اس کو جیسے آگاہ نہ تھے ناچار ہو کر اُنکو
جناب امیر سے رجوع کرنا پڑتا تھا آپ بفور استغاثہ جواب شافی دے کر نفس اسلام کو مخالفین کے اعتراضات
سے بچاتے تھے جس سے معترض حقائق رسالت و خوبی اسلام سے مطلع ہو کر دائرہ ایمان میں قدم رکھتے
تھے عمر صاحب بغایت خوشدلی و فرحناکی سے منہ بھر بھر کر لولا علی لہلک عمر فرماتے تھے بعدیات
اہل سنت حضرت عمر نے عام حکم دیدیا تھا کہ بموجودگی علی مرتضیٰ کوئی شخص فتویٰ دینے میں جسارت
نہ کرے رسالہ دُرّ بے بہا سو تحفہ خود میں حقیر نے اون بعض باتوں کا ذکر کیا ہے جن کے اخلال اور
انکشاف میں عمر صاحب کو عجز ہوا اور حضرت امیر نے صاف کر دیا سوائے سوالات مخالفان بیرونی
خلفاء حضرت علی کو واقف اسرار ملت سمجھ کر جس باب میں مشورہ کرتے تھے آپ صاف طور پر وہی جواب
دیتے تھے جس کا علم اُن کو نبی صلعم سے حاصل ہو چکا تھا جو لوگ کہ رات دن اس گھات میں لگے رہتے
ہیں کہ ثلاثہ و حضرت امیر کا اتحاد و میل و جول ثابت کریں تو اقتدار خلافت قائم و برقرار رہے
وہ جاہلیں ایسی باتیں پیش کر کے کہ علی نے فلاں عالم یہود کا یہ جواب دیا اور اس مسئلہ میں یہ ارشاد

فرمایا۔ عمر صاحب کو فلاں جنگ میں یہ مشورہ دیا انھوں نے لشکر یہ میں یہ جملہ انشا کیا مثبت موالات ہونے رہے ہیں جاننا اور سمجھنا چاہئے کہ حضرت امیر کا بعہد ثلاثہ اعانت اسلام کرنا اور کفار کو جواب و بحر ساکت و مبہوت بنانا باقتضائے محبت خلفا و نہ تھا بلکہ اس برگزیدہ و مقدس دین کی پاسبانی تھی جس کے بیجا طور پر ثلاثہ زمانہ کی کجروی سے متولی ہو گئے تھے حضرت امیر کا منصبی فرض تھا کہ مخالفوں کے حملوں سے دین خدا کو بچائیں کوئی ایسا امر جس سے بیخ اسلام متزلزل ہو نہ پہنچے دیں چنانچہ حسب ضرورت وقت و مقتضائے زمانہ عترت رسول سے ہر ایک نے وہ ہی عمل فرمایا جس کا کرنا ضروری تھا حضرت ائمہ نے جب تصریح اوراق بالا رسالہ ہذا شدائد و جفائے زمانہ پر صبر فرمایا جناب امام حسن علیہ السلام نے اپنے لشکر کی غداری اور بیوفائی ملاحظہ کر کے ملک سے استعفا دیا امام حسین علیہ السلام نے یہ ہی مصلحت سمجھی کہ عالم غربت میں زندگی کا تبادلہ موت سے کریں اور اپنی عیال و صغیر بچوں کو دست اشقیا میں چھوڑ دیں رسالہ چراغ ہدایت میں تحقیق سے اُن وجوہات کو بتصریح ذکر کیا ہے جس سے امام حسین علیہ السلام نے شہادت کو گوارا فرمایا یہی خاندان رسول کی جو جو کاروائی تھی وہ سب بقائے مذہب و انتہائے کلمۂ اسلام کے لئے تھی کسی کی رعایت و جانب داری کو انھیں دخل نہ تھا یقین کیا جاتا ہے کہ واقعات مصرحۂ بالا کو دیکھ کر کوئی عقلمند نہ کہیگا کہ خلفا و حضرت امیر میں دوستانہ تعلقات تھے اور بقول حیرت وہ باہم شیر و شکر ہو کر ایک خاص مزے دار بنے ہوئے تھے جناب حیرت نے اپنی تحریر میں چند جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ نے خلفاء کی تعریف کی ہے اور کتب شیعہ میں اُسکا تذکرہ ہے براہ کرم گستری اُن توصیفات کی فہرست پیش فرمائیں انشاء اللہ اطمینان بخش جواب دیا جائیگا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۸ صفحہ (۳۹) تا سطر ۱ صفحہ

ہم خاص شیعی کتب دینیات سے ان چند روایتوں کو انتخاب کر دیتے ہیں جو حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شیخین کی تعریف میں بیان فرمائی ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ قدیم شیعی راوی کیسے ایمان دار تھے اور انھیں بھی روایتیں کیسے ہم پہنچا جاتی تھیں ۱۰ ان

روایتوں کا زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جب نہ لفظ سنی ایجاد ہوا تھا اور نہ لفظ شیعہ شناسا گیا تھا
سنی کا لفظ پانچویں صدی ہجوی کے اختتام پر ایجاد ہوا ہے اور شیعہ کا لفظ چھٹی صدی ہجری
کے آغاز میں اس سے پہلے اگرچہ ان میں ملکی لڑائیاں ہو چکی تھیں لیکن باہم مذہبی دشمنی نہ پیدا
ہوئی تھی عام طور پر خلفاء بنی امیہ کو غاصب خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن دائرہ اسلام سے کسی کو
بھی خارج نہیں کیا تھا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

بحمد اللہ شیعہ کی کتب قدیمہ سے مدائح شیخین کی وہ روایات حوالۂ قلم فرمائے جن کا تعلق حضرت امیر
کی زبان گوہر فشاں سے ثابت ہوتا ہوا ور پھر جواب سنئے نہایت شکریہ کا موقع ہے کہ خود ارشاد مرزا
صاحب سے جو کہ محققانہ طور پر بقول انکے واقع ہوا ہے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسلامی دنیا میں پانچویں
صدی کے اختتام پر لفظ سنی ایجاد ہوا ہے ہر چند کہ قدامت و جدت سنی و شیعہ کی بحث میں اوپر ثابت
کر دیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ بقول مولوی عبدالعزیز صاحب اور اُن کے شاگرد رشید الدین و ابن حجر
مکی وغیرہ قدیم ہے اور اہل سنت جدید مگر پھر گذارش کیا جاتا ہے کہ جو لوگ از جملہ اہل سنت اپنے
مذہب کو پرانا بتلاتے ہیں وہ آنکھ کھول کر حیرت صاحب کی تحریر دیکھیں جنھوں نے لفظ سنی کا پیدا
ہونا پانچویں صدی میں ظاہر فرمایا ہے نہ معلوم اس سے پہلے سُنی کیا کہے جاتے تھے اور وہ عرف
قدیم جبکہ قبل از سنیت تھا کیا برائی رکھتا تھا جس کو ترک کر کے تسمیہ بہ اہل سنت کیا گیا خیر باعتراف
مرزا حیرت یہ مرحلہ تو طے ہو گیا کہ سنی اسلام میں کوئی قدیم مذہب نہ تھا بلکہ پانچویں صدی کے آخر
میں ایجاد ہوا ہے سنیوں کو اپنی قدامت پر بڑا ناز تھا مگر واہ رے مرزا کیا ہی اپنے بھائیوں کا
سر نیچا کیا ہے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۴۰ تا سطر ۷ صفحہ مذکور

یزید کے بدکار۔ شرابی۔ فاسق۔ اور ظالم ہونے میں شبہ نہیں۔ لیکن حضرت سید الشہداء
حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُسے بھی تو کافر کے لفظ سے نہیں پکارا۔ ہاں یہ ضرور تھا

کر کربلا جانے سے پہلے مدینہ منورہ میں آپ اُس کے چال چلن کی برائیاں کیا کرتے تھے اور اُنکو اس کی یہ شرمناک معاشرت سخت بُری معلوم ہوتی تھی ایک دن امام حسین علیہ السلام بھرے مجمع میں اُس کی برائی فرما رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا کہ کہا کہ میں نے یزید کو ہمیشہ آپ کی تعریف کرتے سنا ہے اور آپ اُنکی برائی کیا کرتے ہیں تو آپ نے بے ساختہ یہ جواب دیا جیسا وہ ہے میں اس کی نسبت کہتا ہوں اور جیسا میں ہوں وہ میری نسبت کہتا ہے ایسا لطیفہ اور منطقی جملہ تھا کہ حاضرین یہ جواب سُن کر بہت خوش ہوئے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر بوستاں

معلوم نہیں ہوتا کہ ایسے رسالہ میں جو کہ بہ ثبوت خلافت شیخین ترتیب پذیر ہوا ہے اس قسم کے قصائص و حکایات لکھنے سے جناب حیرت کا کیا منشا ہے ظاہرا یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ یزید ایسا ذی لیاقت و با انصاف و رتبہ شناس و مودب شیخین تھا کہ ہمیشہ امام حسین علیہ السلام کی تعریف منہ بھر بھر کر کیا کرتا تھا اور امام علیہ السلام ایسے احسان فراموش تھے کہ اپنے مداح و موصف کی مذمت کرتے رہتے تھے مرزا صاحب نے ایک معقول ترکیب اپنے ہم مشربوں کو دکھلایا ہے کہ ہمارا شاہزادہ جناب جعفر بالکل تہذیب کے سانچے کا ڈھلا ہوا تھا بھلا کسی عاقل کی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ جس شخص نے جناب سید الشہدا علیہ السلام کو شہید کرایا ہو وہ آن واحد کے لئے بھی کبھی اُن کا مداح بنا ہو۔ عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو پہلے اُنکی برائیوں کی خواہ وہ فرضی ہوں یا حقیقی ایک فہرست تیار کرتا ہے اور وقتاً فوقتاً اپنے حواشی و مصاحبین کے جلسہ میں اُنکا افسوں جاگزین طبیعت سامعین ہو کر ایک خاص اثر و کیفیت پیدا کر لیتا ہے تب وہ شخص اُس تیار شدہ جماعت کی امداد و تقویت سے اپنے مخالف پر حملہ کرنے کی فکر میں پڑتا ہے یزید ایک مہم عظیم کا ارادہ مند تھا قواعد عقلی کے موافق اسکو لازم تھا کہ اپنے مشیران و خیرخواہ دولت و رعیت و اہل لشکر پر خلوت و جلوت میں الزامات و شکایات کی فرد پیش کرتا کہ دیکھو فرزند رسول جسکا اچھا سمجھنا ہم مسلمانوں کو لازم ہے علاوہ فلاں امر قبیح کے مرتکب ہوتے ہیں مخالف وارث شریعت و عامل بہ احکام خدا و رسولؐ نہ جانکر اطاعت اور

سرکشی پر آمادہ ہیں آپ صاحب بلا عزت خاندانی میرے ساتھ ہو کر اُن کے قلع قمع کرنے میں کوشش کریں اگر بقول جناب حیرت اُن کا مرشد زادہ یزید شبانہ روز مدحت امام میں رطب اللسان رہتا تھا تو بہنگام فوج کشی اہل لشکر اُسکے منہ پر تھوکتے کہ خود جناب اُن کی تعریف کرتے ہیں اور ہمکو قتل کرنے خیمہ لوٹنے گھر جلانے عورات کے قیدی بنانے بچونکو تیر مارنے کھانا دانہ بند کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یزید کا تعریف کرنا بالکل خلاف قیاس و مغائر پالیسی سلاطین ہے مرزا صاحب نے محض بغرض حمایت خلاف شان یزید لکھا ہے بفرض اگر ثابت بھی ہو جائے کہ کسی وقت یزید نے امام کی توصیف کی تھی تو یہ قدرت خدا ہے کہ حق بر زبان جاری ہوا اسکو اعجاز سمجھنا چاہئے کہ دشمن باوصف قساوت اور شقاوت مداح تھا۔ چنانچہ کہا گیا ہے الفضل ما شھدت بہ الاعداء یعنی اصلی فضیلت وہی ہے جس کی دشمن گواہی دے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۸۳ تا سطر ۵ صفحہ مذکور

امیر معاویہ نے باوجودیکہ کئی ہزار درہم کا قرض اُن کا امام حسن پر تھا پھر بھی جب وہ مدینہ آیا کرتے تھے تو علاوہ ہدیوں کے ہزاروں اشرفیاں حضرت امام حسن علیہ السلام کو دے جاتے تھے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا صاحب کیا لکھ رہے ہیں کجا اثبات خلافت شیخین اور کہاں معاویہ کا امام حسن علیہ السلام کو علاوہ تحفہ ہدایا کے ہزارہا اشرفیاں دینا اگر بالفرض کبھی معاویہ صاحب نے مرزا صاحب پرکھوا اور شمار کر کے کوئی توڑا زر سرخ کا بھیجا بھی ہو تو احسان کیا کیا انہی ملک کا محصول تھا جسکو مجبور کر کے اُن سے لیا تھا جناب معاویہ و امام حسن علیہ السلام میں جو مصالحہ ہوا تھا اسمیں شرط تھی کہ اسقدر اشرفیاں سالانہ دیا کریں گے ممکن ہے کہ وہی خراج موعود ہو جسکا دیا جانا مرزا صاحب احسانًا ظاہر کرتے ہیں نہ معلوم حضرت حیرت کو کیسے ثابت ہوا کہ یہ اشرفیاں علاوہ زر مصالحہ کے بطور صلہ ہم دی جاتی تھیں مرزا صاحب کا اس فقرہ سے مقصود امر خلاف بحث کے لکھنے سے ظاہر یہ مطلب معلوم

ہوتا ہے کہ معاویہ ایسے پاکیزہ خصلت اور نیک سرشت تھے کہ ہزارہا روپیہ امام کو مالا مال
کرتے رہتے تھے غرض انکی یہ ہے کہ جہلاء اسلام سمجھ جائیں گے کہ اُن میں کوئی قصہ قضیہ نہ تھا
بلکہ باوجودیکہ مخلصانہ ربط رکھتے تھے رسالہ اصل الحقیقت بردّ الحقیقت میں مصنف نے ثابت کر دیا ہے اور
رسالہ ہذا کے اوائل میں بھی مجملاً ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے جناب امیر کو گالیاں دیں اور لوگوں
سے دلائیں امام حسن علیہ السلام کے مرنے پر خوشی کی تکبیریں کہیں اور انکو زہر دغا سے پلوایا امید ہے کہ
یہ جملہ واقعات رسالہ مذکور میں کتب اہل سنت سے معائنہ کر کے مرزا صاحب سمجھ لیں گے کہ معاویہ کی داد
و دہش ایک مکاری تھی جسکو چالباز لوگ کیا کرتے ہیں مرزا صاحب کوشش فرما رہے ہیں کہ اُن
کے امیر معاویہ ایسے لایق اور فدائے خاندان رسالت تھے کہ امام حسن علیہ السلام کے ساتھ سوائے محبت
کے دست افشانی بھی فرمایا کرتے تھے مگر جبکہ حق طلب اصل الحقیقت میں معاویہ کا امام حسنؑ کو زہر دلانا اور
اُن کے مرنے کی خبر سنکر سجدہ شکر کرنا معائنہ فرمائیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ معاویہ کی ظاہری محبت
صرف عیاری تھی جسکو دنیا طلب بڑے اہتمام سے کیا کرتے ہیں

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۶ صفحہ ۴۰ تا سطر ۵ صفحہ ۴۱

سلطنت کے معاملہ میں لڑائی ہونی کچھ انہی میں نئی بات نہ تھی دنیا کی بڑی بڑی متمدن قومیں
جو اُسوقت موجود تھیں اور جو پہلے گذر چکی تھیں سلطنت کے معاملہ میں خوب لڑ چکیں اور اسی
کو تمدن کا اعلیٰ نتیجہ جانتی تھیں اب بھی یہی کیفیت ہے کہ متمدن اور مہذب یورپ ملک گیری کے
خیال میں لاکھوں بندگان خدا کا خون بہانا کوئی وحشیانہ یا خلاف انسانیت حرکت نہیں
سمجھتا ہے یہ انسانی ذات میں ودیعت ہوا ہے کہ دوسروں پر حکومت کرے اور خود کبھی محکوم
بنکر نہ رہے اس انسانی مادے نے بہت کچھ خون کی ندیاں بہائیں اور لاکھوں گھر بے چراغ
کر دئے آخر صحابہ بھی آدمی تھے اور انھیں بھی وہی اتفاقات پیش آتے تھے جو ہمیشہ اولوالعزم
انسانوں کو اپنی زندگی میں پیش آیا کرتے ہیں جو کچھ اوروں نے کیا وہی انھوں نے کیا اور بہ
حیثیت انسان ہونے کے انھیں ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر سوستان

حضرت جناب مرزا صاحب کی تحریر بالا سے اتفاق کر کے قبول کرتا ہے کہ معاملات سلطنت میں شاہان زمانہ ہمیشہ برابر لڑتے بھڑتے کٹتے مرتے ایک دوسرے کو قتل و غارت کرتے چلے آئے ہیں چونکہ نوع انسان ماتحتی کو خلاف طبیعت جانتی ہے اور حکمراں بننے کو پسند کرتی ہے لہذا خلفاء ثلثہ نے بھی اسی عادت بشری سے کام لیا خود مرزا صاحب کی تسلیم شہادت دیتی ہے کہ صحابہ نے بہ مقتضائے فطرت انسانی وہ ہی کیا جو کہ دیگر خواستگاران تاج و تخت نے کیا اور بہ حیثیت انسانیت انکو ایسا ہی کرنا زیبا تھا میں تعجب کرتا ہوں کہ ہرگاہ جناب حیرت ثلاثہ کو مثل چنگیز خاں و عالمگیر و نادر و رنجیت سنگھ و ٹیپو سلطان و اکبر اعظم وغیرہ شاہان دنیا سے جانتے اور خود تسلیم فرماتے ہیں تو یہ رسالہ بہ ثبوت خلافت شیخین کیوں لکھا ہے کیا سلاطین خونریز اور خلفاء اور اوصیاء انبیا ایک درجہ میں ہیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے بلباس اہل تسنن اہل سنت کے مرشدوں کو ایسا گھٹایا کہ بادشاہان دنیا میں اونکا شمار کیا مرزا صاحب نے ایک فضول اور بیہودہ کتاب لکھ کر ہمارا وقت ضائع کرایا اگر مرزا صاحب کچھ لکھنا چاہتے تو مصلح قوم بنکر محض بطور فیصلہ کے مختصر طریقہ سے مورخانہ حیثیت سے لکھدیتے کہ سنی اور شیعہ میں جو تیرہ سو برس سے خلافت پر جھگڑا چلا آتا ہے اور باوجود کہ صدہا کتابیں لکھی گئی ہیں تو بالکل فضول ہو اخلافت کوئی دینی شاخ نہیں ہے جس کے متنازعین کو پیاری و نفرت بھری نگاہ سے دیکھا جائے بلکہ وہ ایک ایسی سلطنت تھی کہ جیسے چین اور جاپان و بھوٹان کی پس اسکے حاصل کرنے میں اگر ثلاثہ نے اہلبیت پر زیادتیاں کیں گھر جلایا جائداد ضبط کی فدک چھینا تخت لیا وہ حسب ضوابط ملک گیری سب جائز تھا۔ علمائے قدیم اہل سنت نے گو کہ خلافت ثلاثہ کو ڈھکی ہوئی لفظوں میں سلطنت دنیا مان لیا تھا مگر اس طرح بند قبا کھول کر صاف اور صریح لفظوں سے اقرار نہ کیا تھا جیسا کہ جناب حیرت نے بزور تاریخ دانی محققانہ طور پر اب کیا ہے لاچاری سب کچھ کراتی ہے۔ بالو کی دیوار پر کہاں تک پشتہ لگائیں بہوسہ پر کب تک لپائی گھسائی کر کے عیب اندرونی چھپائیں۔ کاش متقدمین شیخین وغیرہ کو خلیفہ نہ لکھتے بلکہ ایک دنیا کا بادشاہ بہ مثل مرزا مان لیتے تو در باب رد و اثبات خلافت جانبین سے نہ کثیر التعداد کتابیں لکھی جاتیں اور نہ سلمانوں

میں عداوت قایم ہوتی جسکا نتیجہ بالآخر ضعف اسلام ہو گیا اور ہوتا جاتا ہے بڑے افسوس سے
لکھا جاتا ہے کہ مرزا ہوقت پیدا ہوئے کاش ایک ہزار بارہ سو برس پہلے بہ سلسلۂ تناسخ جلوہ افروز
عالم ہوتے تو اسلام میں یہ جھگڑا کیوں ہوتا جوکہ اب ہو رہا ہے اوّل ہی اوّل جب مسلمانوں میں در
باب خلافت گفت و شنود ہوئی تھی مرزا صاحب فرما دیتے کہ خلفاء سے بمقابلہ اصلی حقداران سلطنت
یعنی خاندان نبوت کوئی نئی اور خلاف زمانہ کارروائی نہیں ہوئی اعلیٰ درجہ کی متمدن اور مہذب
اقوام کا یہی دستور رہا ہے کہ حصول سلطنت میں خون کی ندیاں بہا دی ہیں اور اتلاف حقوق و تضییع
نفوس کی کوئی پرواہ نہیں کی ہے تا بتدائے آفرینش عالم سے تا اینندم اولوالعزم لوگوں نے جس طرح
کہ مدعیان سلطنت کے گھر بے چراغ کئے انھیں کے قدم بقدم ثلاثہ بھی چلے علمائے قدیم اہل سنت
سے بڑی غلطی ہوئی کہ انھوں نے خلافت نبوی کو بمقابلہ شیعہ آسمانی حکومت قرار دے کر گفتگو کی کاش
بہ مثل مرزا صاحب یادگار سلاطین دنیا انکو مان لیتے تو شیعہ مطلق چون و چرا نہ کرتے گروہ حقہ امامیہ نے
تو اسیواسطے قلم اٹھایا کہ جن لوگوں نے احکام نبی کو نمانا وقت رحلت دافع ضلالت تحریر کو قید قلم میں
نہ آنے دیا اپنے مرشد و خداوند نعمت کو دفن نہ کیا نماز جنازہ نہ پڑھی بادشاہ کون و مکان کے
گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ گئے وغیرہ وغیرہ لہٰذا ایسے آدمی کبھی دینی حاکم نہیں سمجھے جا سکتے شیعہ
انکو مثل ہلاکو و عالمگیر و چنگیز و نادر وغیرہ جانتے ہیں جبکہ وہ فی الحقیقت اور حسب تسلیم
حضرت حیرت تھے بڑے شکریہ کا موقع ہے کہ مرزا صاحب نے مورخ و محقق ہو کر خلفاء ثلثہ کی حقیقت امر
خلافت کو ایسا سمجھا جیسا کہ ایک دیندار مسلمان کو سمجھنا چاہیے تھا ہم بھی تسلیم کئے ہوئے ہیں اور پھر کہتے
ہیں کہ سلاطین ثلاثہ ایسے ہی تھے جیسے کہ اور بادشاہان دنیا ہزار ہا ہوئے ہیں اور ہوں گے تعجب کا
مقام ہے درحالیکہ ہم بھی خلفاء کو ایسا ہی غارتگر اور لٹیرا جانتے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں تو
یہ رسالہ مسمّٰی بہ خلافت شیخین کس کی ہدایت کے لئے لکھا ہے اسکا جواب انکو دینا چاہئے جوکہ ثلاثہ کے
سلاطین دنیا ہونے سے انکار کرتا ہو خدا نخواستہ شیعہ کو تو کبھی انہیں سے انکار ہوا اور نہ اب ہے بلکہ
کہ بچے بچے کا یہ عین مذہب ہے کہ وارث شریعت نبوی خاندان نبوت تھا اور شیخین و بنی امیہ و عباسیہ

وغیرہ پولیٹکل خیالات کے شاہان دینا تھے پس ضرور نہیں ہے کہ چالاک سلاطین کا نام جن کی
ہویاں گلی سڑکر چونہ ہوگئی ہیں داخل وظیفہ کر لیا جائے یا کہ بعض حرکات ناواجب انکو برا سمجھنے والا
مجوم عانبت خراب دیا جائے۔ اگر چنگیز خان و عالمگیر کو جو کہ بمثل جناب ابوبکر و عمر عثمان وغیرہا
شاہان دینا تھے کوئی شخص اچھا نہ جانے تو اوسپر کیا الزام شرعی قایم ہو سکتا ہے شیعہ لوگ
جو من بعض الوجوہ ثلاثہ کو معیوب و مطعون سمجھتے ہیں تو کیوں ملزم قرار دئے جاتے ہیں کیا کسی
راجہ یا نواب یا بادشاہ کے برا سمجھنے سے عند السنیہ کوئی شخص جہنمی قرار دیا جا سکتا ہے ایسا الزام
اسی پر قایم ہو سکتا ہے جو کہ کسی بادشاہ دین سے کجروی کرے چونکہ بقول جناب حیرت ثلاثہ مثل
دیگر اہل دینا تھے لہذا شیعہ کو ان کے اچھے نہ سمجھنے سے اہل سنت کو برا نہ ماننا چاہئے کیونکہ
برے کو برا جاننا کسی مذہب میں برا نہیں ہو سکتا ہزاروں نامی گرامی بادشاہ جو غارتگری اور
خون ریزی کو تمدن کا اعلیٰ درجہ مثل شیخین جانتے تھے دنیا میں گذر چکے ہیں سوائے معدودے
چند کے کوئی نام بھی نہیں جانتا ہے کہ کہاں تھے اور کون تھے جن بادشاہوں کے زمانہ میں کچھ
یادگار واقعہ ہوئے ہیں البتہ انکو لوگ جانتے پہچانتے ہیں دیکھو یزید نے خاندان نبوت کا
خاتمہ کیا جب تک دنیا قایم ہے اس مردود کو بھی لوگ بہ نفرین یاد کئے جائیں گے ایسی ہی قابل
یادداشت حرکات ثلثہ سے معرض وقوع میں آئیں ہیں ان بادشاہوں کا نام بھی تا دور دوران
جس حیثیت کہ ہے چلا جائیگا اسلامی تاریخوں میں جب دیکھا جائیگا کہ نبی کو لڑائیوں میں چھوڑ کر
کسے بھاگ پھرا فی لشکر اسامہ میں کون جانے سے رکا نبوت میں کسکو شک ہوا وصیت آخر نبی کو کس نے
نہ لکھنے دی نماز جنازہ سے کون روگرداں ہوا خانہ فاطمہ پر کس نے آتش بازی کی فدک کس بادشاہ
کے تحت حکومت میں ضبط ہوا اہلبیت نبوی کو کس نے رعیت بنایا قرآن کس کے زمانہ میں جلوائے گئے
عماریاسر کس نے پٹوائے گئے ابوذر غفاری کس عہد میں مدینہ سے عرب کے کالے پانی یعنی ربذہ میں بھیجے
گئے ضرور ہے کہ ہر ناظر کتب و تواریخ امورات متذکرہ بالا کو دیکھ کر سمجھے گا کہ یہ سب باتیں حضرات
ثلاثہ کے عہد کرامت مہد میں وقوع پذیر ہوئی ہیں جب تک کہ اہلبیت نبی کا نام دنیا میں قایم ہے

حضرات ثلاثہ و اشباہہم کا بھی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اولادِ نبی پر مسلمان جانیں قربان کرکے فاتحہ
و نذر و نیاز وغیرہ میں لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں بلکہ سوائے مسلمانوں کے دیگر اقوام حضرات ہنود
و نصاریٰ وغیرہ بھی اکثر ایسا کرتے ہیں ثلاثہ وغیرہ کی کوئی مسلمان نہ فاتحہ دلاتا ہے اور نہ اُن کی
نذر و نیاز کی جاتی ہے مرزا صاحب نے بھی اَدھی کی گزک شنگا کر تو چندی جمعرات کو کبھی فاتحہ ثلاثہ
کے دیے ہاتھ نہ اٹھایا ہوگا تحفہ کے باب ہفتم میں شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے کہ شیخین کی کوئی فاتحہ
نہیں دلاتا اور اہل بیت کے لئے نذر و نیاز کی جاتی ہے بقول اہل سنت جناب عمر و عثمان شہید ہوئے
ہیں اور عائشہ صدیقہ ایک خس پوش گڑھے میں گر کر بہ اہتمام حضرت معاویہ معرض ہلاکت میں آئی
ہیں دیکھو اصل الحقیقت برد الحقیقت مؤلفہ حقیر مگر ہم نے آجتک نہیں سنا کہ ان شہیدوں کے لئے کوئی
بزم ماتم برپا کی گئی ہو اور کسی نے یہ کہکر پتھر سے سر مارا ہو کہ ہائے عمر کا پیٹ پھاڑا گیا عثمان کی
داڑھی جلائی گئی - لاش مقدس انبار خس و خاشاک یعنی جائے مکروہ پر پھینکی گئی - اور کتوں نے اُنپر
بروایت احمد اعثم کوفی و روضۃ الصفا تیز دندانی کی عائشہ گڑھے میں دھکیل دی گئیں اہلسنت
سے تعجب کہ ان شہیدوں کے لئے دانۂ اشک سے مضائقہ فرماتے ہیں سچ پوچھو تو ثلاثہ و عائشہ
وغیرہ کا یاد رکھنے والا بھی فرقہ شیعہ ہی ہے ہر نماز کے بعد جو ہم زیارت پڑھتے ہیں اُنکو ضرور یاد
کرتے ہیں ہمارے بچے بچے کو مع القاب و آداب اُن کے اسمائے گرامی یاد ہیں قصہ کوتاہ جبکہ مرزا صاحب
نے صاف و صریح لفظوں سے تسلیم فرمالیا کہ شیخین باعتبار کردار نمونۂ اعمال سلاطین دنیا تھے اب
مجھکو کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ آیندہ کچھ لکھوں کیونکہ خلافت کی اصلی شان کو مرزا صاحب نے
واضح کرکے دکھلا دیا - مگر تقاضائے احباب مجبور کرتا ہے لہٰذا اوراق مابعد میں جو مرزا صاحب نے
گلریزیاں کی ہیں اون کا عطر کھینچ کر اہل سنت کی خدمت میں بخیال خوشدماغی پیش کیا جاتا ہے

تحریر مرزا حیرت از سطر ۹ صفحہ ۱۱۳ تا سطر ۱۴ صفحہ مذکور

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت امام حسن نے ایک عظیم الشان سلطنت پر جو کسریٰ اور
قیصر کی سلطنتوں سے بھی بڑی تھی لات مار کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور امیر معاویہ کو

کو سلطنت سونپ دی تھی لیکن سب کی طبیعت یکساں نہیں ہوتی حضرت امام حسین نے اپنے بڑے بھائی کی اس حکمت عملی کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور خود اپنے باپ کی خلافت حاصل کرنی چاہی چونکہ آپ کا طریقہ حصول خلافت خلاف مصلحت تھا اور بغیر رشتہ داروں کی مشورہ اور صلاح کے اپنی اکیلی رائے پر نہایت ضد سے ایک کام اٹھا بیٹھے آپ اس میں کامیاب نہیں ہوئے اور دوسرے دعویداران سلطنت کے مقابلہ میں آپ وطن سے دور نہایت بیکسی کی حالت میں شہید ہو گئے آپ کی شہادت ذہ ہو انہ شہادت ہوئی ہے جو قیامت تک یادگار رہے گی اور جب تک ایک متنفس بھی اسلام کا موجود ہے آپ کی شجاعت کی دھاک دنیا میں ہمیشہ شجاعان عالم کو نیا سبق پڑھاتی رہے گی۔

جواب سجاد حسین خاک پائے امیر مومناں

عوام اہل سنت واقعات کربلا کو ایک دنیا کی جنگ قرار دے کر جناب امام حسین علیہ السلام کو کوتہ اندیش وضعیف العقل و رکیک الفہم و ناتجربہ کار کہہ کے رائے زن ہوتے رہتے ہیں کہ انھوں نے یزید کے ساتھ جھگڑا کرنے میں مآل اندیشی نہیں کی بڑے دنی رتبہ اور عظیم القدر بادشاہ کے سامنے کوئی ہیچ فتنہ دنیا تو ان جماعت سے آمادہ پیکار ہو گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی برباد ہوئے اور اپنے ساتھ اہلبیت کو بھی غارت کیا چنانچہ سنیوں کے پیر مغاں مولوی روم صاحب بھی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں ؎

کور کورانہ مرو در کربلا   تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

دیکھئے جناب امام حسین علیہ السلام شاہزادہ کونین کو معاذ اللہ مدعا قرار دیا ہے اور کربلا کے جانے سے لوگوں کو ممانعت کی ہے تاکہ معتقدگان مثل جناب امام حسین علیہ السلام مورد آلام و بلیات ہوں یہ ہی رفتار مرزا حیرت صاحب اختیار کئے ہوئے ہیں گو کہ کھلے لفظوں میں انھوں نے تو یہ حیلہ شہ نہیں کی مگر دبے اور چھپے جملوں میں یہ عذر باور کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے بمخالفت اعزا اپنی ضد سے یہ کام کیا تھا جس کا نتیجہ برا دیکھا افسوس ہے کہ

اہل سنت فعل امام پر اعتراض کرکے اُنکو سفیہ وجاہل و ناعاقبت بیں خیال کرتے ہیں اور جنگ
یزید کو ملکی تنازعہ بتلاکر اذہان خلایق پر حالی کرتے رہتے ہیں کہ شہادت حسینؑ کسی دینی بنیاد پر
واقع نہیں ہوئی جس سے اُنکا کچھ اقتدار سمجھا جائے بلکہ وہ ایک معمولی لڑائی تھی جیسے کہ دو مخالف
سلطنتوں میں بہ طمع ملک ہوا کرتی ہے چنانچہ اکثر اہل سنت جنکو فضل و دانش میں اعلیٰ حصہ ملا ہے
فرمایا کرتے ہیں کہ دو شاہزادے لڑے تھے ایک غالب ہوا اور دوسرا مغلوب حقیر نے رسالہ آفتاب
خلافت میں بہت وضاحت سے بیان کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی جنگ بقاء دین نبوی کیواسطے
تھی نہ کہ حصول حکومت دنیا کے لیے اگر امام حسین علیہ السلام یزید کی بیعت بنظر حفاظت جان تقیۃً
کر لیتے تو اصلی اسلام جس سے خدا و رسولؐ خوش ہیں دنیا میں نہ رہتا صرف گوشت خور مسلمان ہوتے
جنکا ہونا نہونے سے بہتر تھا وہ بہتر واں فرقہ جس کے ناجی ہونے کی رسولؐ مقبول نے خبر دی بہ محض
وقوع شہادت سے ظہور پذیر ہوا تعجّب ہے کہ اہل سنت کے بڑے پیر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
سر الشہادتین میں شہادت حسینؑ کو عین شہادت رسولؐ خدا بتلائیں اور جناب مرزا صاحب اُس کو
سلطنت کا جھگڑا ظاہر کرکے امام مظلوم کو اُن الفاظ سے یاد فرمائیں جنکا قید قلم میں لانا شان اسلام
کا گھٹانے والا ہے سوائے اُن وجوہات کے جو کہ آفتاب خلافت میں بیان کی گئی ہیں اس جگہ حقیر
دیگر وجوہ پیش کرتا ہے جس سے انشاء اللہ ثابت ہو جائے گا کہ اس شہادت میں کوئی دنیاوی
غرض نہ تھا محض تائید دین حق میں سید مظلوم نے اپنے نفس مقدس پر یہ بار برداشت بیعت گوارا
فرمائی تھی مقام غور و تامل ہے کہ ہر شخص اپنے مخالف سے اسی وقت آمادہ جنگ ہوتا ہے جبکہ ہر
عنوان سے اپنی ذات میں قوت غلبہ دیکھ لیتا ہے چنانچہ جنگ سے پہلے فوج کی عمدہ طور پر جانچ
پڑتال کرکے دیکھ لیا جاتا ہے کہ سپاہ کتنی ہے ۔ ہتھیار کیسے ہیں سامان حرب و ضرب کی کیا
حالت ہے رسد یعنی آذوقہ لشکر کہاں تک کافی ہو سکتا ہے دشمن کی تعداد کتنی ہے جبکہ سب امور
سے اطمینان ہو لیتا ہے تب حملہ کرنے کی فکر کی جاتی ہے امام حسین علیہ السلام کے معاملات پر بہ
انصاف نظر کرنی چاہیے کہ اون کی طاقت کس درجہ پر تھی اور مدینہ منورہ سے سفر کرنا کسی جنگی

قصد پر قیاس کیا جا سکتا ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ جس شخص کے ساتھ مسافرت میں صغیر سن بچے اور عورتیں ہوں اور لشکر ہی سوائے ستر بہتر آدمیوں کے جن میں مسن و جوان و خورد سال سب طرح کے داخل تھے زیادہ بھیڑ بھاڑ نہ ہو اسکی بنسبت کبھی خیال نہیں ہو سکتا کہ با ایں سامان و مواد کسی طاقت اور سلطنت کے مقابلہ کو بامید حصول ملک و دولت جاتا ہے وادی دشت بلا میں امام حسین علیہ السلام دریا پر خیمہ زن تھے کہ جفا لشکر شام وارد میدان ہو کر خونخوار حرکتوں سے پیش آنے لگا سب سے پہلا دباؤ یہ ڈالا کہ حضرت کو کمزور اور بے طاقت سمجھ کر نہر سے اٹھا دیا ازاں بعد حضرت کو مجبور کیا کہ یزید کی بیعت کر کے اس کے ہاتھ پر بیع ہو جائیں دینی امور میں اسکے احکام پر چلیں جو سیرت کہ وہ اختیار کرے اسکا بلا چون و چرا بطرز اتباع کریں جیسا کہ امام واجب الاطاعت و مفترض الحکم کا کیا کرتے ہیں آپ کا جواب تھا کہ یزید فاسق و فاجر و شراب خوار و بد راہ کنندہ خلایق ارباب فجور و ضلالت سے بھی ہیں کبھی اسکو شریعت محمدی کا حاکم سمجھ کر زمرہ متابعین میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن مجھکو اس سے کوئی پرخاش نہیں وہ اپنے کردار کا پیش خدا جواب دہ ہے میں نہ لڑنے کے قصد سے آیا ہوں اور نہ اب ارادہ جنگ رکھتا ہوں مجھکو اہل کوفہ نے ہزارہا خطوط لکھکر اسواسطے بلایا ہے کہ احکام خدا و رسولؐ کو بطرز واجب سیکھیں چونکہ ہادی پر واجب ہو جاتا ہے کہ ہدایت طلب لوگوں کو صحیح راستہ بتلائے لہذا میں بغرض ہدایت چلا آیا اگر یزید کو یہ امر ناگوار ہو تو میں مع متعلقین لوٹکر وہی کام کروں جسکو پہلے سے کرتا تھا مجاورت روضہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

عمر ابن سعد گورنر شام نے جواب دیا کہ بلا اخذ بیعت ہم آپکو نہیں چھوڑ سکتے بیعت کیجئے یا جنگ کر کے اپنا خاتمہ کرا لیجئے آپنے فرمایا کہ اگر اسی پر مصر ہے تو مجھکو حراست میں لے کر مجھے یزید کے پاس لے چلو دربار امارت ہم خود اس سے گفتگو کریں گے کہ مجھ سے بیعت لینے کا وہ کیونکر مستحق ہے۔ اگر اسنے اپنا مستحق ہونا ثابت کر دیا تو پھر مجھکو کوئی عذر نہو گا نائب یزید نے جواب دیا کہ نہ آپکو ہم مدینہ لوٹنے دیں گے اور نہ یزید سے ملنے اور بالمشافہ گفتگو کرنے کا موقعہ دیں گے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمکو مجھ سے یہ بدظنی ہے کہ عرب میں رہ کر فتنہ و فساد برپا کر کے حکومت یزید میں خلل انداز ہوں گا تو ملک عرب کو چھوڑ کر صحرا و بیابان یا شہر زنگ میں چلا جاؤں گا میرے ساتھ تعرض نہ کرو میری آزادانہ و غریبانہ حالت پر چھوڑ دو۔ عمر سعد نے جواب دیا

کہ سوائے بیعت کے ہم کسی بات کو نہیں مانتے یا جنگ کرو یا اطاعت - تب آپ نے مجبوراً لڑائی کو محض اپنے
اختیار کیا کہ اپنا نفس بیچ کر جنت میں اعلیٰ مقام کو خرید لیں دنیا میں کوئی ایسا احمق نہیں کہ بھوک اور
پیاس میں لاکھوں آدمیوں کے سامنے مختصر جماعت سے جنمیں بعض ناآزمودہ کار بچے بھی ہوں لڑنے کے
واسطے تیار ہو جائے تواریخ فریقین سے ثابت ہے کہ اس طرف بہتر اور اسطرف ہزارہا سے بھی متجاوز
تھے بفرض محال اگر امام حسینؑ کو بوجہ ناتجربہ کاری بقول مرزا حیرت یزید سے لڑنے پر ضد تھی اور معاذ اللہ
ثم معاذ اللہ ان کی عقل میں فتور تھا تو حبیب ابن مظاہر مسلم بن عوسجہ - زہیر ابن قین - رضوان اللہ تعالیٰ
صحابی اور جناب عباس علیہ السلام سمجھاتے کہ اے حضرت یہ کیا اصرار و استبداد ہے کہ اطاعت امیر شام
اختیار نہیں کرتے ان چند فاقہ کش و ناتوان سپاہیوں کے بھروسہ پر جنمیں بعض بمقتضائے کم سنی ہتھیار
بھی نہیں اٹھا سکتے لڑنا چاہتے ہو اگر بقول مرزا حیرت اس جنگ کا نتیجہ حصول مملکت تھا تو یہ لوگ کہہ
سکتے تھے کہ جناب اس جگہ جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور آپ کو ملک لینے کا خیال ہے - بہتر نظر آتا ہے
کہ صلح کر لیجیے ورنہ مفت میں آپ کی وجہ سے ہم بھی ضائع و برباد ہو جائیں گے اور جناب کے بال بچے اور تمام
مخدرات عصمت و طہارت بھی غارت ہونگے بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ جب فوج اعدا کے زغے
یا قلعے میں کوئی گھر گیا ہے اور رسد و مدد سے مایوسی ہوئی ہے تو اسنے سوائے اطاعت قبول کرنے اور ہتھیار
رکھدینے کے دوسرا طریقہ اختیار نہیں کیا چونکہ جناب امام حسینؑ زیر محاصرہ تھے کوئی بھی امداد کو نہ آسکتا تھا
نیز غلہ بجائے خود رہا پانی کا نام تک نہ تھا تو ایسی حالت میں عقلاً و رواجاً جناب امام حسینؑ پر فرض تھا
کہ بیعت یزید کرکے اپنی اور اہل لشکر کی جان کو بچا لیتے - مگر آجتک کسی مذہب کے مورخ نے نہیں لکھا
کہ آپ کے صحابہ و خویش و یگانہ نے کبھی ایسی مضطربانہ استدعا پیش کی ہو - بلکہ بخلاف اس کے یہ دیکھا
گیا ہے کہ میدان جنگ میں جانے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا ہر شخص بجائے خود یہی چاہتا تھا
کہ دوڑ بڑھ کر اپنی جان دیدوں حالانکہ بقرینہ ظاہری انکو کسی طرح امید نہ تھی کہ ہم کامیاب ہوکر مال
غنیمت لیں گے یا کسی ملک کے گورنر بنیں گے یہ کیفیت تو حضرت کے اہل لشکر کی تھی - جناب حر رضی اللہ عنہ
کو دیکھئے - لشکر شام میں ایک معزز عہدہ دار تھے ہر طرح کی راحت امن و آسایش و دولت و ثروت

وحکومت حاصل تھی مگر سب کو چھوڑ کر حضرت کے طرفدار ہو گئے حالانکہ جانتے تھے کہ اُن کے گھر میں پانی
ودانہ کا نام نہیں اہل عقل غور کریں کہ امارت کو عزت اور راحت کو تکلیف سے بلا کسی خاص سبب کے کوئی
شخص نہیں بدل سکتا ان سببے بالا تر ایک اور بات قابل لحاظ یا بہ خوب ہے جب کوئی بادشاہ کہیں پر فوجکشی
کرتا ہے تو سب سے زیادہ اُس کی کوشش جمعیت کی فراہمی میں ہوتی ہے مگر معلوم کربلا کا معاملہ اہل
دین کے خلاف دیکھا جاتا ہے سنی وشیعہ نے بلا اختلاف کلام لکھا ہے کہ آپ نے تمام ہمراہیوں اور عزیزوں
اور اہل عصمت کو مکرر سمجھایا کہ مجھکو چھوڑ کر تم سب چلے جاؤ یہ لشکر تمہارے نکل جانے پر سد راہ نہ ہوگا۔ بلکہ بجائے
خود میرے مخالف خوش ہونگے کہ حسینؑ تنہا رہ گیا مجھکو سوائے جان دیدینے کے اب کوئی چارہ باقی
نہیں دانشمندان زمانہ سے میں بڑی امید رکھتا ہوں کہ جمیع واقعات معرضہ بالا پر نظر کر کے وہ ضرور یہ
فیصلہ صادر فرمائیں گے کہ معاملات سید الشہداؑ کسی طرح یہ خیال کرنے کی اجازت نہیں دیتے کہ آپکی جنگ کا
نتیجہ حصول مملکت تھا بلکہ ادنیٰ عقل والا کہہ سکتا ہے کہ یہ کوئی خاص بات تھی جسکو دوسرے دعویداران
سلطنت کے ساتھ تعبیر نہیں دیا جا سکتا مرزا حیرت بہت غور سے انصاف فرمائیں کہ واقعہ کربلا کو ملکی
تنازعہ بیان فرمانے سے میزان عقل ودانش وتاریخ نویسی میں اُنکو کہاں تک جگہ مل سکتی ہے بڑی بڑی اولوالعزم
سلاطین دنیا با عہد گر برسر جنگ ہوئے ہیں مگر ہم نے آجتک نہیں سنا کہ کسی مغلوب ومقتول بادشاہ کے لئے
صف ماتم بچھائی گئی ہو سبط رسول کا بلا امتیاز اسلام وغیر اسلام ہمیشہ ماتم برپا ہوتا ہے لاکھوں روپیہ
خلقت خرچ کرتی ہے بعض گھر لٹا دیتے ہیں۔ سخت جگر یعنی قطرات اشک نذر کرتے ہیں جوش بکاء سے
اکثر بیہوش ہو جاتے ہیں اور بعض مر بھی گئے ہیں نہ معلوم یہ خلق خدا کیوں دیوانی ہو گئی ہے جو ایسے
شخص پر جس نے کسی کا کہنا نہ مانا اور ناتجربہ کاری سے ضد کر کے اپنے اور عزیزوں کی جان کو برباد کیا
اشک خونیں بہاتے ہیں ممکن تھا کہ لوگ یہ کہتے کہ امام حسینؑ نے تنہا اپنی رائے سے ایک خلاف عقل ومصالح
مملکت کام کیا تھا اور جیسا کیا تھا اُس کا پھل پایا ایسے شخص پر رونا دھونا روپیہ خرچ
کرنا عبث ہے مگر کیا امکان کہ کسی مذہب کا آدمی سوائے اسکے کہ معلوم ہے جو ہم خاص خیالات صفائی کے تھے نہیں
ہوئے کوئی دوسرا لفظ زبان پر لا سکے یہ حصہ حضرت اہل سنت ہی لکھا ہے کہ سبط رسول الثقلین کی جنگ

یزید میں نا تجربہ کار بتلاتے ہیں واقعہ میں سلطانی اسیکا نام ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تحریر حقیر بلاحظہ فرماکر
مرزا صاحب اپنے خیالات باطل پر اگر زیادہ بھی نہیں تو ضرور کچھ ندامت کش ہوں گے اور پاک طینت اور
معتقدین خاندان رسالت سنی بھی مرزا صاحب کو الفت بھری نگاہوں سے دیکھیں گے مرزا صاحب
نے جناب امام حسن علیہ السلام کی تعریف کی ہے کہ انھوں نے ایک عظیم الشان سلطنت چھوڑ کر جو کسریٰ
اور قیصر کی سلطنت سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی لات مار کر گوشہ نشینی اختیار کر لی اور کل سلطنت امیر معاویہ
کے حوالہ فرمادی افسوس ہے کہ مرزا جیسے محقق و مورخ نے اُن وجوہات کو قلم انداز کر دیا جن سے امام
علیہ السلام نے حکومت پر لات ماری تھی آج تک نہیں سنا گیا کہ کسی جائز بادشاہ نے بلا جبر و اکراہ
احدی خدا داد حکومت سے دست کش ہو کر عزلت گزینی کی ہو آخر اسکا سبب کیا تھا ایک ایک بالشت
زمین پر لوگ کٹ مرتے ہیں اور نہیں چھوڑتے امام معصوم نے اتنی بڑی بادشاہت سے کس لیے دستکشی
کی مرزا کو اس واقعہ کے بیان کرنے سے بوجہ محبت جناب معاویہ شرم معلوم ہوئی - لہذا کچھ مختصر سا
حقیر بیان کرتا ہے اُس زمانہ میں خوارج اور نواصب کا اسقدر زور تھا تھا کہ بقول مرزا صاحب
مسجد صفا و رواق اول علانیہ حضرت امیر کو گالیاں دیجاتی تھیں ہوا لیان آل رسول درجہ نابود پہنچ
گئے تھے تمام عرب میں کفر و نفاق پھیلا ہوا تھا معاویہ چونکہ اس جماعت کے سرگردہ تھے لہذا
حضرت سے آمادہ قتال ہوئے آپ نے قلت اعوان و انصار و عوام مسلمانوں کی کم کیشی پر نظر کر کے مجبوراً
معاویہ صاحب کو عہدہ سلطنت کو ملک حوالہ کر دیا ایسا زمانہ آگیا تھا کہ حضرت امام حسن کے سامنے طرفدار
معاویہ حضرت علی کو بُرے لفظوں سے یاد کرتے تھے تاریخ احمد اعثم کوفی وغیرہ تاریخ سنیہ میں لکھا ہے
کہ وہ عہدنامہ جو مابین امام حسن و معاویہ مرتب ہوا تھا اسمیں یہ شرط پیش کی گئی تھی کہ حضرت امیر کا برا
کہنا خلائق سے چھڑوا دیا جائے مگر معلم خوارج و نواصب نے نہ مانا بمجبوری اتنا لکھا گیا کہ جس مجمع میں
امام موجود ہوں وہاں ناسزا نہ کہا جائے - صاحبان انصاف غور فرمائیں درحالیکہ معاویہ صاحب
سرداران سفیان نے امام حسن علیہ السلام کو یہاں تک مجبور کر دیا تھا اور اُس وقت کے مسلمانوں نے جامہ خروج
و نصب خوب تنگ پہن لیا تھا تو جناب امام حسن علیہ السلام سوائے ترک حکومت جو کہ بلائے جان دوقت

بھی اور کیا کرتے۔ افسوس ہے کہ معاویہ صاحب نے سلطنت لیکر بھی سلسلۂ عداوت و معاندت کو
ہاتھ سے نہ دیا بالآخر زہر سے اُن کا خاتمہ کرا دیا تب چین آیا رسالہ اصل الحقیقت برد الحقیقت میں مجیب نے
وہ روایات کتب سنیہ نقل کر دی ہیں جن میں معاویہ کا حضرت علی کو گالیاں دینا اور دلانا اور امام معصوم
کو جبراً زہر دلوانا درج ہے جناب حیرت نے جو حضرت حسن علیہ السلام کی تعریف کی ہے انکی دو وجوہ بیان
کی جاتی ہیں اکثر اہل سنت تمام آئمہ دوازدگانہ سے صرف امام حسن کی تعریف کیا کرتے ہیں وہ مداحی بہ
صمیم قلب نہیں ہوتی بلکہ انہیں اُن کا ایک فائدہ ہوتا ہے اول معاویہ صاحب کی برادت ہوتی ہے کہ بذریعۂ
صلح ملک عرب کے مالک ہوئے چنانچہ باجماع اہل سنت روز مصالحت سے خلافت معاویہ صحیح و جائز مانی
گئی ہے بیں بانیوجہ کہ امام معصوم نے مجبوری سے اہل سنت کے محبوب بزرگ کو ملک دیدیا معترف رہتے ہیں
اور حضرت علی کو جنھوں نے اُن سے جنگ کی ہلکی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اسی طرح امام حسین نے چونکہ اون
کے پیارے شہزادے کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا بنا بر ان اُنپر بھی غبار طبیعت نکالتے ہیں دوسری وجہ یہ
ہے کہ جناب شیخ عبد القادر جیلانی صاحب کو یہ حضرات سید بتلاتے ہیں ان کی جسقدر اولاد ہے وہ بھی
معاویہ شاہی ہوتی ہے حالانکہ شیخ صاحب سید نہ تھے اُن کے والد ماجد کا نام جنگی دوست تھا عرب
کے رہنے والے بھی نہ تھے بلکہ رومی النسل تھے مجیب نے رسالہ اصل الحقیقت میں اُنکا دیورا النسب نامہ
لکھدیا ہے عمدۃ المطالب کے صفحہ ۲۱۱ پر مرزا صاحب بھی دیکھ سکتے ہیں چونکہ تمام دنیا میں سادات
حسینی اکثر عموماً شیعہ ہوتے ہیں اور اولاد جنگی دوست سُنی۔ لہذا حضرات اہل سنت نے مقابلہ
کے لئے یہ سیدوں کا گروہ بنایا ہے کہ حسینی شیعہ ہیں تو حسنی سنی ہیں ورنہ معاذ اللہ کہ کوئی اولاد
علی سے سنی ہو چنانچہ پنجاب میں مشہور ہے کہ سید نہیں سنی اور کاٹ کی نہیں کنی دریگی چولی۔ اہل تجربہ
سنی سید اور شیعہ شیخ کو ناخلف بتلاتے ہیں چنانچہ مشہور ہے النا خلف سید سنی و شیخ شیعہ خود دیکھ
لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے سید سنی اور شیخ شیعہ کم ہوتے ہیں سادات نے سنی ہو کر اپنے دادا کو دوسری
ناکسان امت کی رعایا مانا اور شیخوں نے شیعہ ہو کر اکناد امن پکڑا انکی غلامی کا تمام اہل اسلام کو فخر ہے
بس شیعہ شیخ نے بساط ایمان سے نرد اٹھالی اور سنی سید حسینی ہو نے بازی میں خلال پا گئے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۵ صفحہ ۱۴ تا ختم صفحہ مذکور

حضرت امام حسین اول درجے کے بہادر صادق الوعدہ اپنی بات کے پورے اور دنیا کے بہادروں کے سرتاج تھے آپ کو اپنے والد کی جنگ جو روح کا پورا حصہ ملا تھا لیکن آپ کو اپنے پدر بزرگوار کی طرح معاملات ملکی میں بھی زیادہ تجربہ نہ تھا آپ سوائے مختلف جنگوں میں شریک ہونے کے اپنی زندگی میں کہیں کے عامل بنا کے نہیں بھیجے گئے معاملات سیاسی کے تجربہ حاصل کرنے کا آپ کو کبھی موقع نہ ملا تھا آپ انتہا درجہ سعادت مند اور فرماں بردار فرزند تھے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

نہ معلوم اس قسم کی باتیں لکھنے میں مرزا صاحب نے کیا فائدہ متصور کیا ہے اور خلافت شیخین کی بنیاد جس کے مضبوط کرنے پر یہ اہتمام کیا جاتا ہے ان تقریروں سے کیونکر تہ زمین پہنچتی ہے نتیجہ کلام یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین سپاہیانہ مزاج رکھتے تھے جیسے کہ اُن کے والد ماجد حضرت امیر تھے معاملات ملکی کے سمجھنے اور مدبرانہ کلام کرنے کا نہ انکو دماغ تھا اور نہ اُن کے باپ کو غرض کہ شائستہ الفاظ میں بلاغت تمامتر حضرت امیر و جناب امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجو کی ہے مطلب یہ ہے کہ امور سیاسی میں جیسا کہ شیخین کا دماغ وضع ہوا تھا ایسا افراد عالم میں کسی کا نہ تھا عبارات بالا میں حضرت حیرت متعلارز ہوئے ہیں کہ جناب امیرؑ عمر صاحب کے وزیر اعظم تھے اور تمامتر امور سلطنت انہیں کے مشورہ پر چلتے تھے تعجب ہی کہ عمر جیسے بیدار مغز و عاقل بادشاہ نے عہدہ وزارت ایسے شخص کے حوالہ کیا تھا جو کہ صرف جنگی خیال کا آدمی تھا تحیر ہے کہ ایسے وزیر کے عہدہ وزارت میں سلطنت عمریہ نے وہ ترقی پائی جسکا مافوق عند السفینہ ممکن نہیں امام حسین علیہ السلام کو معاملات سیاسی سے بقول مرزا حیرت اسوجہ سے تجربہ نہ تھا کہ وہ کہیں کے عامل کبھی نہ بنائے گئے تھے میں پوچھتا ہوں کہ الزام کس پر عائد ہوتا ہے آیا خود جناب امام حسین یا کسی دوسرے پر ظاہر ہے کہ اسلامی دنیا کی حکومت ۲۵-۲۶ برس تک متواتر ثلاثہ کے ہاتھ میں رہی ہر طرح کی عہدہ صیغہ ہائے مال و فوجداری کا دینا انکے قبضہ اقتدار میں تھا چنانچہ اُن کی جانب سے صدہا عمال ممالک بیرونی میں بھیجے گئے ہیں حسنین علیہما السلام ہر زمانہ خلفاء کے وقت میں جوان و چاق و تندرست تھے

مگر کسی جگہ عہد ثلاثہ میں مدرسے مجرد بھی نہیں بنائے گئے اگر سبطین شریفین کسی صوبہ کے حاکم بنائے جاتے
تو ضرور تھا کہ اُن علوم کو روشن کرتے جو کہ اُنکو وراثتاً اپنے جد پاک سے پہنچے تھے مگر افسوس ہے کہ
معاویہ و عمرو ابن العاص و مروان وغیرہا ناہنجاران امت تو ملک کے حصہ پائیں اور خاندان نبوت قطعاً
محروم رہے جن لوگوں کو خدا نے عقل سلیم دی ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ثلاثہ کو خاندان نبوت سے اتحاد
ہوتا اور اُن کے مراتب عالیہ ملحوظ خاطر ہوتے تو ضرور تھا کہ کسی عہدہ پر مامور کرتے مگر اُن بزرگواروں نے
تو خاندان نبوت کو کبھی ملکی معاملات میں دخل ہی نہیں دیا ان کی تمام تر کوشش اسی بات میں تھی کہ دنیا
میں اہلبیت نبیؐ کا کوئی جاننے والا نہ رہے قاعدہ ہے کہ جب کسی خاندان سے حکومت کالی جاتی ہے
تو اُنکو کسقدر روزینہ دے کر بیکار محض کر دیا جاتا ہے ملک کی خدمت پر مامور نہیں کیا جاتا چونکہ حضرات
ثلاثہ پولیٹیکل چال کے آدمی تھے نظر برآں انہوں نے سلاطین دنیا سے سبق لیکر آل نبیؐ سے وہ بھی نہ کیا
جسکو بادشاہ کیا کرتے ہیں افسوس ہے کہ اس معزول خاندان کے لئے کوئی گذارہ بھی تجویز نہ
کیا جبکہ جناب امیرؑ کے سوا خلفاء نے اون بزرگواروں کو بھی کوئی مالی منصب سپرد نہ کیا تھا جنکا
گوشۂ خاطر اہلبیتؑ کی طرف تھا مثل جناب ابن عباس و حضرت سلمان و مقداد و ابوذر غفاری اور
حذیفہ بن الیمان وغیرہا رضوان اللہ تعالیٰ۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ یہ سب لوگ ایسے نالائق
تھے کہ کسی حصہ ملک کا انتظام نہ کر سکتے تھے اور سنئے یہ بات مانی ہوئی ہے کہ حضرت امیرؑ سا شجاع و جری
اسلام میں کوئی نہ تھا سالہا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جسقدر جہاد ہوئے سب کا فیصلہ
آپ کی تلوار صاعقہ بار سے ہوا بوجہ دلاوری و مردانگی انتہائی حربہ (یعنی ذوالفقار) بھی جناب ہی کو
ملا جنگ آزما سپاہی کی ہر بادشاہ قدر کیا کرتا ہے بلکہ جان سے عزیز رکھتا ہے عجب ہے کہ رسول مقبولؐ
کی وفات کے بعد یہ سپہ سالار لشکر اسلام ایسا ناکارہ ہو گیا کہ خلفاء کی وقت میں کسی لڑائی پر بھیجا
گیا ہر چند کہ زمانہ شیخین میں فتوحات ہو کر اکثر ملک قلمرو اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ لیکن اگر یہ
رسولؐ کے زمانہ کا شجاع افسر بھی شریک جنگ کیا جاتا تو غالباً اور ترقی ہوتی۔ مرزا حیرت اور اُنکے
ہم مشرب تھوڑا غور کر کے سمجھیں کہ خالد ابن ولید لعینہ فتوحات حضور خلفاء سے سیف اللہ کا خطاب

پائے اور ید اللہ۔ اسد اللہ۔ فاتح باب خیبر۔ فاتح بدر و احد مدینہ کے یہود و نصاریٰ کی مزدوری کرکے اپنی اوقات بسر کرے چونکہ حضرت حیرت اسبات کے مدعی ہیں کہ خلفاء و حضرت امیرؑ میں انتہا کی محبت تھی لہذا کوئی ایسی وجہ بھی تو ظاہر فرمائیں جس سے حضرت امیرؑ کا ان کے وقت میں اطاعت کرنا ثابت ہو جائے جب اوراق تواریخ الٹ پلٹ کئے جائیں گے یہی نکلے گا کہ فلاں مسئلہ یا جواب کفار میں خلفا عاجز ہوئے اور حضرت امیرؑ نے اس مسئلہ یا سوال کا جواب دیدیا اور جناب عمر نے لولا علی لہلک عمر کہا یہ واقعات خلفاء کے اتحاد پر دلالت نہیں کرتے بلکہ ہمکو یہ بتلاتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے نفس اسلام کی اعانت کی جس کے وہ لوگ مدعی تھے اگر آپ حل مشکلات نہ فرماتے تو اقتدار اسلام میں فرق آجاتا یہ بھی ثابت صدر واضح ہو گیا کہ ثلاثہ نے اپنے عہد حکومت میں نبی کے خاندان کو محض مادہ حسد جس کا بوجہ دنیادار ہونے کے انکو کرنا ضروری تھا بالکل معطل و بیاختہ کر دیا تھا اگر باعتقاد حضرت حیرت اون کو امور سیاسی میں دستگاہ نہ تھی تو اس کا وبال ان سلاطین پر ہے جنکو عطائی خدمات سے الگ رکھا تا اور ہوشیار و تجربہ کار بنانا ضروری تھا۔ اندریں حالت قتل جناب سید الشہدا شیخین نے کرایا اگر وہ امام حسینؑ کو کسی جگہ کا عامل بنا کر راہ تجربہ دکھلاتے تو امام غفلتاً نہ ہوکر قتل سے محفوظ رہتے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از شروع صفحہ ۲۹ تا سطر ۹ صفحہ مذکورہ

جب حضرت عثمان کی محل سرا کو باغیوں نے گھیر لیا ہے تو آپ اپنے بڑے بھائی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ حضرت عثمان کی حفاظت کے لئے بھیجے گئے تھے حضرت علی نے حکم دیا تھا کہ دروازہ میں سے کسی کو داخل نہ ہونے دیں کئی بار مفسدوں کے غول کے غول آپ پر حملہ آور ہوئے لیکن کسی کی مجال نہیں ہوئی جو ایک قدم بھی آگے بڑھا سکتا اس کشمکش میں آپ مجروح بھی ہوگئے لیکن کسی کو ایک قدم آگے نہ بڑھنے دیا یہ تھی شجاعت اور یہ تھی اطاعت جس کی مثال دنیا کے تاریخین میں کم ملتی ہے اگر آپ کا سیاسی دماغ بھی ایسا ہی زبردست ہوتا تو ضرور آپ کامیاب ہو جاتے اور یقیناً یزید معزول کر دیا جاتا کاش آپ اپنے بھائیوں کا مشورہ مان لیتے تو یہ حادثہ عظیم کبھی واقع ہوتا اور نہ اسلامی دنیا صدیوں تک آپ کی بے کسانہ شہادت کا ماتم کرتی۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

مرزا صاحب کی طبیعت جناب سید الشہداؑ کی توہین سے ابھی سیر نہیں ہوئی نئے نئے رنگ بدل کر دلفریب اداؤں اور پرمطلب فقروں سے اپنے مقلدوں کو تبلاتے ہیں کہ امام حسینؑ کا سیاسی دماغ مضبوط تھا ہمارے آقا زادے یزید کے ساتھ انھوں نے جنگ کرنے میں پوری قوت دماغی سے کام نہیں لیا غالباً مرزا صاحب کا دل اون لوگوں کے قتل ہونے سے دکھا ہوا ہے جو کہ جناب امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و احباب کی تلوار سے نار جہنم میں شامی کباب بنکر امرایان دوزخ کے زیب دستر خوان ہوئے ہیں حضرت عثمان کی بچانے میں جو امام مظلوم کی کوشش ظاہر کی گئی ہے اس سے ظاہرا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ سنیوں کو باور کرا دیویں کہ حضرت امیرؑ کو جناب ثالث سے ایسا اتحاد و اختصاص تھا کہ حسنؑ سنگانہ بلا جبر و بلوائے وحشت انگیز میں نگہبانی کے لئے اپنے پیارے صاحبزادوں کو بھیجدیا کاش یہ مضمون کسی کتاب شیعہ سے دکھلاتے تو زیادہ موثر ہوتا افسوس ہے کہ بی بی عایشہ صدیقہ نے صاحبزادوں کے اس جان نثاری کا کچھ اعزاز نہ کیا بلکہ اولٹا یہ الزام لگایا کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کرایا اسلئے عرب کے ہر شہر و دیار میں ثالث صاحب کا خون آلودہ کرتہ لئے ہوئے اڑی اڑی پھر رہی تھیں تعجب ہے کہ حسنینؑ علیہم السلام عثمان صاحب کو مفسدوں کے حملوں سے بچائیں اور صدیقہ بیبیاں ان کے باپ کو قاتل عثمان قرار دیں مرزا صاحب کی تحریر دیکھ کر مجھکو افسوس ہوا بوقت محاصرہ مصریان تو حفاظت خلیفہ میں حضرت علیؑ نے یہ کوشش کی اور جب وہ قتل ہو گئے تو نعش کی مطلق خبر نہ لی۔ بقول احمد اعثم کوفی و صاحب روضۃ الصفا تین روز تک مزبلہ پر پڑی رہی۔ کمبختوں کو کسی نے بھی ادب ادب نہ کیا۔ جنھوں نے ایک ٹانگ توڑ لی تھی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی گئی دفن کے لئے پہلوئے مومنین بھی نملا مقابر یہود میں بصد بے احتیاطی حوالہ زمین کئے گئے۔

مرزا صاحب تو مورخ و محقق ہونیکا دعوی کرتے ہیں اپنی تاریخوں کو آنکھ کھول کر دیکھیں

تحریر مرزا صاحب مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱ صفحہ ۴۲ تا سطر ۲ صفحہ مذکور

یہی حضرت علیؑ کی بھی کیفیت تھی اگرچہ اب حضرت عمر کے وزیر اعظم رہ چکے تھے۔ لیکن جوش

شجاعت نے کبھی آپ کو معاملات سیاسی کے اہم مسائل میں غور و خوض کرنے کا موقعہ نہیں
دیا آپ اپنی ذوالفقار پر بھروسہ کرتے تھے اور اسی بھروسہ پر آپنے ہمیشہ معرکۂ جنگ میں کامیابی
حاصل کی لیکن سلطنت کی اندرونی حالت خراب ہوتی رہی اور ہوتی گئی یہاں تک نوبت پہنچی کہ اکثر
صوبہ خود مختار ہو گئے اور جس وقت آپ شہید ہوئے آپ کی حکومت بہت ہی محدود رہ گئی تھی اور
شاید حجاز کے سوا اور کہیں بھی آپ کا رعب نہیں تسلیم کیا جاتا تھا خود آپ کے بھائیوں نے جنھیں آپ نے
گورنر بنا کے مختلف صوبجات میں روانہ کیا تھا آپ سے سرکشی کی اور لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا جنھیں
آپنے پے در پے سخت خطوط لکھے اور آخر میں یہ لکھا کہ اگر تم اپنی بد اعمالی سے باز نہ آؤ گے تو میں تم پر جہاد
کروں گا اور میری ذوالفقار تمہاری ان بدعنوانیوں کا فیصلہ کر دے گی

جواب مجاہدین خاکپائے امیر مومنان

حضرت امیر کی مذمت و ناقابلیت بامور سیاست علی تو مرزا صاحب پہلے بیان کر چکے تھے جنکا مفصل
جواب دیا گیا ہے مگر پھر جوش عداوت نے سر ابھارا بہت اچھا ہم آپکے ہر رنگ کا جواب دینے کے لئے
حاضر ہیں آپ کے مذہب میں تو اولیاء اللہ اکثر ہوتے ہیں اور ان کو حسب معتقدات سامی اتفاق
حضوری بھی ہوتا ہے کسی ولی اللہ سے کہئے کہ وہ حضرت علیؑ سے عند الملاقات دریافت کریں کہ حضرت
باوجودیکہ آپ ایک عرصہ تک عمر جیسے بالغ العقل و کامل العیار کی ہمنشینی کر چکے تھے مگر پھر بھی تمہیں عقل نہ آئی
ذوالفقار کے بھروسہ پر معاملات سیاسی کے اہم مسائل میں کبھی دماغ پر زور نہ ڈالا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
ملک ہاتھ سے دے بیٹھے شیخین نے جس سلطنت کو استحکام دیا تھا اسکو آپنے ضعیف کر دیا وہ جواب میں غالباً
یہ کہیں گے کہ ام المومنین عائشہ اور خال المومنین امیر معاویہ و طلحہ و زبیر نے ناجائز شورش برپا کر کے
اسلام کی چلتی ہوئی کشتی کو ڈبو دیا قیامت میں ان سے سخت بازپرس کی جائے گی کہ بلا استحقاق
جائز تم نے خلیفۂ برحق سے فساد کر کے اسلام کو کیوں کمزور کر دیا تھا۔
مرزا صاحب نئی نئی ترکیبوں سے لوگوں کو ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ بادشاہت کرنیکا اگر دماغ تھا
تو ثلاثہ کو اور کسی کے لئے خیاط ازل نے یہ جامہ قطع ہی نہیں کیا تھا اپنے عمالوں پر اگر حضرت امیرؑ نے تنبیہ

کی تھی اور اُنکو خوف دلایا تھا کہ دیانت و امانت سے اگر یہ کام کیا تو میں سزا دوں گا اس سے حضرت امیر کی تنقیص مرتبت لازم نہیں آتی بلکہ حضرت کی عدالت ظاہر ہوتی ہے لیکن جس غرض سے مرزا صاحب نے یہ نغمہ بیرنگ شروع کیا تھا اُسکا مطلب کچھ اور ہے۔ چونکہ اپنے مریض کی حقیقت باطنی سے ڈاکٹر کو پوری آگاہی ہوتی ہے لہٰذا میں مرزا صاحب کے اندرونی روگ سے کماحقہٗ آگاہی رکھتا ہوں حضرت عثمان پر تمام اہل اسلام یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے سارے سسروں کو بھرتی کرکے اسلامی دنیا میں ہلچل ڈالدی لوٹ مار کرکے ملک کو بیچراغ کردیا لوگوں کی شکایت کرنے پر ایک نہ سُنی بلکہ اُن کو جرأت دلائی جس سے انھوں نے اور بھی دست تطاول دراز کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ بصد بیدردی و عقوبت مصریوں کے مفسدہ میں بجان دیکر کتوں کے مقبرہ معدہ میں دفن ہوئے۔

مرزا صاحب وہی الزام بعینہٖ دار بغطوبین خاب امیرؑ پر لگانا چاہتے ہیں تاکہ اپنے بھائیوں کو دکھلائیں کہ تنہا عثمان ہی فدائی قوم و قبیلہ و خویش و اقارب نہ تھے بلکہ حضرت امیرؑ بھی اپنے یگانوں کیساتھ اس قسم کی دست افشانی فرماتے تھے۔ اگر ہم مرزا صاحب کے کلام کی اسطرح تائید کریں جیسا کہ انکا منشا ہے تب لازم ہو جائیگا کہ وہ بھی حضرت عثمان کا کوئی عتاب نامہ بنام عمالان ایسا پیش کریں جیسا کہ یہ غضب مضمون حضرت امیرؑ کی جانب سے اُنھوں نے بحکم قدرت بلا عاقبت اندیشی لکھا ہے حضرت امیرؑ کی یہ عین عدالت ہے کہ عاملوں کو دھمکایا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۹ صفحہ ۲۲ تا سطر اول صفحہ ۲۳

حضرت امیرؑ کا خط اپنے چچازاد بھائی کے نام۔ نہج البلاغہ جیسی مستند اور معتبر کتاب میں جو شیعی مذہب میں حضرت علیؑ کی تصنیف ہے اور مثل قرآن بلکہ افضل از قرآن مانی جاتی ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیرؑ سوستان

مرزا صاحب نے بنظر دھوکہ دہی عوام مذہبی اپنا اعتقاد قائم کرنے کی غرض سے اکثر موقعہ پر ظاہر کیا ہے کہ ہم کوئی مذہبی مباحثہ کی کتاب نہیں لکھتے بلکہ معاملات خلافت پر محققانہ نظر ڈالکر یہ بات اخذ کرتے ہیں کہ دراصل خلافت کسکا حق ہے۔ لیکن بہت افسوس کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے کہ حضور

نے ایفاے وعدہ میں وہ رنگ نہیں دکھلایا جو کہ ایک آزاد و بےغرض مورخ کو دکھلانا چاہئے تھا دیکھی
شیعہ مذہب پر کیسا سخت حملہ کیا ہے۔ نہج البلاغۃ کو عندالشیعہ مثل قرآن بلکہ افضل از قرآن بتلایا ہے
اگر مرزا صاحب سچے مضمون نگار ہیں تو فرمائیں کس شیعہ نے نہج البلاغۃ کی نسبت ایسا یہ اعتقاد ظاہر فرمایا
ہے جس شخص کو شیعہ سے اس درجہ تعصب ہو کہ افترا پردازی میں تمام جھوٹوں کے کان کترڈالے
وہ کبھی اہل تحقیق و تاریخ کی جماعت میں نہیں بیٹھ سکتا بلکہ جھوٹے مورخوں کا دُم چھلا کہلاتا ہے واہ
مرزا صاحب شیخین کی طرفداری نے دنیا میں تو آپ کو یہ مزہ دیا کہ جھوٹوں کے دم چھلے کہلائے اور
آخرت میں انشاء اللہ اُن کے ساتھ محشور ہوں گے جنکو حضرت امیر حسب شہادت جناب عمر مندرجہ
صحیح مسلم کاذب و غادر و خائن و آثم سمجھتے تھے۔

تحریر مرزا حیرت از سطر اول صفحہ ۳۴۳ تا سطر ۱ صفحہ ۳۴۴)

بہت سے خطوط حضرت علی کے یہاں نقل ہوئے ہیں جن میں سے بعض ہم یہاں نقل کرتے ہیں
چنانچہ حضرت علی کہتے ہیں میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور تجھے اپنا جامہ و بہتر
لباس بنایا تھا میں اپنے کنبہ میں تجھ سے زیادہ معتمد نہیں جانتا تھا کہ تو میرا غمگسار اور رفیق
ہوگا اور میری امانت ادا کردے گا۔ پھر دوسرے خط میں حضرت امیر فرماتے ہیں جب تو نے
دیکھا کہ میرا چچازاد بھائی (یعنی حضرت علی) مصیبت میں شوریدہ سر ہے اور دشمن ہم نبرد ہونے
کے لئے آمادہ ہے اور آدمیوں کی امانت میں خرابی واقعہ ہوگئی ہے اور یہ امت خونریزی
میں پڑگئی ہے تو تو نے مصیبت میں اپنے چچازاد بھائی سے پیٹھ پھیر لی اور جدا ہونیوالوں
کے ساتھ تو بھی جدا ہو گیا اور چھوڑنے والوں کے ساتھ تو نے بھی اُسے چھوڑ دیا اور
اُن کے ساتھ دغا کرنے والوں کی ہمراہی میں تو نے بھی دغا کی پس تو نے اپنے چچازاد بھائی
یعنی (حضرت علی) سے غمخواری کی اور نہ امانت ادا کی گویا تجھے کبھی خدا ہی نہیں اور نہ خدا کو تو
دکھاتا ہے اور گویا تو اس امت کو فریب دے رہا ہے اور تیری نیت ہے کہ اُن کی غفلت سے
فائدہ اُٹھا کے اُن کا مال غتر بود کر لوں اس بنا پر تو نے محض دغا بازی سے حملہ کیا اور تو نے

اپنیر تاخت و تاراج کرکے جو کچھ تیرا قابو جلا اور ٹرا جو مال تو نے اوڑ ایا ہے وہ است
مرحومہ نے رانڈوں اور یتیموں کے لیے رکھا تھا تو نے مال اس طرح لیا ہے جیسا بھیڑیا تحوزن
شکستہ اور خون آلودہ بکریوں کو لیجاتا ہے تو یہ مال خوشی خوشی حجاز کی طرف لیے جاتا
ہے تجھے گناہ کا کچھ خوف نہیں یہ مال تو نے اس طرح گھر میں لیجا کر رکھا ہے گویا تجھے
اپنے مادر پدر کی میراث ملی ہے یا کی اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے میں پوچھتا ہوں آیا آخرت
پر تیرا ایمان نہیں ہے اور آیا تو حساب کنندہ سے نہیں ڈرتا تجھے اڑائے جاتا ہے اور نہیں
بھجتا کہ حرام کا مال کھا رہا ہوں لونڈیاں دھڑا کے سے خرید رہا ہے اور سے نکاح
کر رہا ہے اور اس عیاشی میں یتیموں مسکینوں اور مسلمانوں کا مال اوڑا تا ہے یہ مال انکا ہے
جن کے لیے خدا نے شہروں کو آباد کیا ہے خدا سے ڈر اور جن لوگوں سے بجبر تو نے مال
لیا ہے اُن کا مال واپس دیدے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھپر حملہ کروں گا اور پھر میری
کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ میں اپنی تلوار سے تیری گردن اوڑا دوں گا اور میری تلوار
جس کی گردن پر چلتی ہے وہ فی النار ہو جاتا ہے اور بھی کئی اس قسم کے رقعے ہیں جو ہم نے عمداً
قلم انداز کر دیے ہیں اس قسم کے خطوں سے حضرت علیؓ کی ایک قسم کی مجبوری افسوس اور پریشانی
پائی جاتی ہے آپنے خلیفہ ہوتے ہی نہایت فیاضی سے صوبوں کی گورنری تو اپنے بھانجے بھتیجوں
کو سونپ دی لیکن بعد ازاں آپ کو پچھتانا پڑا کہ اُن لوگوں نے صوبہ میں غدر مچا دیا لوگوں کا
مال مارنا شروع کر دیا اور عیاشی کرنے لگے اگر آپ میں جہانداری کی پوری قوت ہوتی تو ایک جاؤ
کیا سو معاویہ مطیع ہو جاتے اور بھانجوں کی اگر وہ گورنری بنائے جاتے کیا مجال تھی کہ سرکشی
کر سکتے آپ کی خلافت کا زمانہ تقدیر سے پر آشوب اول ہی دن سے تھا اس صورت میں
میں محض ایک خیالی شجاعت نہیں کام دے سکتی تھی ایک بہت بڑی عالی تدبیری کی ضرورت
تھی کاش غلبہ شجاعت آپ پر اتنا نہ ہوتا تو ضرور آپ میں ملک داری کے جوہر آجاتے اور یہ خونریزی
جو آپکی خلافت میں خاص صحابہ کی ہوئی کبھی نہ ہوتی اور مسلمان اسی زمانہ میں تو یہ تیکم

چلے جاتے تو بھی اس کہنے سے ہم باز نہیں رہ سکتے کہ آپ علی درجے کے عادل اور امت مرحومہ کے خیرخواہ تھے اور آپ خود اس نصیب فساد پر افسوس فرمایا کرتے تھے آپ کو شیخین سے ایک خاص تعلق تھا اگرچہ یہ ماننا پڑے گا کہ سب سے پہلے آپ کی خواہش خلیفہ بننے کی تھی تو آپ بھی دل آزردہ نہیں ہوئے آپ قوم کی پسندیدگی پر راضی ہو گئے اور آپنے بھی بطیب خاطر حضرت ابوبکر کی بیعت ہی نہیں کی بلکہ اُن کے بہت سے کام بھی سنبھال لیا آپ ہمیشہ شیخین پر جان فدا کرتے رہے اور جب حضرت عمر بیت المقدس جانے لگے ہیں تو آپنے بہت روکا تھا اور جب وہ روانہ ہوئے ہیں تو آپ بہت دور تک روتے ہوئے آئے تھے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اس تمام طول طویل تقریر کا بھی وہی مطلب ہے کہ جس کو مرزا صاحب پہلے سے روتے چلے آتے ہیں یعنی یہ کہ حضرت علی نے خلیفہ ہوتے ہی نہایت فیاضی سے صوبوں کی گورنری اپنے بھانجے بھتیجوں کو سونپ دی مرزا صاحب نے لفظ فیاضی کو جو جگہہ استعمال فرمایا ہے اسکے طرز ورود کو سخنداں خوب سمجھ گیا کہ یہاں وہ کیا اشارہ کر رہا ہے عثمان صاحب پر جو سارے سسرال بنی امیہ کی بھرتی کا الزام متقدمین لگا چکے ہیں اوسکا مقابلہ مرزا صاحب حضرت امیر کی کارروائیوں سے بطرز شائستہ کر رہے ہیں مرزا صاحب اپنے اصلی مطلب کا پہلو نہیں چھوڑتے اسکو برابر بڑھائے چلے آتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ میں جہانداری کی پوری قوت ہوتی تو ایک معاویہ کیا سو معاویہ مطیع ہو جاتے۔ اور بھائیوں کی اگر وہ گورنری بھی نہ دے جاتے تو کیا مجال تھی کہ سرکشی کرتے غرضکہ اُن کا منشا دخاص اور معاویہ بالاختصاص سوا اس کے کچھ نہیں کہ علی دماغ سلطنت نہ رکھتے تھے محض ایک نیک آدمی تھے اُن کی بے تدبیری سے صحابہ کی خوں ریزی ہوئی اور دائرہ اسلام جو وسیع ہو کر یورپ تک پہنچ جاتا وہ ایک محدود حالت میں رہ گیا مرزا صاحب بذریعہ کشف و مراقبہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کریں کہ اے حضرت آپ تو بڑے عقلمند نبی گنے جاتے ہیں۔ غیر اسلام والے بھی آپ کو حکیم فطری مانتے ہیں حضور نے یہ کیا غضب کیا تھا کہ بذیل حدیث ثقلین علی کو

مسلمانوں پر حکمراں ہونے کا حکم دیدیا تھا۔ اگر شیخین آنکو تختۂ میت پر چھوڑ کر انتظام خلافت نہ کرتے اور محض جناب کے ارشاد پر بھولے رہتے تو حسب اشتہار غدیر و حدیث ثقلین وغیرہا علی خلیفہ ہو جاتے جو حکمرانی و تدابیر جہانبانی کرنے کے لئے میری محققانہ تحقیقات سے ان کا دماغ صحیح نہ تھا لہٰذا فرمائیے کہ اسلام رہتا یا جاتا۔ وہاں سے رخصت ہو کر حضرت عمر سے ملئے اور پوچھئے کہ جناب ہم تو آپ کی عاقلانہ تدبیروں پر جان دیے ہوئے ہیں حضور نے یہ کیسے فرما دیا تھا کہ مہمات خلافت کو علی سے بہتر کوئی انجام نہیں دے سکتا۔ مگر کیا کروں اُن کی عادت مزاح کرنے کی ہے اول غلطی تو حضور سے یہ ہوئی کہ ایسے شخص کو لایق خلافت سمجھا دوسرے جناب نے یہ بے احتیاطی کی کہ مجلس شوریٰ میں ممبران کمیٹی کو اُن کے انتخاب کرنے کی اجازت دیدی۔ عبد الرحمان سر دفتر ممبر مجلس شوریٰ نے اول علی کو منتخب کر لیا تھا مگر خیر گذری کہ اونے جناب اور بڑے صاحب کی سیرت پر چلنے کی بیخ لگائی جسکو انھوں نے نہ مانا اگر بلا قید حضور انور و صدیق اکبر اسوقت وہ خلیفہ ہو جاتے تو بالکل ہی کام بگڑ جاتا۔ تیسری خطا جسکو اور لفظ سے بولا جاتا ہے حضور سے یہ ہوئی کہ اُن کو اپنا وزیر و میر منشی بنایا۔ بھلا مہمات وزارت کو ایسے شخص نے کیا انجام دیا ہوگا جس کو سیاسی معاملات میں ناقابلیت تھی وہاں سے رخصت ہو کر اُن مہاجر و انصار کے پاس آئیے جنھوں نے بعد قتل جناب عثمان ہجوم کر کے حضرت علیؑ کو بصد منت خلیفہ بنایا تھا۔ اُن سے دست ادب باندھ کر پوچھئے کہ کیا اُس وقت مسلمانوں میں کوئی لایق آدمی نہ رہا تھا جو اس ضعیف اسلام کو تم نے خلیفہ بنا کر بیعت کی جس نے محض دو ہاتھ کی تلوار کے بھروسہ پر کبھی اُس عقل سے کام نہ لیا جو کہ سلطنت کرنے کے لئے ضروری تھی پھر بریں بنا رسولؐ و خلفاء و دیگر صحابہ سب کے سب یکایک ناقص العقل قرار پائیں گے تمام اہل اسلام اولین و آخرین میں فقط ایک مرزا ہی عقلمند رہ جائیں گے خیر مرزا صاحب کو اسکا تو اقبال ہے کہ حضرت علیؑ کے اول اول یہ خواہش تھی کہ میں خلیفہ ہوں مگر پھر بطیب خاطر انھوں نے خلیفۂ اول کی بیعت کر لی تھی اور اُن کے بہت سے کام کو بھی سنبھال لیا تھا ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اول حضرت علیؑ کے دل میں یہ خواہش کیوں پیدا ہوئی تھی کہ میں

خلیفہ رسول ہوکر انتظام مملکت اسلام کریں اور پھر کون ایسا سبب واقع ہوا کہ جس سے اون کی حمیت
کا جوش رکا اور بہ طیب خاطر متعدین ابوبکر کے ہم آواز ہو گئے دعویدار سلطنت کا دفعۃً اس طرح بار دے کر
دینا اور دوسرے کے ترغیب تا سر اطاعت قبول کر لینا ایک خاص بات ہے جسکو اہل عقل کا ذہن بدشواری
بھی نہیں مان سکتا مرزا صاحب خلاف عقل باتوں سے اپنے مدعا کا ثابت فرمانا چاہتے ہیں ابھی جناب
حیرت لکھ رہے تھے کہ علی امور سلطنت کی انجام دہی میں قاصر تھے یہ ہی قصور باعث ضعف سلطنت و غلبہ
معاویہ ہوا دو سطر بعد لکھتے ہیں کہ انھوں نے ابوبکر صاحب کا بہت کام سنبھال لیا جس سے سمجھا جاتا ہے
کہ کچھ تھوڑا خلیفہ اول کے پاس رہا اور باقی کا انصرام حضرت امیرؑ نے کیا یہ عجیب بات ہے اپنے وقت
میں تو خاک جوہر نہ دکھایا دوسروں کی حکومت میں تمام کام سنبھال بیٹھے - عمر کی وزارت کے عمر منشی
ہوئے ابوبکر کا سارا کام سمیٹا اور جب خود حاکم بنے ساری تجربہ کاری ہوا ہو گئی نہ معلوم ابوبکر کے کس
کام کو جناب امیرؑ نے سنبھالا انتظامی امور کی انجام دہی کا تو مادہ ہی نہ رکھتے تھے شاید ارد و غذ مہمانوں
ینکو چٹھی چپاتی لکھا کرتے ہونگے یا بیگمات کی نجی خدمات بجا لاتے ہونگے عمر صاحب کے بیت المقدس جانے پر
جو حضرت امیرؑ نے گریہ کیا تھا شاید وہ اشک آلود رومال مرزا صاحب نے بھی دیکھ سکھایا ہوگا اگر یہ سچے
تھے تو کسی کتاب شیعہ کا حوالہ دیتے ایسی ہی نکمی باتوں سے اتحاد ثابت ہونا محال ہے جو شخص احقیت
سلطنت کا مدعی ہو کر محروم کیا گیا ہو وہ کبھی اس بادشاہ کا دوست نہیں ہو سکتا جس نے اسکو محروم
کر کے کسی دوسرے کو بادشاہ بنایا ہو یا خود بنا ہو حضرت علی کے دعوائے خلافت کو عمر صاحب نے بدنام
کر کے ابوبکر صاحب کو خلیفہ بنایا تھا اور اس طریقہ سے گویا اپنی حکومت کی جڑ کو قایم کیا تھا
(دیکھو چند ورق ملیٹ کر وہ تقریر جو مابین عمر و حضرت امیرؑ در باب خلافت ہوئی ہے) پس کبھی
ممکن نہیں ہو سکتا کہ ایسے شخص کی چند روزہ جدائی پر جسکا دیکھنا وہ کبھی پسند نہ کرتے تھے تاسف یا رنج
ہوتے ہوں مرزا صاحب نے اصلی واقعہ کو جس سے حضرت علی کے وقت میں شورش برپا ہوئی چھپایا
ہے اور اُن مفاسد کا برپا ہونا حضرت امیرؑ کی ناتجربہ کاری پر محمول کر کے خامکاروں بے خبر آدمیوں کو دھوکہ
دیا ہے لہذا میں بہت مختصر اُنکی وجوہات لکھتا ہوں بعد وفات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت امیرؑ تو تجہیز و تکفین میں مشغول رہے اور شیخین مع چند اپنے دمسازوں کے سقیفہ بنی ساعدہ
میں پہنچکر انصار کے ساتھ بہت دشت و لیّا وڑی کی دعا و ردو خواہر در باب حصول خلافت کرکے تین دن
میں بعید بشاشت و فرحت واپس آئے اور غل مچادیا کہ خلافت براجماع ہو گیا بعض بجبر و کراہت
اور اکثر بہ طیب خاطر و رغبت طبیعت سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے لگے منافقین چونکہ کثرت سے تھے
لہٰذا خلفاء کو اپنے ہمدموں کی وجہ سے روز بروز ترقی ہونے لگی اول اول تو حضرت علیؑ کو نہیں
چھیڑا مگر جب کثرت و جمعیت سے پوری طاقت مل گئی تو آپؑ کو بلایا کہ زمرۂ تابعین و مبایعین میں
داخل ہوں حضرتؑ نے جواباً کہلا بھیجا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ جبتک قرآن کو نہ جمع کر لوں گوشۂ ردا
شانہ پر نہ ڈالوں گا (عرب میں دستور ہے جب گھر سے باہر نکلتے ہیں چادر کاندھے پر ڈال لیتے
ہیں) العبد جمع کرلینے کتاب اللہ کے آپؑ مجمع مہاجرو انصار میں مع کتاب خدا تشریف لائے اور
فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے جو ایک مستقل قانون بناکر بہ نظر تفصیل میرے بھائی کے پاس خدا نے بھیجا
تھا وہ یہی ہے جسکو میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں عمر صاحب نے اس کو لوٹ پوٹ کر ادھنی ہوئی
نگاہ سے دیکھکر فرمایا کہ ہمکو آپکے جمع کئے ہوئے قرآن کی کوئی حاجت نہیں خلیفۃ اللہ کی بیعت کیجئے
آپنے فرمایا کہ اگر نکروں گا تو کیا ہوگا حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم تم کو قتل کرکے اس قصہ کو پاک کر دیں
گے۔ ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ جراح و بشیر بن ابن سعد یکے بعد دیگرے حضرت امیرؑ سے سخت گفتگو کی
اور ویسا ہی جواب پایا بالآخر ابو بکر نے نہایت نرمی و ملائمت سے اس جھگڑے کو بایں الفاظ مٹایا
کہ اے ابو الحسن مجھکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ اس معاملہ میں راہ مخالفت اختیار
کریں گے اگر اسوقت آپ جماعت اسلام میں شریک ہونا مصلحت نہیں سمجھتے تو پھر سوچ سمجھکر بیعت
کرلیناسیں آپ پر زیادہ جبر کرنا جائز نہیں جانتا۔ پس حضرت امیرؑ اٹھکر اپنے گھر چلے گئے اسوقت
اسلام میں دو گروہ تھے۔ ایک عام مسلمان جنکو شیخین کے دربار کی رسائی اور دسترخوان کی زلہ
ربائی حاصل تھی دوسرے تمام بنی ہاشم و سلمان فارسی و مقداد و ابوذر وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ
ان سب لوگوں کا یہ مقولہ تھا۔ ز مشرق تا بمغرب گر امام است + علیؑ و آل او ما را تمام است

حضرات شیعہ علی کہے جاتے تھے اور مدام اس کوشش میں رہتے تھے کہ خلافت ابوبکر کو درہم وبرہم کردیا
جائے چنانچہ اکثر علمائے اہل سنت اور خصوصاً شاہ عبدالعزیز صاحب نے قصۂ احراق بیت فاطمہ کا یہی
سبب لکھا ہے کہ بنی ہاشم و زبیر وغیرہا خانۂ سیدہ میں مجتمع ہو کر خلافت صدیق کی برہمی میں رائے زنی کرتے
تھے عمر ان کے دھمکانے اور ڈرانے کو گئے تھے اور محض بغرض تنبیہ و تادیب کہا تھا کہ میں پھر اس
مکان کا ملبہ پھونک دونگا صاحبان عقل بلا تعصب مذہب غور کریں درحالیکہ حضرت امیرؑ بیعت ابوبکر سے بچنے
کا رہ و ننگ تھے گھر جلوانا منظور کیا مگر سیدھی انگلیوں بیعت نہ کی بس کیونکر عقل تجویز ہو سکتی ہے کہ انہوں
نے بہ طیب خاطر بیعت کر کے ابوبکر کو سردار دین مان لیا تھا یا کہ اون کے سفیہی کام کو سنبھال لیا تھا
ممکن تھا کہ جناب امیرؑ اپنی قوت خداداد سے ان لوگوں کا دفعیہ کر دیتے مگر بروایات سنیہ متذکرۂ ازالۃ
الخفا و شرح کنز مکتوم ثلاثہ کے زمانہ میں بمظنہ خوف ارتداد جناب امیر مامور بہ صبر و شکیبائی و ترک
قتال تھے لہذا جناب نے سوائے زبانی ہدایت کے کبھی تلوار سے کام نہ لیا اور خلفاء سے بالکل ترک
تعلق کر لیا جب کوئی دینی مسئلہ خلفا کو حکم دینے میں متحیر کرتا تھا یا یہ کہ مخالفین اسلام کے علمی جوابات
دینے میں وہ لوگ عاجز ہوتے تھے تب آپ بنظر ورود اسلام وحمایت مذہب جوابات شافی دے کر
لوگوں کو دکھلا دیتے تھے کہ اسلام حقیقی یہ ہے اور اسکا جاننے والا میں ہوں سوائے اس کے آپ
معاملات میں خلفاء کے ساتھ کوئی واسطہ نہ رکھتے تھے باغات وغیرہ میں محنت کر کے اپنی اوقات
بسر کرتے رہتے تھے چونکہ جناب خاندان سلطنت سے تھے اور بہ چند وجوہ مصرحہ کتب سنی و شیعہ
وتسلیم حضرت عمر دعویدار سلطنت بھی تھے لہذا خلفاء نے اپنے دوران حکومت میں ان کو مع
اتباع و اہل خاندان ملکی و جنگی خدمات پر کبھی مامور نہ کیا جہاں تک ممکن ہوا اُن کے قوت و تمول
کے گھٹانے میں کوشش کرتے رہے فدک کو جس کی بروایات سنیہ مندرجہ تشیید المطاعن دو لاکھ
روپیہ سالانہ آمدنی تھی اہل بیت کے ہاتھ سے نکال لیا جس سے وہ بالکل کمزور ہو گئے اور لوگوں
نے ان سے ترک تعلقات کر لیا اہل دنیا اسی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جہاں حکومت و ریاست ہوتی
ہے چونکہ اہل بیت خود محتاج تھے لہذا دنیا طلب لوگوں نے انکو بیفائدہ محض سمجھ کر چھوڑ دیا

چوبیس پچیس برس تک اسی حالت میں گذر گئے۔ خلایق انھیں رسم و رواج کی خوگر ہو گئی جن کو خلفا
نے بمخالفت حضرت امیرؑ جاری کیا تھا خلفاء نے دنیا داری رفتار اختیار کرکے اون لوگوں کو بہت
فوائد پہنچائے جو کہ اُن سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے چونکہ اہلبیت سے انکو عناد تھا لہذا
ہوا خواہان خلفاء کو اُن سے بھی کچھ زیادہ ہوا اور بکثیر حقوق اہلبیت فراموش کر دئے اور
ہوا لیان خاندان رسالت وہ بہی قدر قلیل رہ گئے جو کہ پہلے سے اون کے مراتب کو پہچانے
ہوئے تھے۔ جبکہ حضرت امیرؑ چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوئے اور موافق احکام خدا و رسول کار فرما
ہونا چاہا تو وہ حضرت بگڑنے لگے جو کہ ایسی باتوں کے خوگر نہ تھے سب سے اول طلحہ و زبیر نے
جو کہ اہل سنت کے نزدیک عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں فساد کا جھنڈا بلند کیا۔ بی بی عائشہ
صدیقہ کو سپہ سالار لشکر بنا کر بصرہ میں فساد ڈالا اور ہر جگہ بی بی صاحب حضرت عثمان کا خون
آلود کرتہ لیے ہوئے کہتی پھریں کہ عثمان کو علی نے سازش کرکے قتل کرا دیا ہے۔ یہ خود فرمائیں کہ عائشہ
صاحب کیسے مومن اور ظلمی و شرارت کی مصدق۔ بھلا عرب اس استغاثہ کے سننے والے یہ
تمام تر باتیں وہ کام کر گئیں جو باد و زمین آگ کیا کرتی ہے ہنوز پورے طور پر جناب امیرؑ کا تسلط
نہوا تھا کہ یہ آگ بھڑک اٹھی ام المومنین نے خوب خوب داد جوانمردی دی معاویہ صاحب ملک شام
میں گورنر بنے ہوئے تاک لگائے بیٹھے تھے انھوں نے جنگ کا ڈنکا بجایا گروہ عائشہ نے معاویہ صاحب
سے پیوستگی اختیار کرکے اچھی طرح ہاتھوں کی صفائی دکھلائی مدت دراز تک دونوں گروہ
میں جھاجھم تلوار چلی پھر خارج نے سر ابھارا انجام کار ایک خارجیہ قطامہ کی تحریک سے ابن ملجم
نے کوفہ میں حضرت امیرؑ کو شہید کر دیا چار سال اور کئی مہینے یہ جھگڑے رہے اہل سنت ان حضرات
کو تو کچھ کہہ نہیں سکتے جنھوں نے اول اول حضرت امیر سے نزاع کرکے ملک میں فساد پھیلایا اور حضرت
علیؑ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں کہ اُن کو دماغ سلطنت نہ تھا تدابیر جہانبانی نہ جانتے تھے
ان تمام واقعات پر جو کہ مفصل بھی کتب اہل سنت سے حوالۂ قلم کئے گئے ہیں اور جنکی تکذیب کوئی
تاریخ دان نہیں کر سکتا مرزا صاحب یا اُن کے ہوا خواہ نظر ڈال کر ارشاد فرمائیں کہ حضرت امیرؑ

کا انہیں کیا قصور تھا بہر حال مجرم کو فرد جرم بھی تو سنانی چاہئے اہل سنت اگر حضرت علیؑ پر کوئی
جرم لگا سکتے ہیں تو صرف یہ ہے کہ انھوں نے سیرت شیخین پر عمل نہیں کیا جس سے ملک میں خرابی
پیدا ہو گئی مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ علیؑ نے کوئی فعل خلاف قرآن و حدیث کیا ہے۔ سیرت شیخین
ہی کو اہل سنت پولیٹکل چال اور سیاسی تدابیر بتلاتے ہیں میں بہت خوشی سے اسبات کو تسلیم کرتا ہوں
کہ علیؑ نے کہہ دار روش حضرات شیخین پر عمل نہیں کیا اور اس عمل نکرنے میں وہ مجرم قرار نہیں پا سکتے کیونکہ
انھوں نے روز الست میں خدا اور رسول کی اطاعت کا اقرار کیا تھا جسکو پورے طور پر کر دیا متابعت
شیخین کا عالم ارواح میں کوئی عہد نہ لیا گیا تھا جسکا اتباع کرتے۔ سوائے ازیں حضرت امیر
بروقت شورے عبدالرحمان وغیرہ کو صاف جواب دے چکے تھے کہ میں سیرت شیخین پر نہ چلوں گا آپ
کے نزدیک اُن کا اتباع ایسا برا تھا کہ عظیم سلطنت کی کوئی پرواہ نہ کی ہاں اگر اقرار کر کے پھر راہ مخالف
اختیار کرتے تو موقع اعتراض مل سکتا تھا سوائے ازایں بعد قتل عثمان جب آپ کو صحابہ نے تکلیف
خلافت دی تو حضور انہیں نے عذر کیا کہ میں تمکو اس راستہ پر چلاؤں گا جو کہ بوجہ عادت تمھارے
نزدیک گراں متصور ہو گا اگر میری متابعت کا تحمل کر سکو تو بیعت کرو ورنہ اس کام کے لئے اور کو تجویز
کر لو اسوقت حضرت نے علی الاعلان یہ بھی فرمایا تھا کہ میں سب مسلمانوں کو برابر سمجھوں گا جیسے کہ
میرے حبیب سمجھتے تھے کسی کے مرتبہ کا اجرائے حدود شرعی میں لحاظ نہو گا سب کلمہ پڑھنے والے
جزا و سزا کے مستحق بلا امتیاز مدارج سمجھے جائیں گے۔ اب صاحبان انصاف جواب دیں کہ مجرم وہ ہے
کہ جسنے خدا و رسول کے احکام کی پابندی کی یا وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اُس سے مخالفت کی
پس بجرم عدم ترقیات اسلام عائشہ و طلحہ و معاویہ و دیگر اہل اسلام زیر مواخذہ آسکتے ہیں نہ کہ
حضرت علیؑ بلکہ سب سے بڑا بھاری الزام شیخین پر عائد ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی دماغی قوانین
و ضوابط کی لوگوں کو عادت دلائی اگر یہ لوگ ابتدا ہی سے قرآن و احادیث پر عامل ہوتے تو بعد
سے خلافت کا نام نہ لیتے بلکہ اسی کے پیرو ہوتے جس کے لئے غدیر و مواطن متعددہ میں آنحضرت نے اپنی
قائم مقامی کا اعلان فرمایا تھا۔ اقتدار اسلام میں جو کچھ بھی فرق آیا ہے اور تا قیامت آئے گا

اس سبب کے وجہ دار شیخین ہیں نہ وہ ابتدا معزولی خاندان رسالت کرتے نہ کسی کو آیندہ فساد و بغاوت کریگا موقع ملتا صاحب تعلیم شاہ صاحب مندرجہ تحفہ بروایت مشکوٰۃ شریف آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ اگر علیؑ کو خلیفہ کرکے اطاعت کروگے تو تمکو سیدھا بہشت کا راستہ دکھلائیگا تحفہ کے صفحہ (۳۱۷) پر یہ مضمون درج ہے بعد عرض کرنیکے ان تمامتر واقعات کے میں مرزا صاحب سے بحلف پوچھتا ہوں کہ اگر بعد دفن سرور عالم تمام مسلمان حضرت امیرؑ سے در صورتیکہ وہ خواہشمند خلافت تھے بیعت کرتے اور پورے طور پر اُن احکام کے پابند ہوجاتے جو کہ سرکار مرتضوی سے حسب قرآن واحادیث نفاذ پذیر ہوتے تو اس عنوان سے اسلام کو کیا صدمہ پہنچتا ضرور ہے کہ حسب ارشاد مخبر صادقؐ تمامتر مسلمان بمتابعت حضرت امیرؑ بیشک حصہ دار جنت ہوتے شیخین نے چند روزہ حکومت کی طمع سے اسلام کو ہمیشہ کے لئے تباہ کردیا اور خود بھی برباد ہوئے بہتر فرقے مانے اسلام جو دوزخ کا کھیتا ہوا پانی ہیں ہیگے اُس کے منبع اصلی اور سرچشمہ حضرات شیخین ہیں دیکھو اہل طبابت ہمیشہ اس سبب کو ڈھونڈا کرتے ہیں جو کہ ابتدا جسم میں وقوع پذیر ہوکر فساد انگیز ہوتا ہے پہلے اُسکا دفعیہ کرتے ہیں اور مابعد عوارض لاحقہ ومتاخرہ کا اسی طرح میری اور نیز دنیا کے عقلا کی طبی تشخیص میں پہلی پہل جو اسلام کے چاق ودرست بدن میں درد ہوا وہ شیخین کے تخت خلافت پر دھما کے سے قدم رکھنے میں ہوا تا انیکہ وہ درد پھیلتے پھیلتے ایسا پھیلا کہ تمام جسم کو کمزور کردیا اس نقصہ درد سے صرف دماغ جوکہ شریف ترین ورئیس اعضا ہی بچا رہا بحمداللہ وہ جزو اعلیٰ بدن اسلام کا جسکو میں نے دماغ سے تعبیر کیا ہے بہتر وان حصہ فرقہ ناجیہ اثناعشری جس نے خزانہ عقل یعنی قوت دماغ سے کام لیکر اوس خلیفہ کے احکام کو واجب التعمیل سمجھا جس نے شریعت رسول اللہ پر پورے طور سے عمل کیا اور اُن خلفاء کو جنھوں نے پولیٹیکل چالیں چلکر بمثل سلاطین دنیا بقول مرزا حیرت مندرجہ تحفہ (۳ سطر ۵) کام چلایا حاکم دین نہ سمجھا بلکہ سلاطین جبار سے شمار کیا مرزا صاحب اور اون کے ہم خیال ذرا دلمیں سوچیں کہ جناب امیرؑ کو ناتجربہ کار اور باعث ضعف اسلام خلیفہ سمجھنے میں وہ کہاں تک افراد عقل وایمان میں شمار پاسکتے ہیں اگر یہ سوال مرزا صاحب کو خشم گیں طبع ہیں و دیں

تو وتضعیف توجیہات حقیر ہوں گے تو انشاء اللہ ایک جملہ نہ لکھ سکیں گے۔

تحریر مرزا حیرت از سطر ۱۸ صفحہ ۵۴ تا سطر ۷ صفحہ (۴۶)

حضرت علی شیخین کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔کتاب قرۃ العینین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول درج ہے جو آپ نے خطبہ میں فرمایا تھا آپ نے ارشاد کیا اُسوقت جب آپ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں اس جملہ سے پایا جاتا ہے کہ آپ کو شیخین سے کتنی محبت تھی اور آپ انھیں کتنا بزرگ سمجھتے تھے جتنی روایتیں باہمی دشمنی کی بیان کی گئی ہیں یہ سب فرقہ مخالف کی بعد از ان کی تراشی ہوئی ہیں ان بزرگوں میں دشمنی کا نام نہ تھا اور وہ آپس میں سگے بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے ان کی مثال دنیا میں ملنی ناممکن ہے ہمیں بہت سی روایتیں مستند کتب تواریخ میں اُن کے باہمی اتحاد کی ملتی ہیں جن سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے کیسے فدائی تھے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر بوستان

علمائے اہل سنت نے اکثر و بیشتر تو وہ روایات وحکایات درج کتب کی ہیں جن سے اہلبیت وخلفاء کی مخالفت ومعاندت بالفاظ صاف وروشن ہویدا ہے اُنھیں مضامین کو شیعہ اہل سنت کے سامنے پیش کر کے جواب طلب ہوتے ہیں جس سے عاجز ہو کر آجتک کسی عالم نے ایک چھوٹے سے رسالہ کا بھی جواب نہ دیا اور بعض علماء نے بغرض عیب پوشی و اظہار اتحاد ایسے واقعات بھی حوالہ قلم کئے جس سے بوئے محبت اہل سنت کو خوش دماغ کرتی ہے از انجملہ عبارت قرۃ العینین مولفہ شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ ہے جسکو مرزا صاحب بصد طمطراق پیش کرتے ہیں تعجب ہے کہ مرزا ایسا ذہین دماغ سنی عالم کی تحریر سے شیعہ کو پابند کرنا چاہتا ہے اگر شیعہ کی کوئی معتمد روایت دکھلاتے تو قابل قدر و آفرین بھی جاتی مرزا صاحب ولی اللہ صاحب کے بیان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ صحابہ باہم مثل سگے بھائیوں کے ایک دوسرے پر ہزار جان سے قربان تھے جتنی روایتیں دشمنی پر دلالت

کرتی ہیں وہ فرقہ مخالف نے بعد میں تراشی ہیں حقیر ابھیں ولی اللہ صاحب کا ارشاد رسالہ مسمی بمقالہ
وضیئہ فی النصیحۃ والوصیۃ سے مرزا صاحب کو دکھلاتا ہے وصیت دیگر آنکہ در حق اصحاب آنحضرت
اعتقاد نیک باید داشت و زبان را بجز مناقب ایشاں جاری نباید ساخت دریں مسئلہ دو صنف خطا
کردہ اند۔ قومی گمان می کنند کہ ایشاں باہم سینہ صاف بودند و ہرگز مشاجرات میان ایشاں نگذشتہ
وایں وہم صرف است زیرا کہ نقل مستفیض شاہد است بر مشاجرات ایشاں وانکار ایں نقل مستفیض نمی
تواند کرد و قومے ایں چیزہا بد ایشاں منسوب دیدند زبان بطعن و لعن کشادند و در وادئ ہلاکت
افتادند بریں فقیر ریختہ اند کہ اگرچہ اصحاب معصوم نبودند و از بعض ایشاں یکیں کہ چیزہا بوجود
آمدہ باشد کہ اگر از دیگراں مثل آں بوجود آید مورد طعن و جرح گردد اما مامور یم بکف اللسان از
مساوی ایشاں و ممنوعیم از سب وطعن بعقیدہ برائے مصلحتے وآں مصلحت اینست کہ اگر فتح باب جرح در ایشاں
شود روایت از حضرت پیغمبر منقطع گردد و در انقطاع روایت برہم خوردن ملت است انتہی کلامہ مبارکہ
بالا کا خلاصہ اردو میں یہ ہی کہ درباب صحابہ نیک عقیدہ رکھنا چاہیے اور سوائے فضائل و مناقب کے انکی حق میں کچھ نہ کہنا چاہیے دو گروہ
اس معاملہ میں خطا کھائی ہے ایک وہ جو کہ اس بات کا قائل ہوا ہے کہ صحابہ باہم سینہ صاف تھے اور
انمیں ہرگز جھگڑے و فساد نہیں ہوا حالانکہ اُنکے تنازعات اسقدر منقول ہوئے ہیں کہ جنکا انکار
کسی طرح نہیں ہوسکتا ایک قوم (شیعہ) نے صحابہ کے تنازعات پر نظر کرکے بدگوئی اختیار کی اور صحرائے
ہلاکت میں پڑے قوم دوم (سنی) انھوں نے انکار کیا کہ ہرگز اصحاب آنحضرت میں مخالفانہ صورت
نہیں سینوں کا ایسا خیال کرلینا ایک وہم ہے۔ جس کی کوئی بنیاد نہیں اصلیت یہ ہے کہ اصحاب معصوم
نہ تھے ممکن ہے کہ اُن سے ایسی باتیں واقع ہوئی ہوں جنکا سوائے ناسزا کہنے کے دوسرا نتیجہ
نہیں مگر ہم ایک مصلحت خاص سے اصحاب نبی کو بُرا نہیں کہہ سکتے اور مصلحت یہ ہے کہ اگر ہمیں کو بُرا
کہیں تو پھر روایت کس سے لیں اچھے ہیں یا بُرے ہیں ناقلان حدیث تو یہی ہیں اگر بوجہ مشاجرت
اُن سے ترک تعلق کردیں تو مذہب درہم و برہم ہوجائے۔ تحریر بالا سے چند باتیں پیدا ہوئیں اول
یہ کہ صحابہ سینہ صاف نہ تھے بلکہ بغض و عداوت و کینہ کہ بدترین عیوب ہی بالعموم رکھتے تھے جو کہ

اہل سنت بحکم الصحابۃ کلہم عدول جو تمام صحابہ کو عادل قرار دیتے ہیں اور اُن کے بُرا کہنے والوں کو کافر بتلاتے ہیں درحالیکہ وہ باہم حسد و عداوت رکھکر ایک دوسرے کے درپے تنقیص و توہین تھے نظر براں سمجھا گیا کہ ماشاء اللہ سب بزرگوار حسب عقیدہ اہل سنت کافر تھے یہ نہیں ہو سکتا کہ دیگر شخص صحابہ بجرم اہانت صحابہ کافر ہوں اور اصحاب باخود ہا گالی گلوج کرنے سے ماجور سمجھے جائیں دوم یہ کہ جو لوگ صحابہ کی سینہ صافی اور اُن کے ارتباط کے قائل ہیں وہ خاطی وہمی ہیں کیونکہ منکر اخبار و روایات ہیں وہ گروہ اہل سنت کا ہے از انجملہ جناب حیرت بھی ہیں۔ سوم یہ کہ جو معاملات صحابہ مطعون سے واقع ہوئے ہیں وہ فی الواقع قابل جرح و قدح و لائق لحاظ ہیں شاہ صاحب صحابہ پر طعن کرنے باین توہم منع فرماتے ہیں کہ سلسلۂ روایت ٹوٹ کر مذہب درہم و برہم ہو جائے گا حقیر عرض کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کی جو کہ باہم بغض و حسد رکھنے والے تھے روایات کتب کب معتبر تصور ہو سکتی ہیں ممکن ہے کہ اون حضرات نے نقل روایات میں نفسانیت کو دخل دیکر بے احتیاطی کی ہو نہایت فکر یہ کا موقع ہے کہ جس عالم کے بیان سے مرزا صاحب نے صحابہ کا اتحاد ثابت کرنا چاہا تھا اسی عالم کی صاف و روشن عبارت سے حقیر نے اصحاب کی باہمد گر ایسی مخالفت دکھلا دی کہ جس سے بالاتر ممکن نہیں ہو سکتی مرزا صاحب شاہ ولی اللہ کی کتاب سے سبق لیں اور پھر کبھی خواب میں بھی خیال نہ کریں کہ ان میں باخود ہا دوستی تھی بلکہ بقول ولی اللہ سمجھ لیں کہ نقل مستفیض اُن کی عداوت پر شاہد ہے جسکا انکار داخل وہم و خطا ہے اگر مرزا یا دیگر حضرات معتقد موالات صحابہ ہونا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو وہمی و خاطی بھی سمجھ لیں آئندہ جسقدر مضامین بے سر و پا جناب حیرت بہ ثبوت محبت و اخلاص لکھیں گے وہ تمامتر لائق سماعت نہوں گے۔

(تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ ۱۴۸ تا سطر ۱۰ صفحہ ۱۵۰)

حضرت شہر بانو کا حضرت امام حسین سے نکاح:۔ کامل بہائی کی روایت کے بموجب جب شہر بانو مدینہ میں داخل ہوئیں تو حضرت عمر نے حکم دیا کہ شہر بانو کو رستہ میں بٹھا دیں اور کل مہاجرین و انصار بانو کے آگے سے گذریں جسکو بانو پسند کریں وہی اُن کا شوہر بنایا جائے سب سے پہلے عمر گذرے

بانو نے پوچھا یہ کون ہے جواب دیا یہ خلیفہ وقت ہیں کہا بوڑھا ہے میں اسے پسند نہیں کرتی
پھر کئی آدمیوں کے بعد حضرت امیر علی ابن ابیطالب گذرے شہربانو نے پوچھا یہ کون ہے جواب
دیا گیا کہ شوہر فاطمہ دختر رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم جواب دیا کہ وہ میری لایق تو ضرور ہیں
لیکن فاطمہ کا آگے قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤں گی۔ پھر حسن گذرے کہا یہ کون ہیں جواب دیا حضرت
امیرؑ کے بڑے صاحبزادے حسن ہیں بانو نے کہا اسے میں پسند نہیں کرتی کیونکہ اسے زیادہ
عورتیں کرنیکا شوق ہے پھر حضرت امام حسین آئے شہربانو نے انھیں پسند کیا اور کہا کہ
اس جوان سے میں شادی کروں گی حضرت عمر اس انتخاب سے بہت خوش ہوئے اور آپنے
حکم دیا کہ مدینہ کی آئینہ بندی کی جائے اور جابجا نشان اڑائے جائیں پھر حضرت امام حسینؑ
کو گھوڑے پر سوار کیا اور عمر نے غاشیہ حسین اپنے کاندھے پر رکھکر سارے مدینہ کا چکر لگایا
تین روز تک مدینہ میں خوب جشن ہوتا رہا اور اسکے بعد نکاح ہو گیا اس سے زیادہ اتحاد کیا
ممکن نہیں کہ خلیفہ وقت سلطان بحر و بر غاشیہ حسین کندھے پر رکھ کر تمام مدینہ کا چکر لگائے
اور خوشی میں تمام شہر کی آئینہ بندی کرائے یہ مثالیں دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتیں یہ اتحاد
و محبت جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھا دنیا میں کہیں دوسری جگہ اس کا
پتہ نہیں لگتا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

نہ معلوم مرزا صاحب یہ مضامین کیوں لکھ لکھکر کتاب کو طول دے رہے ہیں اگر بخاطر داشت مرزا صاحب
مان بھی لیا جائے کہ کامل بھائی میں یہ مضمون درج ہے تو اس سے اتحاد کیا ثابت ہوا بلکہ یہ بات ظاہر
ہوئی کہ بشوق عقد شہربانو کے سامنے حضرت عمر نے ایک چکر لگایا تھا مگر چونکہ سفید ریش و شکستہ
دنداں و خمیدہ پشت تھے لہذا ناپسند ہو کر علیحدہ کے گئے نہ معلوم جبکہ عمر صاحب بحرم کبرسنی و عیب
پیری خارج از بازار خریداری ہوئے ہوں گے کیا کچھ صدمہ ذات اقدس پر گذرا ہوگا اور ہم چشموں میں
کیسی خفت ہوئی ہوگی عمر صاحب کی غاشیہ برداری کو مرزا صاحب دلیل اتحاد گردانتے ہیں ممکن ہے کہ یہ

نقل اس غرض سے کیا گیا ہو کہ لوگوں پر اس ندامت کا حال نہ کھلے جو کہ عدم پسندیدگی شہربانو
سے واقع ہوئی تھی سوائے ازیں جناب عمر حسین علیہ السلام کے نانا کے غلام تھے پس اگر نانا کے غلام نے
نواسے کی غاشیہ برداری کی تو تعجب کیا ہے ہمیشہ بزرگوں کے خدمتگار خوردوں کے ساتھ ایسا
کیا کرتے ہیں ایک واعظانی وعظ میں کہہ رہے تھے کہ عمر صاحب کے بیٹے نے باپ سے شکایت کی کہ آج
کھیل کود میں حسینؑ نے مجھکو غلام زادہ کہا انھوں نے کہا کہ اُن کے پاس جاؤ اور لکھوا لاؤ کہ تو اور تیرا
باپ دونوں ہمارے غلام ہیں چنانچہ وہ گیا اور لکھا لایا خلیفہ صاحب نے وصیت کی کہ اس
نوشتہ کو ہمارے کفن میں رکھدینا تاکہ ذریعۂ آمرزش ہو مطلب اُنکا یہ تھا کہ خلیفہ خاندان نبوت سے
ایسا خلوص رکھتے تھے کہ اُن کی غلامی کو عزت آخرت جانتے تھے غلام کی کور نمکی مشہور عالم ہے بحکم لا
خیر فی عبیدی (یعنی عبد سے خیر و فلاح نہیں لہذا عمر صاحب کی وہ سختی جو ابتدا ہی جو کہ سیدہ کی
ہے اس پر مکر اور بناوٹی غلامی ہے اگر فی الواقعہ کی ہو تو دفع نہیں ہو سکتی اُسکا ثمرہ اُٹھوے گا۔

تحریر مرزا حیرت از سطر ۱ صفحہ ۷۴ تا سطر ۱۵ صفحہ مذکور

حضرت امیر کی زرہ اور آپ کی شہادت کا ماتم :۔ حضرت امیرؑ نے ضرورت کے وقت اپنی زرہ
کی عوض ایک یہودی سے کچھ روپے لئے تھے اور کوئی موقع آپ کو ایسا نہ ملتا تھا کہ اُس
زرہ کی قیمت ... کے یہودی سے لیں لیکن حضرت ذوالنورین یعنی حضرت عثمان غنی نے اپنے
پاس سے قیمت دے کر اُس زرہ کو خرید لیا اور پھر وہ زرہ حضرت علیؑ کو دیدی حضرت امیرؑ
زرہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حضرت عثمان کے بہت ممنون ہوئے ۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اگر کسی کتاب کا مرزا صاحب حوالہ دیتے تو دیکھا جاتا اب سوائے اس کے کہ حضرت کی یادداشت کو
سمجھیں اور کچھ نہیں کہہ سکتے بفرض و تسلیم صحت روایت اس سے اتحاد کیا نکلا بہت سے بنئے بقال مسلمانوں
کے ساتھ سلوک کر دیتے ہیں عثمان جو کہ غنی تھے جس کو اس ملک میں سیٹھ بولتے ہیں اگر کبھی ایسا
کیا ہو تو کیا عجب ہے آخر حضرت علیؑ کے سوتیلے بھائی تھے مگر افسوس ہے کہ ایسے ذی مروت دولتمند کے

جنازہ پر نہ حضرت امیرؑ نے نماز پڑھی نہ اُنکو دفن کرایا یہ عجیب محبت و الفت تھی

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۰ صفحہ ۲۴۰ تا سطر ۱۲ صفحہ ۲۴۲

جب سعد وقاص فاتح ایران کو حضرت کی شہادت کی خبر پہنچی ہے تو انھوں نے سخت ماتم کیا اور کہا کہ مجکو سخت شرمندگی ہے کہ میں اسوقت علی کے ساتھ کیوں نہوا اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور اپنا منھ نوچ لیا یہ تمام روایتیں نہج البلاغۃ و جلاء العیون و بحار الانوار جیسی معتبر اور مستند کتابوں میں ملتی ہیں اسی طرح حضرت علی بھی صحابہ پر جان فدا کرتے تھے اور بالخصوص شیخین سے تو آپ کا خاص تعلق تھا چنانچہ حدیث محمد بن الحنفیہ و ابی جحیفہ و حدیث علقمہ و حدیث عبد الملک بن عمیرہ و عبد اللہ بن سلمہ اور اسی طرح شیعی روایتوں کی اور بہت سی حدیثیں صاف طور پر شہادت دے رہی ہیں کہ حضرت کے دل میں صحابہ کی کتنی وقعت تھی چنانچہ انہیں راویوں کی روایت کی بموجب حضرت علی کے کان میں یہ آوازیں پہنچیں کہ بعض لوگ آپ کو شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور عمر سے افضل سمجھتے ہیں تو آپ بہت ہی ناراض ہوئے اور غصہ میں آپ کا رنگ تمتما گیا فوراً آپ مسجد نبوی میں آئے اور مسلمانوں کو جمع کرکے خطبہ پڑھا اور نہایت جوش میں کہا کہ جس شخص نے مجھ پر یہ افترا باندھا اُس کی خبر میں دُرّوں سے لونگا میں شیخین سے ہرگز افضل نہیں ہوں میری خوشی اسی میں ہے کہ مجھے خلیفہ چہارم کہا جائے اور ایسی دوسری شیعی روایت میں ہے کہ حضرت علی نے حضرت صدیق اکبر کی شجاعت کی بہت تعریف کی اور کہا کہ جنگ بدر میں میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھا اور ابوبکر آگے بڑھ بڑھ کر کفار پر حملہ کرتے تھے اسی طرح جنگ احد میں آپ نے بھی شجاعت دکھائی۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

جو شخص مضامین بالا کو دیکھ چکا ہے۔ وہ ہرگز یقین نہیں کر سکتا کہ حضرت امیرؑ اور ثلاثہ میں ایسی دوستی تھی جسکو طرح طرح کے رنگ دیکر مرزا صاحب بیان فرما رہے ہیں ان چھینٹوں میں وہ لوگ آسکتے ہیں جو کہ مرزا صاحب کو سچی شیعی کا نکلا ہوا جانتے ہیں اور جن کے نزدیک نہ وہ محقق

ثابت ہوئے ہیں اور نہ مورخ اور نہ پورے واقف کار مذہب وہ ایسی چکنی چپڑی دلفریب باتوں میں نہیں آسکتے حضرت نے نام تو انہی کتابوں کے لکھدیئے مگر عبارت نہ اردو دیکھنے والا کیونکر یقین کرسکتا ہے کہ حضرت حیرت کا ہر ہر لفظ ماخوذ از کتب شیعہ ہے مرزا صاحب نے گو کہ ہوشیاری سے جابجا یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم مذہبی مباحثہ میں یہ کتاب نہیں لکھتے بلکہ روایات فریقین پر محققانہ نظر ڈالکر تاریخ لکھتے ہیں۔ مگر تاڑنے والے تاڑ گئے کہ مرزا نہ محقق ہیں اور نہ مورخ بلکہ شیخین کے وکیل بلا محنتانہ ہیں جناب حیرت پر واجب تھا کہ اون روایات کو دکھلاتے جن میں سعد وقاص نے گریبان پھاڑکر اپنے منھ کو نوچ نوچ لہولہان کرلیا تھا انہیں سعد کا بیٹا جسکا نام عمر تھا بجانب یزید معرکہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام سے برسرپیکار ہوکر برباد کن خاندان نبوت ہوا تھا شاید اُس کو معلوم ہوگا کہ میرے باپ نے علیؑ کے غم میں اپنی ڈاڑھی کا بال بال نوچ ڈالا تھا عجب ہے کہ سعد ایسا غمگین اور بیٹا بایں مرتبہ فرح اگیں اصلیت یہ ہے کہ ابن حدید معتزلی نے شرح نہج البلاغۃ میں لکھا ہے کہ بعد قتل عثمان عبداللہ ابن عمر اور سعد وقاص کے ماسوا اور سب نے حضرت امیرؑ سے بیعت کی تھی سعد صاحب ہمیشہ معاویہ کی طرفداری میں رہے سو الیان حضرت امیرؑ کی فہرست میں کبھی اپنا نام نہ لکھایا ہر وقت مخالفانہ حرکات سے پیش آتے رہے کوئی عاقل تجویز کرسکتا ہے کہ ایسا شخص باتمام خبر شہادت امیرؑ صف ماتم پر بیٹھا ہوگا مرزا صاحب کی تاریخ دانی کا یہ ادنی نمونہ ہے۔ المختصر مرزا صاحب پر واجب تھا کہ وہ عبارتیں مع توثیق روایات درج فرمادیتے جنکو دیکھکر انھوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صحابہ ایک دوسرے کے شیدا تھے ہم یہ کب کہتے ہیں کہ اصحاب آنحضرتؐ میں باہم محبت نہ تھی بیشک ان میں اتحاد اُسی درجہ پر تھا جیسا کہ اہل اللہ لوگوں میں ہونا چاہئے ہمارا کلام نزد منافقین صحابہ ہے کہ وہ اہل حق سے کبیدہ و آزردہ خاطر تھے جو صحابہ کہ متبعان خاندان نبوت سے تھے ہمارے نزدیک وہ بعد از اہلبیت دوسرے نمبر پر ہیں اُن کا اتباع ہمارا ایمان ہے چنانچہ ایک معزز شیعہ کا قول ہے سچ وہ اصحاب کیسے کہ احباب تھے۔ بہشت خدا اُن سے راضی رسول انکی خوشی خدا اُن سے راضی رسول اُن سے خوش۔ بے شبہ حضرت علیؑ کامل الایمان صحابہ پر دلدادہ تھے مگر

اون بزرگواروں پر جنکو مخصوص طور پر اہلسنت اصحاب رسول جانتے ہیں حضرت علی نے جو فرمایا ہے کہ اس شخص پر سزائے شرعی جاری کروں گا جو کہ مجھ کو شیخین پر فضیلت دیگا اسمیں شیعہ کو کیا ضرر ہے اگر کوئی نقصان ہے تو اہل تفضیل کو ہے جو کہ از جملہ حضرات سنیہ ایک فرقہ ہے شیعہ کبھی حضرت ابوبکر و عمر پر جناب امیر کو فضیلت نہیں دے سکتے اب رہا مرزا صاحب کا یہ خیال کہ حضرت امیر چونکہ اپنی ذات کو خلفاء سے کمتر درجہ کا جانتے تھے اور شیخین کو افضل سمجھتے تھے اس لیے ایسا فرمایا افسوس ہے کہ مرزا صاحب حضرت امیر کے ارشاد کا مطلب نہیں سمجھے لہذا حقیر اس معاملہ کو بصراحت تمام عرض کرتا ہے واضح ہو کہ اس وقت میں خیر خواہان ثلاثہ بمعاینہ اوصاف زہد و ورع و عبادت و شجاعت و سخاوت و فصاحت عبارت و بلاغت کلام و احیائے اموات و اخبار غیب وغیرہا یہ کہنے لگے تھے کہ حضرت امیر جمیع صحابہ و شیخین سے افضل ہیں بلکہ بعض لوگ انہیں وجوہ سے جناب مرتضوی کو خدا سمجھنے لگے چنانچہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ کے باب اول میں اسی طرح اس واقعہ کو تحریر فرمایا ہے جیسا کہ حقیر نے لکھا ہے قاعدہ ہے کہ شبہ اور مشتبہ بہ میں کچھ نہ کچھ تناسب ہوتا ہے تاوقتیکہ نسبت نہ ہو تشبیہ صحیح نہیں ہو سکتی چونکہ صفات مذکورہ بالا سے شیخین ایک صفت بھی نہ رکھتے تھے بلکہ انواع و اقسام کے ذلت کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے لہذا حضرت امیر ایسے لوگوں پر اپنا تفضیل دیا جانا تہجین و تنقیص تر سمجھا کرتے تھے کہ جو شخص مجھکو شیخین پر فضیلت دے گا اسپر حد شرعی جاری کی جائے گی دیکھو اگر کہا جائے کہ شیطان سے خدا اور فرعون سے موسے اور مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ سے دجال افضل ہے تو اس کہنے سے خدا تعالی و موسے و مہدی علیہم السلام کی کسقدر توہین ہے ایک بڑے عاقل یا ایماندار کو اگر کسی بیوقوف و منافق پر فوق دیا جائے تو در اصل وہ تفوق نہ سمجھا جائے گا بلکہ ایک نوع کی اہانت میں شمار ہو گا چونکہ حضرت امیر شیخین کو حسب اندراج مسلم و بخاری کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے تھے نظر بر آن وہ کب پسند فرما سکتے تھے کہ جھوٹے اور دغابازوں کے مقابلہ میں اعلی اور افضل شمار کئے جائیں۔ اگر حضرت امیر بمقابلہ شیخین افضل کہے جائیں تو اسمیں ان دونوں بزرگ شیخوں کو بڑی عزت مل سکتی ہے کیونکہ ہر دو صاحب فاضل قرار پاتے ہیں چنانچہ کہا گیا ہے ع

مفضول کی تفضیل ہے فاضل پر مفضول - پس حضرت امیر اسی وجہ سے منع کرتے تھے کہ اس ترکیب سے شیخین
کی عزت تھی اور آپ کی حقارت اگر جناب مرزا صاحب کو حلی کے کسی کسیرے یا منیچہ بند پر فضیلت دیجاتی
تو دیکھئے کہ کیسے بگڑتے ہیں جس شیعہ راوی نے بقول جناب حضرت یہ بیان کیا ہے کہ حضرت امیر نے
صدیق اکبر کی شجاعت کی تعریف کی وہ روایت بھی تو دکھلانی چاہیے جس سے معلوم ہو کہ کس جنگ
میں خلیفہ نے ایسی نمایاں خدمت ادا کی کہ حضرت امیر مداح ہوئے کوئی بات سوا اس کے کہ خلیفہ اول
آنحضرت کے ساتھ ساتھ بدر میں رہے نہیں بیان کی جاتی ساتھ رہنے والے بنئے بقال بازاری اور
ملازمان کسیرے وجر کٹے وغیرہ بہت سے لوگ تھے مگر ہم نے کسی تاریخ میں نہیں دیکھا کہ ہر ساتھ رہنے
والے کی تعریف کی گئی ہو جو سپاہی جنگ میں بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارتا ہے وہ ہی مستحق تعریف اور
انعامی تمغہ کا ہوتا ہے اگر جنگ بدر میں خلیفہ نے کوئی زخم کھایا ہو یا کسی لولے لنگڑے گرے پڑے
کافر کو صدمہ پہنچایا ہو تو تاریخ اسلام دیکھکر جناب مرزا ارشاد فرمائیں ورنہ جمعہ و عیدین کے خطبوں
میں جو قاتل کفار و زنادقہ کے فقرات سے درباب خلیفہ صاحب گرم زبان ہوتے ہیں آئندہ نہوں
میر مظہر حسن صاحب نقوی امروہوی نے بذریعہ رسالہ حمایت الاسلام پانچہزار روپیہ کا انعام اس
شخص کے لئے شائع کیا ہے جو کہ حضرت ابو بکر کی نسبت یہ ثابت کر دیوے کہ انھوں نے کبھی کسی کافر کو
زخم پہنچایا تھا چونکہ جناب امیر کی بہادری و شجاعت تمام فرقہ ہائے اسلام کی مانی ہوئی ہے لہذا
مرزا صاحب نے لوگوں کو یہ مغالطہ دیا کہ جہلا اہل سنت سمجھ جائیں کہ علی ایسا مرد شجاع جس کی تعریف
کرے وہ ضرور بہت بڑا جسور ہوگا - اُحد میں بھی بقول جناب امیر حضرت ابو بکر نے شجاعت دکھلائی
نہ معلوم یہ واقعات بے سر و پا مرزا صاحب کس کتاب سے لکھ رہے ہیں حقیر نے تو اہل سنت کی تاریخوں
میں یہ دیکھا ہے کہ جب احد میں بھاگڑ پڑی تو سب سے آگے ثلاثہ تھے حضرت عثمان کا تو تیسرے دن پتہ
ملا تھا اور حضرت عمر اضطراب میں اپنی قدیم رفتار بھی بھول گئے تھے جسطرح خوف و دہشت میں مضطر
ہو کر ہرن چوکڑی بھول جایا کرتا ہے بقول خود بکری کی طرح پہاڑ کی چوٹیوں پر اُچکتے کودتے
پھرتے تھے حضرت ابو بکر بھی حفاظت جان میں بقصد سُرعت افتان و خیزان پشت بمیدان نمودہ بجانب

انھیں بزرگواروں کی توصیف میں جنکو اہل سنت نبی کا یار بتلاتے ہیں ایک ہندی کبشیر نے کہا ہے (دوہا)
ہیں چھوڑ نبی جی کو بھاگے سیت کہانے کی لاج نہ آئی۔ حضرت علیؑ سے بقول شیخ عبد الحق صاحب
مندرجہ مدارج النبوۃ آنحضرت نے پوچھا کہ (یا علیؑ چوں شد کہ بہ یاران دیگر ملحق نشدی) یعنی
اے علیؑ مثل دیگر اصحاب کے آپ کیوں نہ میدان چھوڑ گئے آپ نے جواب دیا کہ (ان لی بک اسوۃ) تحقیق
مجھکو آپ کی پیروی ہے جہاں حضور وہیں خادم نیز آپ نے یہ بھی عرض کیا (اکفر بعد الایمان)
آیا کافر شوم بعد ایمان۔ گویا جن لوگوں نے آنحضرت کو احد میں تنہا چھوڑ کر دوسری طرف
گرم قدمی کی تھی وہ باعتقاد حضرت امیرؑ رہرو مسلک کفر تھے آنحضرت نے یہ فدویانہ وفاداری
اور نیاز مندانہ جانثاری دیکھکر فرمایا کہ یا علیؑ دفعیہ کفار میں کوشش کرکے شر اعداء سے بچاؤ
آپ تلوار حملہ کرکے کفار کو آنحضرت کے پاس سے ہٹاتے تھے۔ عین گھماگھمی میں حضرت علیؑ کی تلوار
ٹوٹ گئی اُسوقت عرشی کارخانہ کی بنائی ہوئی تلوار جسکو ذوالفقار کہتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام
لیکر نازل ہوئے آنحضرت نے نہایت خوشدلی سے حضرت امیرؑ کے حوالہ فرمایا اب کیا تھا کفار کے
سروں پر صاعقہ غضب کردگار پڑنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے یہ دیکھکر حضرت کی خدمت میں عرض
کیا کہ یا حبیب اللہ (ایں کمال مواسات وجوانمردی است کہ علیؑ بجامی آرد) حضرتؐ نے فرمایا کہ (علیؑ
منی وانا منہ) یعنی علیؑ مجھ سے اور میں علیؑ سے ہوں حضرت جبرئیل نے نہایت شگفتہ خاطری وخوشدلی
سے فرمایا کہ (انا منکما) میں تم دونوں میں سے ہوں اگر مرزا اپنی مدارج النبوۃ کو دیکھ لیتے
تو یہ سب فقرے اور جملے اُن کی روشن نگاہ کے سامنے آجاتے عجب ہے کہ حضرت علیؑ مفرورین
احد کو جن کے پیشرو ثلاثہ تھے حسب تصریح مدارج النبوۃ کفار سے تعبیر فرمائیں اور پھر ان پشت
میدان ہونیوالوں کو شجاع بھی بتلائیں مرزا خواہ مخواہ بے تکی باتیں لکھکر شیخین کی شرمناک صفات سے اہل اسلام
بر لوگوں کو مطلع کراتے ہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۳ صفحہ ۸۸ تا سطر اول صفحہ (۸۹)

حضرت امام محمد باقرؑ کا قول صحابہ کی بابت: شیعی محدثین کی ایک جماعت یہ روایت بیان کرتی

ہے کہ ایک شخص نے جناب امام سے دریافت کیا کہ شیخین کی بابت آپ کی کیا رائے ہے آپ نے ارشاد کیا کہ میں انھیں دوست رکھتا ہوں سائل نے جواب دیا کہ آپ کی بابت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ محض خوف سے تقیہ کرتے ہیں اور ڈر کے مارے شیخین کی تعریف کرتے ہیں حضرت امام نے جوش میں آکر جواب دیا کہ زندگی سے ڈرنا چاہئے موت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر آپ ہشام عبدالملک کو جو خلیفہ وقت تھا برا بھلا کہنے لگے اگر میں خوف کرتا تو اس شخص سے کرتا جو صاحب حکومت ہے یہ شخص اہلبیت کا قاتل ہے جب میں اُسے برملا برا کہہ رہا ہوں تو شیخین سے جنکی وفات ہوچکی ہے کیا تقیہ کروں گا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اس جماعت محدثین سے ایک دو کا نام مع عبارت وکتاب لکھئے ورنہ خاموش ہوکر چھاپے خانے کے پریس میں سے پوچھئے کہ چھپتے ہوئے آپنے بھی خیال کر لیا کہ ہم کیا چھپوا رہے ہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۹۴۳ تا سطر ۶ صفحہ مذکور

محمد بن حنفیہ کا قول بابت عثمان کے:۔ محمد بن حنفیہ کے آگے ایک جماعت حضرت عثمان کی برائی کرنے لگی محمد نے جواب دیا کہ تم ایسا نہ کہو پھر ابن عباس کی طرف خطاب کرکے کہا کہ تجھے یاد ہوگا کہ جنگ جمل میں حضرت امیر کے داہنے جانب تھا اور تو بائیں جانب جب عین معرکہ جنگ میں یہ خبر آئی کہ ام المومنین عائشہ قاتل عثمان پر لعنت بھیج رہی تھیں حضرت علی نے سنتے ہی کہا کہ میں بھی قاتل عثمان پر خواہ وہ کہیں ہو لعنت بھیجتا ہوں۔ ابن عباس نے یہ سُنکے محمد کی تصدیق کی۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

دعوٰی بے دلیل قبول خرد نہیں۔ کتاب مع عبارت پیش کرو تب جواب دیا جائے گا ہم فضول بحث میں اپنا عزیز وقت صرف کرنا نہیں چاہتے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۷ صفحہ ۹۴۳ تا سطر ۹ صفحہ مذکور

یہ کل روایتیں ہم نے شیعوں کی معتبر کتابوں سے نقل کی ہیں سنیوں کی کتابوں کی روایتیں باقی ہیں جو ہم آئندہ نقل کریں گے تمام معتبر شیعی کتب میں ایک عجیب لطف پایا جاتا ہے کہ ایک ہی کتاب میں کہیں مناقب شیخین درج ہیں اور کہیں شیخین کو گالیاں دی گئی ہیں روایتوں کے اس اختلاف عظیم سے زمانہ کی نیرنگی اور عقائد کی گوناگونی پائی جاتی ہے اور یہ پتہ لگتا ہے کہ شیعوں نے موجودہ عقائد پر کس صورت سے ترقی کی اور وہ اوّل کیا تھے اور کتنے زینے طے کرنے کے بعد یہاں تک پہنچے ہیں ہم لکھ چکے ہیں کہ سب سے پہلے اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ شیخین پر فضیلت رکھتے ہیں اس زمانہ میں اس قسم کے سوال ہونے لگے تھے اور لوگ سرگوشی کرنے لگے تھے کہ آیا حضرت علی افضل ہیں یا نہیں حضرت امام باقر علیہ السلام سے یہ سوال کرنا کہ آپ فضیلت شیخین کے بیان کرنے میں تقیہ تو نہیں کرتے اسبات کی شہادت دیتا ہے بتدریج شیخین کی بُرائی کے خیالات لوگوں میں پیدا ہوتے جاتے تھے اور وہ یہ سوال پریشان کرنے لگے تھے مگر آفرین ہے۔ حضرت امام محمد باقر پر کہ انھوں نے ان خیالات اور مغویانہ حرکات کی تردید کی اور برملا ہشام بن عبد الملک کو بُرا کہا اور کہا کہ جب میں اس سے نہیں ڈرتا تو شیخینؓ سے جن کی وفات ہو چکی ہے کیا ڈروں گا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر سوسناں

جناب نے جبکہ کتابوں کے نام اور عبارت نہیں لکھی تو ہم کیونکر سمجھ لیں کہ شیعہ کی معتبر کتب سے آپنے استنباط و استخراج کیا ہے اسکا یقین تو وہی بزرگوار کر سکتے ہیں جن کے نزدیک آپ سچ مچ کے مورخ راست بیان ہیں روایات مدحت و مذمت جن کے وجود کا کتب شیعہ میں آپ کو دعوے ہے دکھلائیے اور پھر جواب لیجئے لیکن میں بطور پیشین گوئی کہتا ہوں کہ کبھی کتاب شیعہ کو جناب پیش نہ کر سکیں گے جن میں ثلاثہ کو ماں بہن جورو بیٹی خالہ عمہ نانی دادی کی گالی دی گئی ہو یا کوئی صاف الفاظ میں تعریف کی گئی ہو حضرت عمر کی خوش نصیبی ہیں اُن کی والدہ ماجدہ مخدومہ صہاک کے کچھ مخفی حالات بیان کئے گئے ہیں وہ بھی گالی نہیں بلکہ امر واقعی کا اظہار ہے جس کی

شہادت کتب اہل سنت سے بھی پورے طور پر ملتی ہے واللہ قسم باللہ ہمارے مذہب میں گالی دینا حرام ہے اگر جناب حیرت کتب شیعہ سے دس پانچ گالیاں منتخب کر کے ہمارے پاس بھیجدیں تو بخدا ہم اس کتاب کو آگ دے کر خاک سیاہ کر دیں گے

تحریر مرزا حیرت از سطر آخر صفحہ ۴۹ تا سطر ۹ صفحہ (۵۰)

اسمیں ہرگز کلام نہیں کہ آئمہ نے بہتیرا چاہا کہ صحابہ ثلثہ کے نقائص کے خیالات کو ترقی ہو لیکن یہ امر اُن کی قدرت سے باہر تھا کیونکہ ایک طرف خارجیوں کا گروہ حضرت علی اور حضرت حسین کو برملا گالیاں دے رہا تھا اور اُنہوں نے اپنے مذہب کی یہی نشانی قرار دی تھی کہ حضرت علی پر مسجد میں تبرا کہا جائے دوسرے فریق کے خیالات میں اشتعال پیدا ہو رہی تھی اور وہ خارجیوں کا کلمہ بکلمہ جواب دینے کے لئے صحابہ ثلثہ پر نکتہ چینی کرنے لگے تھے گو ابھی یہ نکتہ چینی نہایت تہذیب کے پیرایہ میں کی جاتی تھی لیکن قرن پر قرن گذرنے سے اس نکتہ چینی میں تعصب کا رنگ ملنے لگا اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ نکتہ چینی نہ رہی بلکہ اس کی جگہ تبرے بازی اور لعن طعن نے لے لی اور پھر کئی صدی کے بعد یہ لعن طعن بازاری گالیوں کی صورت میں آگیا اور اب تو افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ گالیاں بھی نہیں رہیں ان سے بھی اک درجہ بڑھ گیا اور وہ درجہ ایسا ہے کہ اس کے نام لکھنے کے لئے ہمارے پاس کوئی لفظ نہیں ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

مرزا صاحب اپنی مہربانی سے اس کو تو تسلیم فرماتے ہیں کہ آئمہ اہل بیت نے بہت کوشش کی کہ خلفاء پر نکتہ چینی کرنے سے لوگ باز رہیں۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی بایں وجہ کہ خوارج برابر حضرت امیرؑ کو گالیاں دیتے تھے حقیر عرض کرتا ہے کہ اگر اُسوقت کے شیعہ صرف اسوجہ سے خوارج کا کلمہ بکلمہ جواب دینے پر آمادہ ہوگئے تھے کہ وہ اون بزرگ کو بُرا کہتے تھے تو لازم تھا کہ خوارج کا قلع قمع کرنے خود بھی لڑتے اور سنیوں سے بھی کہتے کہ اپنے چچازاد بھائیوں کے مقابلہ کو ہمارے

ساتھ ہتھیار باندھ کر چلو بچارے ناکردہ گناہ ثلاثہ اور اُن کے ہوا خواہ بدکلامی کی چھاج
زمین کے نیچے کیوں کچلے گئے تعجب ہے کہ شیعہ نے خوارج کی بدکلامیوں کا بدلہ خلفاء کے ساتھ
ناواجب الفاظ میں کیوں لیا ضرور کچھ دال میں کالا نظر آتا ہے شاید اُسوقت دنیا میں بجز
خوارج مرزا جیسا پاک طینت کوئی سنی ہو گا اگر اُسوقت اہل سنت ہوتے تو یقیناً شیعہ کے ساتھ
خوارج کا منھ نوچ ڈالتے انکا سال ولادت شاید زمانہ مابعد ہے مگر جناب حیرت زمانہ قدیم کے
شیعہ کو مہذب بتلاتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ خوارج کے مقابلہ میں خلفاء کے نقائص و معائب
نہایت تہذیب کے پیرایہ میں بیان کئے جاتے تھے میرا فہم کسی طرح اجازت نہیں دیتا کہ کسی شخص
کے مطاعن و عیوب کی نمبروار فہرست بنائی جائے اور پھر بھی تہذیب باقی رہے میں بہت
مشتاق ہوں کہ مرزا محققانہ طریقے سے ضرور وہ فرد طعن و تشنیع زمانہ قدیم کے علماء شیعہ کی
پیش فرمائیں گے جسکو کارپردازان دفاتر الزام دہی نے مہذبانہ و شریفانہ طریقہ سے ترتیب دیا
تھا ابتداء دور زمانہ سے جو خلفاء پر الزام لگائے جاتے تھے انہیں سے بعض یہ ہیں کسی جنگ میں خلفاء
کا سردار لشکر نہ بنایا جانا مثل دیگر سپاہی پیادوں کے ہمیشہ ذلت ماتحتی میں رہنا جہاد سے بیحواس
ہو کر نو کدم ہونا ۔ لیلۃ العقبیٰ میں آنحضرت کی ذات کو صدمہ پہنچانے کے لئے نہایت اہتمام سے کمربستگی
فرمانا بحکم آیۂ وافی ہدایہ (واللہ یعصمک من الناس) آنحضرت کا بعض احکام کی تبلیغ میں منظنۂ
ضد سازی اُن سے خائف ہو کر ساکت رہنا رسول صلعم کو وصیت آخر جس میں امت کی ہدایت
تھی نہ لکھنے دینا اور خلاف مرتبہ رسالت کلمات ناگوار سے پیش آنا ۔ نبی معصوم کا اپنے حجرہ
سے اُنکو نکلوا دینا لشکر اسامہ سے باوصف تاکید شدید روگش ہو کر تازیانہ لعن کھانا نبی کی
جگہ محراب مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانا اور پھر اُسی وقت آنحضرت کا مسجد میں آنا اور انکو
امامت سے روکنا خلاف قواعد شرع نبی کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ میں سرگرم شورت رہنا
خلاف ہدایت رسول بہ مخالفت حدیث ثقلین اہل بیت سے بیعت طلب کرنا عقبات رسول مقبول
یعنی فدک کو ضبط کر لینا دروازۂ جناب سیدہ پر آگ اور لکڑیاں بیجا کر جلا دینے کی پر خطر

شرعی اعتماد کچھ بھی ہے آثار مرتضوی بطور بناء وجوہ ثبت ایشان خلافت منتظم نگشت بہر تقدیر اتباع شیخین اعظم است ثواب
ایشان بیشتر نیست بلکہ مقرر است کہ بکثرت اتباع ثواب بہ متبوع میرسد و اتباع شیخین از اہل سنت اند
انتہی کلامہ اہل سنت کو جو حضرت امیر سے عقیدت ہے اُسکو ولی اللہ صاحب نے صاف صاف
لفظوں میں تحریر کر دیا نتیجہ تحریر بالا یہ ہوا کہ امت کو کوئی فائدہ علی کی خلافت سے نہیں ہوا
اور کسی فن شریعت میں امت نے اُن سے استفادہ نہیں کیا بلکہ اُن کا کوئی کلام پایہ اعتماد
کو نہیں پہنچا۔ شیخین سے امت کو سب کچھ ملا اور علیؑ کی خلافت سے کسی کے دامن میں ایک مٹھی
خاک بھی نہیں پڑی مریدوں کی کثرت پیر کے لئے فائدہ رساں ہوتی ہے چونکہ شیخین
کے مرید خواہ اہل سنت سے ہیں اور وہ بکثرت ہیں لہذا اُن کا ثواب بھی بقدر تعداد مریدان
ہو گا اس فقرہ سے ہویدا ہے کہ اہل سنت پیرو حضرت امیر نہیں ورنہ اس گروہ کی کثرت ثواب
رسانی میں انکو بھی کوئی معتد بہ فائدہ دیتے مطلب یہ ہوا کہ معتقدان علیؑ تھوڑے ہیں اور
دلدادگان شیخین بہت لہذا ثواب بقدر قلت و کثرت ملیگا شاہ صاحب نے ایمانداری سے اپنی
گروہ کی حیثیت عقیدت بیان کر دی جو لوگ کہ انکو اپنا عالم دین جانتے ہیں۔ وہ ضرور اس
بات کا اقرار کریں گے کہ علیؑ کی خلافت اسلام کے لئے بالکل غیر مفید تھی اُن کے علم وکمال کا اسلام
پر کوئی اثر نہیں پڑا چار خلفاء کو جو لوگ راشد بتلاتے ہیں اُنہیں سے چوتھے خلیفہ کی یہ حالت
تھی کیا اب بھی جہلائے سنیہ اسے پکارتے رہیں گے کہ حضرت علیؑ چوتھے درجہ پر مسند خلافت
سے زینت پائے ہوئے ہیں یہ محض سنیوں کی دھوکہ دہی اور مردم فریبی ہے کہ حضرت امیرؑ کو
بظاہر شیعہ کے مقابلہ میں خلیفہ جائز و رشید بتلا کر عیب خروج و غصب کو چھپاتے ہیں۔
ولی اللہ صاحب صاف لفظوں سے کہہ چکے کہ مریدوں کی کثرت پیر کے لئے فائدہ رساں ہے اور
شیخین کے مقلد سنی ہیں اور وہ تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں۔ لہذا شیخین کے ثواب کی معتقدین
کی کثرت سے کوئی انتہائی حد قائم نہیں ہو سکتی اور علی کے نام لینے والے معدودے چند ہیں بوجہ
قلت اعوان کی وجہ سے علیؑ ثواب میں بھی کوئی حصہ نہیں لے سکتے۔ میرا ولی اللہ صاحب سے

اصحاب ارشاد کو کہ مریدان شیخین (سنی) کثرت سے ہیں اور موالیان علیؑ (شیعہ) اقل قلیل ضرور تسلیم کرینگے کیونکہ اسلامی دنیا کے میدان میں تا حد نگاہ سُنی ہی سُنی ہی نظر آتے ہیں سلاطین اسلام کی عملداری میں جسقدر چوہڑے چمار جاٹ گوجر وغیرہ ہندو سے مسلمان کئے گئے ہیں وہ سب سُنی ہیں اور انہیں کی نسل سے۔ دھنے جولاہے۔ نائی۔ دھوبی۔ تیلی تنبولی۔ کنجڑے قصائی بھٹیارے۔ بنجارے۔ سپیرے مچھیرے۔ ڈوم ڈھاری۔ ہیجڑے رنڈی۔ بھڑوے وغیرہا ہیں جن کی کثرت کو دہلوی صاحب نے شیخین کے لئے ذریعۂ ثواب آخرت سمجھا ہے انہیں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا میں جسقدر جھوٹی اور رذیل قومیں ہیں وہ سب خلفاء کا دولت مضبوط ہاتوں سے پکڑے ہوئے ہیں اسیوجہ سے یہ نیچی قوم کا مذہب کہلاتا ہے حضرت امیرؑ کے خلیفہ برحق جاننے والے دو گروہ ہیں سادات اور مغل اقوام بالا سے شیعہ نہایت ہی کم ہوتے ہیں شیخ و پٹھان جن کے لئے مذہب سُنی موضوع ہوا ہے اُن میں صرف وہی حضرات شیعہ ہیں جنھوں نے چشم ایمان وا کر کے فضائل آل محمدؐ کی کتابوں کو سمجھ کر پڑھ لیا ہے۔ باقی سب سُنی ہیں بدانست حقیر شیخ صاحبان و افاغنہ ذیشان و دیگر کسان مذکورین بالا سے جسقدر شیعہ ہوئے ہیں اسیقدر سادات و مغل شیخین کی ثواب رسانی مدنظر کر کے سُنی بن گئے اُنہیں مغلوں میں سے ایک مرزا حیرت بھی ارواح شیخین کو سُنی بنکر ثواب پہنچا رہے ہیں اس حساب سے جس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھو سنیوں کے لشکر نظر آتے ہیں بس دہلوی صاحب نے جو اپنی کثرت و جمعیت کو شیخین کے لئے فوراً ثواب سمجھکر ناز کیا ہے اور بوجہ قلت قلت شیعہ کو خفیف نگاہوں سے دیکھا ہے لہذا قرآن شریف پر نظر کر کے ہم یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ کثرت خدا کی نزدیک لائق مدح ہے یا قابل مذمت اور قلت خدائی جانچ میں مذموم متصور ہوئی ہے یا ممدوح جو فال قرآن سے نکلے اسکا اتباع تابعان خدا کو کرنا چاہیے واضح رائے ارباب دانش ہو کہ قرآن پاک میں بہت آیات ایسی ہیں کہ جن سے اکثر کی مذمت اور قلیل کی توصیف پائی جاتی ہے بر سبیل اختصار چند آیات قرآن پاک سے

ہم یہ نظر کرتا ہوں سب اہل اسلام اسپر متفق ہیں کہ شیطان نے بوجہ حسد و عداوت جناب آدم علیہ السلام کی اولاد میں تخم عداوت بویا اور بنی آدم کو سیدھے راستہ سے بھٹکا کر خدا اور پیچیدہ گلیوں کی سیر کرائی خود انکا قول سورہ (ص) میں اسطرح نقل کیا گیا ہے قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین ترجمہ قسم ہے مجکو تیرے عزت و جلال کی گمراہ کروں گا سبکو سوائے اُن کے جو کہ خالص کئے گئے ہیں نتیجہ کلام شیطان یہ ہے کہ اکثر و تمام افراد اولاد آدم پر مجکو دسترس ہوگا مگر سوائے معدودے چند کے کہ اُن پر میرا افسوں کارگر نہ ہوسکے گا۔ شیطان نے جو دعوے کیا تھا اُسکو پورا کر کے دکھلایا چنانچہ خود جناب احدیت نے سورۂ یٰس میں تصدیق کر دی ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون تحقیق کہ گمراہ کر دیا شیطان نے تم سے خلق کثیر کو آیا تم نہیں سمجھتے سورۂ اعراف میں ارشاد ہوا ہے وما وجدنا لاکثرہم من عہد نہ پایا ہم نے اکثر لوگوں کو کہ وہ عہد پر قائم رہے وان وجدنا اکثرہم لفسقین

سورۂ یوسف وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین ولکن اکثر الناس لا یشکرون ولکن اکثر الناس لا یعلمون وما یؤمن اکثرہم باللہ

سورۂ رعد ولکن اکثر الناس لا یؤمنون سوائے ازیں دیگر مواقع پر بھی اکثر کی توہین خدائے پاک نے فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے وان کثیرا من الناس لفاسقون وان کثیرا لیضلون باہواہم بغیر علم وان کثیرا من الناس بلقاء ربہم لکافرون

سورۂ مائدہ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث کہدے اے محمد کہ پاک و ناپاک برابر نہیں ہوسکتے غرض کثرت کی مذمت ہی اگر بالاستیعاب لکھوں تو پورا رسالہ بنجائے قلیل کی بمقابلہ کثیر خداوند عالم نے تعریف فرمائی ہے دو تین مقام دکھلاتا ہوں سورۂ سبا کے ساتویں رکوع میں ہے وقلیل من عبادی الشکور یعنی میرے بندوں میں سے شکر کرنیوالے تھوڑے ہیں سورۂ (ص) میں ہے وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضہم علی بعض الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت وقلیل ما ہم تحقیق کہ بہت شرکت والوں میں سے زیادتی کرتا ہے بعض انکا

اور بعض کے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ تھوڑے ہیں

سورۂ نسا فلا یومنون الا قلیلا یعنی نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے آدمی

سورۂ بقر ثم تولیتم الا قلیلا منکم و انتم معرضون پھر گئے تم اور رہ گئے تم تھوڑے سے اور وہ بھی منہ پھرانے والے ہیں۔

یاد داشت

یہ خطاب خاص مسلمانوں سے ہے دیکھنا چاہئے کہ کون اسلام سے پھرے اور کس نے جہاد سے اعراض کیا جس پر یہ صفت صادق آئے گی وہ سچے مسلمان نہ تھے بلکہ بھرتی کے شعر تھے خدا تحری کر تحقیقات اور جانچ پڑتال کرنے سے۔ کوئی محقق ثلاثہ کا گریبان پکڑے کیونکہ لڑائیوں میں جیسی کہ داد مردانگی ان بزرگواروں نے دی ہے وہ تاریخ میں لوگوں کو واضح ہے۔ سورۂ بقر میں بمقام دیگر ارشاد ہوا ہے فلما کتب علیہم القتال تولوا الا قلیلا منہم جبکہ لکھا گیا اوپر اُن کے لڑنا پھر گئے یعنی آمادۂ جنگ نہ رہے مگر قلیل جن لوگوں کی عدم آمادگی از جنگ اور بھاگ جانے کو خدا نے ذکر فرمایا ہے۔ شاید وہ بزرگوار ہوں کہ جو دیر تک میدان جنگ میں نہیں ٹھہرتے تھے اور بجلدی ہر چہ تمامتر تلواروں کی چمک سے خیرہ چشم ہو کر کیمپ میں واپس چلے آتے تھے بدر و احد و خیبر و حنین وغیرہ کے حالات تاریخیں دیکھنے سے اُن لوگوں کا پتہ چل سکتا ہے۔ جو تا دیر کھڑے رہنے کے عادی نہ تھے۔ الحاصل اہل انصاف پر ضرور ظاہر ہو گیا کہ ولی اللہ صاحب جو کثرت معتقدین کیوجہ سے شیخین کو مورد ثواب قرار دیا ہے وہ ناز ہی بجا ہے اور وہ بھی دھوکے جو لاسے کنجڑے بھٹیاروں پر جو کہ عموماً جاہل اور نابلد مسائل شریعت ہوتے ہیں عجب نہیں کہ اُن کے افعال جاہلانہ کا کوئی بڑا حصہ تقسیم قدرت سے شیخین کی محال میں لگا دیا جائے نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ خوارج اور اُن لوگوں کا جنہوں نے اپنا نام سنی رکھا ہے در باب حضرت امیر ایک عقیدہ ہے جیسا کہ خوارج حضرت امیرؑ کو نا قابل خلافت تبلاتے ہیں ایسا ہی اُن کے خانہ زاد سنی بھی عقیدہ رکھتے ہیں مرزا صاحب بھی اُسی مقدس قبیلہ سے ہیں جنکو حضرت امیرؑ کی نا قابلیت

پر اصرار ہے چند ورق الٹ کر مرزا کی وہ تقریر دیکھو جس میں ظاہر کیا ہے کہ علی محض سپاہی مزاج جنگی
خیالات کے آدمی تھے امور سیاسی میں باوصف وزارت عمر اُن کا دماغ جنگی پذیر نہوا انصاف
صاحبان عقل خود غور کریں کہ خوارج اور اہل سنت کے اقوال میں کوئی اختلاف ہے یا کہ متحد القول
ہیں خوارج جنگی دل تنگی اور ناکارہ رسانی کے لئے شیعہ نے شیخین کو نشانہ تیر ملامت بنایا ہے حضرت
ابو بکر کو عامل باحکام خلاف شرع بتلاتے ہیں یہ بھی لوگ کہتے ہیں جنکو بڑی سختی کے ساتھ دعوائے
تسنن وادعائے موالات اہل بیت ہے وہی ولی اللہ شیخ سنیان جنکا قول اوپر نقل ہوا ہے
قرۃ العینین کے صفحہ (۱۹۳) پر لکھتے ہیں کہ غلط از مرتضیٰ واقع شدہ و آن غلط در نفس مسئلہ فقہیہ بود
ابن حجر عسقلانی درر کامنہ کے صفحہ (۱۴۴) پر بحوالہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ حضرت علی
سے سترہ مسئلوں میں خطا واقع ہوئی اور وہ سب خطائیں مخالف کتاب اللہ تھیں عبارت
یہ ہے وقال فی حق علی خطاءہ فی سبعۃ عشر شیئاً ثم خالف فیہا نص الکتاب کمال تعجب ہے
عرض کیا جاتا ہے کہ نبی صلعم بروئے حدیث ثقلین امت کو حوالہ حضرت امیر کرکے حکم تمسک بعترت فرمائیں
اور علی معاذ اللہ مثل جہلاء و عوام الناس کتاب خدا کے سمجھنے میں ٹھوکریں کھائیں نہ معلوم
رسول مقبول نے یہ کیوں کہدیا تھا کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن اگر فی الواقعہ علی مثل
میں علی غلطیاں اٹھاتے تھے اور سترہ جگہ کتاب اللہ سے مخالفت کی تو واضح ہوا کہ ترک
ثقلین کرنے اور القرآن مع علی کہنے میں آنحضرت بھی کچھ بہت پختہ کار و صاحب فراست نہ تھے
پھر تعجب ہی بعید از فہم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی اطاعت پر امت کو کیوں مامور فرمایا جو کہ
خود غلطی اور خطا سے پاک و امن نہ تھا شاہ صاحب موصوف بھی قرۃ العینین کے صفحہ (۲۹۰ و ۲۹۵)
پر لکھتے ہیں کہ علی نے جو معاویہ سے خلافت میں بروئے پنچایت صلح چاہی جسپر خوارج بگڑ گئے
یہ فعل علی کا عمداً قابلانہ نہ تھا ہمارے پاس اعتراضات خوارج کا کوئی جواب سوائے اس کے نہیں ہے
کہ ان کی باتوں کو لاجواب سمجھکر ہم بھی مثل انہیں کے جامۂ خروج سے اپنے بدن کو آراستہ
کریں یہ کیفیت تو شاہ ولی اللہ صاحب کی ہے از ہزاراں قدرے از بسیار یعنی اُن کے جز و بدن

دبارہ تن شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کار فرمائے سعادتمندی ہو کر باپ کے خیالات سے کچھ اور بلند
پروازی کی چنانچہ کید ہشتاد و سوم میں ایک طولانی مضمون سے ثابت کیا ہے کہ علیؓ نے جو دربارہ
خلافت بحکم حکمین (پنچایت) کی اسی فعل علیؓ سے ہر طرح کے مفسدہ اسلام میں برپا ہوئے کہ نتیجہ یہ ہوا
کہ ہمیشہ کے لئے خاندان نبوتؐ سے خلافت نکل گئی اور فرقہ حروریہ و خوارج وغیرہا پیدا ہو گئے
غرضکہ شاہ صاحبؒ کید مذکور میں اپنے دل کے ابھرے ہوئے آبلوں کو نوک قلم سے خوب خوب
توڑا ہے حقیر نے تفریز شاہ صاحب بر سخت المخالف حصہ دوم میں بڑی گفتگو کر کے ان کا خارجی
و ناصبی ہونا ثابت کیا ہے اور نیز خوارج نے جو حضرت امیرؑ پر اعتراض کئے ہیں (جن کے
جواب سے عاجز ہو کر ولی اللہ صاحبؒ نے بنائے بیعت علیحدہ کر کے سوائے پوشین خروج زیب
بدن کر لینے کے کوئی دوسرا چارہ کار نہیں دیکھا) پورے جواب دیئے ہیں۔ بس بخوبی واضح
ہو گیا کہ خوارج و سنی محض بحقیق دو جداگانہ نام ہیں ورنہ "اعتقاداً و عملاً" ایک ہی شی یعنی
خوارج کا کام اہلبیت پر نکتہ چینی کرنے اور معیوب سمجھنے کا ہے شیعہ کا مذہب خوارج کے بزرگوں کو
منافق و خارج از دین خیال کرنے کا اسجگہ حق طلب کو محققانہ طریقہ سے نظر کرنا چاہئے۔ کہ
خوارج اہلبیت رسولؐ پر الزامات وارد کرنے میں کہاں تک راست گو خیال کئے جا سکتے ہیں
اور شاہ ولی اللہ و عبدالعزیز صاحب بقول خود ہمزبان خوارج ہیں یا نہیں اور شیعہ جو خلفائے ثلاثہ
کی خدمت میں بعض کلمات سے پیش آتے ہیں اُنکا بیان یعنی مواد اعتراضات کس حد تک قابل
التفات ہے مرزا نے جو تحریر فرمایا ہے کہ پہلے زمانہ کے شیعہ خوارج کے مقابلہ میں بہت نرمی
اور تہذیب کے ساتھ معترض تھے۔ مگر بعد ازاں گالیاں دینے پر تیز زبان ہو گئے اور فی
زمانہ گالیوں سے گذر کر شیعہ نے توہین ثلاثہ میں وہ شیوہ اختیار کیا ہے جس کے نام لکھنے
کے لئے اُن کے پاس کوئی لفظ نہیں لہذا بہت ادب کے ساتھ جناب حضرت اور اُن کے ہم
خیالوں سے عرض کیا جاتا ہے کہ وہ ہمکو امورات ذیل سے آگاہ فرمائیں اول شیعہ قدیم کی وہ
نکتہ چینی جو کہ خوارج کا دل جلانے کے تھے۔ تہذیباً کی جاتی ہے کن لفظوں میں ادا ہوتی ہے

مع ثبوت کتاب دوم جیب تہذیب چاک کرکے کس وقت سے شیعہ نے خلفاء کو گالیاں دینی شروع
کیں اُن میں کی دو چار گالیاں مع حوالۂ کتاب۔
سوم مسدود شنام بازی سے گذر کر اب شیعہ نے خلفاء سے کس عنوان کا برتاؤ اختیار کیا ہے جسکے
ادا کرنے پر مرزا کی ڈکشنری لفظ دینے میں بیکار ہے۔
میں بہت تحکم و وثوق سے کہتا ہوں کہ ان تینوں صورتوں سے ہم ثلاثہ کے لئے ایک صورت قائم
کرلیں گے جو کہ ہلکی سی ہلکی ہوگی آئندہ مرزا کی غلطیہ فہرست سے خلفاء گالیوں اور ناقابل بیان
لفظوں سے بچ جائیں گے۔ اگر کوئی عذر و مدارات جناب حیرت نے پیش نفرمائی تو ہم سمجھ لیں گے
کہ بے احتیاطی سے شیعہ پر الزام لگاکر اپنے مورخ و محقق ہونے میں داغ سیاہ لگا دیا ہے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۵ صفحہ ۵۰ تا آخر صفحہ مذکور

جب تعصب اپنی حد سے بھی آگے بڑھ گیا تو اور جدید جدید گروہ پیدا ہوئے اور انھوں نے
اپنا اپنا طریقہ ایجاد کیا انہیں سے ایک گروہ سب سے جدا ہو گیا اور وہ اپنے قدیم مسلک پر
آگیا اور بعد ازاں اس گروہ کا نام تفضیلیہ رکھا گیا ہے یعنی اس نے اصحاب ثلثہ کو برا کہنا
چھوڑ دیا اور حضرت علی کے افضل ہونے ہی پر قناعت کی انہیں ہرگز شک نہیں کہ اسلام کو
ان فاسد خیالات نے بہت ہی صدمہ پہنچایا اسلام کے تمام اوامر و نواہی بالائے طاق رکھدیئے
گئے اور اسلام صحابہ ثلثہ کے گالیاں دینے کے تاریک اور غلیظ دائرہ میں محدود کردیا گیا
عام طور پر حکم لگایا گیا کہ خواہ کتنی ہی عبادت کی جائے اور کیسا ہی اتقا ہو وہ شخص جہنمی ہے
جس کے دل میں صحابہ ثلثہ کی عداوت نہ ہو اور صبح شام انپر تبرا نہ بھیجتا ہو یہ برباد کن
خیالات بڑے غضبناک تھے انھوں نے نفس اسلام ہی کو صدمہ نہیں پہنچایا بلکہ اس گروہ
کے اخلاق کو بھی کھو دیا اور ایسا کھویا کہ تمام دنیا کی مذہبی علما ابھی نفرت سے نہیں دیکھتے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر سوسنان

تحریر جناب مرزا صاحب سے ہویدا ہے کہ تیز زبان و گسستہ مہار گروہ شیعہ سے ایک فرقہ جدا ہو گیا

اور اُنہے اپنا نام تفضیلیہ رکھا اہل تفضیل نے اصحاب ثلثہ پر دشنام بازی ترک کرکے صرف اسباب پر قناعت کر لی کہ علیؑ جمیع صحابۂ رسول سے افضل ہیں ہیں سخت متحیر ہوں کہ یہ واقعات مرزا کہاں سے لکھ رہے ہیں اور اُن کا ماخذ کس فرقہ کی کتاب ہے ضرور ہے کہ کسی تاریخ اہل سنت سے انھوں نے یہ پتہ چلایا ہوگا کہ عرصۂ کثیر کے بعد ایک گروہ سب وشتم کے بازار سے نکل کر اپنے قدیم مسلک پر آگیا۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں کوئی قدیم مذہب ایسا تھا کہ جو حضرت علیؑ کو تمام اصحاب پر فضیلت دیتا تھا۔ مرزا نے یہ نہیں لکھا کہ اہل تفضیل نے حدود فضیلت سے قدم نکالکر کس زمانہ میں وادیٔ دشنام بازی کی سیر کی اور کب دل سیر ہو کر اُس جنگل سے نکل کے دائرہ فضیلت میں محدود ہوئے محقق و مورخ ہونیکا دعویٰ ایسے ہی حضرات کو زیبا ہے جنکی تحریر سے پوری حقیقت نہ معلوم ہوسکے مرزا کی پاشکل جیپر سوار ہو کر وہ میدان تاریخ نویسی میں دوڑے تھے کسی ولایتی کاریگر کی بنائی ہوئی نہ تھی لہذا اینچ سڑک میں دھم سے گر گئے حقیر عرض کرتا ہے کہ کوئی گروہ اسلام میں ایسا نہ تھا کہ ثلاثہ کو وہ پہلے گالیاں دیتا تھا اور پھر ترک کرکے گوشۂ فضیلت دہی میں بیٹھا ہو شاہ صاحب جنکا اقتدار اہل سنت کی نگاہ میں مرزا صاحب سے غالباً زیادہ ہوگا تحفہ کے باب اول میں لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن سبا یہودی کے اپیچ سنانے سے اسلامی طاقت چار حصوں میں منقسم ہوئی تھی ایک سُنّی دوسرا تفضیلی تیسرا شیعہ چوتھا نصیری اور یہ قصہ بقول شاہ صاحب حضرت امیرؑ کے عہد کا ہے نہ مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ تعصب اپنی حد سے آگے بڑھا اور جدید گروہ پیدا ہوئے کسی نے گالی دینا چھوڑا اور کوئی وضعداری سے دیتا رہا تمامتر باطل ہو گیا جو شخص کہ اہل تحقیق کا لباس زیب بدن کرکے خلقت کو اصلی حالات سے آگاہ کرنا چاہے اسکو لازم ہے کہ سچے واقعات حوالۂ قلم کرے تاکہ لوگ غلطی میں نہ پڑیں۔ دیدہ باید عقلا و اہل سنت (شاہ صاحب و مرزا صاحب) سے کس کو سچا جانتے ہیں۔ کیونکہ شاہ صاحب باب اول میں اہل تفضیل و گالی دینے والے فرقہ کا بہ تعلیم عبد اللہ ابن سبا وجود پذیر ہونا ایک وقت میں تحریر فرماتے ہیں اور مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ بہت عرصہ کے بعد بعض لوگوں نے گالیاں دینی ترک کرکے حضرت

اس کی فضیلت وہی پر قناعت کری ہے مرزا بھی بصد افسوس لکھتے ہیں کہ حسب عقائد شیعہ جو
شخص ثلاثہ سے تبرا (بیزاری نکرے) اسکا کوئی عمل خیر درجۂ اجابت نہیں پاتا اس بات کے
ظاہر کرنے سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عوام الناس سمجھ جائیں کہ شیعہ صرف تبرے کو رکن عظیم
اپنے اعمال کا جانتے ہیں اور دیگر عبادات کو اس کے ماتحت خیال کرتے ہیں ہم خفیف اس بات
کو بہت خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہے کہ شیعہ ان لوگوں سے بیزاری اختیار کئے ہوئے ہیں جو کہ
ان کی جانچ میں دشمن دین خدا و بدراہ کنندہ مسلمانوں تجویز ہو چکے ہیں اگر شیعہ ایسا نکریں
تو بے شبہ ان کا کوئی عمل حسنہ مقبول بارگاہ ایزدی نہو یہ بات شیعہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ
ہر مذہب میں تبرا ہے تمام مذاہب دنیا میں دو ہی باتیں (تبرا) (تولا) ضرور ہیں تبرا نفرت اور تولا
محبت کو کہتے ہیں جس چیز سے من حیث الایمان بیزاری ہے وہ تبری کہلاتا ہے اور جس سے کہ
تعلق واخلاص ہے وہ تولا بولا جاتا ہے یہ ہر مذہب میں جائز و روا ہے اگر کسی گروہ میں
دشمنان خدا سے بیزاری اور خاصان درگاہ کبریا سے وفاداری نہو گی وہ فہرست مذاہب میں
کوئی نمبر نہیں پا سکتا سب سے پہلے جس نے علی الاعلان تبری اور تولا کا اظہار کیا وہ ہمارے نبی صلعم
ہیں ان کے دشمن اہل عرب خدائے وحدہ لاشریک کو معبود حقیقی نجانتے تھے بلکہ لات وعزہ وہبل و
منات وغیرہا کو جو کہ ان کے ساختہ وتراشیدہ بت تھے خدا جانتے تھے آنحضرت جبکہ مبعوث برسالت
ہوئے تو باواز بلند فرمایا کہ لا الہ الا اللہ یعنی کوئی خدا نہیں (مراد از لات وعزہ وغیرہا) مگر ہے
کہ خدا ہی کلمہ ہے جس نے کفر و اسلام میں ایک مضبوط و مستحکم حد قایم کر دی ہے دیکھئے ابتداء کلمہ تبرہ
ہے جس سے غیر خدا کی بلفظ لا الہ نفی کی جاتی ہے اور انتہائے کلمہ الا اللہ تولا ہے جس سے معبود
لم یزل اور بس کی ذات کی تصدیق کی جاتی ہے اس ترکیب تبرہ میں مرزا صاحب بھی اعلیٰ درجہ
کے حصہ دار ہیں ہم گروہ شیعہ جن لوگوں سے بجرم احداث بدعات و تضییع و اتلاف حقوق
آل محمد نفرت و بیزاری کرتے ہیں اور ہر کلمہ گو کو شش جہات .. کرنی چاہئے وہ نفرت تلفظاً
گالی وغیرہ کے طور پر استعمال نہیں کیجاتی بلکہ وہ لوگ جو کہ ایک مہذب قوم و خاندان نبوت) سے

فیض یافتہ ہیں لہٰذا اس موقع پر اُس لفظ کو بحق خاندان غاصبان خدا زبان پر جاری کی
ہیں جسکو خدا نے کاذب وظالم پر قرآن جیسی تہذیب بھری کتاب میں صادر فرمایا ہے اور نیز
ہم مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ ظالمان وکاذبان وغاصبان وغادران وآخفان
وکاتمان امر حق کے باب میں اُس مختصر جملہ اور فقرہ کو دُہرا لیتے ہیں حقیر و ذلیل صاحبان
انصاف سے نہایت مودب لفظوں میں ایک بات دریافت کرتا ہے امید کہ جواب باصواب سے
معزز فرمائیں۔

امر دریافت طلب زید بکر کو بزرگ اور اپنے مذہب کا پیشوا جانتا ہے اور در حقیقت
فی الواقع بکر ایسا ہی ہے۔ جسکو پیشوائے جاننے کی بحکم مذہب زید کو شدید ضرورت ہے خالد نے
زید کی مقدس اور ذیعزت بزرگ کو بہ تقویت و امداد چند ناکسان طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں
اُس کے جائز و واجب حقوق پر غاصبانہ متصرف ہو جانا اور املاک کو ضبط کر لیا اس سے
گذر کر بکر کو مجبور کیا کہ اُسکو بادشاہ دین مان لے جبکہ اُس نے اطاعت سے انکار کیا تو دھمکایا
اور ڈرایا کہ ہمارا مطیع و تابعدار ہو ورنہ تیرا گھر پھونک دینگے زید نے بحمایت و طرفداری بکر
پیشوا اور خود خالد سے نفرت کر کے خدا سے التجا کی کہ اے منتقم و چارہ ساز بیکساں بجرم سوء ادب
و نقصان رسانی اپنی رحمت سے خالد کو محروم فرما دے دریافت طلب یہ ہے کہ ایسی دعا کرنیکا
زید کو کوئی حق حاصل ہے یا نہیں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ہر منصف مزاج ضرور یہ فیصلہ کرے گا کہ زید کو خالد سے نفرت کرنے
اور اُسکو رحمت خدا سے دور رہنے کی دعا مانگنے کا پورا حق ہے چونکہ گروہ امامیہ خاندان نبوت
کو بحکم خدا و رسول اپنا ہادی طریقت جانتا ہے اور حضرات شیخین نے انپر وہ سخت جبر و ظلم کئے
ہیں جنکا دفعیہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ کے باب دہم میں کیا تھا اور پھر صاحب تشئید المطاعن
نے اُنکو مضبوط بناکر کتب اہل سنت سے ثابت کر دیا ہے کہ ہر ناجائز و مکروہ جنکا انکار شاہ صاحب
نے کیا ہے ثلاثہ سے وقوع پذیر ہوا ہے۔ لہٰذا حضرت حیرت و دیگر اہل سنت اُن تمام مطاعن

کو بر د تشئید المطاعن خلفاء کی ذات بابرکات سے اُٹھا دیویں تو ہم بجائے خود ندامت پا کر
اُن کلمات قرآنی سے جنکو مرزا نے گالیوں سے تعبیر فرمایا ہے خلفاء کی خدمت کرنا چھوڑ دیں گے
جب تک کہ حضرات اہل سنت جرائم والزامات مندرجہ تشئید المطاعن سے خلفاء کی صفائی پیش نہ
کریں گے ہم الفاظ معلومہ کی سنگین حوالات سے اونکو ہرگز نہ چھوڑیں گے علماء
تمام دنیا کے بارہ میں جو مرزا نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ شیعہ کو بوجہ تبرے بازی اچھی نظروں
سے نہیں دیکھتے اس لکھنے سے اُنھوں نے یہ پہلو نکالا ہے کہ ہماری تحریر کے اعتبار سے ناواقف
سمجھ جائیں گے کہ شیعہ ایسے بُرے ہیں جنکو جمیع مذاہب کے عالم خفیف نگاہوں سے دیکھتے
ہیں نہ معلوم تمام دنیا کے عالموں نے مرزا صاحب سے تخلیہ میں اسبات کو ظاہر کیا یا کسی کتاب
میں اُنھوں نے دیکھا اگر اپنے قول میں سچّے ہیں تو تمام دنیا کے علماء سے جنکی تعداد ہزارہا ہوگی
دو چار کی عبارت مع صفحہ وسطر دکھلائیں جن نے دشمنان خاندان نبوت سے بیزاری کرنیوالوں کو
خفیف نگاہوں سے دیکھا ہو لیکن اگر مرزا کوئی ثبوت نہ دکھلائیں گے ان کی نسبت میرا وہی خیال رہے گا جو کہ
پہلے سے ہے مرزا تمکو حضرت عمر کے قدر دانی کی قسم دیتا ہوں دو چار کا نہیں تو ایک آدھے عالم
غیر مذہب کا ضرور بیان دکھلا دو جنے شیعہ کو بوجہ خدمت گذاری خلفاء بحقارت نظروں سے دیکھا ہو

تحریر مرزا حیرت از شروع صفحہ ۱ تا سطر ۹ صفحہ مذکورہ

حضرت زین العابدین کی رائے خلفائے ثلاثہ کی نسبت - شیعی معتبر روایت کے بموجب خلفاء ثلثہ کی
نسبت حضرت زین العابدین سے سوال کیا آپ نے ارشاد کیا مجھے کیا پوچھتے ہو خداوند تعالی
اپنے کلام پاک میں آپکی تعریف فرماتا ہے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ صحابہائے ثلثہ نے محض اعلائے
کلمۃ اللہ کے لئے اپنا وطن اپنا مال اپنے قربا چھوڑ دئے تھے خدائے تعالی انہیں کی نسبت ارشاد کرتا
ہے اولئک ہم الصادقون لوگوں نے کہا کہ پھر انصار کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے جنھوں نے پناہ
دی اُنکو اور ہر طرح سے مہاجرین کی امداد کی - کہا میں اُن کی بھی تعریف کرتا ہوں اور اُن کی
نسبت کلام باری میں ارشاد ہوا ہے اولئک ہم المفلحون میں اُن لوگوں کو اچھا سمجھتا ہوں

جوان دونوں جماعتوں پر رحمت بھیجیں اور مہاجرین و انصار کی عداوت اور کینہ سے پاک رہیں اسکے خلاف جو کوئی ہوگا گویا اُس نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

حضرت ہم آپ کو جیسا صادق البیان اور نقل مطابق اصل کرنے والا جانتے ہیں اُسکو حضور خوب سمجھ چکے ہیں عبارت مع کتاب پیش فرما کر جواب بھیجئے ورنہ معاف فرمائے ایسی بے سروپا باتوں سے مذہبی امور میں کامیابی ناممکن بلاحوالہ کتاب کوئی منصف مزاج سُنی بھی آپ کو معتبر نہ جانیگا اگر امام زین العابدین علیہ السلام ثلاثہ کو حسب تحریر سامی صادقوں و مخلصوں سے جانتے تھے تو معلوم ہوا کہ آپ امام معصوم سے بجز دی کر کے خطاب صدیق سے فقط حضرت اول کو اعزاز دیتے ہیں اور تین میں سے دو پچھلوں کو ایسا نہیں کہتے - افسوس بقول جناب امام ثلاثہ کو صادقوں سے یاد فرمائیں اور حضرات اہل سنت صرف ایک خلیفہ کو صدیق کہیں چونکہ حضرت ابوبکر کو جو کہ اگلے خلیفہ ہیں صدیق اکبر بولتے ہیں اُن دو پچھلوں کو شاید صدیق اصغر کہتے ہونگے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۰ صفحہ ۱۵ تا سطر ۱۵ صفحہ مذکور

امام محمد باقر امام صدیق کی زبانی حضرت صدیق کی نسبت یہ روایت نقل کرتے ہیں

ایک شخص امام زین العابدین کے پاس آیا کہ مجھے ابوبکر کی نسبت کچھ بیان کرو حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ کیا تو صدیق کی بابت مجھے کچھ پوچھنا چاہتا ہے سائل نے کہا ہاں میں تو اُسے صدیق کے لقب سے یاد کرتا ہے آپنے فرمایا کہ تیری ماں بغیر روئے خود حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور کل مہاجرین اور انصار نے اوسے ہمیشہ اسی لقب سے خطاب کیا ہے جو شخص اُسے صدیق نہیں جانے کا حق تعالی دنیا و آخرت میں اس کی تصدیق نہیں کریگا تبرا اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ شیخین کا دوست

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

(حسب شرح صدر)

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۶ صفحہ ۱۵ تا سطر ۲ صفحہ ۲۵

کثیر کا قول :- کثیر نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام باقر سے کہا کہ آیا شیخین نے کوئی چیز تمہارے حقوق میں سے غصب کی فرمایا اُس ذات کی قسم ہے جس نے قرآن مجید اپنے بندہ محمد پر نازل کیا کہ دانہ خردل کی برابر جو ہمارے حقوق سے کوئی چیز غصب نہیں کی میں نے کہا میں تجھ پر سے قربان ہو جاؤں تو انہیں دوست رکھتا ہے فرمایا ہاں - پھر مجھے حکم دیا تو بھی انہیں دوست رکھیو اور پھر اپنا ہاتھ گردن پر رکھا اور کہا کہ ان کی دوستی سے اگر عاقبت میں تجھ پر کوئی عذاب ہو تو وہ میری گردن پر ہے خدا اور رسول بغیرہ بن سعید بیان سے سخت ناراض ہیں کہ شیخین کی مخالفت کا اتہام وہ ہم پر لگاتے ہیں کہ لوگوں کو ہم سے بدگمانی پیدا ہو -

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر تومان

یہ کثیر نہیں بلکہ ابن کثیر ہے جو لکھا ابن کثیر کے کچھ اور معنی ہوتے ہیں لہذا اختصار مد نظر فرمایا خیر جو کچھ بھی ہو یہ ابن کثیر مورخین اہل سنت میں ایک بڑا نامی عالم ہے اُسکا یہ لکھنا کہ دانہ خردل کی برابر بھی غصب کرنے سے امام کو بہ نسبت خلفاء انکار تھا اہل سنت کے لیے باعث انبساط ہو شیعہ کو اِس مورخ کے بیان سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا مرزا صاحب کے ایسے چیلے حوالوں سے شیخین کی خلافت کو مدد نہیں مل سکتی علمائے سنیہ نے ایسی بہت روایات اپنی کتب میں نقل کی ہیں جن سے انھوں نے اپنے مریدوں کو یقین دلایا ہے کہ اہل بیت خلفاء سے دوستانہ برتاؤ رکھتے تھے چونکہ مخالفت وعداوت کی حکایتیں کتب اہل سنت میں بحد و انتہا ہیں لہذا متاخرین نے باین توہم کہ روایات عداوت و اختلاف سنیوں کے قلوب کو خلفاء سے برگشتہ نہ کر دیویں ایسے مضامین بھی لکھ دئے ہیں جنسے بوئے الفت آتی ہے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۴ صفحہ ۵۲ تا سطر ۸ صفحہ مذکور

حضرت امام باقر کا دوسرا قول :- کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا آیت ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین حق شیخین اور علی میں نازل ہوئی ہے ارشاد کیا ہاں

سائل نے پوچھا کہ وہ کون کینہ کیا تھا فرمایا کینۂ جاہلیت بولاد تیم و عدی اور ہاشم میں پہلے عداوت تھی لیکن اسلام لانے کے بعد وہ ساری عداوت جاتی رہی اور سب ایکدل ہوگئے

جواب سجادحسین خاکپائے امیر مومناں

اے حضرت یہ بھی تو تحریر فرمائیے کہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علی و شیخین میں جو زمانۂ جاہلیت سے عداوت چلی آتی ہے وہ بعد اسلام مبتدل بمحبت و یکدلی ہوگئی اور وہ کتاب کس فرقہ کی ہے سنی یا شیعہ کی اور حضرت علی علیہ السلام نے باتفاق جمیع امت آن واحد کے لئے بجز معبود لم یزل اہل شیخین بتوں کو سجدہ نہیں کیا پھر ان میں جہالت کہاں سے آئی جسکو اسلام نے زائل کردیا اگر قبائل عرب مسلمان ہوئے ہیں اور حسب عادت جہالت و معاشرت ملک عموماً عداوت پھیلی ہوئی تھی تو یہ کیا ضرورت ہے کہ آیۂ موصوف صرف بحق علی و شیخین نازل ہوئی اس سے لازم آیا کہ اور لوگ حسب عادت جہالت بغض و عداوت پر قایم رہے یہی بزرگوار حسد و کینہ سے خالی کئے گئے تھے اگر یہ آیت فی الواقع بقول امام محمد علیہ السلام جس کے مزا مدعی ہیں انہیں تین شخصوں کے بارہ میں وارد ہوئی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اور مسلمانوں کے طبائع عداوت قدیمہ سے مملو رہیں و نزعنا ما فی صدورھم من غل الی آخرہ کے جو علمائے اہل سنت نے معنی بیان کئے ہیں انکو قرآن شریف مطبوعہ مطبع ہاشمی ۱۲۸۳ ہجری کے صفحہ (۲۰۶) سے نقل کیا جاتا ہے (و بیرون آریم انچہ در سینۂ ایشان بود از کینہ) فائدہ یعنی آں کینہ ہا کہ در دل بہشتیان باشد دور کنیم مثل انچہ میان عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقع شد واللہ اعلم۔

بحمد اللہ مدعیان اتحاد صحابہ و اہلبیت کے ارشادوا فادات سے یہ آواز آئی کہ عثمان اور عائشہ و علی و طلحہ و زبیر وغیرہا باہمدگر عداوت رکھتے تھے۔

ہمارا مطلب اون کی عداوت سے ہے وہ حسب تسلیم علم اہلسنت ہویدا ہے باقی مضمون ہمکو پابند نہیں کرسکتا وہ سیئول کا حسن ظن ہے۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۵ صفحہ ۲۰۵ تا سطر ۱۱ صفحہ مذکور

عبد الجبار ہمدانی :- فاضل عبد الجبار ہمدانی کا بیان ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام ایک گروہ کو رخصت کرنے کے لیے تشریف لائے یہ گروہ مدینہ جاتا تھا آپ ارشاد کرنے لگے کہ اہل مصر کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ انہیں سے جبکا یہ گمان ہے کہ میں شیخین سے ناراض ہوں گویا مجھے اُنہوں نے اپنا مخالف بنا لیا میں ایسے شخص کو جو میری نسبت یہ گمان رکھے شقی اور مردود سمجھتا ہوں

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

کتاب و عبارت کا حوالہ دینا تو گویا مرزا جی کے مذہب میں ناجائز ہے نہ معلوم یہ عبد الجبار کون بزرگوار ہیں بیان بھی عجیب لطف خیز ہے ایک گروہ مدینہ جا رہا ہے امام پیچھے پیچھے یہ کہتے چلے آتے ہیں کہ بصرہ والوں سے کہدینا کہ میں شیخین کا دوست ہوں نہ کوئی خط ہی نہ پیغام صرف زبانی جمع خرچ جو لوگ کہ مرزا کی محقق ہونے کو داخل اعتقاد کئے ہوئے ہیں اون کیواسطے یہ تحریر ثبوت اتحاد کی لئے کافی ہے ہم ایسے توہمات سے بری ہیں۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۲ صفحہ ۲۰۵ تا سطر ۱۸ صفحہ مذکور

محدث طبرانی فاضل محدث اس امام عالی مقام سے روایت کرتا ہے کہ جب شیخین کی بابت امام زمان سے دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد کیا کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں کہ جو شیخین کو برائی سے یاد کرے اور میں اُسے دوست رکھتا ہوں جو شیخین کا دوست ہو دریافت کرنے والے نے کہا کہ شاید تو تقیہ کی رو سے کہتا ہے اس صورت سے تو میں زمرہ مشرکین میں ہوا اور تیرے نانا کی شفاعت بھی روز آخر مجھے نصیب نہیں ہونے کی آپ نے فرمایا کہ میں کوئی شک نہیں میں تقیہ سے نہیں کہتا اگر تیرے دل میں عداوت اس کی ہوگی تو تو کبھی نہیں بخشا جائے گا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

اگر اس روایت مرزا پیش کرتے تو اس کے اطراف وجوانب پر نظر ڈال کر جواب ہدیہ خدمت کیا جاتا

اب سوائے اس کے کہ مرزا صاحب کو سچا سمجھ کر جیسا کہ پہلے سے سمجھ رہے ہیں سر تسلیم خم کریں اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ لیکن اتنا پتہ تو تحریر مرزا صاحب سے بھی نکلتا ہے کہ اس زمانہ کے آدمی خوب جانتے تھے کہ امام تقیہ ضرور کرتے ہیں ورنہ شاید تو تقیہ کی رو سے یہ کہنا ہے اور امام کا یہ فرمانا کہ تقیہ سے نہیں کہتا مندرجہ تحریر مرزا صاحب ضرور اس بات کا یقین دلانے والا ہے کہ اس وقت کے آدمی جانتے تھے کہ امور شیخین میں امام تقیہ کرتے ہیں

تحریر مرزا حیرت از سطر ۱۸ صفحہ ۵۲ تا سطر ۸ صفحہ ۵۳

امام اعظم اور ابو حنیفہ کی روایت بموجب شیعہ — امام ابو حنیفہ مدینہ منورہ میں گئے اور امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے امام کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ اہل عراق کی طرف سے کچھ کبیدہ خاطر معلوم ہوتے ہیں مجھے حکم دیا کہ تو میرے پاس نہ بیٹھ لیکن میں چونکہ ایک خاص ضرورت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس لئے منع کرتے پر بھی بیٹھ گیا اور میں نے سوال کیا کہ شیخین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے آپ نے فرمایا خدا ان پر رحم فرمائے میں نے کہا اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ تو ان سے بیزار ہے جعفر امام زمان نے جواب دیا کہ یہ محض غلط ہے کہ مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے پھر ام کلثوم کا قصہ بیان کیا جناب مرتضوی نے بخوشی و خوشی اپنی بیٹی حضرت عمر کے نکاح میں دیدی تھی یہ میں نے عرض کیا کہ کاش اس مضمون کا خط ایک حضور اپنے دست مبارک سے لکھ کر اہل عراق کو بھیجدیں تو بہت اچھا ہو جائے امام صاحب نے جواب دیا وہ میری اطاعت نہیں کرتے کہ میرے رقعہ کو مانیں گے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

رسالہ شرح کنز مکتوم میں حل عقد ام کلثوم میں حقیر نے اس امر کی بابت بڑی گفتگو کی ہے مرزا صاحب پر لازم تھا کہ اس کتاب شیعہ کا نام مع عبارت نقل کرتے جس میں ابو حنیفہ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی گفتگو نقل ہوئی ہے اتنا نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ اہل عراق امام کے کہنے کو نہ مانتے تھے اگر حسب تحقیقات مرزا صاحب اس واقعہ کو سچا مان لیا جائے تو بھی یقین نہیں آسکتا کہ اہل عراق مخالفت امام ثلاثہ کو برا کہتے تھے جن بزرگواروں کی طرفداری

سے شیعہ بُرا کہتے ہیں جب انھیں کو ناپسند تھا تو بیزاری کیوں کرتے تھے یہ صرف مرزا صاحب کا
خیالی اور بنایا ہوا مضمون ہے شیعہ کے یہاں اسکا وجود نہیں ہے۔

تحریر مرزا حیرت مدوگار شیخ صاحبان از سطر ۱۰ صفحہ ۵۳ تا سطر ۱۵ صفحہ مذکور

باقر العلوم کی روایت :۔ فاضل باقر العلوم کا بیان ہے کہ کسی نے امام محمد باقر سے دریافت
کیا کہ ایک شخص اہل بیت میں سے میں نے دیکھا کہ شیخین کو بُرا کہہ رہے تھے۔ فرمایا ایسا
ایسا نہو معاذ اللہ اہل بیت میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو شیخین کو بُرا کہتا ہو
سب اہل بیت کو اُن سے محبت ہے اور سب نے انپر رحم کھایا ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

کون اور کہاں کہتا ہے دکھلائے اور جواب لیجئے روایت پیش کردہ مرزا صاحب جن کے
الفاظ اور ان کے مادہ یادداشت میں گھوم گشت لگا رہے ہوں گے اتنی بات تو واضح ہو گئی کہ
ایک شخص نے از جملہ اہل بیت کسی کو ایسا دیکھا تھا کہ وہ اسکے سامنے شیخین پر آوازے پھینکتا ہے
تھے گو کہ امام نے حسب بیان مرزا حیرت اُس سے انکار کیا ہے۔ مگر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ
کہ بعض اشخاص از زمرۂ اہلبیت کے شیخین کو بُرا کہا کرتے تھے ہر گاہ بروایت مسلم حسب قول جناب
عمر حضرت علی اول و دوم کو کاذب جانتے تھے تو ضرور اُس شخص نے کسی کو اہلبیت سے خلفاء
کو بُرا کہتے ہوئے سنا ہوگا۔

تحریر مرزا حیرت از سطر ۱۶ صفحہ ۵۳ تا سطر آخر صفحہ مذکور

دوسری روایت :۔ امام باقر علیہ السلام نے جواب میں عبد اللہ کے فرمایا کہ حلیہ سیف
کا کچھ ڈر نہیں ہے کیونکہ ابو بکر صدیق سے اس کا ثبوت ملتا ہے راوی نے کہا تو
اُسے صدیق کہتا ہے آپ نے مکرر فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہے جو شخص ایسا اعتقاد
نہ رکھے حق تعالٰے کونین میں اسکی تصدیق نہیں فرمائے گا۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

مرزا صاحب نے لباس انسانیت زیب بدن کرکے خلایق کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کی غرض
مرکوز خاطر فرماکر نہایت چستی سے کمر باندھی ہے اور خاندہ بظاہر یہ سمجھا ہے کہ جہلائے زمانہ اُن کو
ایک آزاد مورخ و محقق سمجھکر یقین کرلیویں گے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے مسند تحقیقات پر بیٹھکر
لکھا ہے وہ سچے موتیوں کی مالا ہے ناظرین تحریر بالا میں مرزا کی حقیقت و دیانت دیکھ چکے
ہیں کہ کس پایہ کے محقق ہیں اب اس بحث میں پھر اُن کی دیانت کی داد دیں اصلیت یہ ہے کہ
صاحب کشف الغمہ نے جو کہ علمائے شیعہ میں اعلیٰ درجہ کے مقدس و ثقہ گذرے ہیں کتاب موصوف
الصدر میں اقوال علمائے فریقین سے ائمہ علیہم السلام کے فضائل و مراتب دکھلائے ہیں ترتیب
کتاب یہ رکھی ہے کہ اوّل ہر آئمہ کے مناقب کتب شیعہ سے بیان کرکے بعدہ اہلسنت کے اقوال سے
اُس امام کے مراتب کو دکھلایا ہے تاکہ سنی و شیعہ اپنے اپنے مذہب کی روایات دیکھکر فضائل
ائمہ کے معتقد ہوجائیں اسی جہت سے صاحب کشف الغمہ نے شروع کتاب میں لکھدیا ہے کہ تالیف
بحث و اعتساف و جدل و مصاف میں نہیں ہے جس کے دیکھنے سے کسی کو عذر و اکراہ ہو بلکہ معرفت
آئمہ میں سنی و شیعہ کے بیانات سے ترتیب دیا گیا ہے اسمیں یہ روایت حلیہ سیف کی درج ہو
اگر فی الواقع بطریق شیعہ یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خلیفہ اوّل کو
صدیق فرمایا ہے اور اُسکے منکر کو بے ایمان و راندۂ درگاہ بنایا ہے تو یقین کیا جانے گا
کہ وہ صدیق تھے اور ہر ایسا شخص جو کہ اُنکو صدیق نہ جانے زندیق و بدکیش ہے مگر نہایت
افسوس کے سات لکھا جاتا ہے کہ یہ روایت کسی عالم شیعہ نے اپنے کتاب میں نقل نہیں کی
ابن جوزی جو کہ کبرائے اہلسنت میں گذرے ہیں اُنھوں نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں حلیہ
سیف کے مضمون کو ایک طولانی باب میں نقل فرمایا ہے صاحب کشف الغمہ نے جسجگہ در باب فضائل
امام محمد باقر علیہ السلام اقوال علمائے اہل سنت نقل فرمائے ہیں وہاں ابن جوزی کے مضمون
کو کتاب صفوۃ الصفوہ سے پیش فرمایا ہے ممکن تھا کہ عالم موصوف صرف اُن فضائل اور
مناقب کو لکھدیتے جو کہ ابن جوزی نے امام علیہ السلام کے لکھے ہیں مگر انھوں نے ایسا

نہیں کیا بلکہ اُس تمام باب کو نقل کر دیا ہے اور بعد ختم صاف لفظوں میں لکھدیا ہے (کہ من
آخر کلام ابن جوزی فی ہذا الباب) تاکہ کسی کو دھوکہ نہو اور سمجھ لے کہ کسکا قول ہے وہ تمام باب
امام محمد باقر علیہ السلام کے فضائل میں ابن جوزی نے لکھا ہے۔ ضمناً یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابکر
بے تعصب اور حق آگاہ اور سچا کلام کرنے والے تھے کہ ابو بکر کو صدیق جانتے تھے ہمارے عالم
نے ابن جوزی کے کلام میں قطع برید نہیں کی بجنسہٖ نقل کر دیا ہے ورنہ ممکن تھا کہ محض فضائل امام
پنجم کو باب مذکور سے منتخب کر کے لکھدیتے اور دیگر زوائدات کو ترک فرماتے مگر اُنھوں نے ادنا
تغیر آدا بھی نہیں کیا۔ نقل مطابق اصل پر نظر کر کے تمام تر عبارت کو لکھدیا بعد گذارش کے ان
اِن واقعات کے مرزا حیرت سے نہیں دیگر اہل سنت سے پوچھتا ہوں کہ باین عنوان آپ کو کوئی
حق حاصل ہوگا کہ شیعہ کا منھ بند کر کے گلا دبائیں کہ جناب ابو بکر کو امام پنجم نے صدیق فرمایا ہے
تم بھی کہو ورنہ بہ اثر دعاء امام روسیاہ ہو جاؤ گے اگر اسی طرح اپنی کتابوں کا ہمکو پابند
کریں گے تو کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ فلاں شخص کو آئمہ فرعون
آل محمد کہتے تھے اہل سنت بھی کہیں ہم کبھی سنیوں کو مجبور نہیں کر سکتے کہ حسب اندراجات کتب
شیعہ وہ اپنے پیشوایان دین کو اچھا نہ سمجھیں اُن کو ہم یہی ہدایت کریں گے کہ بروایت
مسلم و بخاری حسب تسلیم جناب عمر حضرت امیر شیخین کو کاذب وغیرہ جانتے تھے اگر اتباع
مرتضوی کے مدعی ہو تو تم بھی ویسا ہی سمجھو۔
افسوس ہے کہ مرزا نے دستار مورخی سر سے باندھ کر ایسا غلط مضمون لکھا کہ جس سے خلائق
بیباک ہو کر سمجھ لیوے کہ شیعہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام ابو بکر کو صدیق فرماتے
تھے اور صدیق نہ سمجھنے والے کو بد دعا کرتے تھے اگر مرزا کچھ پاس ایمان رکھتے ہوں گے تو
ضرور ہے کہ راہ راست اختیار کر کے آیندہ فریب دہی خلائق سے باز رہیں گے جسقدر
مرزا صاحب نے بلا سلسلۂ سند و اظہار نام کتب بہ ثبوت فضائل شیخین مضمون لکھا ہے وہ
سب ایسا ہی بے سر و پا ہے اگر مرزا صاحب نے ثابت فرما دیا کہ عالم شیعہ نے ارشاد امام

محمد باقر علیہ السلام متعلق جو حلیہ سیف برّنا ر مذہب شیعہ لکھا ہے اور ابن جوزی کے بیان کا کشف الغمہ
میں اظہار نہیں کیا تو واللہ میں سنی بنکر شیخین کا ایسا ہی خیر طلب ہوں گا جیسے کہ مرزا صاحب ہیں بصورت
دیگر حضرت حیرت کو خلفاء سے وہ کرنا چاہیے جسکی وہ قابل تھے جن لوگوں نے فاطمہؑ کے گھر پر آگ
روشن کی جائداد کو ضبط کیا اُن کے حقوق تلف کر ڈالے شریعت کو بدل دیا انکو امام کیونکر
صدیق فرما سکتے تھے اگر حضرت حیرت کچھ بھی ایمان رکھتے ہونگے تو اپنی خلاف نویسی کو معاف کرالیں جو کہ
دہلی جاکر جامع مسجد میں توبہ و استغفار کر کے برائے آیندہ دام تزویر پھیلانے سے بالکل رکجائیں گے
اگر جناب حیرت کو میں کچھ سمجھتا یا کسی شمار میں لا سکتا تو تبلا دیتا کہ بڑے بڑے علما اہلسنت نے اقرار
کیا ہے کہ شیعہ کو اُن کی کتب سے الزام نہیں دیا جا سکتا ایک اہل سنت کا قول دکھاتا ہوں جس سے
معلوم ہو جائے گا کہ تیرہ سو برس سے اسوقت تک اہل سنت باوصف کوشش ہائے بلیغ کے حصار
اصول کی ایک اینٹ کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکے۔ سید محمد اسحاق بہار پوری نے ایک رسالہ
بمقابلہ شیعہ لکھا ہے جسکا نام "سوال از جمیع علمائے شیعہ" رکھا ہے وہ رسالہ بکار تی پریس علیگڈہ
میں چھپ کر شائع ہوا ہے اُس رسالہ کے صفحہ ۱۰ وہ ۹ پر یہ عبارت لکھی ہے۔ آج تک جو رسائل
قدیم وجدید ردّ شیعہ میں تصنیف ہوئے ہیں اُنمیں شیعہ کے اعتراضات کا جواب دیا ہے کبھی کسی نے
کوئی مستقل کتاب اصول شیعہ کے ابطال میں نہیں لکھی مولوی عبداللہ وحیدر علی صاحب ومحسن الملک و خلیل احمد
صاحب کسی نے اصول شیعہ پر حملہ نہیں کیا۔ سبحان اللہ ابتدائے مناظرہ سے تا حال مابین سنی و شیعہ
ہزارہا کتابیں لکھی گئیں۔ شیعہ نے بقول مرزا حیرت مندرجہ صفحہ (۲) خلافت کے متعلق دلچسپ
بحثیں کر کے بڑی بڑی لاجواب اور مالا یحل کتابیں لکھ ڈالیں۔ تیرہ سو برس سے جو پردہ دربار
تحقیق مسئلہ خلافت لوگوں کی آنکھ پر پڑا ہوا تھا اُسکو اٹھا دیا سنیوں سے یہ بھی نہو سکا کہ
خلافت تو درکنار حضرات خلفاء کا مومن ہی ہونا ثابت فرما دیتے کیونکہ جن کتابوں کو بوجہ عدم
توجہی علماء اہلسنت مرزا لاجواب تسلیم کر چکے ہیں اُنمیں خلفاء کی زندگی محاصبانہ طریقے سے دکھلائی
گئی ہے نتیجہ بجز محولہ بہار پوری صاحب کا یہ ہوا کہ ابتک اصول شیعہ اہل سنت کی تاخت سے

بجا ہوا ہے عبدالعزیز و حیدر علی و محسن الملک و خلیل احمد صاحبان ذیشان اصول شیعہ پر کوئی حملہ
نہیں کرسکے اس سے ہم سنی کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے اسوقت تک تمام اپنے علمار کی کارروائی کو
ناقص و ناتمام ظاہر فرمادیا افسوس ہے کہ علمائے اہل سنت نے باوجود گرم بازاری بحث و مناظرہ
جس کی ابتدا و اکثر ان کی جانب سے ہوئی ہے نہ شیخین کے مطاعن کو دفع کیا اور نہ شیعہ کے اصول
پر کوئی ایراد لاسکے مرزا صاحب سہارنپوری کی تحریر دیکھ کر فرق دریائے تحیر موجزن ہو گئے کہ اونھے
سب اگلے پچھلے علمار کو اصول مذہب شیعہ کے باب میں محض ناکام جاہر کیا منہ خلافت شیخین
مولفہ مرزا صاحب میں بھی شیعہ کے اصول پر کوئی ایراد نہیں کیا گیا بلکہ انھوں نے رنگ کلام اور
عبارتیں بدل بدل کر وہی معاملات لکھے ہیں جنکو انکے بڑے پیر شاہ صاحب لکھ گئے یہ ہی حلیہ
سیف کا مسئلہ عوام شیعہ کی دھوکہ دہی مد نظر کر کے شاہ صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے اور تحفہ کے جواب میں
جواب بھی پایا ہے مگر پھر مرزا نے ایک نیا سوال قایم کر کے لکھدیا اُن کو لازم تھا کہ شیعہ نے جو اپنی
خوبی کا رد دیا ہے اسکو رد فرماتے یا قبول کرتے یہ کیا آدمیت ہے کہ کلام مردود کو پھر نئے لفظوں
میں رنگ کر کے لوگوں کو مغالطہ دیا۔ میں مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ حلیہ سیف کے متعلق
پہلے تحفہ کے جواب دیکھیں پھر تحفۃ الاشعریہ جواب ہدیۃ الشیعہ کو مطبع یوسفی دہلی سے منگا کر
ملاحظہ فرمائیں اسی مطبع سے رسالہ بجا دیہ مولفہ حقیر مل جائے گا جس میں مسئلہ حلیہ سیف اور صدیق
کی نسبت بحث کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر کسی طرح صدیق نہیں ہو سکتے یہ خطاب حسب
روایات اہل سنت جناب امیر علیہ السلام کا ہے اور فاروق اعظم بھی انھیں کو آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے
حضرت عمر کو جو اہل سنت فاروق کہتے ہیں یہ اتباع یہود کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی نے انکو یہ خطاب
نہیں دیا بلکہ یہودیوں نے اپنے دفتر سے عنایت فرمایا ہے چونکہ مرزا نے محقق اور مورخ ہونے کا
دعوے کر کے کتاب لکھی ہے لہذا ضرور ہے کہ اُن کتابوں کو مرزا جی نے ضرور دیکھا ہوگا۔ اگر دیکھی
تو لاجواب و لاینحل و قابل قدر نفرماتے ہرگاہ مرزا نے کتب شیعہ کو ملاحظہ فرما کر لاجواب بتلایا ہے
تو نہایت تعجب ہے کہا جاتا ہے کہ حلیہ سیف کا جواب انھوں نے ملاحظہ نہیں فرمایا شاید سرسری نظر کی

شبویا النقص حافظہ سے یاد نہ رہا ہو مرزا صاحب نے خلافت شیخین لکھکر جہلا کو یہ باور کرایا ہے کہ پہلے کسی عالم اہل سنت نے خلافت کو محققانہ مورخانہ شان سے ثابت نہیں کیا اسطرح سے ثابت کرنیوالی ہم ہیں لہذا میں ناظرین حق آگاہ کو آگاہ کرتا ہوں کہ جس میگزین سے مرزا نے آتش فشانی کی ہے اُسمیں وہ ہی پرانی بارود ہے جنکو پہلے تفنگ بازوں نے استعمال کرکے میدان خالی کیا ہے ہم سمجھتے تھے کہ مرزا نئے ہتھیاروں سے معرکہ آرا ہوں گے مگر وہی زنگ خوردہ اگلی وقتوں کے ہندوستانی لوہاروں کی بنائی ہوئی بندوق جو سیکڑوں دفعہ پیالہ چاٹ چکی ہے مرزا صاحب بھی لیکر میدان میں لیکر آکھڑے ہوئے ہیں حقیر بہت ادب سے جناب مرزا اور اُن کے معاونین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ تحفہ و منتہی الکلام سے یہ تمام مطلب ماخوذ ہوئے ہیں جن کے متعدد و متکثر جواب دست زد خلایق ہو چکے ہیں آپ ان رد شدہ کتابوں کی امداد نہ لیں سوائے ندامت اور خجالت و بربادی وقت اور کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوسکتا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر آخر صفحہ ۳۵ تا سطر ۲ صفحہ ۴۵

حضرت امام باقر کی رائے حضرت امام جعفر کی زبانی	امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے امام باقر نے یہ کہا کہ سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کی اولاد شیخین کی حسن سیرت اور بزرگی کی قائل ہے اہلبیت

میں سے ایک شخص نے بھی اُس کی مخالفت نہیں کی ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

جو بات میں اول سے کہتا چلا آتا ہوں وہی اب بھی عرض کرتا ہوں دکھلائے کس کتاب شیعہ میں لکھا ہے میں اسکا فیصلہ مرزا کے انصاف پر محمول کرتا ہوں ہر گاہ روایات شیعہ و سنی سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عمر دروازہ سیدہ پر آگ لگانے کو گئے اور فدک کو ناواجب طریقہ سے ضبط کیا جناب فاطمہ علیہا السلام نے وصیت کی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر نہ آئیں وغیرہ وغیرہ تو کیونکر یقین کر لیا جائے کہ اُنکی اولاد شیخین کی حسن سیرت اور بزرگی کو مانی ہوئی تھی اگر کسی فاطمی سیدنی با وصف رنجش سیدہ اُن کے دشمنوں سے ہو گئی تو وہ سید کب کہا جا سکتا ہے۔ مرزا حیرت کی

انصاف بھری طبیعت سے مجھکو بڑی امید ہے کہ وہ بھی ایسے شخصوں کو سید نہ کہیں گے جو کہ اپنے اجداد
کے مخالفوں سے متحدانہ رسم و راہ رکھنے والے ہیں قول فیصل یہ ہے کہ اگر واقعات آتش زنی وغیرہا
ہم لوگ غلط طور پر خلفاء سے منسوب کرتے ہیں تو بے شبہہ روز جزا لائق بازپرس ہیں مگر فرد سیادت
سے خارج نہیں ہو سکتے گنہگار سمجھے جا سکتے ہیں اور اگر الزامات و مطاعن خلفاء صحیح ہیں جیسے کہ اب
تک بوجہ عدم جواب ہی اہل سنت و موجودگی کتب مصئون و مامون عن القدح چلے آتے ہیں
تو پھر وہ سادات جو کہ شیخین کو اپنا پیشوا جانتے ہیں اور اُن کے قدموں پر جان و دنیا فخر دارین
اعتقاد کئے ہوئے ہیں ناخلف ہو کر فہرست سیادت سے جدا کر دیے جائیں گے کیونکہ جو شخص
اپنے بزرگوں کے دشمنوں کا دم بھریگا وہ مورثوں کے ورثہ سے نکل جائے گا مرزا حیرت اگر
سنی سیدوں کو سادات خلف کی جماعت میں بٹھانا چاہتے ہیں تو صرف اتنی بات سے ہمکو مطمئن
کر دیویں کہ حضرت عمر جناب سیدہ کے گھر پر آگ لیکر نہیں گئے تھے اور فدک کی بابت کوئی جھگڑا
مابین سیدہ و شیخین ہو کر منجر بعداوت ہوا تھا واللہ اگر ان اعتراضات کو جناب حیرت نے اٹھا دیا
تو پہلا شخص میں ہوں گا جو دم چار یار کہکر سنی سیدوں کے ہاتھ پر بوسہ دوں۔ سنی سادات اگر
کار فرمائے قومی ہمدردی ہوں تو علماء کے پاس جا کر پوچھیں کہ یہ آگ اور فدک کا کیا قصہ ہے
اگر کوئی ایسا جواب اس نئی روشنی کے زمانہ میں نکل آیا کہ جس سے یہ خرخشہ مٹ سکتا ہے تو سنی سیدوں
کا شیعہ سادات پر بڑا احسان ہو گا کہ وہ ہمکو ایک گناہ عظیم سے بچا لیں گے دیکھو ہم سنی سیدوں کی
کیسی ہمدردی کیسے ہیں برابر اُن کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ شیخین سے بچو ان کا دامن چھوڑ دو
تمھاری جدہ ماجدہ پر ان لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ مجھ سے ناراض تھیں کہ حضور ی جنازہ سے
ان کو رد کر دیا تھا مگر افسوس ہے کہ کان لگا کر ان باتوں کو نہیں سنتے اپنے ذہنی بزرگوں کے دامنوں
کا دامن بایں مضبوطی پکڑے ہوئے ہیں کہ چھوڑتے ہی نہیں مجھ سے ایک سید و رئیس صاحب نے
پوچھا کہ شیعہ اور سنی سیدوں میں جو فرق ہے اسکو مختصر لفظوں میں سمجھائیے حقیر حیران ہوا کہ اتنے
بڑے جھگڑے کا اختصار کن لفظوں میں کروں بالآخر ایک ایسا فقرہ میری زبان سے نکل گیا جس

بالاتر کوئی دوسرا اختصار نا ممکن ہے مخیف نے عرض کیا کہ شیعہ سید اپنے دادا حضرت علیؓ کو بعد رسول تمام امت کا سردار جانتے ہیں اور سنی سید تین اجنبیوں کا تابعدار بتلاتے ہیں اب آپ سمجھ لیجئے کہ ہم میں اور اُن میں کیا فرق ہے رئیس صاحب کہنے لگے کہ ہماری دانست میں شیعہ برسر حق ہیں کیونکہ ادنی سے ادنی قوم کا آدمی اپنے باپ دادا کی مذلت گوارا نہیں کرتا چہ جائے کہ سرداران اسلام (سادات) اپنے دادا کو اُن کے رعایا بتلائیں جو کہ امتی تھے مرزا صاحب دھوکہ وہی سے کام نہ نکالئے اہل بیت نے کبھی خلفاء کو اچھا نہیں سمجھا اور نہ درحقیقت وہ اچھے تھے نبی کے گھر پر آگ لگانیوالا ہرگز اچھا نہیں ہو سکتا۔

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطرہ صفحہ ۵۴ تا سطر ۱۳ صفحہ (۵۵)

اسی قسم کی اور بہت سی روایتیں ہیں جو اصحاب شیعہ کی معتبر کتابوں سے ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ اس قسم کی سرگوشیاں اسی زمانہ میں شروع ہو گئی تھیں اور یہ سوالات اور سازشیں خلفائے ثلثہ کے خلاف اہل بیت کی کمزوری کی وجہ سے ترقی پذیر ہو گئیں اگر اہل بیت صاحب حکومت اور صاحب فوج ہوتے تو ان مخالفانہ خیالات کی اتنی اشاعت نہ ہوتی غضب یہ ہوا کہ اہل بیت کی حیات ہی میں اماموں کی نسبت غلط باتیں شائع ہونے لگیں جب اماموں کے وفات ہو گئی تو گروہ مخالف کو اور بھی ترقی ہوئی لیکن دقت یہ تھی کہ ادھر تو وہ جھوٹی روایتیں ان کی نسبت مشہور کرتے رہے اور ادھر سچی روایتوں کا انبار نکل آیا جو فضیلت شیخین میں تھیں تو اب انھیں وقت ہوئی کہ ان متضاد باتوں کو کہاں تک نبھایا جائے فوراً ہی انھوں نے اپنی چالاکی سے یہ بیان کرنا شروع کیا کہ یہ کل امام تقیہ کرتے تھے یعنی مروانی خلفاء کے ڈر سے جھوٹ بولتے تھے دل میں اُن کے کچھ تھا اور کہتے کچھ تھے اور جب اس پر بھی کامیاب نہ ہوئے تو ایسی بے بنیاد روایتیں اُن کے نام سے ایجاد کیں جن کی وقعت چڑے چڑیا کی کہانی سے زیادہ ہرگز نہیں ہو سکتی کاش ایسی روایتیں کسی جھوٹے قصہ میں ہوتیں تو زیادہ موزوں تھیں ہم خود ہی ایسی روایتوں کے مہمل ہونے پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ جو شخص دیکھیگا خود

بول اُٹھے گا کہ ہم غلطی پر ہیں یا محبت پر صرف دقت یہ ہے کہ ہم حضرت علی یا دو اماموں کو بزدل نہیں کہتے کیونکہ تاریخی شہادتیں ہمارے پاس بہت ہیں اور اگر شہادتیں بھی نہوں تو کیا اتنا کافی نہیں ہو سکتا کہ خود حضرت علی شیر خدا فاتح خیبر اور آپ کے اور آپکے پوتے سب اہل بیت میں سے ہیں شجاعت کی سند اس رشتہ سے خود بخود مل سکتی ہے آخر کوئی ضعیف سا ضعیف پہلو بھی ایسا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ حضرت علیؓ اور دوسرے امام نامرد تھے جیسا کہ ہمارے بھائی شیعوں کا خیال ہے اگر اہل بیت میں یہ بات نہو کہ وہ جان حق پر قربان کر دیں اور ننگی تلواروں کے سایہ میں بھی جھوٹ نہ بولیں تو پھر یہ صفت اور کس میں ہو سکتی ہے اور مومنوں کو جانے دو خود اسلام میں ہزاروں بلکہ لاکھوں خدا کے بندے ایسے گذرے ہیں جو شہنشاہوں کے آگے بھی جھوٹ نہیں بولے ہیں گردنیں دیدی ہیں لیکن کیا مجال جو خلاف حق ایک لفظ بھی نکلا ہو اس میں شک نہیں اون اماموں کی نسبت بے ایمانی اور دروغ حلفی کا الزام رکھنا عقل اور انصاف سے دور ہے ان ہی کے نام لیوا ہو کے اُن ہی کو گالیاں دیں یہ شان اسلام اور شرافت سے بعید ہے کون شبہہ کر سکتا ہے کہ حضرت علی شیر خدا نہ تھے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت زین العابدین حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام صادق اور اسیطرح اور امام بھی بڑے ہی بہادر اور غیرت مند تھے اور اُن کی نظیر کم سے کم اسلامی گذشتہ موجودہ دنیا میں تو نہیں ملے گی - ہمارا ایمان ہے کہ انھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا جھوٹ بولنا تو کیسا انھیں اسکا وہم بھی نہ گذرا تھا -

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اس تمام تقریر مرزا حیرت کا نتیجہ یہ ہے کہ بوجہ کمزوری اہل بیت خلایق کو جھوٹی سوانیوں کے بنانے کا موقع ملگیا تھا اگر اہل بیت صاحب حکومت و ملک و دولت ہوتے تو لوگوں کو گنجایش نہ تھی کہ شیخین کے ذمائم و قوادح درج کتب کرتے خلفت توہین خلفا میں منسوب بائمہ کر کے مضمون اوڑاتے رہے اور اہل بیت اپنی بے بسی و کوتاہ دستی سے اُن افترا پردازوں اور غلط

زبانوں کا کچھ نہ کچھئے آخر کار شعری لوگوں نے اُن روایات کی نسبت جو کہ ذخیروں اور اخبار و توصیفات شیخین بر ارشاد ائمہ سے درج کتب ہو چکی تھیں یہ بات بنائی کہ اماموں نے تقیہ سے یعنی جھوٹ بول کر در باب خلفاء الفاظ مداحی سے اپنی زبانوں کو آشنا کیا تھا۔ لہٰذا امورات ذیل سے مرزا کی تحریر کا تصفیہ کیا جاتا ہے اوّل یہ کہ اہلبیت اگر صاحب حکومت ہوتے تو مذمت خلفا میں خلایق کو روایات گھڑنے بنانے تراشنے کا موقع ملتا یا نہیں دوم کتب شیعہ میں بقول جناب حیرت کوئی اخبار روایات ایسا ہے جو توصیف ثلاثہ پر محمول کیا جا سکتا ہو۔ سوم تقیہ جھوٹ اور بے ایمانی ہے اور تقیہ کرنے والا بزدل و نامرد سمجھا جاتا ہے۔ چہارم جو لوگ کہ ائمہ علیہم السلام کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے سلاطین جور کے زمانہ میں تقیہ کیا وہ ائمہ کو گالیاں دیتے ہیں۔

امر اوّل اہلبیت اگر صاحب حکومت ہوتے تو خدمت خلفاء میں خلائق کو روایات گھڑنیکا موقع نہ ملتا۔

اسبارہ میں حقیر بالکل مرزا صاحب کا ہم خیال ہے اگر بعد رحلت رسول صلعم مسلمان اصلی خاندان حکومت کو جو کہ مہبط وحی و تنزیل قرآن تھا اُن کے مقام سے نہ ہٹاتے تو یہ فساد اسلام میں نہ پھیلتا جو کہ اب پھیلا ہوا ہے اور نہ خلفاء پر کسی کو طعن و تشنیع کرنے کا موقع ملتا کیونکہ اہل بیت کے دور حکومت میں خلفاء ایسے ہی معمولی آدمی ہوتے جیسے کہ اور مسلمان تھے جبکہ یہ لوگ متابعت حکم رسول کرکے حضرت امیر کو مثل رسولؐ حسب بخوائے ارشاد غدیر اپنا مولی جانتے اور تمام اوامر و نواہی کی بجاآوری میں پورا اتباع کرتے تو کبھی اسلام میں کوئی فساد نہوتا اور نہ کبھی کلمہ گو کے جسم کو دوزخ کی گرم بیٹھیں لگتیں اصل بانی اختلاف و مفاسد وہ سمجھا جاتا ہے جس نے حقدار حکومت (خاندان نبی کو) بامداد و تقویت چند نامسلمانان ضعیف و ناتوان کرکے بجبر کمزور کیا کہ بالآخر بزنابکار نے مدعی سلطنت ہوکر ان کو قتل و غارت کرکے صفحہ دنیا سے مٹا دیا۔ اہل عقل غور کریں کہ اگر سلسلہ حکومت خاندان رسالت میں رہتا تو علوم لا متناہی کی جو کہ در اقتدا اُس مقدس

خاندان کو مٹا دیا ہوتا دنیا میں کیسی روشنی پھیلتی اور صدمات اختلاف سے بچکر اسلام کو کتنی قوت ہوتی
میں یقین کرتا ہوں کہ اگر زمانہ قدیم کے مسلمان اپنے ہادی و پیشوا کی وصیت پر عمل کرکے ذریت
رسول کو حاکم شریعت و وارث تاج و حکومت مان کر خود اُن کی پیش دستی میں فدویانہ خدمات
اسلام کرتے تو اسلام بحدے ترقی پاتا کہ جسکا مافوق ممکن نہیں - بعض حضرات خلفاء کے زمانہ
کی لوٹ مار اور بحیرہ و بر پر نظر کرکے شادی کناں فرمایا کرتے ہیں کہ اُن کے زمانہ میں اسلام کو بڑی
ترقی ہوئی اور ممالک عظیم فتح ہو کر ریاست اسلام میں داخل ہو گئے تعجب ہے کہ ایک لیٹیری جماعت
کو جنکو خود حقیقت اسلام معلوم نہ تھی مددگار دین سمجھا جاتا ہے مسلمانوں کو اُنھیں لوگوں نے
یہ سبق پڑھایا تھا کہ لوٹ مار کرنے اور لوگوں کا مال چھیننے کے لئے قافلہ بندی کرکے خلایق
کو تباہ اور برباد کرنے لگے اور اُسکا نام جہاد رکھ لیا خلفاء یا دیگر سلاطین کی ایک جنگ بھی جسپر
قیود شرعی جہاد نہیں کہی جا سکتی بلا ضرورت شرعی کسی کے ملک پر چڑھ جانا اور زبردستی گوشت کا
ٹکڑہ منھ میں دیکر کلمہ پڑھوانا اسلام نے ہرگز نہیں بتلایا اصلی تعلیم خدائے پاک کی یہ ہے کہ توحید
کی وحدانیت بہ نرمی و ملائمت مواعظ حسنہ سے پھیلاؤ کراہت و بیدلی سے تکلیف اسلام
نہ دو چنانچہ آیتہ الکرسی میں لا اکراہ فی الدین یعنی کراہت سے مسلمان نہ بناؤ اسی طرف اشارہ ہے
خلفاء از محض سلطنت بڑھانے اور بادشاہت کو ترقی دینے کی غرض سے بعد رسول مقبول جہادی
جھنڈے کھڑے کرکے قتل عام شروع کر دیا حالانکہ بیجا طور پر لڑنے اور غارت گری عام کرنیکا
حکم خدا نے نہ دیا تھا بلکہ غایت عدالت سے جناب احدیت نے مسلمانوں کو یہ ہدایت فرمائی تھی۔
وقاتلو فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدون ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوھم
حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل کہ اے مسلمانو
جس طرح کفار تم کو ستائیں قتل و غارت کریں مال لوٹیں گھروں سے نکالیں - ایسا ہی تم بھی
کرو اور حد اعتدال سے آگے قدم نہ رکھو اور کوئی فتنہ و فساد برپا نکرو کیونکہ وہ قتل سے سخت
و اشد ہے دیکھئے رسالت مآب علیہ الصلواۃ والسلام نے کبھی جنگ میں سبقت نہیں فرمائی نہ کبھی ملک

پر چڑھے نہ بہ جبر و تعدی کسی کو مسلمان بنایا ہاں جب آپ کو متواتر ذرائع معقول و معتبر سے یہ
خبریں پہنچیں کہ کفار ممالک اسلام پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں یا مسلمانوں کی آسایش میں خلل انداز ہوکر
اُن کے ستانے کا ارادہ رکھتے ہیں تب آپ نے بنظر حفاظت خود اختیاری جو کہ ہر اہل عقل کے
لئے لازمی ہے اور تمام مذاہب کی مسلمہ ہے دفع دشمن کرکے غلبہ حاصل کیا ہے اور بعد فتح بھی
مجبور کرکے مسلمان نہیں بنایا اول تعلیم و تلقین بطور واجب کی گئی بتوں کی پرستش کے مضرات
بتلائے وحدانیت کی خوبی اور اُس کے مفاد ظاہر کئے عبادت و صلہ رحم کے طریقے سکھائے اور
لوٹ مار و ارتکاب منہیات سے روکا - نرم برتاؤ اور صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی
فتنہ و فساد کرنے سے منع فرمایا اسپر بھی جب کوئی مغلوب گروہ دائرہ اسلام میں داخل نہوا تو
جزیہ لیکر اُنکو آزاد و مطلق العنان کردیا نبی کے بعد اگر اہل بیت جو کہ رموز و غوامض قرآن
سے بطور واجب آگاہی رکھتے تھے حکمراں ہوتے تو اُسی راہ پر چلتے جس پر اُن کے پیشوا چلتے
تھے خلفاء نے اصلی حقداران حکومت کو معزول کرکے خود مثل لیڈروں کے عرب و دیگر ممالک
میں تو جنگیں شروع کی آیندہ جو لوگ فرماں روا ہوئے وہ پچھلے لوگوں سے سبق لیکر بہ بہانہ
رواج دینی اسلام جہادی علم کھڑے کرکے اپنی سلطنتوں کو ترقی دیتے تھے - یہاں تک
نوبت پہنچی کہ ہندوستان کے بعض سلاطین متعصب شعار ازبس ظلم کرکے زبردستی لا الہ الا اللہ
خلایق سے کہلوانے لگے جس سے رعایا نفرت بھری نگاہوں سے اُن کو دیکھ کر یک زبان
ہوکر کہنے لگی کہ اسلام صرف ایک زبردستی کا نام رکھا گیا ہے خلفاء نے خاندان نبوت سے حکومت
نکالکر بنظر عوام اسلام کو بھی بدنما کر دیا اور اہل بیت نبوی کی معزولی سے عام طور پر حقائق
اسلام و بعثت آنحضرت سے بھی لوگوں کو مستفید ہونے دیا اور موالیاں اہل بیت کی زبان
سے اپنے واسطے بھی وہی الفاظ پسند کئے جن کی پسندیدگی اچھی نہ تھی - پس میں مرزا صاحب
کے اس فقرہ کو کہ اگر اہل بیت صاحب حکومت ہوتے تو لوگوں کو چون و چرا کرنے کا موقع
نہ ملتا بہت پیاری نظر سے دیکھتا ہوں اس جگہ حق طلب لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ اہلبیت

رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسلامی حکومت سے خود کنارہ کشی کر کے گوشہ نشینی
کی یا انکو کسی دوسرے شخص نے حکومت کرنے سے انھیں روک دیا اگر اہل بیت نے بعد
انتقال جناب رسالت مآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در وا نہ بند
کر کے اسلامی سلطنت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تو بے شبہ تمام مفاسد کے وہی باعث قرار پائینگے
اور اگر تحقیقات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر نے استحکام خلافت میں ایسی کوئی کوشش کی - کہ
ہر مسلمان سے طالب امداد ہوئے اور بوقت بیعت حجت ہائے شافیہ سے اپنے حقوق کا اعلان
کیا تو تمام جرایم کا وبال اُن بزرگوارں کے گردن پر ہوگا جنھوں نے اہل بیت سے مخالفت کر کے
اسلامی مسند کو اپنے قدوم سے پامال کیا رسالۂ ہذا میں بروئے کتب اہل سنت وتسلیم و اقرار
جناب حیرت دکھلایا گیا ہے کہ حضرت امیر مدام خواستگار خلافت رہے اور ہر طرح کی کوششیں
عمل میں لائے مگر شیخین نے ایک تدبیر نہ چلنے دی مسلمانوں سے جس گروہ نے اہل بیت نبوی کو
قایم مقام رسول سمجھا - خلفا دیرینہ بجرم مداخلت جیسا کچھ کہنا شروع کیا پس انصافاً اس کینے
کی شیخین کرام باعث ہوئے نہ وہ خلاف منصب واستحقاق دیبا کرتے اور نہ ایسا سنتے - اور اگر
خاندان اہل بیت سے فدویانہ وفاداری کا شعار کرتے تو مثل ابوذر و مقداد و سلمان و
حذیفہ بن الیمان وغیرہا رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نگاہوں سے دیکھے جاتے -
مرزا منصفانہ غور کریں کہ ثلاثہ و اشاہم نے ہمارا کیا نقصان کیا ہے جو اُن سے بالفاظ معلوم
پیش آتے ہیں ہم صرف لطف داری اہل بیت ایسا کرتے ہیں جو بحکم متابعت خاندان رسالت
ہر کلمہ پڑھنے والے پر فرض ہے لہٰذا اگر جناب حیرت بھی مثل ہمارے کچھ کہیں تو شاید ہو قصہ
"امر دوم کتب شیعہ میں بقول جناب حیرت کوئی اخبار روایات ایسا
ہے کہ جو توصیف ثلاثہ پر محمول کیا جا سکتا ہو"
لفظ اخبار مرزا صاحب نے محض اس نظر سے لکھا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ادھر خلفا کی
تعریف میں تو دہ تو دہ خرمن خرمن روایات آئمہ سے منقول ہوئی ہیں - افسوس ہے کہ

مرزانے اُس انبار سے ایک دانہ بھی ایسا نہ کھلایا جسکو غلہ خور کیڑے نے ثابت چھوڑا ہو

اُمر سوم تقیہ جھوٹ اور بے ایمانی ہے اور تقیہ کرنے والا بزدل اور نامرد سمجھا جاتا ہے"

تقیہ پر اہل سنت بجائے خود عجیب قہقہہ اڑاتے ہیں کوئی اسکو جھوٹ بتلاتا ہے کسی نے نفاق نام رکھا ہے کوئی نامردی و بزدلی و جنانی اسکو کہتا ہے غرضکہ جو لفظ کسی کو ملتا ہے درباب تقیہ استعمال کرکے شیعہ کا مذاق اوڑاتا ہے - وہی روش قدیم مرزا صاحب نے اختیار کرکے لکھا ہے کہ شیعہ ائمہ اہل بیت کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ تقیہ کرتے تھے اور تقیہ بے ایمانی اور دروغ حلفی ہے پس شیعہ یا وصفیکہ ائمہ کے فدائی اور نام لیوا ہیں مگر با اینہمہ بوجہ ارتکاب تقیہ انکو گالیاں دیتے ہیں لہذا بنظر توضیح حال مناسب سمجھا جاتا ہے کہ تقیہ کی کچھ مجملی کیفیت بیان کردی جائے تاکہ مرزا صاحب کا دماغ روشن ہو جائے درباب تقیہ فریقین میں بہت کچھ گفتگو ہوچکی ہے تمام معاملات کو دوبارہ قید قلم میں لانا تعزیز کو طول دینا ہے اسجگہ مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے کہ تقیہ جس سے اہل سنت متنفر ہوکر گریز و فرار کررہے ہیں درحقیقت کیا چیز ہے بہتر نظر آتا ہے کہ کتب اہل سنت سے درباب جواز تقیہ ثبوت پیش کریں تاکہ مرزا پر حجت ہو جناب شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ کے صفحہ (۳۵۸) پر لکھتے ہیں بباید دانست کہ تقیہ در اصل مشروع ست بدلیل آیات قرآنی قولہ تعالی لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شی الا ان تتقوا منہم تقاۃ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام و ایمان سوائے مومنین کے کفار سے صحبت اور پیوستگی نکریں جو شخص کہ ازجملہ مسلمانان مخالفان سے میل جول اختیار کریگا اُس سے انقطاع و انسلاب عنایات ربانی ہو جائے گا مگر جبکہ کوئی ایسی ضرورت داعی ہو کہ اُن سے بناہ لینا ضروری متصور ہوئے تو بنظر حفاظت ایسا یعنی اختلاط از کف رکہ جاتا ہے - جناب شاہ صاحب نے اسی صفحہ پر تعریف تقیہ باین الفاظ بیان فرمائی ہے کہ محافظت نفس یا مال از شر

(مطبع نعمانیہ) یہ بھی باب تفسیر بیضاوی شریف کے صفحہ (۱۳۲) اور سیرۃ المحمدیہ
کے صفحہ (۱۹۲) پر درج ہے۔ شاید مرزا صاحب کو ان کتابوں کا ملنا متعذر ہو لہٰذا
ہدایات الرشید کے صفحہ (۲۱) پر یہ عبارت دیکھ لیں کہ اہل سنت تقیہ کو مطلقاً حرام اور منافقوں
کا نشان نہیں بتلاتے جو ایسا دعوے کرے وہ اہل سنت پر افترا و بہتان کرتا ہے مرزا صاحب
نے اپنی عبارت میں یہ لکھ کر کہ آئمہ تقیہ یعنی جھوٹ بولتے تھے تقیہ کے معنی جھوٹ اور بزدلی اور
نامردی کے بیان فرمائے ہیں امید کرتا ہوں کہ تحفہ و ہدایات الرشید و تفسیر بیضاوی کے مطالب
میں مرزا کی تحریر با وقعت نگاہوں سے نہ دیکھی جائے گی تقیہ حسب تسلیم شاہ صاحب وغیرہ علمائے
معتبرین اہل سنت در اصل مشروع ہے فتنہ و فساد کے وقت شرور اعدا سے بچنے کے لئے اس پر
عمل کیا بحکم آیۂ موصوف الصدر کالعرض قرار دیا گیا ہے آئمہ علیہم السلام کے زمانہ میں تین طرح
کے حکام تھے خلفائے ثلثہ بنی امیہ عباسیہ۔ ہر سہ حکومت کا آپ خاندان کو اہلبیت نبوی سے جو
ارتباط و اختصاص تھا وہ محتاج بیان نہیں مختصر سے مختصر یہ ہے کہ کسی امام نے آئمہ دوازدہ گانہ
سے مثل سائر الناس بیمار ہو کر وفات نہیں پائی کسی کو زہر دیا گیا اور کوئی آب تیغ سے سیراب
کیا گیا تواریخ اہلسنت میں ہر اس شخص کا نام لکھا ہے جس کے اہتمام سے زہر دلایا گیا ہے بعد
آئمہ سادات کے ساتھ جو سلوک اُنہوں نے مراعات کیں وہ آفتاب سے روشن تر ہیں اہل عقل
غور فرمائیں کہ ایسے پر شور اوقات میں اگر تقیہ سے جو کہ مشروع ہے آئمہ نے کام لیا ہو تو کیا یہ
کہا جائے گا کہ اُنھوں نے جھوٹ بولا اور کار فرمائے نامردی و بزدلی ہوئے ہر ایسا کہنے والا
مخبوط یا مفتری سمجھا جائے گا کہ خدا نے بمفاد آیہ موصوفہ بالا اپنے بندوں کو جھوٹ بولنے
اور نامردی و بزدلی کرنے کی ہدایت کی اس جگہ معترض گنجائش کلام پیدا کر سکتا ہے کہ ہر گاہ
حکم تقیہ ماخوذ من القرآن ہے اور حفاظت جان کے لئے اس پر عمل کرنا ضروری مقصود ہوا ہے
تو امام حسین علیہ السلام نے اپنی اور اہل و عیال کی جان و آبرو کو تقیہ سے کیوں نہ بچا لیا
چونکہ در باب امام مظلوم سنی و شیعہ بظاہر ایک عقیدہ رکھتے ہیں اور تقیہ کے جواز میں بھی

ہر دو گروہ متحد القول ہیں لہذا اس کا جواب دونوں کے ذمہ ہے کہ آپنے تقیہ سے بیعت یزید کرکے ورطۂ بلا سے ساحل نجات پر کیوں نہ قدم رکھا حقیر نے بجواب شیعہ رسالۂ آفتاب خلافت میں بدلایل معقول ثابت کر دیا ہے کہ اگر امام معصوم یزید کو جیسا کہ وہ جانتا تھا امام مفترض الطاعت مانکر اُس کے احکام پر جو کہ لواطت و زناکاری و شراب خواری و ترک عبادت و ارتکاب منہیات پر شامل تھے چلتے تو دین نبوی تباہ و برباد ہو جاتا دیکھئے اہل سنت کیا ارشاد فرماتے ہیں سوائے دو باتوں کے میری نہ تبلائیں گے اول تو یہ ہے کہیں گے کہ ان کے دماغ امور سیاسی کے سمجھنے میں ناقابل تھے ایک ہٹیلی اور ضدی آدمی تھے جیسا کہ جنگجو لوگ ہوا کرتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب یہ ہی اعتراض امام حسین علیہ السلام پر غایت ایمانداری سے بالفاظ صاف و روشن رسالہ ہذا میں قایم فرما چکے ہیں جسکا جواب ناظرین کے ملاحظہ میں چند ورق پہلے آچکا ہے دوم یہ ارشاد فرماویں گے کہ شاہ صاحب کے تحفہ اور دیگر کتب بیضاوی و ہدایات الرشید وغیرہ میں شیعہ جیسے حسب منشا خود لکھدیا ہے نہایت تشکریہ کا موقع ہے کہ اکابر سنیہ کے بیان سے تقیہ کا ماخوذ من القرآن ہونا ثابت ہو گیا ممکن نہیں کہ کوئی عقلمند جھوٹ اور نامردی سے اسکو تعبیر کر کے مرزا کا ہمخیال بن سکے چونکہ بقول شاہ صاحب بنا بر حفاظت جان و آبرو تقیہ کا کرنا مشروع و ممدوح ہے لہذا التقیہ زمانہ کے طرز عمل سے بھی یہ دکھلانا مناسب سمجھتا ہے کہ بلا امتیاز ملت و مذہب تقیہ ہر بشر کی عادت میں فطرتاً داخل کیا گیا ہے شرارت دشمن سے بچنا غارتگروں کی دست بردی سے مال کو بچانا ظالم و نااہل حکام سے اپنے ناموس کی حفاظت کرنا ایسی بات ہے جسکو ہر طبقہ نے دیکھ کے مانا ہے مرزا صاحب اگر کبھی ایسی حکومت کے تابع ہو جائیں جہاں خلاف طبیعت کچھ کہنا پڑے تو ممکن نہیں کہ خاموش رہیں ضرور ناگفتنی کہیں اگر نہ کہیں تو وہ بھی دردناک صدمہ اٹھائیں جو حضرت ابوبکر نے ترک تقیہ کر کے ابن ربیعہ کی زد پا سے اٹھایا تھا۔ دیکھو معارج النبوۃ کی یہ عبارت وعتبہ بن ربیعہ علیہ اللعن نعلین بر گرفت چندان بر روئے ابوبکر زد کہ بینی او از رخسارہ ممتاز نگشت پس ثابت ہوا کہ حسب تسلیم علمائے اہل سنت تقیہ ایک رحمت خدا ہے جس سے مسلمانوں کو عند الضرورت عمل

کرنا لازمی ہے نہ وہ جھوٹ ہے نہ نفاق نہ بزدلی نہ نامردی مرزا نے شائستہ الفاظ جو حکم قرآن
پرودار دکئے تھے وہ انھیں پر لوٹائے جاتے ہیں عطائے تو بہ لقائے تو۔

امر چہارم جو لوگ کہ آئمہ علیہم السلام کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے سلاطین جور کے مقابلہ میں
تقیہ کیا وہ آئمہ کو گالیاں دیتے ہیں ہرگاہ حسب تصریح بالا ثابت کردیا گیا کہ خدا نے مسلمانوں کو
بصورت حفاظت جان وآبرو اجازت تقیہ کرنی یعنی شر و فساد سے بچنے کی مرحمت فرمائی ہے اور
وہ اجازت مشروع وممدوح ہے اور ہر فرد بشر حسب ضرورت اسکو عمل میں لاتا ہے تو جو لوگ آئمہ کو
تقیہ کرنیوالا کہتے ہیں وہ انکو گالیاں نہیں دیتے بلکہ عامل حکم خدا بتلاتے ہیں افسوس ہے کہ مرزا
نے ہمپر یہ الزام لگایا کہ معاذ اللہ ہم اپنے پیشوایان دین کو گالیاں دیتے ہیں مرزا کا دل بہت جوش
کھا رہا تھا کہ ائمہ معصومین کو جھوٹا اور نامرد و بزدل کہیں مگر ان الفاظ کے وارد کرنیکا اونکو
پہلو نہ ملتا تھا لہذا جوش طبیعت کو اس ترکیب سے نکالا کہ شیعہ کی آڑ لیکر جو کہنا چاہتے تھے وہ کہہ گئے
ہم اس افترا پردازی خلاف نویسی پر مرزا سے کوئی دار وگیر نہیں کرتے بلکہ باتباع رسول بقول اللہم
اہد قومی انک لا یعلمون خدایا میری قوم کو ہدایت کر تحقیق کہ وہ نادان ہیں مرزا کے لئے دعا کرتے ہیں
کہ خدا اُن کو ہدایت نیک دے اسلئے کہ وہ ایک نادان آدمی ہیں بالآخر نتیجہ کلام یہ نکلا کہ ائمہ
نے کوئی فقرہ یا جملہ ایسا ارشاد نہیں فرمایا تھا جو کہ تعریف خلفاء پر دلالت کرتا ہو بلکہ صحیح یہ ہی
کہ جناب امیر علیہ السلام جو کہ ابو الائمہ ہیں حسب تصریح مسلم وبخاری باقرار جناب عمر شیخین کو
کاذب وغادر وخائن وآثم جانتے تھے چونکہ ہمکو خاندان رسالت سے اتباع ہے لہذا ہم بھی
اُنکو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ خاندان نبوت جانتا تھا اگر خلفاء بمقابلہ اولاد رسولؐ کذب وغدر
وخیانت اختیار نہ کرتے تو نہ ائمہ انکو ایسا جانتے اور نہ بہ متابعت اہلبیت ہم شیعہ لوگوں کو خلفاء سے
کبیدہ خاطر ہونیکا موقعہ ملتا شیخین کرام نے اپنے افعال وکردار سے قیامت تک یہ یاد نکالی ہے کہ اہل
ایمان اُنکو بچشم غضب آنکھوں سے دیکھتے رہیں اگر مرزا موالات ومواسات اہلبیت کو حق سمجھتے ہیں تو
آئندہ وہ بھی یہی مسلک اختیار کریں جو کہ اولاد نبی کا تھا وہ بھی جناب شیخین کو انھیں نفرت

بھری نگاہوں سے دیکھیں جیسا کہ وہ دیکھتے تھے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۲ صفحہ ۵ تا سطر اول صفحہ ۵

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ جس کتاب یا کتابوں میں سے شیخین کی یہ مدح انتخاب کی گئی ہے تو انہیں کتابوں میں بے انتہا گالیاں بھی بھری ہوئی ہیں اور وہ گالیاں ایسی فحش ہیں کہ تعجب ہوتا ہے کہ اس قسم کی باتیں کیوں ایسی اعلیٰ درجہ کی کتابوں میں درج کی گئی ہیں اور بلا سبب کیوں ان معتبر اور پاک کتابوں کو بگاڑا گیا جو بعد از قرآن لکھے گئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ جہاں ہم نے ایک قسم کی روایتوں کا رنگ دکھایا ہے وہاں دوسری قسم کے اختلافی حکایتوں کو بھی ناظرین کے پیش کر دیں تاکہ وہ اندازہ کریں کہ تدریج تعصب مذہبی میں کتنی ترقی ہوئی ہے کہ واضعین مصنفوں کو اسکا مطلق خیال نہ رہا کہ ابھی ہم کیا لکھ چکے ہیں اور اب کیا لکھ رہے ہیں۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر المومنان

مرزا نے کوئی روایت مدح شیخین کی کتب شیعہ سے ایسی نہیں دکھلائی جسکو دیکھ کر ناظرین کو تعجب پیدا ہو جو روایات کہ بجائے خود مجہول بہ توصیف کر کے انھوں نے حوالۂ قلم فرمائی تھیں اُن کا صحیح جواب اہل نظر کے ملاحظہ میں آ گیا اب مرزا اُن روایات کو دکھلانا چاہتے ہیں جن میں علمائے شیعہ نے تعصب سے خلفاء کو گالیاں دی ہیں اور وہ بھی فحش الفاظ میں۔ ہماری آنکھیں نہایت مشتاق ہیں کہ کس عالم شیعہ نے فحش و مغلظ ماں بہن جورو بیٹی خالہ نانی وغیرہ کی خلفاء کو گالیاں دی ہیں اور کن کن لفظوں میں ان بارِیک مضامین کو ادا کیا ہے چونکہ شیعہ کے یہاں گالی دینا فحش تو درکنار زبان پر لانا منع ہے لہٰذا میں مشکل سے یقین کروں گا کہ کوئی مقدس کتاب ایسے کلمات بے معنی کے لئے وقف ہوئی ہو البتہ ابن سیدہ ان میں بیان شیر مرحوم نے کچھ اسب دوانی کی ہے اول تو وہ کوئی عالم نہ تھے بلکہ بارود کے ایک بخور تھے اون کا پٹہ یا ٹھمری شاید مرزا کی نظر چڑھ گیا ہے جسکو گالی اور فحش فرما رہے ہیں میری دانست میں شیر نے گالی نہیں دی بلکہ اپنی چلبلی زبان میں خلیفہ عمر کی بعض عادات مکروہ اور اُن کی خوش نسبی و معالی خاندانی کا ذکر کیا ہے جو کہ مسلم مع اہل تسنن ہے

چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ عمرو ابن العاص وزیر جناب معاویہ حضرت دوم کے نسب میں قدح کرکے ماں کی طرف سے انپر کوئی وہم ظاہر کرتے تھے خیر جلدی ہی کیا جو امر قریب الوقوع ہے آیندہ جہاں مرزا گالیوں کی فرد پیش کریں گے وہاں جواب دیا جائیگا

تحریر مرزا حیرت مددگار ریخ صاحبان از سطر ۱۴ صفحہ ۹ تا سطر ۳ صفحہ ۱۰

ہارون رشید کا قول بابت شیخین:- ایک شخص نے کہا ابوبکر کی فضیلت متفق علیہ روایتوں سے مدلل ہے اسی لئے ہر بڑی تمامی امت پر اقتدائے شیخین کے لئے جب تک افضلیت نہ ہو نہیں ہو سکتا یعنی خلافت اور پھر امت کا اقتدار کرنا اسی شخص کو سزاوار ہے جو افضل ہو ہارون نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں روایتیں اور حدیثیں مروی ہیں لیکن ان کل روایتوں اور حدیثوں میں تین شقیں ہونی ضرور ہیں نہ وہ ان تین شقوں سے خالی ہو سکتی ہیں کیا تو وہ کل کی کل حق ہوں گی یا کل کی کل باطل یا بعض باطل اور بعض حق اگر وہ کل کی کل حق ہو ویں تو لازم آتا ہے کہ اپنے تعارض اور تناقض کی وجہ سے باطل ہوں اور جب وہ سب باطل ہوئیں تو پھر دین کی خرابی لازم آئی اور ملت سید المرسلین برباد ہوا۔ پس ضرورت کے لئے شق ثالث کا قائل ہونا پڑتا ہے حالانکہ یہ لازم ہوگا کہ روایت کے حقیقت کا مدار معاصرت دلیل عقلی پر ہو اور جو کچھ تو نے ابوبکر کی افضلیت پر استدلال کیا ہے باطل ہے اور ہرگز عقل اسے باور نہیں کرتی اور حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ احکم الحکماء اور بہترین انبیاء تھے نہایت مستبعد ہے کہ اپنی امت کو ایک امر محال کا حکم کریں جب لازم باطل ہوا تو ملزوم خود بخود باطل ہوگیا اس کی کیفیت یہ ہے کہ شیخین من جمیع الوجوہ متفق تھے یا مختلف تقدیر اول میں چاہئے کہ جسم و صورت میں بھی متفق ہوں اور یہ محال ہے کہ دو فرد انسان اعیان خارجیہ میں من جمیع الجہات و الحیثیات موافق ہوں اس لئے انکی اطاعت کرنی تکلیف مالا یطاق ہوگی کیونکہ اگر ایک کا اقتدار کرتے ہیں تو دوسرے کی مخالفت کرنی پڑے گی اور انکے اختلاف پر یہ دلیل ہے کہ ابوبکر اہل ردت کے

قتل پر متوجہ ہوئے اور عمر نے اُنکے خلاف فتویٰ دیا عمر یہ چاہتے تھے کہ ابوبکر خالد کو قتل مالک بن نویرہ پر معزول کر دیں لیکن ابوبکر نے ایسا نہیں کیا۔ عمر نے دیوان عطا مقرر کیا لیکن ابوبکر کی خلافت میں اسکا وجود بھی نہ تھا ابوبکر نے وقت رحلت اپنا خلیفہ اپنا نامزد کیا اور عمر نے خلافت کا دار مدار شوریٰ پر رکھا اسی طرح بہت سی باتوں میں عمر نے ابوبکر سے مخالفت کی۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومنان

مرزا صاحب نے وعدہ فرمایا تھا کہ شیعہ نے اپنی ذیعزت کتابوں میں جو خلفاء کو مغلظات گالیاں دیں ہیں اور فحش اور ناگفتنی باتوں سے اوراق کتاب کو قابل نفرت بنایا ہے اُس کا ہم ثبوت دکھلاتے ہیں ناظرین ملاحظہ فرما لیویں کہ ماموں رشید نے خلفاء کے باب میں کس لفظ کا استعمال کیا ہے جس کو فحش یا گالی سمجھا جائے ہر چند کہ ماموں رشید عباسی قاتل سادات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ہم ثلاثہ کو ناقابل نشست مسند نبوی جانتے ہیں ایسا ہی اُنکو بھی سمجھتے ہیں اگر یہ قدرت خدا ہے کہ وہ بھی شیخین کو باوصفیکہ اون کا جانشین تھا اچھا نہ سمجھتا تھا گو کہ ماموں رشید مذکور ہمارے نزدیک مثل ثلاثہ خلفاء جور سے ہے اور امام ہشتم و نہم علیہم السلام کو اُسنے مکاری و حیلہ وری سے شہید کیا اور کرایا لیکن جو تقریر کہ مرزا نے اُس سے منسوب کی ہے اُسمیں ہم کوئی ایسا جملہ نہیں پاتے جسکو عرفاً گالی کہہ سکیں اگر مرزا نے اپنی اصطلاح میں ایسی ہی باتوں کو گالی سمجھ رکھا ہے تو پھر کوئی کتاب اہل سنت بھی ایسی نہو گی جسمیں خلفاء پر دشنام بازی نہ کی گئی ہو اور سنگین مطاعن کی نوک سے انکا جگر نہ چھید گیا ہو افسوس ہے کہ صحاح ستہ اور بخصوص صحیحین بھی اب الزام سے بچے ہوئے نہیں ہیں جس کتاب کو کھولو یہ ہی نظر آئے گا کہ شیخین کا ہنوں سے اسلام کا روبہ ترقی ہونا سنکر اسلام لائے نبی سے مدام لڑتے جھگڑتے نزاع لفظی کرتے رہے ہر لڑائی میں مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے رہے کبھی کسی جنگ میں سردار نہ بنائے گئے ہمیشہ مذلت ماتحتی میں رہے حتیٰ کہ عمرو ابن العاص واہی وغتہ گر کی

زیر کمان مدتوں متواعد بکتے رہے اسامہ غلام زادہ کے زیر حکم ہوئے سورہ برات کی آیات کی تبلیغ
سے نا قابل تجویز ہوئے نبیؐ کے حکم کو جو کہ متعلق بہ اصلاح حال امت تھا نمانا بلکہ انکو بیہودہ گو کہا
آخر صحبت حیات میں نبیؐ نے توبیخ کرکے اپنے حجرہ سے انکو نکلوا دیا بعد وفات نبی لاش اقدس چھوڑ کر
سقیفہ میں چلے گئے اہلبیت سے بخلاف وصیت رسول بیعت طلب کی اُن کے گھر پر آگ اور لکڑیاں
لیکر چڑھ گئے دروازہ گرا کر سقط جنین کے باعث ہوئے احکام خدا و رسول کو بدل کر ایک جداگانہ
سیرت اختیار کی وغیرہ وغیرہ پس اگر شیخین کے معائب کا درج کتب کرنا گالی و فحش گوئی کی حدود
میں داخل ہے تو تمام علمائے اہلسنت از اول تا آخر خلفائے ثلاثہ کی گالیاں دینے والوں میں
داخل ہیں از انجملہ ایک مامون رشید بھی ہے مامون رشید نے جو خلافت پر اعتراض کیا ہے اسکو
مرزا صاحب نے بوسیدہ منطق بتلایا ہے - لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیا جس سے ثابت ہوا کہ عمر نے
متعۃ النساء اور متعۃ الحج کو باختیار خود باطل کر کے مسلمانوں کو زناکار بنادیا اور اُن کی آئندہ نسلوں کو
درجہ حلت سے حرمت پر پہنچا دیا کیونکہ عہد رسول میں بعد بجا آوری حج بیت اللہ حاجی پر اُس کی
زوجہ جب حلال ہوتی تھی جبکہ متعۃ الحج کر لیوے عمر نے جبکہ بخلاف حکم رسول اُسکو حرام کیا - لہذا اب
مرزا عذر کر لیویں کہ بہ ترک متعۃ الحج حاجیوں کی اولاد کس حیثیت کے سمجھی جائے گی تاوقتیکہ اہلسنت
دوبارہ اجتماع کوئی حکم جدید نہ دکھلائیں اپنی پاکیزہ نسبی پر فخر نہ کریں مرزا صاحب دریافت
فرمائیں اُن کے بزرگوں نے تو کبھی بلا بجا آوری حج تمتع کوئی حج نہیں کیا عمر صاحب نے احکام
خدا میں دست اندازی کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کو تو ہوا بتلائی ہی تھی متعۃ الحج کو حرام
کر کے طہارت نسبی میں بھی کچھ خامی پیدا کر دی - ناظرین اس جگہ سے سرسری نہ گذریں اگر عہد رسول
میں حج تمتع مناسک حج میں داخل تھا اور بلا اُس کے عمل میں لائے ہوئے کوئی حاجی اپنی
زوجہ سے مباشرت نہ کر سکتا تھا اور عمر نے باختیار خود اسکو حرام کیا تو عذر کر لیویں کہ اب نسبی
حالت کس درجہ میں ہے واضح رائے ارباب بصیرت ہو کہ در باب متعہ وغیرہ استدلال نہیں کیا
جاتا کہ عمر نے افعال ابوبکر سے مخالفت کی ہے - بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ متعہ کوئی دبی چھپی بات نہ تھی

عہد رسول میں برابر اصحاب متعہ کرتے رہے تمام خلافت ابوبکر میں اسپر عمل تھا اوائل حکومت عمر میں
بھی مسلمان عامل رہے مگر ایکبار حضرت دوم نے باختیار خود اسکو حرام کر دیا حلال خدا کے حرام
کر دینکا انکو کیا منصب تھا علی ہذا مالک بن نویرہ مرد مومن کا حال ہے جسکو خالد نے بجرم محبت مرتضوی
زبردستی مرتد قرار دے کر قتل کیا اور اسی شب اسکی زوجہ سے بلا انتظار عدۃ جبراً ہم آغوش ہوا

اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر مالک مذکور فی الواقع اسلام کو ترک کرکے ایک ردت میں داخل
ہوکر تارک کلمہ ہوا تھا تو عمر نے کیوں ابوبکر سے کہا کہ خالد کو قتل کرنا چاہئے اسنے بہ شوق زناکاری
ایک مسلمان کو مع قوم و قبیلہ قتل کر ڈالا چونکہ ابوبکر نے عمر کا کہنا نہ مانا لہٰذا سمجھا گیا کہ حضرت اُن
کے مزاج میں عدالت نہ تھی بلکہ سکھ مرہٹوں کی خصلت تھی اسکا جواب اہل سنت یہ دے سکتے
ہیں کہ باجتہاد عمر مالک مومن تھا اور خالد و ابوبکر کی جانچ میں مرتد۔ لیکن افسوس ہے کہ حضرت
ابوبکر نے مالک وغیرہ کا خون بہا بیت المال سے دیکر سنیوں کے وسیع دائرہ تقریر کو تنگ کر دیا
کیہ سکتے ہیں کہ اگر فی الواقع وہ مرتد ہو گیا تھا اور خالد نے بحکم شریعت جائز طور پر اسکو قتل کیا تھا
تو کافر کا خون بہا کیسا اور خالد کا مالک کی زوجہ سے گرم بغل ہونا کیا معنی رکھتا ہے افسوس ہے
کہ شیخ اول دام تعزیر کے پھندے سے کسی طرح نہیں نکل سکتے اہل سنت اس گرہ کے کھولنے میں
جسقدر ناخن تدبیر گھسائیں گے اور مضبوط ہوتی جائے گی ماموں رشید کی منطق کو بوسیدہ بتلاتے
ہیں مگر بادی النظر میں وہ ایک عقدہ مالاینحل نظر آتی ہے ہم بہت خوش ہونگے اگر مرزا مالک کا
ارتداد اور متعۃ النساء اور متعۃ الحج کا عدم جواز ثابت کرکے ماموں رشید کی منطق کو بوسیدہ
ظاہر کر دکھلائیں گے اس سے اون لوگوں کو بھی فائدہ پہنچیگا جن کے اجداد و آباد یا خود انھوں
نے بلا ادائے حج تمتع اپنی ازواج سے ہم بستری کی ہے ورنہ ممکن ہے کہ حاجیوں کی اولاد اپنی
طہارت نسب بدظن و متوہم ہوکر حضرت عمر کی نسبت کوئی موقعہ شکایت پیدا کرے

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۴ صفحہ ۵۷ تا سطر ۱۳ صفحہ ۵۸

جو شخص کچھ بھی دماغ اور دماغ میں عقل رکھتا ہے وہ جان سکتا ہے کہ یہ اختلاف امور

جہاں داری اور سلطنت قیصری میں تھا اور قدرتاً ایسے حالات کا ہونا ہر فرد بشر میں ضروری ہے یہ انتظامی اختلاف دنیا کی کل متمدن اور غیر متمدن سلطنتوں میں روز اول سے پایا جاتا ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ عرب مدینہ یا اس سے زیادہ حجاز کی چار دیواری میں مقید تھے اور تمام ان کی قانونی اور انتظامی وسعت جب ہی محدود تھی ایک زمانہ وہ آیا کہ سلطان کسرا اور قیصر کی سلطنتوں کو بڑہ کر لے گئے اب تقاضائے جہانداری انھیں اپنے قوانین میں وسعت دینی پڑی نئے نئے محکمہ بنانے پڑے اور نئی نئی عدالتیں قایم کرنی پڑیں تو کیا اس وسعت و انتظام سے یہ لازم آتا ہے کہ ان مسلمانوں نے خلفاء راشدین اور معاذ اللہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کی حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ بنایا کیونکہ ابتداء ہی میں وہ آپ کو منتخب کر چکے تھے اور سعد بن سقیفہ میں حضرت ابو بکر نے سب سے پہلے حضرت عمر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے ہاتھ بڑہایا تھا آپ کی قلیل مدت خلافت میں حضرت ابو بکر بھی امور خلافت کی انجام دہی کرتے تھے اور آپ بطور وزیر اعظم کے تھے مگر حضرت عمر نے اسی زمانہ خلافت یا اپنی حیات میں اپنے جانشین کا انتخاب نہیں کیا تھا کیونکہ آپ اچھے گرانڈیل تھے اور آپ کے وقت میں چونکہ سلطنت کو وسعت زیادہ ہو گئی تھی اس لئے آپ کو امور سلطنت کے انجام دینے میں بہت کم فرصت ملتی تھی اور آپ کی جسمانی طاقت اور صحت اس امر کی ضامن تھی کہ اگر کوئی اتفاقی حادثہ نہ پڑتا تو آپ آیندہ سال اور بھی زندہ رہ سکتے تھے دوسری سلطنت کے زیادہ وسعت اس امر پر مصر تھی کہ آپ اپنی طرف سے اپنا کوئی خلیفہ نامزد کریں بلکہ اس اہم امر کو قوم پر چھوڑ دیں اس مدبر اعلی کی یہ بہت بڑی حکمت عملی تھی کہ اسلام میں جمہوری سلطنت قایم کرنا چاہتا تھا کہ یہ بھی طریقہ بعد ازاں اسلام میں جاری ہو جاتا تو آج تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا تھا اگر اس تجدید انتظام کا نام کوئی مذہبی اختلاف نہ ہے تو بس سب کچھ بھر پایا پھر ایک بھی مسلمان دنیا میں ایسا نہیں نکلے گا جس نے اپنے کاموں میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت نہ کی ہو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

نے مدینہ کو اپنا پائے تخت بنایا لیکن حضرت علیؑ نے کوفہ کو اسی طرح تمام امور جہانداری میں برابر
مخالفت ہوتی چلی گئی۔ اس قسم کی باتیں معاملات دنیاوی اور انتظام جہانداری سے تعلق رکھتے
ہیں ان میں اختلاف کا ہونا لازمی ہے جو حکمت عملی حضرت علیؑ کی تھی وہ حضرت امام حسنؑ کی نہیں رہی اور جو
حضرت امام حسنؑ کی تھی وہ حضرت امام حسینؑ کی نہیں رہی اور رہ بھی کیونکر سکتی ہے جب خداوند تعالیٰ نے
سبکے قوائے عقلی یکساں نہیں بنائے دوسرے ہر شخص کے زمانہ میں نئی نئی صورتیں اور تازہ تازہ
واقعات پیش آتے ہیں۔ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ ایک بادشاہ یا خلیفہ کا جانشین لکیر کا فقیر ہو کے بیٹھ رہے اور
اپنی خداداد عقل سے مطلق کام نہ لے اور اگر کوئی اختلاف بھی قایم کیا جائے تو اسکا جواب حضرت امام
صادقؑ نے بہت اچھا دیا ہے جسے کلینی نے بروایت علی ابن ربیعہ نقل کیا ہے

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

جناب مرزا صاحب نے وعدہ تو یہ فرمایا تھا کہ ہم کتب شیعہ سے وہ فحش باتیں اور گالیاں نقل کرینگے جو کہ شیخین
کو دیگئی ہیں اُنکا تو کہیں پتا نہیں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ خلفاء میں جو اختلاف آراء ہوا وہ بر بنائے امور
جہانداری و مصلحت قومی تھا اسکو ہم بھی مانتے ہیں کہ جس بات میں وہ اپنی سلطنت کا فلاح دیکھتے
تھے باخوف خدا اور رسول مقبول سے مخالف راہ چلنے لگتے تھے یہ عین مصلحت سلطنت تھی کہ بہ مخالفت خدا و رسول
بہ ضبطی فدک و عدم عطائے خدمات ملکی اہلبیت نبوی کو محتاج بنا دیا اگر جناب امیرؑ کی معاش وسیع ہوتی
تو لوگ اُن سے رو گرداں ہو کے شیخین کے دمساز نہوتے یہی مصلحت جہانداری تھی جسکو خلفاء نے کیا اور
سب سلاطین دنیا ایسا ہی کرتے رہتے ہیں بہ مقتضائے مصلحت سلطنت خلفاء کے اختلاف دکھلا کر مرزا نے
حضرت امیرؑ کا بھی ایک اختلاف رسول مقبولؐ سے دکھلایا ہے وہ یہ کہ نبی کا دار السلطنت مدینہ تھا اور علیؑ نے
کوفہ قرار دیا چنانچہ تحریر بالا میں لکھتے ہیں (دنیا بھر میں ایک مسلمان بھی ایسا نہوگا جسنے آپکے کام
میں رسول مقبولؐ سے مخالفت کی ہو حضور انور نے اپنا پائے تخت مدینہ کو بنایا اور حضرت علیؑ نے کوفہ کو)
مرزا مقام وعظ و پند کو کبھی پائے تخت لکھتے ہیں گاہے ایوان شاہی کہنے کا ارادہ فرماتے ہیں اہل انصاف
غور فرمائیں کہ اگر ایک واعظ کبھی کہیں مواعظہ حسنہ سے خلایق کو فائدہ پہنچائے اور گاہے دوسرے

مقام پر ہدایت مخلوقات کرے تو کیا یہ کہا جائیگا کہ تبدیل مقام باعث اختلاف ہوئی مرزانے بجائے خود
کہا ہونہیں بہت تیز نگاہ ڈالی ہوگی کہ نبی و علیؑ کا کوئی قابل نفرت اختلاف حقایق کو دکھائیں۔ مگر افسوس
ہے کہ سوائے تغیر موقع و عظ کوئی مضمون وقیف نظر نہوا اگر کوئی ایسا ثبوت دکھاتے جس سے حلال خدا
کے حرام اور حرام خدا کے حلال کرنیکا اعتراض پیدا ہوتا جیسا کہ حضرت عمر و ابو بکر وغیرہ پر ہورہا ہے تو قابل
نظر تھا۔ یہ اختلاف تو کسی سنی کی آنکھ میں بھی وقعت سے جگہ نہ پائے گا مولوی خلیل احمد صاحب نے ہدایات
الرشید کے صفحہ (۹۶۶) پر لکھا ہے کہ شیعہ جو اعتراض کرتے ہیں کہ جناب سیدہ علیہا السلام نے ابو بکر سے
تاحیات کلام نہ کیا یہ بالکل غلط ہے۔ خود روایت شیعہ سے ثابت ہوا کہ قریب وفات شیخین جناب فاطمہ
کے گھر گئے اور عذر مافات کر کے طالب معافی ہوئے اسوقت مخدومہ نے فرمایا کہ میں تم سے ہرگز رضامند
نہوں گی ہیں مطلق کلام کرنیکا عذر باطل ہوا مابین سیدہ اور ابو بکر قبل از وفات کلام واقع ہوا گو کہ کسیطرح
سے ہو سبحان اللہ صاحب ہدایات الرشید نے بہ ثبوت مکالمت کیا ہی اچھا ثبوت پیش کیا ہے اسیطرح مرزا
حیرت نے آنحضرت سے جناب امیرؑ کا اختلاف دکھلایا ہے اگر جناب حیرت رسولِ خدا سے حضرت امیرؑ کا کوئی ایسا
اختلاف دکھلاتے جیسا کہ شیعہ و سنی نے حلال خدا کے حرام کرنیکا دربارہ جناب عمر دکھلایا ہے تو قابل غور بھی
ہوسکتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی ثبوت نہ دے سکے۔ بھلا یہ کب ممکن ہوسکتا ہے کہ نبیؐ و علیؑ کے افعال
میں معاذ اللہ تغیر ہو

تحریر مرزا حیرت مددگار شیخ صاحبان از سطر ۱۴ صفحہ ۵۰ تا سطر ۲ صفحہ ۵۹

کلینی کی روایت :- ابن حازم کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے اصحاب پیغمبر خداؐ کی بابت دریافت کیا کہ آیا انھوں
نے سیدالانبیاء پر افترا کیا ہے یا راہ صدق میں قدم زن ہوئے ہیں امام نے جواب دیا ہرگز افترا نہیں کیا۔ بلکہ
سچائی کے ساتھ وہ متصف تھے پھر میں نے دریافت کیا اُنکے اختلاف کی وجہ کیا ہے حضرت امام نے جواب دیا کہ ایک شخص
حضرت رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوتا سوال کرتا اور جواب پاتا پھر دوسرے وقت کوئی دوسرا شخص آتا اور وہ اسی مسئلہ
کو پوچھتا تو اسے دوسرا جواب دیا جاتا کیونکہ پہلا حکم منسوخ ہوچکا تھا پس ایسی وجہ سے اختلاف پیدا ہوگیا
یہ جواب جو کلینی نے امام صادقؑ کا نقل کیا ہے مذہبی پہلو سے بہت اچھا ہے۔ لیکن مورخانہ جواب بھی صحیح ہو جیسا اور بھی

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اس تمام عبارت میں بھی کوئی ایسا جملہ یا فقرہ میری نظر سے نہیں گذرا جسمیں شیعہ نے شیخین کو گالیاں دی ہوں افسوس ہے کہ مرزا صاحب وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے خلاف عہد عمل فرماتے ہیں۔ کلینی نے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وجہ اختلاف مابین صحابہ یہ ہوئی کہ ایکمرتبہ کسی نے کوئی بات پوچھی اور اسکا جواب پایا۔ پھر اسی دریافت شدہ بات کو دوسرے شخص نے پوچھا تو یہ وجہ منسوخ ہوچکی تھی اول کے مستفسر ثانی کو دوسرا جواب بتایا گیا بدالنت حقیر و دیگر ارباب فہم یہ بات بعید العقل معلوم نہیں ہوتی۔ بعض اختلافات جو لوگوں میں واقع ہوگئے اسوجہ سے اُن کا ہونا ممکن الوقوع معلوم ہوتا ہے مرزا نے جو باین الفاظ (یہ جواب جو کلینی نے امام صادقؑ کا نقل کیا ہے مذہبی پہلو سے بہت اچھا ہے لیکن مورخانہ جواب وہی صحیح ہے جو ہم نے اوپر لکھا ہے) تحریر فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اپنی تحقیقات کا پایہ صادق آل محمدؐ سے بہت اونچا تبلایا ہے۔ یہ اون کے صحیح الایمان اور پکے سنی مسلمان ہونیکی بڑی قوی دلیل ہے کیوں نہو آپ ایسے ہی ہیں کہ تحقیقات امور دینی میں حضرات آئمہ معصومین سے گزوں بلکہ بانسوں بڑھے ہوئے ہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعض سُنی صاحبان اپنی ذات کو خاندان نبوت سے اعلیٰ وافضل جانتے ہیں مرزا قادیانی جنکا مذہب سنت والجماعت ہے اور جن کے ہزارہا اہل سنت جماعت مرید ہیں حسنینؑ سے اپنی ذات کو بہتر و برتر سمجھتے ہیں کلینی نے جو روایت کی ہے وہ احکام نادرہ و [illegible] علاقہ رکھتی ہے نہ کہ اوامر و نواہی و حلال و حرام سے میں جناب خیرت سے پوچھتا ہوں کہ متعۃ النساء و متعۃ الحج کو جو حضرت عمر نے باختیار خود حرام کر کے مسلمانوں کو رنڈی باز بنایا اور عدم بجا آوری متعۃ الحج کی صاحبان بیت اللہ کی نسلوں کو خراب کیا اس اختلاف میں جو کہ حضرت دوم نے رسول مقبولؐ سے کیا انتظام جہانداری اور تمدن سلطنت کو کیا دخل ہے جو اصحاب کہ ہر وقت آنحضرت کی صحبت میں رہتے تھے وہ ناسخ و منسوخ سے واقف تھے اگر آنحضرت نے متعتان یعنی ہر دو متعہ کو حرام کیا تو وہ حدیث دکھلائے جسکو آنحضرتؐ نے درباب نسخ متعہ ارشاد فرمایا ہے ابن عباس و حضرت امیر اہل اختصاص و حضوری لوگوں میں تھے جن سے کتب اہل سنت میں بقاء متعہ کی روایات وارد ہوئی ہیں بلکہ حضرت امیرؑ سے جو حسب تسلیم اہل سنت یہ

مضمون بھی نقل ہوا ہے کہ اگر حضرت دوم شریعت نبوی میں دست انداز ہو کر اپنی رائے سے متعہ کو حرام نہ کرتے تو سوائے شقی کے اسلام میں کوئی زنا ہی نہ کرتا۔ رسالہ متعہ میں حقیر نے مبسوط طریقہ سے لکھ کر تمام اقوال علمائے اہل سنت نقل کئے ہیں مرزا حیرت کو اُس کے دیکھنے سے تحیر اور دیگر با انصاف ناظرین کو انشاء اللہ سرور حاصل ہوگا۔ جناب ابن عباس و حضرت امیرؑ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ مثل اعراب صحرا نشین و دیگر بادیہ گرد گروہ اُس جلسہ میں موجود نہوں گے جبکہ متعہ بند کیا گیا تھا اُنکو صرف اجازت متعہ کی تو خبر ملی اور ممانعت پر مطلع نہوئے جیسا کہ کلینی کا مقصود ہے۔ خلیفہ اول بھی درباری لوگوں کی فہرست میں داخل ہیں اُنھوں نے اپنے عہد خلافت میں متعہ سے منع نہیں فرمایا۔ حضرت دوم بھی ابتداء زمانہ خلافت خود میں ساکت ہے اگر نسخ متعہ پر کوئی حدیث آنحضرت کی زبان حق ترجمان سے انکے گوش زد ہوئی تھی تو حضرت ابوبکر کے وقت میں جو نکہ خود بدولت بالکل مالک الملک تھے گربہ کشتن روز اول پر عمل کر کے اشتہار حرمت دروازہ مسجد پر آویزاں کرادیتے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ خلیفہ دوم صاحب نے اپنی وزارت اور ابتدائے زمانہ سلطنت میں اُس کے امتناع پر کیوں نہ سرزنش فرمائی اتنے عرصہ تک جو اصحاب رسولؐ نے عامل بہ متعہ ہو کر زناکاری کی اسکا ثواب کسکے نامہ عمل میں لکھا جائیگا۔

تحریر مرزا صاحب مددگار شیخ صاحبان از سطر ۹ صفحہ ۵۹ تا سطر اول صفحہ (۶۰)

خلفاء پر الزام:- جن کتابوں میں خلفاء اور بالخصوص شیخین کی تعریف کی گئی ہے انھی کتابوں میں یہ الزام بھی خلفاء پر لگائے گئے ہیں۔ شیخین کی بناء مذہب کفر و نفاق پر تھی سوائے اُن کے کل صحابہ منافق تھے اور انھوں نے محض ریاست اور طمع دنیا کے لئے حضور انور کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ کئی بار شیخین نے آنحضرت کو زہر دینا چاہا لیکن کامیاب نہیں ہوئے انکا تمام جہاد و عبادت محض مکاری کی تھی آنحضرت صلعم کے بعد انھوں نے اہلبیت کو تکلیفیں دیں اور حضرت علی کی کسی امر میں مدد نہ کی اور علی کے گلو جبراً کھینچا یا حضرت علی نے شیخین کی متابعت اور اُن کے پیچھے محض تقیہ اور خوف سے نماز پڑھی تھی یہاں تک کہ حضرت علی نے اپنی پیاری بیٹی خوف میں آکے حضرت عمر کے نکاح میں دیدی تھی اور صرف ڈر اور تقیہ سے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر اور عثمان رکھے تھے جو صحابہ سچے دل سے ایمان لائے تھے انکا شمار انگلیوں پر ہے یعنی ابوذر مقداد عمار یاسر اسی طرح اور بھی دو چار تھے باقی سب منافق اور بیدین تھے ان ناگوار باتوں نے فریق ثانی کے دلوں میں اشتعال

بپا کردی تھی اور پھر انھوں نے بھی سُنّی مذہب پر اعتراض کرنے شروع کردئے اعتراضوں کا سلسلہ جاری رہا
اور اس نے ایک غیر فانی عداوت فریقین کے دلوں میں قایم کردی جو انتہا درجہ قابل افسوس ہے۔

جواب سجاد حسین خاکپائے امیر مومناں

اس عبارت میں بھی کوئی فقرہ میری نظر سے ایسا نہ گذرا جسکو گالی اور فحش گوئی سمجھا جائے افسوس ہے کہ مرزا نے اپنے بیان کی تصدیق میں ایک گالی بھی ایسی پیش فرمائی جوکہ شیعہ نے شیخین کو لفظاً یا معناً سنائی ہو مرزا نے اس غلط نویسی و خلاف گوئی میں شیعہ ہی پر افترا نہیں کیا بلکہ اپنے ذی عزت خلفاء کی بھی ایک طرح سے توہین کی ہے دیکھو زید کی نسبت جب یہ افترا کیا جائے گا کہ اُسنے سر بازار بکر کو گالیاں دی ہیں تو گویا یہ افترا بکر کی ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہنچ جاتا ہے ایسا ہی مرزا صاحب کا یہ فرمانا ہے کہ شیعہ نے اپنی کتابوں میں خلفاء کو گالیاں دی ہیں ناظرین وہ الفاظ دیکھ چکے ہیں جوکہ شیعہ سے منسوب کرکے مرزا نے حوالۂ قلم فرمائے ہیں اُنمیں کوئی لفظ ایسا نہیں جسکو ہندوستان میں عرفاً گالی کہتے ہیں پس مرزا نے شیعہ کو ملزم بنانے کی نیت سے مرشدان طریقت کی عرفی حیثیت کا ازالہ کیا جناب حیرت نے شیعہ پر خلفا ہی کی گالیوں کا الزام نہیں لگایا۔ بلکہ معاذ اللہ اُن کو اہل بیت کا گالیاں دینے والا بھی ظاہر کیا ہے جس کی حقیقت ناظرین اوراق اوّل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں الحاصل شیعہ کو خلفاء کا گالیاں دینے والا جو مرزا نے بیان فرمایا ہے اور اسکے ثبوت میں ایک طولانی عبارت لکھی ہے جسکو ناظرین رسالہ نے ملاحظہ فرما لیا ہے۔ لہذا ہر ایک فقرہ محررہ مرزا صاحب کا تشفی بخش جواب دیا جاتا ہے تاکہ تسکین خاطر مرزا اور دیگر متشککین ہو یہ بھی واضح ہو وے کہ بہ حیثیت جدید محقق و مورخ ہونیکے جناب حیرت نے کوئی نئی بات نہیں لکھی وہ ہی راگ گایا ہے جسکو یہ ترانۂ دلفریب پرانے گویّے گا بجا چکے ہیں صرف [illegible]

فقرۂ اوّل تحریر مرزا صاحب

جن کتابوں میں خلفاء اور بالخصوص شیخین کی تعریف کیگئی ہے انھیں کتابوں میں شیخین پر الزام بھی لگائے گئے ہیں مرزا صاحب نے خلفاء اور بالخصوص شیخین کو جو لکھا ہے یہ معلوم خلفاء اور شیخین میں کیا امتیاز دیا ہے اور دو [illegible] کیجئے یہی پردہ کیوں ڈالا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفاء اور شیخین دو جدا گانہ ہیں خلفاء سے ولی

حسب خبر معتبر شور جہ بخاری عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش بارہ خلیفہ از قوم قریش تجویز ہوئے ہیں جنمیں خلفاء اربعہ کے ساتھ عند السنیہ معاویہ و یزید و مروان وغیرہ بشارت حدیث موصوف میں داخل ہیں جو بخیال مرزا مدعی ہیں کہ خلفاء اربعہ اور بالخصوص شیخین کی شیعہ نے تعریف کی ہے۔ نظر برآں اونپر واجب تھا کہ ان بارہ خلفاء مجوزہ خود کی تعریف کتب شیعہ سے برآمد کرکے معرض انظار ناظرین کرتے تب یہ لکھنے کا استحقاق ہوتا کہ شیعہ نے سوائے شیخین کے ہمارے دیگر پیشوایان دین یعنی یزید و مروان کی بھی تعریف کی ہے اور باوصف مداح و موصوف ہونے کے اپنے ممدوحین پر الزام لگائے ہیں مرزا نے لوگوں کو سخت مغالطہ دیا کہ شیعہ نے شیخین کی توصیف کی ہے بھلا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ شیعہ نے خلفاء اہلسنت کی جو کہ بدترین خلایق تھے مداحی میں کوئی صفحہ کتاب وقف کیا ہوگا اگر جناب حیرت دیگر خلفاء مجوزہ خود کی تعریف کتب شیعہ سے نہ دکھلا سکتے تھے تو شیخین ہی کی کوئی توصیف دکھلاتے سو توفی رحیم اللہ بخوبری اپنی کتاب الطال اصول شیعہ میں لکھتے ہیں کہ کتب شیعہ تمامتر توہین و رذائل خلفاء پر مشتمل ہیں جناب مرزا صاحب پہلے تو یہ فرماتے تھے کہ شیعہ نے شیخین کو فحش گالیاں دی ہیں اب اس سے تنزل فرما کر لکھتے ہیں کہ شیعہ نے انپر الزام لگائے ہیں شاید مرزا کی تحقیقات میں گالی اور الزام ایک بات ہے شیخین کو ملزم و مطعون بلکہ امر بالاتر کچھ اور سمجھنا شیعہ کا عین مذہب ہے۔ مگر اپنے دشنام بازی و فحش گوئی ناجائز محض جانتے ہیں۔ مرزا کو یقین کرنا چاہیے کہ ہم انکے ارکان مذہب جناب شیخین و معاویہ و یزید وغیرہ کو کبھی کوئی گالی نہیں دیتے بلکہ بہ پاداش جرائم و الزامات وہ ہی لکھتے ہیں جسکو مرزا اور دیگر عاقلاں خوب میدانند

فقرہ دوم تحریر مرزا صاحب

(بقول شیعہ شیخین کے مذہب کی بناء کفر و نفاق پر تھی) بے شبہہ شیعہ یہ ہی کہتے ہیں کہ شیخین منافق تھے چنانچہ بہ حکم مجیبین نفاق شیخین جناب مفتی محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے ثابت کیا ہے جسکا آج تک جناب سنیہ جواب نہیں ہو سکا۔ حقیر نے اسی بحث میں ایک رسالہ مسمی بہ رسالہ سجادیہ لکھا ہے جسپر ۲ جنوری سنہ ۹۴ع کو حقیر خانہ پر ایک بڑا جلسہ مباحثہ قایم ہو کر اہل سنت کو شکست ہوئی اگر جناب حیرت یا دیگر اہل سنت

شیخین کا با ایمان مرنا ثابت کرنا چاہتے ہیں تو رسائل مذکور کا جواب لکھکر شائع کرائیں اشتہار آئینہ حق نما میں جو کہ شیخ حبیب احمد سہارنپوری کے شیعہ ہونے پر جاری ہوا تھا رسالہ سجادیہ کے جواب دینے والے کے واسطے مع دیگر تیس سوالات مندرجہ اشتہار مذکور کے مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ کا انعام شائع کیا گیا ہے۔ مرزا اُن سوالات کا مع رسالہ جواب دیں اور زر مذکور بنک میں داخل کر کے اُسکے سود سے نفع اُٹھائیں تا وقتیکہ رد مضامین مشتہرہ شیخین کا با ایمان مرنا ثابت نہ فرمائیں کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نکریں کہ اُن کے مرشد و پیشوائے ملت صاحب ایمان تھے بخاری و مسلم سے نفاق ثابت کیا گیا ہے جنکا اعتبار اہل سنت کی نظر میں ضرورت سے بھی کچھ زیادہ ہے بس اسی ایک بات پر فیصلہ ہے اگر معتقدان خلفاء نے حجت کے رسالہ کو باطل کر کے علماء کی کمیٹی میں پاس کرا دیا تو خلفاء با ایمان بلکہ جان دین و ایمان اور ہم تمام شیعہ بخلاف اُسکے اور اگر اہل سنت کے علماء سے جو کہ کوڑیوں اور پچاسوں اور سیکڑوں ہیں اشتہار آئینہ حق نما ورسالہ سجادیہ کا رد و ابطال نہ ہو سکا جیسا کہ بفضلہ ابھی تک نہیں ہوا تو خلفاء ویسے ہی ہیں جیسے کہ تھے

فقرۂ سوم تحریر مرزا صاحب

(سوائے اُنکے یعنی شیخین کے کل صحابہ منافق تھے اور انھوں نے محض ریاست اور طمع دنیا کے لئے حضور انور کے ساتھ ہجرت کی تھی یہ بات بالکل غلط ہے کہ شیعہ سوا فاسد کل اصحاب کو منافق تبلاتے ہیں ہمارے نزدیک بعد اہلبیت نبوی صحابہ آنحضرت سے اعلیٰ و افضل کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ایک فنی ی عزت مداح اہل محمد کا درباب صحابہ مقولہ پیش کیا جاتا ہے ع وہ اصحاب کیسے کہ احباب تھے ع خدا اُن سے راضی رسول اُنسے خوش علی اُن سے راضی بتول اُن سے خوش۔ جن اصحاب نے خاندان نبوت کی اطاعت اور رفاقت اختیار کی اور حسب وصیت رسول مقبول اُنکو اپنا پیشوائے دین جانا اور اُنکی خوشنودی اور رضامندی کو عین منشاء خدا و رسول سمجھکر فدویانہ وفاداری اور شریفانہ سلیقہ شعاری سے سرگرم فرمانبرداری رہے وہ ہمارے ہادی و پیشوا و رہنما ہیں ہم اُن کے ساتھ وہی تعلق محبت و موالات رکھتے ہیں جیسا کہ وہ بزرگوار خاندان رسالت سے رکھتے تھے اور جن لوگوں نے بذریعہ بیعت بخلاف وصیت رسول حضرت امیر کو بہ جبر اپنا تابعدار

لینا چاہا تھا اور گھر میں آگ لگا دینے کی دہمکی دیکر انکو رنج پہنچایا جائداد ضبط کرکے محتاج بنایا تو گوئے
کی نظر سے بدسلب نسب انکو گرایا وہ ہمارے نزدیک کافر کلمہ گو یعنی منافق ہیں شیعہ و سُنی میں قدیم سے
درباب ایمان و نفاق شیخین گفتگو چلی آتی ہے کبھی دوسرے صحابی کا کوئی ذکر نہیں کرتا اہلسنت خواہ مخواہ
غوغائے عام پیدا کرنے کی غرض سے دہوکہ دہی اور عام فریبی سے کہدیا کرتے ہیں کہ شیعہ تمام
صحابہ سے مخاصمت رکھتے ہیں حاشا وکلا جو ہمکو سوائے ثلاثہ اور اُن کے ہمایان کو نسل کے صحابہ رسول
مقبول سے خصومت ہو ہمارے تو وہ بزرگوار چراغ ہدایت ہیں ثلاثہ اور اُن کے دمساز و ہواخواہ
جو کچھ بھی ہوں پکے منافق اور پورے دنیادار تھے ہمارا تو یہ قول ہے ؎

محب علیؑ جنتی جنتی   عدو علیؑ دوزخی دوزخی

فقرہ چہارم تحریر مرزا حیرت

(عند الشیعہ شیخین کے جہاد اور عبادت صرف مکاری ہے) منافقوں کے کل افعال جھوٹے ہوتے ہیں
قرآن پاک شاہد ہے واللہ یشہد ان المنافقون لکاذبون یعنی خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق دروغ
گو ہیں جناب مرزا بردو دلائل نفاق اول خلفاء کا ایمان ثابت کریں پھر جو چاہیں کہیں۔

فقرہ پنجم تحریر مرزا حیرت

(آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ کے بعد انھوں نے اہل بیت کو تکلیفیں دیں اور حضرت علیؑ کی کسی امر میں دنہ
کی اور علیؑ کے حق کو جبراً چھین لیا) کیا جناب مرزا صاحب کو یہ واقعات معلوم نہیں ہیں اسی رسالہ میں چند
ورق اولٹ کر دیکھ لیجئے کہ شیخین نے سیدہ سے فدک لیا معصومہ نے درباب ہبہ جو شہادت پیش کی اسکو
رد فرمایا گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ گئے۔ سیدہ نے وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے علیؑ
مدام خواستگار خلافت رہے مگر نبی کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے۔ علیؑ کو مخذول و مغلوب
کرکے مثل ناکارہ شخص گھر میں بٹھایا کبھی کوئی مالی و فوجداری خدمت نہ دی حسنینؑ کو کسی ملک کا عامل و صوبہ دار
مرزا کو شرم نہیں آتی ایک ایک بات کو سو سو دفعہ لکھ گئے اپنے خلفاء کا کچا چٹھہ کھلواتے ہیں شیخین کو مرتے
مرتے بھی یہ انتظام مدنظر رہا کہ اہلبیت تا امر خلافت نہ پہنچے بڑے صاحب نے چھوٹے صاحب کو خلیفہ بنایا

انھوں نے ایسی مستحکم تدبیر سے امر خلافت کو ارباب شورت کی رائے پر محول کیا کہ علی تک ہو بات حکومت نہ آئے چنانچہ ایسا ہی ہوا الحضرت ان لوگوں نے خاندان نبوت کا خاتمہ کر دیا اگر خلاف استحقاق بعد آنحضرت حکومت آپ تک نہ پہنچتے تو معاویہ و یزید و مروان و عباسیہ وغیرہ کا اہلبیت کے مقابلہ میں حوصلہ نہ بڑھتا جسقدر تخم فساد اسلام میں بویا گیا وہ سب انہیں مزارعین تجربہ کار کی کارروائی ہے چنانچہ اسی واسطے ایک نکتہ رس و دقیقہ سنج شاعر نے کہا ہے ؎

بگردن شمر ہم زبد گردن اوست   خون شہید انام بر گردن اوست

شیعہ پکار پکار کر امام حسین علیہ السلام کو یہ کہہ کر رو رہے ہیں ع اے کشتۂ سقیفہ و شوریٰ و کربلا۔ ایک متین شخص نے بجواب ایک سائل کے جناب امام حسینؑ کا موجبہ وفات کیا ہی صحیح بتلایا ہے رباعی

گرد شخصے سوال از دانا   کہ بگو کشتہ شد حسینؑ کجا
گفت اندر سقیفہ اش کشتند   بہر دنیائے جیفہ اش کشتند

حقیقت الامر یہ ہے کہ اگر شیخین وبیما خیا بعمر خاندان نبوت سے حکومت اسلام کو نہ نکالتے تو تا قیام قیامت کبھی اسلامی دنیا میں مفسدہ نہ ہوتا اور ہر وقت جو غیر اقوام نے انکو قابل مذاق بنا رکھا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اہل عقل کو خوب غور کرنا چاہئے کہ سب سے اول جو مسلمانوں میں نزاع ہوا وہ کس بات پر ہوا اسکا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ خلافت باعث تنازعہ نہیں ہوئی ملل و نحل میں لکھا ہے و اعظم خلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ دینیۃ مثل ما سل علی الامامۃ فی کل زمان یعنی امت میں بڑا اختلاف امامت کا ہے جیسیکہ اس دینی معاملہ میں تلوار چلی ہے کسی میں نہیں چلی ہرگاہ خلافت بنیاد نزاع قرار پائی لہذا لازم آیا کہ ہم اس بات کی جانچ کریں کہ اس مفسدہ کا باعث کون ہوا جسپر یہ الزام قایم ہو جائیگا وہی شخص بجرم غدر و فساد و مستوجب سزا متصور ہو کر دریائے شور بھیجا جائے گا وہ باب خلافت بعد نبی دو گروہ ہو گئے اہلبیت و دیگرے بعض صحابہ مدعی خلافت ہوئے سر دفتر اہلبیت حضرت امیر حضور انور کی نعش مبارک کے دفن و کفن میں مصروف تھے اور بعض صحابہ سقیفہ بنی ساعدہ میں باب خلافت مشورہ زن تھے بالآخر حضرت عمر کی رائے صائب اور تدبیر مستقیم سے سقیفہ میں جناب صدیق کے

سر مبارک پر دستار امامت باندھی گئی جبکہ اس عنوان سے حضرت اوّل پر استقرارِ خلافت ہوگیا اُسوقت حضرت
امیر و دیگر بنی ہاشم سے طالب بیعت ہوئے مگر اُنھوں نے بہ شمول سائر صحابہ بیعت نہ کی بلکہ اپنا حق اور خلیفہ
اول کا غیر مستحق ہونا ثابت کیا اس امر کی بحث میں کتب فریقین بھری ہوئی ہیں شیخین نے طرح طرح کی
دباؤ ڈالے فدک ضبط کیا۔ سیدہ کے گھر پر آگ لے گئے مگر بنی ہاشم سے کسی نے بیعت نہ کی اس موقع پر شیعہ کا
یہ قول ہے کہ حضرت نے بہ عیب جابر امام جائز الاطاعت سمجھ کر ثلاثہ میں سے کبھی کسی کی بیعت نہیں کی
اہل سنت فرماتے ہیں کہ حیات سیدہ میں سلمان علیؑ کا احترام کرتے تھے مگر بعد اُن کی وفات کے لوگوں نے
منہ پھرا لئے تب علیؑ نے مضطر ہو کر ابو بکر کی بیعت کر لی پس اس جھگڑے میں اوّل شخص ملزم ہیں ابو بکر و عمر نعش
نبیؐ کے چھوڑنے اور مسند خلافت پر بیٹھنے سے اور علیؑ انکار بیعت کرنے سے مسلمانوں کو اختیار ہے ان
دونوں میں سے جس شخص کو باعث فساد سمجھیں جیلخانہ تشنیعات میں مقید کرا دیویں ہر دو مفسدان سے ایک
ضرور مجرم قرار پا کر سزا پائیگا شیعہ نے تحقیقات بلیغ کر کے ثلاثہ کو فرد جرم سنا دی ہے اور دلائل ضروری سے
انکو بتلا دیا ہے کہ اگر تم لوگ بہ مجبوری اصلی حقداران حکومت مسند آرائے خلافت نہ ہوتے تو اسلام کو
کوئی ضرر نہ پہنچتا اُن اکثر و بیشتر حالات سے جو کہ خلافت ثلاثہ سے متفرع ہو کر بربادی اسلام کے باعث ہوئے
چند باتیں بطور اختصار مقلدان ثلاثہ کو روبرو پیش کیجاتی ہیں اگر حضرات اہل سنت یا مرزا حیرت نے
ثلاثہ کو جرم فساد سے بچا لیا اور توجیہات حقیر کو ردّ و باطل فرما دیا تو میں سمجھ لوں گا کہ ثلاثہ مجرم نہیں ہیں
اور شیعہ نے جو اُن بزرگوارونکی خلافت کو مادۂ تنازعہ و ضعف اسلام تجویز کیا ہے یہ بالکل غلط و سراسر
سوء خیال ہے عقلا زمانہ کے سامنے صورت معاملہ پیش کرتا ہوں امید کہ حق و ناحق میں امتیاز فرمائیں
اگر بعد وفات سرور کائنات جناب امیر جو بلحاظ جمیع جہات اکمل افراد و اشرف اصحاب تھے تخت خلافت پر جلوہ
فرما ہوتے اور شیخین و دیگر صحابہ اجرائے اسلام میں کار سرکار واحد سمجھ کر نیک نیتی و ہمدردی سے کوشاں ہوتے
تو اسلام کو کیا نقصان پہنچتا بیشتر برین حیثیت کہ بعض حضرات یہ فرما دیتے ہیں کہ علیؑ اور تو سب باتوں میں سرآمد
روزگار تھے مگر پولیٹکل خیالات سے اُن کا دماغ خالی تھا حسن انتظام سے شیخین نے مہمات خلافت کو انجام دیا علیؑ
سے اسطرح کام نہ چلتا ہیں بخاطر داشت اہلسنت تسلیم کئے لیتا ہوں کہ علیؑ دور رہا یہ امور سلطنت روشن رائے

نہ رکھتے تھے بسبب اچھا ملکی معاملات شیخین اور دیگر ارباب تمیز انجام دیتے اور حضرت امیرؑ محض بجا لب کشا ہوتے کہ جہاں احکام خدا و رسولؐ کی ضرورت ہوتی جس کام کو چند آدمی جدا گانہ تدابیر سے انجام دیتے ہیں وہ بوجہ اجتماع عقول باحسن الوجوہ اختتام پذیر ہوتا ہے اگر علیؑ میں جاہ طلبی کا مادہ تھا اور سلطنت کے داؤ گھات بہ نسبت شیخین انکو یاد نہ تھے تو سپاہ کے ساتھ شریک جہاد ہو کر کفار کا قلع قمع کرتے ثلاثہ کبھی جنگ میں نہ جاتے تھے صرف سپاہی کا کام دیتے تھے اگرچہ یہ فتوحات ہوئیں جنکو ذکر کرتے ہوئے سنی صاحب جامہ میں نہیں سماتے علیؑ جو کہ آنحضرتؐ کے وقت میں برابر سپہ سالاری اور لشکر کی سرداری کرتے تھے لہذا ان کی شرکت سے فتوحات میں اور بھی ترقی ہوتی سپاہ جان توڑ کر لڑتی سردار کی بہادری افزایش پیدا کرتی میری دانست میں حضرت امیرؑ کی نسبت شاید یہ کوئی نہ کہہ سکے گا کہ جیسے پولیٹکل خیالات میں انکو ناکامی تھی ایسی ہی جنگی ضرورتوں میں بھی اُن کے ہاتھ پیر ڈھیلے تھے مطلب میرا یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو جس قابل تھا خدمت اسلام بصد ہمدردی بجا لاتا تو کوئی فساد نہ ہوتا اور ترقی انکی وجہ یہ پہنچتی جیسکہ اتفاق و اتحاد سے پہنچا کرتی ہے دیکھو ہندوستان میں حضور والا سرائے بہادر ہر صیغہ کا سکرٹری علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں ہر عہدہ دار اپنا اپنا کام جس خوبی سے انجام پاتا ہے اسکا حال محتاج بیان نہیں غالباً باہمی اتفاق و اتحاد سے امر اسلام پورا استحکام پاتا اور دوام کے لئے یہ پاک مذہب امراض حسد و نفاق و خصومت و اختلاف سے محفوظ رہتا مگر افسوس ہے کہ ثلاثہ نے چند روزہ حکومت کر کے کشت اسلام میں وہ خار دار درخت لگائے جو ہمیشہ رہروان مسلک مسلمانی کے پیر فگار کرتے رہیں گے اب میں اون مفاسد کی فہرست پیش کرتا ہوں جو کہ ثلاثہ کی خلافت سے مرتب ہوئے۔

فہرست مفاسد

(۱) اگر حضرت امیرؑ حکومت فرمائے ملک اسلام ہوتے تو فدک آل محمدؐ سے نہ نکلتا اور حضرت امیرؑ کو مع حسنینؑ وقوع ہبہ پر روبروئے ابوبکر شہادت ادا کرنے کی ضرورت نہ ہوتی حضرت عمرؓ سیدہؑ سے وثیقہ لیکر چاک کرتے

(۲) جناب سیدہؑ غضبناک ہو کر حضرت ابوبکر سے ترک کلام کرتیں

(۳) عدم حضوری جنازہ بر جناب سیدہؑ ابوبکر صاحب کے لئے وصیت واقع نہوتی۔

(۴) حضرت عمر خانۂ کاشانۂ فاطمہ پر آگ اور لکڑیاں نہ لیجاتے۔

(۵) محسن شکم مادر میں شہید نہوتے۔

(۶) حضرت ابوبکر سر در بارہ فالہ بیعت نہ کرتے یعنی خلافت سے استعفا نہ دیتے۔ (۷) جناب عمر
خلافت ابوبکر کو ایک امر ناگہانی اور کار شیطانی نہ تبلاتے (۸) حضرت امیر و عائشہ و طلحہ و زبیر سے کوئی
جنگ نہ ہوتی (۹) ہزارہا مسلمان بجانب عائشہ و امیر المومنین نوالۂ خنجر و شمشیر نہونے (۱۰) اسلام
میں کوئی گروہ خوارج نہ کہا جاتا (۱۱) حضرت عمر کے شکم مبارک میں شیخ ابو لؤلؤ چھری نہ گھسیڑتے۔
(۱۲) جناب عثمان کی لاش اقدس مزبلہ پر نہ پھینکی جاتی اُن کے بعض اجزائے بدنی حیوانات کے معدہ
میں دفن نہوتے (کتوں کا ٹانگ کاٹ لینا) (۱۳) حضرت امیر علیہ السلام شہادت نہ پاتے۔
(۱۴) معاویہ امام حسن کو زہر نہ پلواتے (۱۵) عائشہ صدیقہ امام حسن کے جنازہ پر تیر نہ چلوائیں (۱۶)
امام حسین بھوکے پیاسے شہید نہ ہوتے (۱۷) لشکر یزید کعبہ میں ڈھیلے نہ برساتا (۱۸) مسجد رسول میں
گھوڑے نہ باندھے جاتے (۱۹) مدینہ میں ایک ہزار عورتیں زنا بالجبر میں مبتلا نہ ہوتیں۔ (۲۰) اسلام
تتر بتر ہو کر بہتر حصوں پر تقسیم نہوتا (۲۱) اسلام کا ایک فرقہ ناجی اور بہتر دوزخ کا ایندھن نہوتے
(۲۲) ایک مسلمان دوسرے کا بدخواہ نہوتا۔ (۲۳) تعزیہ و علم پر مقدمات برپا ہو کر ہزاروں مسلمان
جیل نہ جاتے (۲۴) جناب شیخین کے بعض الفاظ سے شیعہ حذف کرادی نہ کرتے (۲۵) کتب مناظرہ
کی کثرت کاتبین لکھنے والوں کے ہاتھ ورم نہ کرتے۔ چھاپہ خانوں کے پتھر نہ گھستے شائقین خریدتے
خریدتے مفلس نہ ہوتے (۲۶) شیعہ سنی اور سنی شیعہ سے ترک مناکحت نہ کرتے (۲۷) نئی روشنی کے تمام
بے بدل خواجہ الطاف حسین صاحب حالی اسلام کا مرثیہ لکھکر لوگوں کو نہ رلواتے (۲۸) سر سید مرحوم
اتفاق اتفاق نہ پکارتے (۲۹) محسن الملک و شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب بہادر لیکچروں میں شیریں
بیا الفاظ سے اتحاد و موالات پر رغبت نہ دلاتے (۳۰) البشیر شیعہ و سنی کے لفظ بھلا دینے پر کوشش
نہ کرتا (۳۱) خلیفہ بلا فصل پر کوئی جھگڑا نہوتا۔ غرضیکہ یہ چند معاملات جو کہ بر سبیل اختصار قدرے ایسے
ویکے از ہزار دکھلائے گئے ہیں شیخین کے تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے سے ہوئے۔

(ضمیمہ ورق ۳۳۰) ع عیب او جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ مقتضائے انصاف یہ ہے کہ جس طرح میں نے وہ چند مفاسد دکھلائے جوکہ ثلاثہ کی خلافت سے مترتب ہوئے اسیطرح وہ فوائد بھی عرض کردوں جوکہ ان بزرگواروں کے حاکم دین ہونے سے ظاہر ہوئے تاکہ عذرا صاحب کو موقع شکایت ہو کر یہ کہنے کی گنجائش نہ ملے کہ کیا انھیں سوائے برائی کے کوئی بھلائی نہ تھی جیسا کہ انھوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵ سطر ۲ پر اعتراض کیا ہے کہ شیعہ نے خلفاء کی برائیوں کا ذکر کیا اور بھلائیوں کو چھوڑ دیا

فہرست اُن فوائد کی جو خلافت ثلاثہ سے ظاہر ہوئے

(۱) اگر ثلاثہ حکومت فرمائے ملک اسلام نہوتے تو چند آیات واحادیث کی تصدیق نہوتی ان کی خلافت گویا مصدق قرآن ہے بطور نمونہ دو تین آیتیں لکھے دیتا ہوں اور اسیطرح احادیث بھی نقل کروں گا آیۂ اوّل فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اُولٰئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارھم یعنی اے اصحاب محمد وہ وقت قریب ہے کہ تم متولی امر اسلام ہو کر ملک میں خرابی ڈالو اور فتنہ وفساد برپا کرکے قطع رحم کرو لعنت خدا کی اُن پر جو ایسا کریں خدا نے اُنکے کان نکو بہرا اور آنکھوں سے اندھا کر دیا ہے اسموقع پر ہمکو یہ دیکھنا ضروری ہوا کہ وہ لوگ کون تھے جنھوں نے حکومت اسلام کی باگ ہاتھ میں لیکر زمین اسلام میں فساد ڈالا اور قطع رحم کیا اور مستحق لعن خداوندی ہوئے حضرات اہل سنت فرما سکتے ہیں کہ اس آیہ سے خلفاء جور طائفہ بنی امیہ وعباسیہ وغیرہا مراد ہیں نہ کہ خلفاء ثلثہ اسکا تصفیہ خدا نے خود قرآن میں فرمایا ہے دیکھو یہ آیت والذین آمنوا ولم یہاجروا مالکم عن ولایتہم عن شئ حتی یہاجروا مفاد یہ ہے کہ غیر مہاجر شرف بہ تولیت نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ عزت مخصوص بمہاجرین ہے بحمد للہ یہ بات صاف ہو گئی کہ جنکو خدا نے مفسد فی الارض وقاطع رحم وبہرا واندھا بیان کرکے ملعون قرار دیا ہے یہ وہی بزرگوار ہیں جنھوں نے خلعت ہجرت زیب بدن کرکے دستار تولیت سر پر لپیٹی ہے نیز لفظ عسی مندرجہ عسیتم زمانہ قریب پر دلالت کرتا ہے جس سے یہ مطلب ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے بعد نبی حکومت اسلامیہ ہاتھ میں لی وہی مقصود آیت ہیں حضرت جیسے تھے نہ کہلوائیں خود اندازہ فرمائیں کہ مہاجرین سے کون کون بزرگ عزت افزائے حکومت ہوئے ہیں جسوقت تلاش فرمائیں گے سوائے ثلاثہ کے

کسی دوسرے کو بتائیں گے - فہل عسیتم ان تولیتم مندرجہ آیہ شریفہ خود بتلا رہا ہے کہ یہ خطاب حاضرین سے ہے جو کہ زیر منبر نبوی بیٹھے ہوئے احکام آسمانی زبان رسولؐ سے سن رہے تھے میں امید کرتا ہوں کہ حضرت حیرت ضرور یقین فرمائیں گے کہ یہ تو وہ ہی نکلے جن کی خلافت کو ہم ثابت کر رہے ہیں بغرض سرور مومنین و تسکین ناظرین میں روضۃ الاحباب سے ثابت کئے دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ نے بحضور جمیع صحابہ وخصوص ثلاثہ آیہ فہل عسیتم کو ارشاد فرمایا۔ صاحب روضۃ الاحباب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے خطبہ آخر اسطرح پڑھا تھا

خطبہ آنحضرت مندرجہ روضۃ الاحباب

اے گروہ مہاجر و انصار رسید بمن کہ شما از موت من می ترسید گویا منکر موت من اند بچہ جہت انکار موت پیغمبر خود می نمائید شمارا خبر دادہ گردہ اند از موت من و از موت شما - **لمولف** تعجب ہے کہ خطبہ آخر میں خبر وفات سنکر جناب عمر کو کوئی صدمہ نہوا اور بعد وصال آنحضرت ایسے مدہوش ہوئے کہ منکر از مرگ نبیؐ ہو گئے شاید نقص حافظہ سے مضمون خطبہ یاد نرہا ہوگا۔

بقیہ مضمون روضۃ الاحباب

وصیت میکنم مہاجرین اولین را کہ با یکدیگر نکوئی کنند چنانچہ حق تعالی فرمودہ والعصر ان الانسان لفی خسر آنگاہ فرمود کہ جریان امور باذن خداست سبحانہ باید کہ باعث نشود بر شمردن امرے شمارا باستعجال آں زیرا کہ خداوند تعالی تعجیل نمی کند در ہیچ کارے برائے تعجیل احدی و ہر کسیکہ در صدد آں در آید کہ تا بر قضائے خداوند تعالی غالب شود ہر آئینہ مغلوب گردد و ہر کسے کہ با خداوند تعالی مخادعہ نماید خود منکوب شود و ایں آیہ کریمہ بر خواند فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم الی آیہ بعد ازاں فرمود کہ گروہ مہاجر شمارا وصیت میکنم در شان انصار نکوئی اے انصار بعد از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند نمود انصار گفتند با ایشان چہ کنیم آنحضرت فرمود کہ صبر کنید تا زمانیکہ بر لب حوض کوثر بمن رسید مرزا صاحب اس عبارت کو پڑھ کر انصاف فرمائیں درحالیکہ ثلاثہ کو مخاطب فرما کر آنحضرت بحکم قرآن انکو مفسد و قاطع رحم وغیرہ فرما چکے ہیں تو ہم شیعہ اگر انکے ساتھ بدرشتی پیش آتے ہیں اور وہ جملہ انکی شان میں وارد کرتے ہیں جو کہ اس آیت میں ہے تو کیا بیجا کرتے ہیں اگر جناب حیرت قرآن کو کلام خدا جانتے ہیں تو مفسدان و قاطعان رحم کو

انہیں الفاظ سے یاد فرمائیں جو کہ کتاب اللہ میں وارد ہیں دیکھو اکثر جگہ مہاجر و انصار کی بشرط ایمان خدا
نے تعریف فرمائی ہے پھر انصار کو کن لوگوں کے ظلم و ستم لینے پر حضرت نے امر بصبر فرمایا سعد عبادہ کس عہد
میں قتل کو بہوا خلیفہ اول و دوم کی بیعت سے کیوں انکاری رہا خالد بن ولید نے جسکو سیف اللہ کہتے ہیں
کس جرم پر اُسکو قتل کیا حضرت علی کے ساتھ قطع رحم کن بزرگواروں نے کیا جس کی شکایت آپنے نہج البلاغہ میں
ان لفظوں سے کی ہے اللہم انی علی قریش ومن اعانہم فانہم قطعوا رحمی یعنی خدایا میں تجھ
سے طلب نصرت کرتا ہوں قریش اور اُن کے مددگاروں کے مقابلہ میں بایں وجہ کہ اُنھوں نے میرا قطع رحم
کیا تمام معاملات اول و آخر پر نظر ڈال کر منزہ صاحب انصاف فرمائیں کہ اگر حضرات ثلاثہ زینت دہ وسادہ حکومت
نہوتے تو کلام الٰہی کا تعطل لازم آتا اہل سنت کو شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اُنکے پیشوا ایسے صاحب برکت تھے جن سے
کلام اللہ کی تصدیق ہو گئی آیۂ دوم یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ
قولہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم
وانتم لا تشعرون یعنی اے ایمان والو قول و فعل خدا و رسول پر تقدم نکرو اور نہ نبی کے سامنے اسطرح جھگڑو
جیسکہ آپس میں لڑتے اور غراتے ہو تمکو اسواسطے منع کیا جاتا ہے کہ بیخبری سے ایسا کرکے اپنے تمام اعمال کو حبط و
غارت نکرا بیٹھو۔ اس خبر قرآنی کی حضرت عمر ابن خطاب نے اُسوقت سچائی ثابت کرائی جبکہ حجرۂ طاہرۂ نبوی میں
آنحضرت کو دوات و قلم مانگنے پر بیہودہ کہا اور غل غپاڑا مچایا اور بالآخر آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس
سے اُٹھ جاؤ شور و شغب و فساد و تنازع حضور انبیاء جائز نہیں تمام اعمال نیک اگر کچھ کئے ہونگے
سب حبط و ضبط کرا کے اسطرح خالی دامن گھر کو گئے جیسکہ اول اسلام لاتے وقت دولت خانہ سے قدم
رنجہ ہوئے تھے آیۂ سوم افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الی آخرہ جواب اسوری میں جیسے
بہت تفصیل کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ انقلاب علی الاعقاب (یعنی پچھلے پانوں پر کفر کی طرف لوٹ
جانا) جنگ احد میں حضرات ثلاثہ نے پورا کر دیا۔ یہ تین آیتیں برعایت عدد ثلاثہ پیش کی گئیں مگر
بقول آنکہ زہے عز و شرف ورنہ صدہا آیات ایسی ہیں جنکو ان بزرگواروں نے درجۂ تصدیق عنایت
فرمایا بخیال سلسلہ تین حدیثیں پیش کرتا ہوں۔ حدیث اول صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے کتاب المناقب

میں صحیح بخاری سے بسند ابوہریرہ نقل کیا ہے عن ابی هریرة عن النبی صلعم قال انکم ستحرصون
علی الامارة وستکون ندامة یوم القیامة یعنی اے میرے صحابہ قریب ہے کہ تم حرص حکومت کرو اور
بروز قیامت وہ تمہارے واسطے ندامت ہیں لو اے شیخین نے نبی کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ میں قدم
رنجہ فرمانے سے پوری حرص امارت دکھلا دی پہلے ماتموں سے اتنا بھی صبر نہ ہوا کہ آنحضرت کو دفن تو
کر لیتے اسی اسلوب پر کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے ؎

چوں صحابہ حب دنیا داشتند — مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

حدیث دوم بروایت صحیح مسلم آنحضرت نے حذیفہ سے فرمایا کہ بعد میرے ایسے آدمی جلوہ فرمائے منبر ہونگے
کہ جن کے دل شیطان کے ہونگے اور صورت انسان کی اور وہ راہ مستقیم سے خلائق کو ہٹا دینگے حذیفہ
نے پوچھا کہ میں ان شیاطین کو اگر دیکھوں تو کیا کروں آپ نے فرمایا کہ صبر سے کام لینا تحقیقات سے ثابت
ہوا کہ حذیفہ نے انھیں کی سلطنت دیکھی تھی چنانچہ چڑھے چڑھیا کی بحث میں اسکا مفصل ذکر کیا گیا

حدیث سوم بخاری کے صفحہ ۳۳۳ پر ہے ما انا اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف
علیکم ان تنافسوا فیہا حضرت نے صحابہ سے فرمایا مجکو یہ خوف نہیں ہے کہ تم ظاہر بظاہر شرک بجا لاؤگے
بلکہ ڈر ہے کہ باہم نفسانیت کروگے یعنی خلافت و فدک و آتش زنی بخانہ سیدہ سے خلفاء نے اسکی تصدیق
کرادی علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں ایک طولانی عبارت لکھی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ تحاسد و تباغض
باہمی سے صحابہ جادۂ اعتدال سے منحرف ہوگئے تھے اور سوائے حصول ریاست اس تنازعہ کا کوئی سبب
نہ تھا ہر معاملہ کے متعلق کہاں تک عبارتیں نقل کریں واللہ ہزار ہزار جگہ لکھ کر قلم گھس گئے۔

یہاں تک تو قدرے از بسیار وہ چند باتیں بیان کی گئیں جو کہ خلفاء سے متعلق بہ تصدیق آیات واحادیث
پیشتر آئیں اب وہ معاملات عرض کرتا ہوں جس سے وہ محسن قوم کہے جانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

احسان خلفا بہ اسلام

اگر بموجب آیہ واخلفنی منی من اهلی فهی هارون اخی و بہ مصداق او وجعلناه معہ اخاه
هارون وزیرا وانی تارک فیکم الثقلین حضرت شیخین تدابیر شائستہ سے خاندان نبوت کو

محروم از حکومت اسلام نہ کرتے تو امر خلافت محدود رہ کر مالکان اصلی کے گھر میں گھوم گشت کرتا رہتا دیگر
اہل اسلام بنی امیہ و عباسیہ وغیرہ محروم رہتے حضرات خلفا نے خلافت نبوی کو ایسا ارزان کر دیا
کہ ہر شخص کو خلیفہ بننے کا حوصلہ ہو گیا مشہور ہے کہ جناب سر سید مرحوم سے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت
امر خلافت در اصل حق کسکا تھا ذی عزت سید نے جواب دیا کہ بعد نبیؐ اُس کی یہ رنگت ہو گئی تھی کہ اگر
میں اُسوقت موجود ہوتا تو شریک غوغا ہو کر اپنا دعویٰ بھی پیش کرتا میں جناب محمد حسین کا بڑا احسان
ہوا کہ اُسکو محدود در سقیفہ نہیں رکھا ملکہ اجماع و شوریٰ و تسلط سے وابستہ فرمایا ہے اچھا شخص
وہی کہا جائے گا۔ جسکو تمام لوگوں کا فائدہ مد نظر ہو نبیؐ نے بہ جوش مادہ پرورش خاندان
انکو اپنی اولاد میں منحصر فرمایا تھا حضرات خلفا نے غایت فیاضی سے ایسا عام کر دیا کہ سوائے اولاد
نبیؐ کے اور سبکو انمیں حصہ ملا یہاں تک کہ وقت واحد میں کبھی کبھی خلیفہ پامال کن کشت اسلام
ہوئے ہیں دیکھو تاریخ الخلفاء آج جو ہر ننگ نوش فقیر ولی اللہ اور چھوٹے سے ملک کا مالک امیر المومنین
خلیفۃ اللہ کہا جاتا ہے یہ انھیں بزرگواروں کی فیاضی کا نتیجہ ہے اسمیں کوئی شک نہیں ہو سکتا
کہ نبیؐ کے خاندان کو مٹا کر دیگر اہل اسلام کو خوب فائدہ ان لوگوں نے پہنچایا اسلام کو گو کہ اس
سے زیادہ ہر بادشاہ نے بخیال ملک گیری بڑھایا۔ مگر حضرت دوم نے بہانۂ رواج دین اسلام
جو اپنی سلطنت کو ترقی دی وہ قابل آفرین ہے لیکن کمال افسوس ہے کہ نبی صاحب نے حسب روایت
بخاری شریف ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنی خدا اس دین کی مدد کرائے گا مرد ناپاک
سے ارشاد فرما کر اُن کی تمام محنتوں پر خط سیاہ لگا دیا۔ بیچاروں نے دین کی امداد کی اور نتیجہ میں فاجر
ہوئے اگر میری رائے نے غلطی کی ہے اور شیخین کی خلافت سے یہ مفسدہ نہیں پھیلا تو براہ مہربانی اہل
عقل کوئی دوسرا سبب بیان فرمائیں جس سے یہ لازوال و بے درماں روگ اسلام میں ساری ہو گیا
اگر تمام اہل سنت مجتمع ہو کر زور لگائیں گے انشا اللہ سوائے ثلاثہ کے ان خرابیوں کا سبب کسی دوسرے
کو نہ بتلا سکیں گے اصلیت یہ ہے کہ حضرت شیخین نے بلا استحقاق جائز شکل سر بر حکومت ہو کر اسلام کو غارت
اور برباد کر دیا جو لوگ کہ غلط فہمی سے اُن کے وقت میں اسلام کا ترقی پانا اور ممالک کا فتح ہونا بیان

کرکے جو فرماتے ہیں وہ نظر انصاف سے دیکھیں کہ ایسے لوگوں کی خلافت سے نفس ایمان کو سوائے
اذیت کیا فائدہ پہنچا کہ بیشتر حصہ اسلام کے دوزخی ہو گئے اگر خلفاء بجا طور پر عنان حکومت ہاتھ میں
نہ لیتے تو سوائے شیخین کے ایک مسلمان بھی دوزخی نہوتا غرضکہ سوائے نقصانات کثیرہ ثلاثہ کی خلافت
سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

فقرہ پنجم تحریر مرزا حیرت

بقول شیعہ حضرت علی نے شیخین کی متابعت کی اور اُن کے پیچھے محض تقیہ اور خوف سے نماز پڑھی تھی۔
موجبات بالا میں ثابت کردیا گیا ہے کہ تقیہ ماخوذ من اللہ ہے اور عند الضرورت اسپر عمل کرنا جائز و
مباح و مشروع ہے پس اگر حضرت امیرؑ نے بھی عامل بہ تقیہ ہو کر خلفاء بدر سے اختلاط کیا اور باتباع سنت
رسول جسکو اول بیان کرچکا ہوں کوئی جنگی کارروائی نہ کی تو کیوں داخل تعجب ہوا ہاں اگر تقیہ
کوئی ناجائز بات ہو اور شیعہ کسی امر غیر مباح کا حضرت امیرؑ کو مرتکب بتلاتے ہوں تو بیشک ہمیں درحقیقت
نہیں رہا نماز عقب شیخین پڑھنا یہ بھی کوئی دلیل حقیت ثلاثہ نہیں ہو سکتی بروئے مذہب اہل سنت
ہر نیک و بد کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں ممکن ہے کہ حضرت امیرؑ خلفاء کو اہل فجور سمجھ کر اُن کے
پیچھے نماز پڑھتے ہوں اور بعد تخلیہ میں اُسکا اعادہ کرلیتے ہوں چنانچہ روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ ہر شب
ایک ہزار تکبیر کی آواز حضرت امیر علیہ السلام کے گھر سے آتی تھی۔

فقرہ ششم تحریر مرزا حیرت

بقول شیعہ حضرت علی نے اپنی پیاری بیٹی جنت میں آکے حضرت عمر کے نکاح میں دیدی تھی حضرات
اہل سنت ہمیشہ غل مچاتے رہتے ہیں کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ نے بطیب خاطر نہایت خوشدلی سے اپنی پیغمبر
زادی بیٹی ام کلثوم کا عقد حضرت عمر سے اون کے بڑھاپے یعنی شصت سالگی میں کردیا جن سے
اولاد میں ایک لڑکی ایک لڑکا پیدا ہوا میں بخاطر داشت اہل سنت تھوڑی دیر کے لئے فرض کئے
لیتا ہوں کہ بنا بر مذہب خود اہل سنت عقد ہوا تو اس سے خلیفہ کے ایمان اور خلافت کو
کیا فائدہ پہنچا۔ کیا یہ نکاح اون تمام الزامات و مطاعن کو اٹھا دیگا جو کہ بروایات سنی و شیعہ

خلیفہ دوم پر عائد کیے گئے ہیں سہیں ہرگز نہیں میری دانست میں کوئی مسلمان یہ کہنے کا حق نہیں رکھتا
کہ جسقدر سو ادبیان عمر صاحب نے اسلام میں کی ہیں اُنکی ہیکو اس نگلج سے برطرف کرکے خلیفہ کے آئینہ
ایمان کو جو کہ زنگ مطاعن سے سیاہ ہو رہا تھا صاف و شفاف کردیا غایت اس عوے عقد کا یہ ہے
کہ اہل سنت اہلبیت و خلفاء میں اتحاد ثابت کردیں انکی غرض اصلی یہی ہے کہ جب خلائق مطلع
ہوجائے گی کہ خاندان نبوت میں عمر صاحب کا رشتہ ہوگیا تھا تو بجائے خود یہ نتیجہ نکال لیں گے
کہ جسقدر روایات حضرت امیر و جناب عمر کے اختلافات کی مشہور عام ہو رہی ہیں وہ سب ساختہ اور
موضوعہ ہیں افسوس ہے کہ اہل سنت کی یہ تدبیر بھی کارگر نہوئی حضرت عمر زنجیر الزامات میں اُسی
طرح لپٹے رہے اہل سنت نے اُنکی مضبوط بیڑیوں اور طوق گردن کے نکالنے میں بہت کوششیں
کیں کوئی کام نہ آئیں سب بیکار ہوگئیں جناب دوم کے دست و پا و گردن شیعوں کے علاوات سے اور بھی
جکڑے گئے۔ ناظرین رسالہ نے محققین اربعہ کی تقریریں ملاحظہ فرمالیا ہے کہ جناب دوم کو دام
تقریر میں کیسا پھانسا ہے کیا ہو سکتا ہے کہ اُن کا کوئی مقلد و نام لیوا لاجواب تقریر کے گہرے اور
تاریک کنوئیں میں پیر پکڑ کر خلیفہ صاحب کو نکال لیوے البتہ عقد ام کلثوم کی بحث میں مابین
علمائے سنیہ و شیعہ بڑی گفتگو ہوئی ہے اور بجانب شیعہ مختتم طریقہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ دعوی
سنیوں کا سراسر غلط ہے اور بیجا ہے کوئی اصل و بنیاد نہیں رکھتا عربی و فارسی میں جو رسائل لکھے گئے
ہیں اُنکو چھوڑ کر اردو کی بعض کتابوں کا ذکر کرتا ہوں جناب مولوی مہدی علی خان صاحب بہادر محسن
الملک نے مطلبات آیات بینات میں نہایت بر زور تقریر سے بہت کچھ شاخ و برگ لگا کر اسی ذہنی اور فرضی
عقد کو ثابت کیا مگر تیسری جلد رمی الجمرات سے ایسا جواب پایا کہ تا حال جواب ندارد تعجب ہے کہ ایسا
روشن دماغ آدمی جس کے فہم و فراست پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو فخر و ناز ہو اپنے تحریر کا جواب لکھا
نہ لکھ سکے اگر اُن کے ہاتھ میں کوئی بھی ثبوت ہوتا تو ضرور اپنی کتاب کا وقار قائم رکھنے کی غرض سے جواب
دینے میں تاخیر نہ فرماتے عزنا اگر شعور رکھتے ہیں تو سمجھ لیں کہ امر لاجواب عقلیہ صحیح و باصواب ہوا کرتا ہے جناب
مولانا و مقتدانا السید علی اظہر صاحب ادام اللہ اقبالہ رئیس کھجوہ ضلع سارن ملک بنگالہ نے ایک

رسالہ بھی بر کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم اسی باب میں لکھا ہے آج تک کسی عالم اہل سنت کو یہ جرأت نہیں ہوئی
کہ انکا رد کرے جبکہ دلایل و وجوہات شیعہ کو علمائے اہل سنت باطل نہیں کر سکے اور مہر سکوت لگائے بیٹھے
بیٹھے ہیں تو ہم کیونکر مان لیں کہ وہ اپنے دعوے میں صحیح القول ہیں سوائے ازیں ایک رسالہ حقیر نے بھی
در باب بحث عقد مذکور بطرز جدید ترتیب دیا ہے صورت یہ ہے کہ اہل سنت چونکہ عقد کے مدعی ہیں لہذا
ایک فرضی حاکم قرار دے کر ان سے عرضی دعویٰ لیا گیا ہے شیعہ جنکو قدیماً و جدیداً انکاری مدعا علیہ
بتایا جاتا ہے انکی جانب سے ایک بیان تحریری یعنی جواب دعویٰ لیا گیا ہے حاکم نے تحریر فریقین سے
نتائج اخذ کر کے (۳۵) امور تنقیح طلب بر آمد کئے ہیں چونکہ ہر تنقیح بجائے خود ایک مقدمہ مستقل ہے اور
ردو اثبات اسکا بذمہ فریقین لہذا جانبین کے دو وکیل جنمیں ایک کا نام غلام معاویہ ہے (وکیل
مدعیان) اور دوسرا انثار نجفی (وکیل مدعا علیہ) مقرر کئے گئے ہیں امورات تنقیح طلب کی نسبت
جو وکلا دونے برجستہ تقریر کی ہے قابل ملاحظہ ارباب خرد ہے نکاح کے متعلق کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جسکو کہ
منصفانہ طریقہ سے نہ دکھلایا گیا ہو نام اس رسالہ کا شرح کنز مکتوم رکھا گیا ہے میری دانست میں یہ تحریر
ایک عجیب ڈھنگ کی ہے چونکہ مؤلف رسالہ یہ حقیر ہے لہذا کوئی توصیفی فقرہ اس کی نسبت نہیں لکھ سکتا کیونکہ
ثنائے خود بخود گفتن میں داخل ہے اگر مرزا حیرت یا دیگر مدعیان عقد کوئی دلیل رکھتے ہیں تو رسالہ مذکور
کے مضامین کو باطل فرمائیں ورنہ کبھی بھولے سے بھی اس دعوی کو پیش نہ فرمائیں قبل ازیں کہ مرزا صاحب
رسالہ مذکور کو دیکھیں ایک بات کی خوب جانچ فرمالیویں اور وہ یہ ہے کہ حسب دستور زمانہ و رسم ہر ملک و
ملت جب کہیں رشتہ ہوتا ہے اول دولھا کی جانب سے پیغام ہوتا ہے لڑکی والا بخوشی منظور کر کے اطمینان دلا
دیتا ہے کہ یہ کام ہو جائے گا بعد ازاں بعد برات چڑھا کر دولھن کو بیاہ لاتے ہیں عقد متنازعہ کی نسبت اہل سنت
صرف کوئی ایسی روایت دکھلا دیویں کہ عمر صاحب نے حسب قاعدہ مروجہ خطبہ کیا اور علیؑ نے بہ طیب خاطر
منظور کر کے اپنی بیٹی کو ان سے بیاہ دیا اگر مرزا حیرت یا اور کسی صاحب نے بروایت معتبر اس واقعہ کو ثابت کر دیا
تو میں مان لوں گا کہ خاندان نبوت و جناب عمر میں انتہا درجہ کا ربط و اتحاد تھا اگر اہل سنت حضرت علیؑ
کی رضامندی ثابت نہ کر سکے اور جبر و اکراہ سے انکا واقع ہونا دکھلایا تو بھی اہل سنت کچھ مفید نہ ہوگا

فریقین کا اتحاد ثابت کرنے کی غرض سے ادعاء عقد ہے اگر طیب خاطر و خورسندی حضرت امیرؑ ثابت کرے سنی صاحب قاصر رہے تو کوئی نتیجہ فائدہ بخش پیدا نہیں ہو سکتا حقیر بغرض تسلیم عرض کرتا ہو کہ اگر روایات اہل سنت سے یہ امر واضح ہوا کہ اس عقد کا وقوع بہ جبر عمر و نارضامندی علیؑ ہوا ہے تو بحث خلیفہ دوم بحث الزام وارد ہوتا ہے کہ بلا مرضی ولی جائز کے جبر و تعدی سے نکاح کیا نہایت شکریہ کا موقع ہے کہ حضرات سنیہ کوئی ایسی روایت نہ دکھلا سکیں گے جس سے بوئے رضامندی آتی ہو۔

فقرہ ہفتم تحریر مرزا حیرت

شیعہ کہتے ہیں کہ جو صحابہ سچے دل سے ایمان لائے تھے اُن کا شمار انگلیوں پر ہے۔ ابوذر۔ مقداد سلمان۔ عمار۔ جابر اور اسیطرح اور بھی دو چار تھے باقی سب منافق اور بیدین تھے (مرزا صاحب نے عجب ظاہر کیا ہے کہ شیعہ تھوڑے لوگونکو با ایمان جانتے ہیں اور بہت آدمیونکو منافق اور بیدین بتلاتے ہیں اسی رسالہ میں آیات قرآن سے حقیر نے ثابت کیا ہے کہ قلیل ممدوح جناب باری اور کثیر معیوب و مغضوب اچھے آدمی ہر جگہ شماری ہوا کرتے ہیں اور نابکار و بدکردار ہزار در ہزار مگر مرزا کا یہ کہنا کہ شیعہ سوائے معدودے چند کے باقی سبکو بیدین بتلاتے ہیں محض غلط و سراسر دھوکہ ہے ہم انہیں صحابہ کو نالائق ترین امت جانتے ہیں جنھوں نے جناب سیدہ پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھا اور طرفداری نہ کی عائشہ و معاویہ وغیرہا کا ساتھ دیکر جناب امیرؑ سے مخالفانہ برتاؤ کیا مخالفین و محاربین حضرت امیرؑ کو تو غالباً مرزا صاحب بھی بظاہر اچھا نہ جانتے ہوں گے اہل سنت لوگونکو بھڑکا دینے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ شیعہ صحابہ رسول کو منافق سمجھتے ہیں مطلب انکا اس سے وہی ہے یہ ہوتا ہے کہ جہلاد اسلام جب یہ سمجھیں گے کہ صحابہ نبیؐ کو منافق بتلاتے ہیں تو اُن سے گریز و فرار اختیار کرینگے حقیر بطور فیصل عرض کرتا ہے کہ بعض اصحاب رسولؐ کے منافق ہونیکا جو مسلمان معتقد نہوگا وہ خود کافر و منکر قرآن ہے کلام پاک میں جابجا اُن صحابہ کی مذمت موجود ہے جو کہ شبانہ روز آنحضرتؐ کے ہمراہ رکاب مصروف جہاد رہتے تھے مذمت منافقین میں ایک پورا سورہ جسکا نام منافقون ہے قرآن میں مندرج ہے جناب مرزا ارشاد فرمائیں کہ یہ کفار کلمہ گو جنکا ذکر بمذمت و اہانت قرآن میں کیا گیا وہ ہی تھے جو کہ ہر وقت رسول کیساتھ رہ کر استماع وعظ و نصائح کرتے رہتے تھے یا کہ

مدینہ کے یہود و نصاریٰ تھے شیعہ تو بقول معترض حیرت ہزارہا اصحاب کو منافق و بیدین تبلاتے ہیں اہل
سنت صرف پانچ ہی آدمیوں کا نام تبلادیں جو کہ ازجملہ منافقین تھے ممکن ہے کہ اہل سنت ایک شخص کو بھی
بجرم نفاق حوالہ شیعہ کرسکیں۔ اسلئے کہ وہ خوب سمجھ چکے ہیں کہ اگر ہم نے ایک کو بھی منافق تبلاکر دروازہ کو
کھولدیا تو شیعہ علی علی کہکر قلعہ میں گھس آئینگے اور صدہا کے ہاتھ پیر پکڑ کر نفاق کی مضبوط رسی میں
باندھ دینگے تعجب ہے اہل سنت کی مسلمانی اور قرآن دانی پر کہ آیات توصیف و بشارات کا مقصود اصحاب
ثلاثہ کو تبلائیں اور کلمات توہین و مذمت کا تعلق کسی ایک سے بھی ظاہر نہ کریں اگر غیر مسلمان سنیوں
سے پوچھے کہ آپ سنی ہیں جو منافق تھے انکو تم بھی جانتے ہو صاف یہی جواب دینگے کہ ہم اچھے اور برے
میں امتیاز نہیں کرسکتے لہذا ہماری نظر میں سبکے سب اچھے ہیں شیعہ اگر ایسا سوال ہوا تو وہ فوراً گردن پکڑ کر
تبلادینگے کہ یہ لوگ منافق ہیں اور ثبوت نفاق بھی دکھلادینگے تاکہ اُن کی منافقت میں کسی کو تامل
نہو اگر جنبہ ایمان اہل سنت میں عیب نفاق نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی اظہار اسمائے منافقین میں پنبہ دہن
ہوتے بحمد للہ کہ ہم شیعہ عامل بہ قرآن ہو کر مومن و منافق کی تفریق کرسکتے ہیں اور اہل سنت سبکو ایک آنکھ
سے دیکھتے ہیں واقع میں اسلام اسیکا نام ہے جسمیں خدا و رسولؐ و قرآن کی تکذیب کیجائے ہم بلند آواز سے
کہہ رہے ہیں کہ سوائے شیعہ کوئی اور مسلمان دنیا میں ہے جو بہ متابعت قرآن کسی منافق کا نام تبلانے تاوقتیکہ
اہل سنت دو چار نام نہ تبلائینگے سمجھا جائیگا کہ وہ قرآن کو مطلق نہیں جانتے ویسے ہی لاف قرآن دانی
کررہے ہیں یہ بھی واضح ہو رہے کہ اہل نفاق دس بیس پچاس نہ تھے بلکہ ہزار در ہزار اور بے شمار تھے
بے تعداد و خبروں پر انکی تعداد منتہی ہوتی ہے رفتہ رفتہ اس نابکار گروہ نے بحدے زور پکڑ لیا تھا کہ کفار سے
تعداد میں بڑھ چلا تھا جبکہ انکی جماعت نے ترقی پکڑی تو خدا نے نبی صلعم کو حکم دیا یا ایہا النبی جاہد الکفار
والمنافقین یعنی اے ہمارے نبی جہاد کر کفار و منافقین سے حضرات اہل سنت جواب دیں کہ سوائے کفار کے
آنحضرت نے کس منافق سے جنگ کی اور اگر نہیں کی تو کیوں حکم الٰہی کے خلاف کیا مصنف نے رسالہ شرح کنز مکتوم
میں ثابت کردیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و جناب امیر کی جنگ بحکم خبر معتبر یا علی حربک
حربی ایک ہی تھی نبی اکرم نے تنزیل قرآن پر کفار سے زبانی و سنانی جنگ کی ایسی ہے حضرت امیر نے تاویل

قرآن پر جسکی خبر مخبر صادق دیگئے تھے منافقوں سے تقریری و سیفی جہاد فرمایا اہل سنت یہ بھی نہیں فرما سکتے کہ بعد آنحضرت دنیا میں کوئی منافق نہ تھا کیونکہ بعض اشد الناس و شدید النفاق کے نام حضرت حذیفہ کو رسول مقبول نے بتلا دئے تھے چنانچہ تحفہ میں شاہ صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حذیفہ ابن الیمان اسرار رسولخدا و صاحب علم المنافقین تھے اسیواسطے حضرت عمر حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ میرا نام تو بذیل منافقین تمہاری یادداشت میں نجی صاحب نے نہیں لکھا یا حضرت عمر کا دریافت کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ خود بھی منافق تھے اور بعد آنحضرت منافق بکثرت تھے اور جن لوگوں نے حضرت امیر سے راہ خلاف اختیار کی اور تیغ اُن سے جنگ سنانی خواہ زبانی کی وہ سب منافق و بیدین تھے الحمد للہ کہ شیعہ کا اقرارات کو منافق سمجھنا حسب صراحت بالا صحیح تھا اور میرزا نے جو تعریفیں کی تھیں وہ غلط و غیر صحیح ظاہر ہوئیں۔

تحریر مناظرہ حسرت و دگا رشیخ صاحبان از سطر ۲ صفحہ ۶۰ تا سطر ۱۲ صفحہ ۶۳

رسالہ وسیلۃ النجات میں علامہ دہلوی نور اللہ مرقدہ کسی سائل کے جواب میں مفصلہ ذیل بیان لکھتے ہیں ایک سائل نے آپ سے دریافت کیا کہ سنی دعوی کرتے ہیں ہمارا مذہب حق ہے اور قرآن مجید کے موافق بھی یہی مذہب ہے شیعوں کی تمام کتابیں باطل ہیں اور ان میں افترا بھرا ہوا ہے ان کا مذہب مذہب اہلبیت نہیں ہے بلکہ مذہب اہل بیت بھی ہے جو ہمارا ہے اسکے جواب میں شیعوں کا یہ دعوی ہے کہ قرآن ہمارا مذہب ہے اور ہمارا طریقہ امام جعفر صادقؑ کا طریقہ ہے سنیوں کی تمام کتابیں غیر معتبر اور لغو ہیں میں چاہتا ہوں کہ آیات قرآنی سے ان باتوں کا ایسا جواب دیا جائے کہ کوئی دم نہ مار سکے اور حجت منقطع ہو جائے اور ایسا راستہ بتا دیا جاوے کہ طالبان حق اسپر عمل کریں اور باطل مذہب سے روگردانی کرکے نجات کی کنجی حاصل کریں علامہ دہلوی نے اسکا جواب یہ دیا۔

جواب

اے بھائی اول ہر مذہب کی بنیاد کو دریافت کرنا چاہئے اور ہر فریق کی کتابوں کو بالائے طاق رکھدے اور جب ہر مذہب کی بنا سے واقف ہو جائے تو اُسے آیات قرآنی سے مطابق کرو اور جس مذہب کی بنا محکم اور استوار ہو اُس مذہب کی کتابوں کو دیکھو اور اُسپر عمل کرو اور جو مذہب کہ بعد تحقیق کے تمہیں باطل معلوم ہو اُسکی

کتابوں کو وساوس شیطانی جان کے انکو آب برد کردے انکی طرف مطلق توجہ نکرے بلکہ انکو پارہ پارہ کردے
اور یقین کرے کہ یہ مذہب اہلبیت رضی اللہ عنہم کا نہیں ہے بلکہ شیطانی مذہب ہے تجھے سمجھنا چاہئے کہ
اہل سنت کے مذہب کی بنا ابوبکر عمر عثمان - علی مہاجرین انصار و اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ایمان و تقوی و صلاح پر موقوف ہے ان اصحاب کی تعداد ہزاروں پر جاکے تمام ہوتی ہے
ان لوگوں نے راہ خدا میں جہاد کیا تھا اور حضور انور کے زمانہ حیات میں حمایت کرتے رہے
اور بعد وصال رسول مقبول اپنی اپنی خلافتوں میں راستی اور عدل سے کام لیتے رہے اور اہلبیت کی خدمت
کرتے رہے اہل بیت کی محبت اُن کا پہلا کام رہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انسے ہمیشہ میل جول رکھا اور
اُن کے ہمراہ رکاب رکھا ہوا رکھا اور انکے پیچھے جماعت کی نمازیں پڑھیں اور ہمیشہ اُن کے ساتھ نشست و برخاست
رکھی اور اُن کے حقمیں دعائے خیر کرتے رہے اور اُن کے مناقب اکثر اوقات تو خود بیان فرماتے ہیں لیکن شیعی
مذہب کی بنا خلفائے ثلثہ اور ہزاروں صحابہ کو کافر اور منافق سمجھنے پر ڈالی گئی ہے اُن کا قول ہے کہ کل
منافق تھے اور نفاق سے ایمان لائے تھے اور اُن کی ہجرت بھی طمع ریاست و دنیا پر منحصر تھی اور اُن کا
تمام جہاد اور ساری عبادت بالکل ریاکاری پر تھی خدا کے لئے وہ کوئی کام نکرتے تھے حضور انور کے وصال
کے بعد انھوں نے اہلبیت کو تکلیفیں پہنچائیں اور حضرت علی کی کبھی بات نپوچھی اور انکے حق کو زبردستی
چھین لیا حضرت علی کا اُن کی متابعت کرنا اور اُن کے پیچھے نماز پڑھنا محض خوف اور تقیہ سے تھا یہانتک
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی بیٹی محض خوف اور تقیہ سے حضرت عمر کو بیاہ دی تھی اور اپنے بچوں کا
نام ابوبکر عمر عثمان تقیہ سے رکھا تھا اور سوائے دو چار کے کل صحابہ منافق اور کافر ہیں (اس
عبارت کو گذشتہ صفحوں میں بھی ہم نقل کرتے آئے ہیں) جب تو نے دونوں مذہبوں کی بنا کو دریافت
کر لیا اب تجھے جاننا چاہئے کہ اہل سنت کی بنائے مذہب آیات قرآنی ہیں ہے اختصار کے طور پر یہاں چند
آیتیں لکھی جاتی ہیں خداوند تعالی فرماتا ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین
اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ یعنی سابقین مہاجرین و انصار میں سے جو سب سے پہلے
ہیں اور جنھوں نے پیروی اور متابعت سابقین کی راستبازی میں ایمان و اطاعت کے ساتھ کی خدا

اُن سے اور وہ خدا سے راضی ہوئے - اور پھر فرمایا واعد لہم جنت تجری من تحتہا الانہار
اور خدا نے اُن کے لیے بہشت بنائی کہ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں خالدین فیہا ابداً یعنی یہ کل مہاجرین
وانصار اور اُن کی متابعت کرنے والا ہمیشہ بہشت میں رہیں گے یہ آیت صاف جواب دیتی ہے کہ مہاجرین
وانصار سابقین کی تعداد کو کثرت ہے اور اسیطرح اُنکے بعد اُن کی پیروی کرنے والوں کی تعداد کو کثرت
ہے ان سب لوگوں کو دائمی بہشت کی بشارت دی گئی ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں رہا کہ ابوبکر صدیق
مہاجرین اولین میں سے ہیں کہ ہجرت کے وقت حضور انور کے ساتھ تھے اور عمر عثمان حضرت علی
رضی اللہ عنہم اور سب دیگر مہاجرین اولین میں سے شمار ہوتے ہیں اور جو شخص ابوبکر کو سب سے پہلا
مہاجر نہ جانے وہ کافر ہے اس سبب سے کہ ابوبکر کی مہاجرت کا انکار کرنا قرآن کی آیت کا انکار کرنا ہے
خداوند تعالی فرماتا ہے اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ
لا تحزن ان اللہ معنا یعنی جب رسول خدا کو کفار مکہ نے باہر نکالا اسوقت صرف دو ہی کس غار میں
تھے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے ابوبکر صدیق غمگین نہو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے پھر
آپ کی متابعت مہاجرین وانصار نے کی اور برابر حمایت کرتے رہے اور آپ ہی کے لئے خداوند تعالی
نے دائمی جنت کی بشارت دی ہے - اگر تجھے یہ وسوسہ شیطانی پایا جاتا ہو کہ آیت کا مفہوم وہ صحابہ ہیں
جن کی نسبت شیعہ حسن ظن رکھتے ہیں ابوبکر اور اُن کی متابعت کرنیوالے نہیں ہیں جنھوں نے محض طمع
دنیا سے ہجرت کی تھی چنانچہ وہ آیت جو قتال کے باب میں نازل ہوئی ہے یہ ہے اذن للذین یقاتلون
بانہم ظلموا خداوند تعالی نے انھیں یعنی مہاجرین کو کفار سے جنگ کرنیکا حکم دیا ہے اسلئے کہ انہیں کفار سے
بہت تکلیفیں پہنچی تھیں وان اللہ علی نصرہم لقدیر یعنی خدا اُنکی نصرت کرنے پر قادر ہے ان الذین
اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ جو لوگ بغیر حق اپنے گھروں سے بے گھر کئے گئے
صرف اسلئے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ اُنکی وجہ سے وہ جلا وطن
ہوئے اس تمام آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کل مہاجرین کی ہجرت محض خالصاً للہ تھی دنیا کی طمع کا اس میں
کیا ذکر ہے اس لحاظ سے کل مہاجرین رضی اللہ عنہم مغفور ہوئے الی آخرہ

جواب سجاد حسین خاں کیا ہے امیر موسنائی

اس تمام تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ مذہب اہلسنت موافق قرآن ومطابق احکام اہلبیت ہے اور مذہب شیعہ خلاف قرآن واہلبیت ایک مصنوعی طریقہ ہے جسکا کوئی وجود نہیں اور قرآن پاک میں بموجب آیہ وافی ہدایہ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لھم جنات تجری الی آیہ ابوبکر کی بوجہ ہجرت کے جو کہ انھوں نے تمام مسلمانوں سے پہلے کی تھی خدا نے تعریف فرمائی ہے بایں جہ مذہب اہل سنت حق اور دین شیعہ باطل ہے چونکہ مرزا صاحب نے بحوالہ وسیلۃ النجاۃ مصنفہ شاہ صاحب بدانست خود ہر دو مذہب کا قطعی فیصلہ فرمایا ہو لہذا اس رسالہ میں بھی دو امر تنقیح طلب قرار دیتا ہوں تاکہ ناظرین رسالہ پر مرزا صاحب کی قوت استدلال ظاہر ہو جائے۔

تنقیح اول یہ کہ مذہب اہلسنت عین مذہب اہلبیت ہے یا کہ اس سے مخالف اور شیعہ درباب اصول وفروع متابعت خاندان نبوت کرتے ہیں یا کہ بقول شاہ صاحب مندرجہ وسیلۃ النجات شیطان کی اطاعت کرتے ہیں (۲) آیہ والسابقون الاولون میں بوجہ ہجرت ابوبکر کی تعریف ہے یا کہ آیت کا کچھ اور مطلب ہے ہر دو امور تنقیحی کو انشاء اللہ ایسا واضح بیان کرونگا کہ اہل ایمان کا دل ودماغ روشن ہو جائے اور معاند عنید ہٹ دھرمی و ناانصافی سے جادہ ضلالت میں بھٹکیں بلکہ ہذیاں اُتر جائے و امنح رلے ارباب عقل ہوگے کہ مسلمانوں میں یہی دو گروہ سنی وشیعہ سواد اعظم شمار کئے جاتے ہیں ابتدا سے اسوقت تک جسقدر کتب مناظرہ ترتیب پذیر ہوئی ہیں وہ انھیں ہر دو گروہ میں ہیں منجملہ انکے ایک گروہ شیعہ اپنے مذہب کو ماخوذ از احکام اہلبیت بتلاتا ہے اور سنی صاحبان اپنے مذہب کا مبدع ومنبع گروہ صحابہ اور بالخصوص جناب ثلاثہ کو قرار دیتے ہیں مگر گاہ گاہ بہ نظر دام فریبی دو ہوکہ دہی یہ فرما دیتے ہیں کہ صحابہ واہلبیت کا ایک مذہب تھا لہذا متابعت ثلاثہ سے ہم بھی انکی مسلک صحیح پر چلتے ہیں جسپر چلنے کا اہلبیت نبوی نے لوگوں کو حکم دیا اور خود بھی چلے واقع میں متابعت اہلبیت کا یہ ایسا اچھا معیار ہے جس سے بلا تکلف کھوٹے کھرے کا امتیاز ہو سکتا ہی ہر دو گروہ سے جو کہ مطیع اہلبیت قرار پائے گا وہ فرقہ رحمانی ہے اور مخالف بقول شاہ صاحب مندرجہ وسیلۃ النجاۃ جماعت شیطانی ناظرین ذرا ابھی دیکھیں ہم شیطانی ورحمانی فرقوں کا خوش منظر فوٹو اونکے

سامنے پیش کرتے ہیں شیعہ کی تصدیق مذہب میں کہ وہ فی الواقع ماخوذ از احکام اہلبیت ہے یا نہیں مجکو کچھ گفتگو کرنیکا موقعہ نہیں ملتا کیونکہ جسقدر کتب شیعہ ہیں وہ مملو از احکام آئمہ ہیں کسی دوسرے سے تعلق نہیں ہاں اہل سنت کے بارے میں جو کہ خواہ مخواہ متابعت اہلبیت کے مدعی بنکر دہوکہ دہی و مردم فریبی کرتے ہیں تحقیقات مناسب معلوم ہوتی ہے تاکہ تصفیہ تنقیح معائنہ فرماکر جناب حیرت ہماری صاف اور سچی تحریر سے سبق لیں میں اس معاملہ میں کہ مذہب اہلسنت کو اہلبیت نبوی سے کوئی ربط نہیں بلکہ سراسر مخالفت ہے چند شہادتیں علمائے اہل سنت کی پیش کرتا ہوں جس سے ہر ناظر رسالہ پر واضح ہوجائے گا کہ شاہ صاحب کا دیلہ نجات میں اہلبیت کو سرچشمہ مذہب اہلسنت بیان کرنا سراسر باطل ہے سب سے پہلے اپنے ذی عزت مدعی مرزا حیرت کا بیان جو کہ بحکم حافظہ ندارد اپنے رسالہ خلافت شیخین میں درج ہوا ہے وقف نظر کرتا ہوں صاحب ممدوح اپنے رسالہ خلافت شیخین میں جسکا مصنف یہ جواب لکھ رہا ہے صفحہ ۵ سطر ۹ پر ارقام فرماتے ہیں بخاری پر دو بڑے بڑے اعتراضات کیے جاتے ہیں اور وہ اعتراض ایسے سنگین ہیں کہ انکا جواب دینا مشکل ہے پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ بخاری نے آئمہ اہلبیت سے کیوں نہیں روایتیں نقل کیں حالانکہ ان سے بہتر حدیثیں اور کسی کو نہیں پہنچ سکتی تھیں پس حسب تسلیم مرزا حیرت مدعی صداقت ثابت ہو گیا کہ سنیوں کی اصح الکتب بعد کتاب باری صحیح بخاری کے اوراق روایات آئمہ اہلبیت سے ایسے سادہ ہیں کہ جس طرح خوارج کا قلب محبت آئمہ سے۔ ناظرین! انصاف توجہ فرمائیں کہ حضرت بخاری خاندان نبوت سے بایں عنوان محبت بھرائیں کہ انسے دینیات میں اخذ روایات نہ کریں اور سنیوں کے پیر مغان شاہ عبد العزیز دہلوی ایک سائل کو یہ دھوکہ دیں کہ ہمارا مذہب عین مذہب اہلبیت ہے بھلا کسی بیوقوف کی سمجھ میں بھی یہ بات آسکتی ہے کہ صحاح سنیہ روایات اہلبیت سے خالی ہوں اور مذہب سنیہ بالکل قدم بقدم اون کے مسلک پر ہیں مرزا حیرت کی دانشمندی پر حیران ہوں کہ وہ بخاری شریف کے متن کو روایات اہلبیت سے خالی بھی بتلاتے ہیں اور پھر دعویدار متابعت بھی ہیں عقلاء سنیہ نے اپنے مذہب کے جہلاء کو یہ فریب دیا ہے کہ ہمارا دار و مدار بالکل احکام آئمہ پر ہے اگر وہ بالفاظ ظاہر مخالفت کا اظہار کریں تو کم علم دام سنیت سے نکل جائیں اگر نہ ہو تو ماشاء اللہ اچھے لکھے پڑھے ہیں سب پہلو اور مقامات سے واقفیت رکھتے ہیں نہ معلوم کیوں اپنے مذہب پر رہنا پسند

کرتے ہیں جن کی اصح الکتب افادات اہلبیت سے بے نصیب ہے۔ مجکو مرزا کی انصاف پسند طبیعت سے امید ہے
کہ وہ منجملہ اکثر کی سنیت اس میدان میں چلے آئیں گے کہ جہاں کو سوئ تک انوار آئمہ رہبران جادۂ
ہدایت کے بے مثل پنیا ہوا ہے مجکو غریب سنیوں کی ناواقفیت پر بڑا رحم آتا ہے کہ ناحق ہوئے یہ لوگ سنت
میں مارے جارہے ہیں واللہ باللہ اگر آج کوئی عالم بعد نماز جمعہ کہدیوے کہ سنو بھائیو ہمارا اہلبیت
نبوی سے کوئی تعلق نہیں اُن کے ذریعہ سے کوئی صحیح روایت ہمارے دفتروں میں موجود نہیں تو میں یقین
کرتا ہوں کہ غالبًا نصف ہی بچارے سنتے شیعہ ہوجائیں اور پانچ آدمی ایسی ہی اپنے مذہب قدیم پر
قایم رہ جائیں جوکہ بخاری بعدم امتزاج روایات آئمہ کا اعتراض بھی کریں اور پھر بھی اسی کا دامن
پکڑے رہیں جیسکہ مرزا صاحب میں بہ ثبوت اس امر کے کہ اکثر وعموماً سنی علماء کے بہکانے سکھانے دھوکہ
اور فریب دینے سے بجائے خود یقین کئے ہوتے ہیں کہ ہم مذہب اہلبیت پر ہیں ایک حکایت سناتا
ہوں یکم تمبر سنہ کو قصبہ اول ضلع متھرا میں جناب مستطاب معلی القاب میر جعفر حسین صاحب رئیس قصبہ
مذکور کے دولتخانہ پر حکیم [illegible] صاحب سنی المذہب نے عند التذکرہ فرمایا کہ ہمارے مذہب کی نیو کا پہلا پتھر
اقوال اہلبیت کے مضبوط چونہ سے چپکا ہوا ہے اور جسقدر عمارت ہے وہ اسی بنیاد محکم پر سر بلند کئے ہوئے
ہے حقیر نے پوچھا کہ آپ اپنے مذہب کی کتب میں اعلیٰ سے اعلیٰ اور افضل سے افضل کس کتاب کو جانتے ہیں ہنسکے
تھوڑے فرمایا کہ بخاری شریف۔ نحیف نے عرض کیا کہ آپ کی یہ مایۂ ناز کتاب روایات آئمہ سے خالی ہے حکیم
صاحب بعض شناس مذہب نہ تھے بوجہ تعلقات طبابت صرف بول و براز ہی کو خوب جانتے تھے جھجک کر
کہنے لگے کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا ہماری ایسی صحیح اور معتبر کتاب احادیث آئمہ سے بمراحل دور تر ہو حقیر نے ترقی
کرکے عرض کیا کہ خوارج اور نواصب کے اقوال سے بخاری شریف و دیگر صحاح اہل سنت مسلم مشکوۃ صحیح ابن
ماجہ صحیح ابن داؤد و ترمذی و نسائی و موطاء امام مالک بھری پوری نظر آتے ہیں چنانچہ معاویہ عمر
ابن سعد حصین ابن نمیر قاتل علی اکبر شبث ابن ربعی و مروان و شمر ذی الجوشن وغیرہ سے جن کی شقاوت
و ناصبیت مشہور عالم ہے کتب اول الذکر میں روایات لی گئی ہیں۔ اجیاناً ایک پرچہ پر اسمائے کتب و
راویان مذکورہ بالا لکھکر حکیم صاحب موصوف کو دے گئے تو وہ دم الوصف اپنے گروہ کے علماء دین جنکا شغل

درس وتدریس تھا وہ پڑھ لکھ گئے اور کتابوں میں مواقف پاکر دم بخود ہوگئے۔ غرض میری اس حکایت صحیح
سے یہ تھی کہ آئمہ اہلبیت کے ایوان مقدس سے سنیوں کی چار دیواری کو کوئی لگاؤ نہیں اُن کے جنگلوں اور کھیتوں
کی حدود اربعہ شمر و عمر ابن سعد و مروان و خبیث وغیرہ دبائے ہوئے ہیں اس پہ بہت افسوس کرتا ہوں
کہ اہل سنت ایسے محلہ میں آباد ہیں جہاں سنت رہنا بھی کوئی پسند نہیں کرتا بوجوہات صدر ظاہر ہوگیا کہ سنیوں کو
اہلبیت ہونے سے ایسا بعد عظیم ہے کہ جیسا فاسقین ومنافقین کو رحمت خدا سے شاید بعض عقلاء اہل سنت مرزا
صاحب کی نسبت یہ خیال کریں کہ ایک معمولی آدمی اور شاعری پیشہ ہیں اُن کی تحریر کا کیا اعتبار لہذا ایک
دوسرا ایسا صاحب عزت گواہ پیش کرتا ہوں جس نے بقول اہل سنت تمام ہندوستان میں گفتگو کی اور جسکو مولوی
عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشری میں آیتہ من آیات اللہ و معجزہ من معجزات رسول اللہ تحریر فرمایا وہ
شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہیں ایسے ذی عزت شخص کا بیان عند السنیہ بہر حال قابل تسلیم ہوگا صاحب ممدوح
کتاب قرۃ العینین کے صفحہ (۱۰۳) پر تحریر فرماتے ہیں غلو از حضرت مرتضی واقع شدہ آں غلط در بعض مسئلہ
فقہ بود پھر اسی کتاب کے صفحہ (۲۰۹) پر لکھتے ہیں در ہیچ فنے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضی
بظہور نیامدہ و بردست ایشاں خلافت منتظم نہ گشت۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے کہ ایں فقیر تاحال
مطلع نشدہ است در مسئلہ اصولیہ کہ ماخوذ باشد از کلام مرتضی یا مستخرج باشد از کلام او جبکہ لکھنگہ ہے کہ کہیں
نا انصاف سنی ولی اللہ صاحب کو پرانے زمانہ کا (؟) سمجھ کر بے اعتبار بتلائیں نظر بر آں شاہ عبدالعزیز صاحب
کا اظہار قلمبند کیا جاتا ہے تحفہ کے باب مکائد میں فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ در مسائل بسیار از امام جعفر صادق
علیہ السلام اختلاف کرد کیوں مرزا صاحب ہرگاہ بقول سامی کبیہ محدثین روایات ائمہ سے خالی ہیں اور بہ
تسلیم شاہ صاحبان حضرت امیر مسائل میں غلطیاں کر کے خلاف قرآن راہ چلتے تھے اور کسی فن میں فنون شرعیہ
سے اُنکے اقوال پر اعتماد و وثوق نہیں ہوا اور کوئی مسئلہ عند السنیہ اُن کے کلام سے ماخوذ نہیں اور امام ابو حنیفہ
صاحب اُنکے مخالف بہت سے مسائل میں حکم دیتے تھے تو آپکے شاہ صاحب وسیلۃ النجاۃ میں کہنے کا کیا حق رکھتے ہیں
کہ مذہب اہلسنت عین مذہب اہلبیت ہے۔ بحمد اللہ مرزا صاحب نے اہل سنت کے لئے جو معیار حقیت محبت
اہلبیت کو قرار دیا تھا وہ خود اُن کے تسلیم اور اقوال سابقین سے غیر صحیح ثابت ہوئی در باب اہلبیت اہلسنت

کی سوء عقیدت اور بے ادبیوں کا حال حقیر نے رسالہ تفریح دلپذیر میں بیان کر دیا ہے جسکو شوق ہو صفحہ (۹۵) سے تا صفحہ (۱۰۶) ملاحظہ فرمائے عجیب عجیب مضامین حیرت انگیز و حسرت خیز ہوں گے بالآخر نتیجہ تنقیح یہ نکلا کہ مذہب اہل سنت تابع اہل بیت نہیں بلکہ اُس کے مخالف ہے۔

تنقیح دوم آیۂ والسابقون الاولون میں بوجہ ہجرت ابوبکر کی تعریف ہے۔ یا کہ آیت کا کچھ اور مطلب ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ خالصتاً لوجہ اللہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کناں ہوئے اور راہ خدا میں جہاد کر کے کفار کو مارا یا خود زخم کہائے اور شہید ہوئے اُن کے مدارج عالیہ کا کوئی حد و پایان نہیں ہم شیعہ اُن حضرات کو جو کہ اِن صفات سے متصف تھے انتہا درجہ کا مقبول باری جانتے ہیں اور انکی محبت کو باعث خوشنودی خدا و رسول سمجھتے ہیں اہل سنت کے علماء جو بہ نظر نفرت دہی شیعہ اپنے جہلاء کو یہ سبق پڑھاتے ہیں کہ امامیہ طریقہ کے آدمی مہاجر و انصار و دیگر صحابہ اخیار کو بُرا جانتے ہیں یہ سراسر دہوکہ و فریب ہے ہم اُن اصحاب کو جنہوں نے متابعت حکم رسول سے اجراء دین میں کوشش کی اہلبیت نبوی کو اپنا ہادی و پیشوا و سردار جانا و عاقبت بخیر یاد کر کے اُن کے حق میں رضی اللہ عنہ کہتے ہیں البتہ جن لوگوں نے جہاد سے روگردانی کر کے نبی کو زغہ کفار میں تنہا چھوڑ کر راہ گریز اختیار کی اور بروز احد اسلام سے پھر جانیکا ارادہ کیا شکوک بہ نبوت ہوئے نہ کبھی لڑائی میں پہنچے اور نہ مارا قریب وفات احکام سرور کائنات کی تعمیل نہیں کی۔ اور اہلبیت سے بے ادبی کی اُنکے بارہ میں ہم وہ ہی کہتے ہیں جسکو عاقلان خوب سمجھ سکتے ہیں بالجملہ آیۂ شریفہ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار میں صرف ہجرت ممدوح نہیں ہے جس کے اعتبار پر مرزا صاحب ناز کناں ہو کر مصداق آیت حضرت ابوبکر کو ٹھیرا رہے ہیں دیکھو اردو میں ان الفاظ مبارک کا یہ ترجمہ ہے مہاجرین و انصار سے جو لوگ کہ سابق ہیں اگر اسجگہ سبقت الی الہجرت مراد ہوتی تو لفظ انصار کو نہ بیان کیا جاتا کیونکہ ہجرت مکہ والوں سے متعلق ہے اور نصرت مدینہ کے لوگوں سے اگر سبقت الی الہجرت سمجھی جائے تو انصار نے ہجرت کہاں کی ہے وہ تو کسی طرح مہاجر ہو ہی نہیں سکتے پس اسجگہ والسابقون اُن لوگوں سے مراد ہو سکتی ہے جنہوں نے مہاجر و انصار وغیرہ سے اول سبقت بہ ایمان کی ہے دیکھو دوسری جگہ خدا بلا قید ہجرت و نصرت اسطرح فرماتا ہے السابقون

السابقون اولئک ہم المقربون یعنی جو لوگ کہ طبقۂ اولین میں اول ہیں وہ مقربان جناب باری
ہیں یا یہ کہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ یعنی جن آدمیوں نے نیکی کی طرف سبقت کی پس ان
تمام آیات میں جس جگہ لفظ سابق آیا ہے وہاں مراد سبقت بہ اسلام و ایمان و حسنات اعمال
صالحہ و خیرات و غیرہا سے ہے نہ کہ تنہا ہجرت کرنے سے ہر چند کہ مہاجرت فی سبیل اللہ اعلیٰ درجہ
رکھتی ہے مگر ہر اُس شخص کے لئے جس نے بوریا بندھنا لیکر بہ طمع دنیا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا
رخ کیا کوئی فائدہ نہیں دے سکتی رسالہ دُرِ بے بہا میں بروایت اہل سنت حقیر نے ثابت
کر دیا ہے کہ انہوں نے عروج اسلام کی خبر سنکر ثلاثہ نے بہ طمع ملک و دولت ہجرت کی
تھی دیکھا اگر مجرد ہجرت ممدوح و مقبول ہوتی تو جناب احدیت قرآن میں اُس کی مذمت بایں
الفاظ نہ فرماتا ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارہم بطراً و رئاء الناس یعنی اے مہاجرین
بتفخر کنان و ریا دے ترک وطن نہ کرو اس آیت سے ثابت ہوا جو ہجرت کہ پسندیدہ خدا ہے اُس
کی شرائط یہ ہیں الذین آمنوا و ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم
درجۃ عند اللہ اولئک ہم الفائزون دفتر خداوندی سے رستگاری کا پایہ اُس
مہاجر کو مل سکتا ہے جس میں صفات ذیل ہوں اول ایمان دوم ہجرت سوم جہاد چہارم بذل اموال
براہ خدا پنجم احیائے دین میں اپنے نفوس کو معرض ہلاکت میں ڈالنا جنمیں تمام شرائط مجتمع ہوں
گے وہ سچے ایماندار سمجھے جائیں گے ورنہ کچھ بھی نہیں اتفاقات وقتی سے حضرت ثلثہ ان جملہ صفات
سے ایک صفت کی بھی حامل نہ تھے سب سے اول آیت بالا میں ایمان ہے اور یہ بھی امر ما بین سنی و
شیعہ سبقت تک معرض نزاع میں چلا آتا ہے سنی صاحب اُن بزرگواروں کو کامل الایمان
بتلاتے ہیں اور شیعہ بخلاف اُن کے منجانب شیعہ سوائے کتب قدیمہ کے ایک رسالہ بہ ثبوت نفاق
شیخین بحکم صحیحین جناب مستطاب معلی القاب السید مفتی محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ کنتوری نے بمقابلہ
جناب مولوی رشید الدین خانصاحب شاگرد رشید شاہ عبد العزیز دہلوی کے لکھا ہے۔ اگر حضرات
ثلاثہ کے ثبوت ایمان میں اہل سنت کے پاس کوئی دلیل قطعی ہوتی تو ضرور اُسکا جواب حوالہ قلم

فرمانے۔ حقیر نے رسالہ بجادیہ میں مسلم و بخاری و دیگر کتب معتبرہ سے بوجوہ کامل یہ بات دکھلادی
ہے کہ شیخین مسلمانوں میں اعلیٰ درجہ کے منافق تھے اور تادم حیات عیب نفاق اُن کی ذات بابرکات
سے نہ گیا۔ بلا آخراے بخاری میں دونوں صاحبوں نے تضاد کی افسوس ہے کہ اہل سنت مجھ ایسے
جاہل کی بات کا جواب بھی نہ دے سکے سنی صاحبان کا ثلاثہ کے ثبوت ایمان میں قلم نہ اٹھانا
بالکل اسباب کا یقین دلانے والا ہے کہ وہ بزرگوار منافقوں کے جد امجد تھے دوم ہجرت
بوجہ مہاجر اول ہونے کے حضرت ابوبکر کی بڑی تعریف کی جاتی ہے صاحبان شعور غور فرمائیں
کہ جس شخص کا ایمان ہی صحیح نہیں اور جس کے سر پر نفاق کا ابر سیاہ پرتو فگن ہے اُسنے اگر پرانا
کمبل بغل میں دبا کر مکہ سے مدینہ کو ہجرت بھی کی تو کیا فائدہ ہوا اس موقع پر یہ دیکھنا مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اس پہلے مہاجر نے سفر اول میں جو کہ نہایت پر خطر تھا کیا خدمت کی اور حق رفاقت
کو کس خوبصورتی سے ادا کیا حقیر نے آیۂ غار کی بحث میں ایک جداگانہ طولانی رسالہ لکھا ہے
اس میں تمام حقیقت کو بیان کر دیا ہے۔ یہاں بطور مختصر ایک واقعہ غار سے نکلنے کے بعد جو پیش
آیا بیان کرتا ہوں۔ شیخ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب باسناد بخاری لکھتے ہیں (از ابوبکر
مرویست کہ گفت چوں سراقہ بما نزدیک شد) سراقہ بن مالک بن جعشم وہ جاسوس قریش ہے جو کہ
بہ نیت ایذا رسانی آنحضرت کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ گفتم یا رسول اللہ اینک طالب ما آمد و بما نزدیک
رسید فرمود اے صدیق لا تخف ان اللہ معنا پس سراقہ چناں نزدیک شد کہ میان ما و او مقدار
یک نیزہ و یا دو نیزہ بیش نماند باز گفتم یا رسول اللہ اینک طالب و دشمن ما را دریافت و در گریستم
آنحضرت فرمود چرا گریہ میکنی گفتم یا رسول اللہ برائے خود نمی گریم بلکہ بجہت تو میگریم پس آنحضرت
بجانب سراقہ متوجہ شدند و نگاہے کردند و گفتند اللہم اکفہ بما شئت ہر چہار پائے اسپ سراقہ
بزانو فرو رفتند بزمین انتہی۔ اہل ایمان نگاہ انصاف سے دیکھیں کہ جناب صدیق نے قبل اس
واقعہ کے غار میں بھی بکار شدید کرکے آنحضرت کو مشوش کیا تھا۔ اب دوبارہ وہی راہ گریہ اختیار
کی۔ اگر ہجرت برائے نصرت کی تھی تو فوراً سراقہ کے سامنے تیغ بدست ہو کر مقابلہ کرتے مرتے

یا مرتے بہر طور سید ہے بیکنٹھ چلے جاتے ایسا رفیق جسکو سوائے رونے کے کوئی دوسرا کام نہ تھا گو
مرزا صاحب کے نزدیک بھی ممدوح نہ ہو دشمن کے سامنے گڑ گڑا کر رونا گویا اظہار نامردی کی گو
قوت دیدیا ہے جسوقت سراقہ نے دیکھا ہوگا کہ محمد کا ساتھی دانت نکالکر جوئے اشک میں ڈوب
گیا اُسکا دل اور بڑھ گیا ہوگا - بس یہ مخالف اسلام کی تقویت بڑھانے والے تھے نہ کہ شوکت دین
بڑھانے والے امر سوم سند رجعۂ آیۂ جہاد ہے اور وہ مقید بہ مال و نفس کیا گیا ہے جن لوگوں
نے تفاسیر قرآن کو دیکھا ہے وہ آیۂ نجوے کے واقعہ کو پیش نظر فرماکر کہہ سکتے ہیں کہ ان لوگوں
نے کبھی ایک پائی بھی راہ خدا میں خرچ نہیں کی فقراء مہاجرین میں ان کا شمار ہے حضرت
ابوبکر گزی گاڑھا بیچکر اپنی اوقات بسر کرتے تھے اور عمر صاحب لوگوں کے اونٹ چرایا کرتے تھے
اسلام میں انکو بیٹیوں کی بدولت عزت مل گئی تھی ادہر عائشہ و حفصہ نے محافۂ عروسی میں قدم
رکھا اُدہر دونوں کا اقبال چمک گیا یہ بزرگوار شکم کی جھریاں جو کہ متواتر فاقہ کشی سے پڑ گئی
تھیں سیدھے کرنے کے لئے مسلمان ہوئے تھے یا روپیہ پیسہ خرچ کرنے کے واسطے آیۂ نجوے
پر سوائے حضرت امیر کے ثلاثہ میں سے ایک نے عمل نہیں کیا جن حضرات نے بخوف تصدق
نبیؐ سے ترک کلام کردیا تھا وہ راہ خدا میں خزانہ کے صندوق کیونکر کھول سکتے تھے حضرت
عمر نے جناب باری سے التجا کی ہے کہ خدایا میں مجھ میں تین عیب ہیں اُنکو دفع کردے وہ
عیوب ثلاثہ یہ ہیں اول شدید القلب دوم ضعیف الایمان سوم ابخل الناس رسالۂ دربہا
مولفۂ جعفر دیکھو تینوں باتوں کی حقیقت انشاء اللہ واضح ہو جائے گی جو شخص کہ اپنے بخل
کا خود اظہار کرے وہ راہ خدا میں کیا خرچ کرسکتا ہے اس جگہ حضرت امیر و خاندان نبوت
کی سخاوت کو ناظرین پیش نظر رکھیں - امر چہارم سند رجعۂ آیۂ نفس ہے اس سے مراد یہ ہے کہ
نفوس کفار کو صدمہ پہنچائے یا خود راہ خدا میں مرجائے خلفا دنے شریک جماعت مجاہدین
ہوکر جو داد جوانمردی دی ہے اُس کے اظہار کرنے کی مجکو کوئی ضرورت نہیں ہے - جن لوگوں
نے تواریخ اسلام میں واقعات جہاد کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ بدر و احد

وغیرہ حنین وغیرہ میں نہ انھوں نے کسی کو مارا نہ کبھی ہتھیار کھایا نتیجہ صحیح وسالم میدان جنگ سے
واپس ہوتے رہے تھا شرکت جہاد مفید نہیں ہو سکتی تعریف یہ ہے کہ زخم کھائے یا لگائے
تنبیہ۔ حضرت علی کے ہمراہ رکاب جو خدمت اسلام معرض ظہور میں آئی ہے اُس کو نظر
انداز فرمانا چاہئے۔ الحق ابتداء اسلام میں جو کام نمایاں شمشیر حیدری نے کئے ہیں وہ بالکل
اسباب کا یقین دلانے والے ہیں کہ بنیاد اسلام اول اول یہ بہادر سپاہی ابن عم نبی علی نے
قایم کردیا تھا کہ پھر کسیکو سر اٹھانے کا موقعہ نہ ملا شیخین نے اسلام کی چلتی ہوئی چکی کو بخیال
توسیع سلطنت و ازدیادی حدود ممالک بہ امداد خزانہ و سپاہ گھومایا اور علیؑ نے اوسا کی معدوم
وبے وجود چیز کو اپنے زور بازو سے قایم فرمایا عقلاً و انصافاً قابل مدح وہی شخص سمجھا گیا ہے جو کہ
کسی چیز کا موجب ہوتا ہے دیکھو عمرابن عبدود کے قتل کرنے پر روز جنگ خندق باتفاق
امت آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ضربت علی یوم الخندق افضل عن اعمال امتی الی یوم القیمۃ
بابہ ضرب حیدری نے جمیع امت محمدی کے اعمال حسنہ پر اسی جہت سے فوق پایا کہ وہ ضرب بنیاد اسلام
کی مضبوط کرنے والی تھی۔ تمام آیہ وافی ہدایہ الذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا الی آخرہ موصوفہ بالا
کے مصداق حضرت امیر علیہ السلام ہیں نہ کہ شیخین کیونکہ اُن کا خالص الایمان ہونا محض خوشنودی
خدا کے لئے ہجرت کرنا جہادوں میں داد جواں مردی دینا ہنوز معرض بحث میں ہے اور شاہ
عبدالعزیز صاحب نے جو وسیلۃ النجاۃ میں آیہ و السابقون الاولون من المہاجرین والانصار
سے بوجہ ہجرت ابوبکر صاحب کے لئے ایک پہلوئے تعریف نکالا تھا وہ حقیر نے دو وجہ اول الذکر
سے باطل کرکے ناظرین با تمکین کو دکھلادیا۔ وجہ اول یہ ہے کہ آیت میں مسبوق بہ ہجرت داخل
نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کی تعریف خدا فرماتا ہے جو کہ سابق الایمان ہیں۔ وجہ دوم بفرض محال
اگر آیۂ موصوفہ بالا شہ بہ تعریف ہجرت بھی جاوے تب بھی حضرت ابوبکر کو کوئی فائدہ نہیں
پہنچ سکتا کیونکہ اُن کی ہجرت بالتباع کا نہیں تھی نیز تکمیل ہجرت کے لئے جو شرائط قرآن میں
مندرج ہیں اُن میں خلیفہ صاحب کا کوئی حق و حصہ نہ تھا ہرچند کہ حضرت امیر علیہ السلام

کا سابق الایمان ہونا جمیع اہل اسلام کو تسلیم ہے مگر دل چاہتا ہے کہ کتب اہل سنت سے بھی اُس کے
شواہد پیش کردوں تاکہ مرزا صاحب کا پورا اطمینان ہو جائے ابن حجر مکی جو کہ معتمد ترین
علمائے سنیہ سے ہیں صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال السبق ثلاث فالسابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی عیسیٰ
صاحب یٰسین وھو حبیب النجار والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب وھو افضلھم
یہ بات فضل ابن روزبہان نے ابطال الباطل میں بیان کی ہے عبارت یہ ہے سباق الامم
ثلاثۃ مومن آل فرعون وحبیب النجار وعلی ابن ابیطالب وہو افضلہم۔ خلاصہ ہر دو روایات
مظہرہ ابن حجر و ابن روزبہان یہ ہے کہ سابق الایمان تین شخص ہیں یوشع بعہد موسیٰ اور
حبیب النجار بوقت عیسیٰ اور علی علیہ السلام بزمانہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ اُن دونوں
سے افضل ہیں (یعنی یوشع وحبیب النجار) سوائے ازیں حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں
اور فخر رازی نے تفسیر کبیر میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند
میں اور ابن شیرویہ نے کتاب الفردوس میں مضمون بالا کو تحریر فرمایا ہے۔ تبرکاً تفسیر کبیر کی
عبارت پیش کرتا ہوں والصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار ومومن آل فرعون حیث قال اتقتلون
رجل یقول ربی اللہ والثالث علی ابن ابیطالب وہو افضلہم۔ علاوہ بریں طبرانی نے لکھا ہے
عن سلمان و ابوذر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی ان ھذا
اول آمن وھو اول یصافحنی یوم القیامۃ وھذا صدیق اکبر وفاروق
ھذہ الامۃ یفرق بین الحق والباطل وھذا یعسوب الدین خلاصہ بروایت
سلمان و ابوذر رضی اللہ عنہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اول مجھ پر علی
ایمان لائے اور بروز قیامت وہ ہی سب سے پہلا مجھ سے مصافحہ کریں گے اور صدیق اکبر و
فاروق امت ویعسوب الدین بھی وہی ہیں جناب مولوی مہدی علی خان صاحب بہادر
محسن الملک آیات بینات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مرتضوی نے فرمایا ہے انا صدیق

اکیوں یقول بعدی الاکذاب ان روایات سے چند نتیجہ بر آمد ہوئے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقرہ (اول آمن مندرجہ طبرانی سے حضرت امیر علیہ السلام کا سابق
الایمان ہونا دوم جناب امیرؑ کا بشہادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جس سے بالا
تر کوئی شہادت نہیں ہو سکتی صدیق اکبر وفاروق اعظم ویعسوب الدین ہونا۔ سوم جب
تسلیم محسن الملک صاحب حضرت امیر علیہ السلام کا اپنی ذات اقدس کو صدیق اکبر فرمانا اور
سوائے اپنے مدعی صدیقیت کو کاذب بتلانا۔ اس بحث صدیق کو حقیر نے رسالہ سجادیہ
میں نہایت شرح کے ساتھ لکھدیا ہے جو صاحب ملاحظہ فرمائیں گے۔ انشاء اللہ لطف اٹھائیں گے

عذر

حقیر نے رسالۂ ہذا کے ابتدائی صفحات میں عرض کیا ہے کہ خلافت شیخین کے صفحہ (۹۰) تک کا جواب دیا جائے گا کیونکہ انہیں صفحات تک انھوں نے حضرات شیخین کی خلافت کو ثابت کیا ہے مگر اب گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ صفحہ ۶۳ تک جواب ضروری ہے مابقی اوراق میں مرزا صاحب نے وہی مضامین دہرائے ہیں۔ جنکو پہلے لکھ چکے ہیں نیز اب دیکھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب اہل سنت کی نظر سے بھی گرے ہوئے ہیں جب سے انھوں نے جناب امام حسین علیہ السلام کا معرکہ جدال سے قسطنطنیہ چلا آنا لکھا ہے اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ اخباری دنیا میں اُن پر بہت لے دے طعن وتشنیع ہو رہی ہے پس جو شخص اپنی جماعت میں خفیف ہو کر ہلکی نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے اُس کا زیادہ پیچھا دبانا فعل لغو ہے میں امید کرتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب تحریر حقہ سے سبق لیکر انشاء اللہ برسر راستی آجائیں گے وما توفیق الا باللہ۔

عرض ضروری

مرزا حیرت صاحب اپنے رسالۂ خلافت شیخین کے صفحہ آخر سطرہ ۱ پر رقم زن ہوئے ہیں
(جدید تعلیم یافتہ شیعی نوجوان سے بہت بڑی امید ہے کہ وہ انصاف سے دیکھ کے کچھ فائدہ

اس کتاب سے حاصل کریں گے دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ نوخیز شیعہ سنی ہو جائیں
گے میں بحت افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ جدید تعلیم یافتہ اطفال شیعہ حسب مراد مرزا صاحب اُن
کی تحریر سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے گو کہ فی زمانہ وہ علم جس سے مسلمان اپنی کتب دینیہ کو
دیکھ سکیں - ہندوستان سے عرب و عجم اپنے اصلی مسکن کو لوٹ جانے کے لئے جہاز پر سوار ہو کر
دو چار بندر طے کر چکا ہے - مگر تاہم اطفال شیعہ ابتدائے زمانہ شعور سے حضرات شیخین و شاہیم
کی وہ تمام تر عنایت و مہربانی جو کہ غایت ایمان سے انھوں نے بحق اہل بیت نبوی مبذول فرمائی
تھی اپنے بزرگوں کی زبانی علی التفصیل سن چکے ہیں اور رسائل اُردو میں اُن تمام واقعات
کو خود بھی دیکھ لیا ہے لہذا ممکن نہیں کہ اپر مرزا صاحب کی جودت طبیعت کوئی خاص
اثر ڈال سکے ہاں نورسان حدیقہ سنیت و تازہ نہالان اہل جماعت جن پر بحکم مذہب کتب
شیعہ کا معائنہ اور تنازعات صحابہ پر غور کرنا اور حالات شہادت حسنین علیہم السلام کا
سننا اور بیان کرنا بقول امام غزالی و دیگر علماء حرام تجویز ہوا ہے وہ ضرور مستفید و
روشن چشم ہو کر اہل بیت نبوی کو ایسا ہی سمجھیں گے جیسا کہ حضرات خلفاء نے حسب تصریح
رسالہ ہذا سمجھا تھا مرزا صاحب کا مطلب بہر حال حاصل ہے مضمون کتاب موثر ہو - عام
ازیں کہ اُسکا اثر کسی پر پڑے اپنے فرقہ کے خامکار بچوں کا سنبھالنا یہ بھی خالی از ثواب
نہیں ہے - ہندوستانی اہل سنت جو دریں ولا شاخ سنت سے برگ خزان دیدہ
پتا توڑ ہو کر شیعہ سے مصافحہ کرتے ہیں عجب نہیں کہ اُن کی جادو بھری تقریر دیکھ کر کچھ
دنوں گرفتار دام سنیت رہیں - لیکن مجکو کم امید ہے کہ مرزا صاحب کی تحریر کوئی نتیجہ دے
سکے کیونکہ حق طلب جب معروضہ حقیر پر نظر ڈالے گا اگر کھلم کھلا نہیں تو دل میں حضرات
خلفاء سے بالضرور کبیدہ ہو جائے گا - مرزا صاحب اگر اُن اجوبہ تحفہ و منتہی الکلام وغیرہ
سے کسی کا جواب لکھتے جن کی طرف علمائے اہل سنت نے توجہ نہیں فرمائی تو بہ نظر سنی
و شیعہ بڑی عزت پاتے - مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی حیدر علی صاحب و مولوی محمد

قاسم صاحب نانوتوی و محسن الملک صاحب وغیرہ نے کتابیں لکھ کر بڑی کوشش اور جان
کاہی سے اپنے ہم مذہبوں کو ایک قلعہ میں گھیر کر بلدۂ شیعہ کی سیر و سیاحت سے نظر بند کرنا
چاہا تھا۔ مگر تنزیہ و عبقات الانوار و استقصاء الافحام و تشیید المطاعن و بوارق خدو الفقار
و جواہر عبقریہ و صمصام و سیف صارم و تحفتہ الاشعریہ و رمی الجمرات وغیرہا سے گولہ
اندازان چابکدست نے ایسا گولہ برسایا کہ اُس بالو کے قلعہ کو ایک حملہ میں گرا دیا قلعہ
کے مسمار اور رویہ زمین ہونے سے مقیمان سلسلۂ کلام ہاتھ پیر چھوڑ کر بطرز اول بلادِ
شیعہ میں داخل ہونے لگے۔ ہم مکرر مودبانہ مرزا صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ شیعہ کی
کسی کتاب کا جسکو آپ سہل سمجھیں جواب لکھیں ان ذیلیات سے کوئی کام نہیں چل سکتا آپ
نے نئی روشنی کے پرتوے پرانی چرغدان پر ایک نیا چراغ ٹمٹمایا تھا جسکو ہمارے صمصر
کلام نے بالکل خاموش کر دیا۔

تمام شد

ضمیمہ متعلق صفحہ (۱۴۲) سطر اوّل

(باعث حجاب ہوگا) ان الفاظ کے آگے مندرجہ ذیل عبارت پڑھیے۔

مرزا صاحب کا اس بے سر و پا و دم بریدہ مضمون لکھنے سے ظاہرا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کی نظر میں ان کو کوئی خاص وقار مل جائے اور مناظرین سنیہ کے آرام کمرہ میں ایک کرسی کی جگہ ہاتھ آجائے تاکہ بارگاہ شیخین سے بصلہ امداد شاہ صاحب وحید علی صاحب مولف منتہی الکلام و محسن الملک صاحب مصنف آیات بینات وغیرہ وہ بھی علمائے محققین میں معدود ہو کر مورد الطاف فرقۂ سنیہ ہو جائیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے اون بزرگواروں کی تشئید خلافت میں رسالہ لکھا ہے۔ جو کہ بہ جرم بدعات واحداث بہ امر و نہیات حوض کوثر پر جانے سے روک دئے جائیں گے (اسکا ذکر مفصل آگے آئیگا) جو بحکم آقا و غلام بحکم آیۂ کل الناس یوم ندعو باماہم بروز قیامت ایک درجہ میں ہوں گے لہذا مرزا حیرت جناب شیخین واشباہہم کا دامن دولت بیٹھائے ہوئے جبکہ وارد کوثر ہوں گے تو انہیں فرشتوں کے حوالہ کئے جائیں گے جن کی سپردگی میں اون کے امام ہوں گے بہ مثل اماماں خود کوثر کی طرف ایک قدم نہ بڑھا سکیں گے فرشتگان غلاظ و شداد کی ہیبت ناک صورت دیکھ کر اُن کے اعتقاد کی بائیسکل کا سٹانا اور فراٹا اس جگہ کچھ کام نہ دے گا اگر مرزا صاحب اُس بزرگ کی تائید خلافت میں کوئی مضمون حوالہ قلم فرماتے جو کہ حوض کوثر پر کھڑا ہوا اپنے موالیان و تابعان کو جام سرد و شیریں بھر بھر کر پلائیگا تو اس روک ٹوک کا قوی یقین ہوتا تعجب ہے اہل اسلام کی ایمانداری پر کہ جناب امیر کی خلافت کو خارج از قرآن بتلائیں اور باایں ہمہ کوثر کو بلا شرکت غیرے اپنا مملوکہ و مقبوضہ تصور کریں خیر مارا چہ ازیں قصہ او داند و کار او داند مگر ہمکو اس چودھویں صدی کے محقق و مورخ سے یہ بڑی شکایت ہے کہ جس طرح صدر کلام میں دعویٰ کیا تھا کہ قرآن مجید نے خلافت کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا شیعہ نے بزور علم آیات قرآن

سے استنباط حکم خلافت کیا ہے لہذا حسب داب مناظرہ لازم تھا کہ اُن آیات کو بہ تفصیل
لکھتے اور پھر وہ دلائل شیعہ جوالٹے قلم فرماتے جنکو زبردستی گلوگیر آیات کیا گیا
ہے بیاں جدا اپنی قوت دماغی سے اُسکا رد زیب قلم فرماتے تاکہ دیکھنے والے امتیاز
کرتے کہ جو آیات عندالشیعہ مثبت خلافت ہیں وہ مرزا صاحب کے
نزدیک بایں وجوہ ناقابل احتجاج ہیں مرزا یا اُن کے ہم مذہب جب فہرست
آیات غیر متعلقہ پیش فرمائیں گے فوراً جواب پائیں گے جنگ
روم و روس کے تاریخوار واقعات لکھنا جیسا کہ
مرزا صاحب نے لکھا ہے اور چیز ہے اور معاملات
مذہب میں قلم فرسا ہونا دوسری بات ہے دینیات
میں قلم اٹھانا بچوں کا کھیل نہیں یہ بڑا معرکۃ
الآراء اور شریف فن ہے جن لوگوں
نے سوائے ناول نویسی کے کوئی
دوسری بات نہیں کی وہ
مذہبی ریفارمر بنکر
اہل تصنیف کی مسند
کا گوشہ دبانا
چاہتے ہیں۔



سالک مسلک مہذبین مقبول بارگاہ لم یزلی جناب حکیم السید افتخار علی صاحب دامت
فیوضہم نے بکمال متانت و ذہانت اور تحمل و وقار کیساتھ تحریر فرمائی ہے حتی المقدور
صبر و شکیبائی کو باتباع آئمہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھ سے نہیں دیا
گو صاحب اظہار الہدی نے جناب فاطمہؑ زہرا دختر رسول خدا صلعم کو معاذ اللہ کافرہ تک
لکھا ہے اور جناب امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ صلواۃ اللہ وسلامہ کے کشف
و کرامات و معجزات کو جوگیوں اور اتیتوں کا فعل قرار دیا ہے اور امام باڑوں و مساجد
شیعیان علیؑ کو متھرا اور ہندرابن کے مندر اور چنڈو بازوں کا چنڈو خانہ لکھا ہے
بنا بران بعض مواقع پر بقول آنکہ کلوخ انداز را پاداش سنگ است بدین خیال کہ
حضرت خانصاحب عجز پر محمول نفرمائیں جواب ترکی بہ ترکی دیا ہے تاکہ یہ مقولہ بھی
صادق آجائے۔ اے ترک من منادکہ ترکی تمام شد۔ یہ کتاب لائیتی کاغذ پر بکمال
صحت و صفائی سے چھاپی گئی ہے۔ اس کتاب میں کتب متقدمین فریقین سے
جابجا حوالے دیئے گئے ہیں بتحقیق انیق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا
جن صاحبوں کو مناظرہ کی کتابوں کا شوق ہے۔ اُن صاحبوں کی بصیرت اور آگاہی کے
واسطے نہایت ہی عمدہ اور بےنظیر دستور العمل ہے۔ غرضیکہ یہ کتاب قابل دید ہے جو
منصف مزاج ملاحظہ فرمائینگے۔ خود بخود داد انصاف دینگے۔ بقول الحکمۃ حاجت
مشاطہ نیست روئے دلارام را۔ قیمت ۱۲ ار ؁

تحفۂ جعفری

} یہ مثنوی تالیفات سے جناب حاجی الحرمین الشریفین مرزا حاجی حسن علی
صاحب لکھنوی کی ہے۔ اس کتاب میں اول حال پیدائش نور
چہاردہ معصوم علیہم السلام پھر حضرت علی علیہ السلام کا مردہ کو زندہ کرنا۔ بعد ازاں
قصۂ قاضی کہ بھاوج سے ارادۂ زنا کیا۔ پھر عورت کا سنگسار ہو کر ویرانی کے
پاس جانا۔ وہاں سے بظلم غلام نکلکر پھر اسکو سولی سے بچانا۔ سولی سے اترکر اس محسن کُش

کا اس زن عفیفہ کو سوداگروں کے ہاتھ فروخت کرنا۔ پھر جہاز کا تباہ ہونا اور زن پارسا
کا ایک جزیرہ میں مع بعض جزو جہاز کے پہنچنا اور بادشاہ وقت اور قاضی مذکور اور
اسکے شوہر کا گناہ بخشوانیکے واسطے اس عورت کے پاس آنا۔ پس ازاں قصہ لہار کہ
قحط سالی میں ایک زن پارسا سے ارادہ زنا کیا اور حکایت زن پارسا وغیرہ مع
حکایت اکبر و دیندار کے عضو تناسل کاٹنے کی و حکایت کفن دزدکی اور ذکر عورات
گنہگار و ثواب نماز گذاران و عذاب بے نمازان و عذاب عدم ادائے زکوٰۃ و حکایت
مرد ادا کنندہ زکوٰۃ کی اور مذمت جھوٹ بولنے و غیبت و ایذائے مومن و عذاب
سخن چینی و عذاب زنا و عذاب لواطہ و حسن پرستی و عذاب حقہ و عذاب گانے بجانیکا۔ عذاب
شراب پینے کا۔ عذاب بھنگ پینے کا۔ عذاب شطرنج کا [illegible] حشیشہ۔ قصہ حضرت یحییٰ علی نبینا علیہ السلام
کا خوف خدا سے رونا۔ ثواب عقد شادی حق شوہر بر زوجہ۔ حق زوجہ بر شوہر وغیرہ وغیرہ
مضامین سے یہ کتاب مملو ہے نہایت عمدہ فصیح نظم ہے جو ہر ایک شخص کا دل اسکے پڑھنے کو اور مضامین
عالیہ پڑھکر حظ اٹھانیکو چاہتا ہے پہلے یہ کتاب لکھنؤ میں چھپی تھی۔ اکثر دینی مخلصین
غربا مومنین نے بعد الحاح مجھ سے ارشاد کیا کہ للہ اسکو چھاپیئے اور ہم غریبوں کو
فائدہ پہنچایئے۔ چنانچہ برطبق ارشاد برادران ایمانی نہایت عمدہ طور پر کمال صحت
احتیاط سے چھاپی گئی ہے اور قیمت صرف ۳/ ہے

خلاصۃ المصائب } یہ کتاب مصائب اہلبیت علیہم السلام میں مشہور و معروف ہے اگرچہ بدفعات
متعدد یہ کتاب چھپ چکی ہے لیکن مطبع یوسفی میں چند نسخ
سابقہ ادعیانہ وغیرہ سے مقابلہ ہو کر کمال صحت اور جانفشانی کیساتھ سفید کاغذ پر چھاپی گئی
ہے مصنف مرحوم نے اس عمدگی اور خوش اسلوبی سے ترتیب دیا ہے اور مضامین جگر خراش
مصائب اہلبیت علیہم السلام کو اس نادر ترکیب سے رقم کیا ہے کہ سامعین کو ہنگام
غش آجاتا ہے اور آنسوؤں کا سلسلہ نہیں تھمتا۔ قیمت فی جلد ۱۲/ ہے